

خطباتِ مشاہیر

جلد سوئم

منبرِ حقانیہ سے

خطباتِ مشاہیر

(جلد سوئم)

ترتیب وتدوین	....	حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ
ضخامت	....	۵۹۴ صفحات
نظرثانی وتخریج	....	مولانا محمد اسلام حقانی/مفتی یاسر نعمانی
کمپوزنگ	....	بابر حنیف
تعداد	....	1100
اشاعتِ اوّل	....	اپریل 2015
برقی رابطے	....	editor_alhaq@yahoo.com
		www.jamiahaqqania.edu.pk

ملنے کے پتے

☆ مؤتمر المصنفین ...... جامعہ دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک
☆ القاسم اکیڈمی ...... جامعہ ابوہریرہ، خالق آباد نوشہرہ
☆ مکتبہ ایوان شریعت ...... جامعہ دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک
☆ کتاب سرائے، اردو بازار لاہور
☆ تحقیقات پبلشرز نوشہرہ
☆ یونیورسٹی بک ایجنسی، خیبر بازار پشاور
☆ مکتبہ محمودیہ، سردار پلازہ، اکوڑہ خٹک (0300-9610409)

فہرست

(۴) شمس العلماء علامہ شمس الحق افغانی صاحبؒ

(۶) حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ

(۱۲) مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحبؒ

(۱۳) مولانا عبدالحنان صاحب (تاجک چھچھ)

(۱۴) مولانا قاضی عبداللطیف صاحبؒ

(۱۵) مولانا مفتی زرولی خان صاحب (جامعہ احسن العلوم کراچی)

(۱۶) حضرت مولانا طارق جمیل صاحب

(۲۷) ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہان پوری

پیش لفظ

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

خطبات مشاہیر کی یہ تیسری جلد بھی دیگر جلدوں کی طرح علمی ،روحانی ،فکری اور نظری نعمتوں کا ایک ایسا خوان یغما ہے جو سلوک وتصوف ،تعلیم وتزکیہ، وعظ وارشاد، شریعت کے اسرار وحکم، نوامیس فطرت کی حقانیت اور رموز علوم و معارف الغرض تکمیل انسانیت کے تمام اہم مراحل تہذیب اخلاق ، تدبیرِ منزل اور سیاستِ مدنیہ سے متعلق انواع واقسام کی نعمتوں سے سجا ہوا ہے۔ تیس نامور علماء، اکابر ومشائخ اور زعماء کے مختلف اور متنوع موضوعات پر ان کے خیالات سے ہمیں رہنمائی ملتی ہے ابتداء چمنستان خطابت کے عندلیب، سحبانِ وقت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے خطاب لاجواب سے ہے جو دارالعلوم حقانیہ کے تاسیس کے چند سال بعد دارالعلوم حقانیہ کے عظیم الشان جلسہ دستار بندی میں ہوئی جس میں آپ نے زندگی کی محبوب موضوع ردقادنیت اور دفاع ختم نبوت پر اپنے مخصوص انداز میں روشنی ڈالی ہے جسے قلمبند کر کے بڑی عرقریزی سے مدون اور مرتب کیا گیا۔ شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری، مولانا عبداللہ درخواستی، مولانا زاہد الحسینی رحمہم اللہ جیسے مرشدین رشد و ہدایت کے ارشادات میں تسکین روح وقلب کا سامان ہے۔ میدان درس وتحقیق کے نابغہ ء روزگار علامہ شمس الحق افغانی، علامہ محمد ادریس کاندھلوی، علامہ محمد یوسف بنوری ، مولانا عبدالحنان تاجک رحمہم اللہ اور مولانا نعمت اللہ صاحب کوہاٹ کے علم وفضل کی جھلکیاں ہم دیکھ سکتے ہیں، سیاستِ اسلامیہ کے شناور اور قوم کی قیادت و رہبری کے جوہر دکھانے والے زعماء مولانا مفتی محمود ،مولانا غلام غوث ہزاروی، مولانا عبیداللہ انور ،مولانا احتشام الحق تھانوی، مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا قاضی عبداللطیف کلاچی رحمہم اللہ وغیرہ کی قائدانہ تجربوں کا نچوڑ، ان کے فرمودات میں

ہماری رہنمائی کا سامان موجود ہے، ان کے علاوہ میدان دعوت وتبلیغ، وکالت وصحافت، جہاد اور قانون وسیاست کے میدانوں کے رجال کار آغا شورش کاشمیری، مولانا کوثر نیازی، سرخپوش رہنما خان عبدالغفار خان، جناب عبدالولی خان، اے کے بروہی، علامہ اقبال کے فرزند ڈاکٹر جاوید اقبال، جناب وسیم سجاد، مولانا محمد احمد لدھیانوی، مولانا طارق جمیل، مولانا مفتی زرولی خان، مولانا مسعود اظہر، مولانا محمد الیاس گھمن، معروف مؤرخ وترجمان دیوبند ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری، الغرض ایک سجا سجایا گلدستہ خطبات مشاہیر کی شکل میں پیش ہے، جو درحقیقت......

ع ہر گلے را رنگ و بوئے دیگرست...... کا مصداق ہے۔

افسوس! اکابرین کی اکثریت ہمیں داغ مفارقت دے چکی ہے، اور آج ہم چراغ رخ زیبا لے کر بھی انہیں ڈھونڈنے نہیں پاسکتے اور بقول شاعر......

خزاں رسید گلستان بہ آں جمال نماند
سماع بلبل شوریدہ رفت و حال نماند
نشانِ لالہء این باغ از کہ می پرسی
برو کہ آنچہ تو دیدی بجز خیال نماند

مگر الحمدللہ ان خطبات کی شکل میں ان شوریدۂ سر خدا مست جانے والے بزرگوں کی سوز وساز اور پیچ وتاب ہمارے لئے مشعل راہ بن سکتی ہے کہ بظاہر بجھنے والے یہ "پرانے چراغ" حقیقی اور لافانی روشنی چھوڑ چکے ہیں۔ والحمدللہ اولاً وآخراً

(مولانا) سمیع الحق
مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک
۵؍مئی ۲۰۱۵ بمطابق ۱۵؍رجب المرجب ۱۴۳۶ھ

خطبات

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

مختصر تعارف:

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری اعلی اللہ درجاتہٖ فی الجنۃ علمی اور مذہبی دنیا کے ممتاز قیمتی مرد مجاہد تھے ان کی محبوب شخصیت نادرۂ روزگار تھی آپ ان اولوالعزم اہل اللہ میں سے ایک تھے جن کی زندگیاں آزادی وطن، غلبۂ اسلام، تحفظ ناموس رسالت کی تبلیغ و دعوت میں بسر ہوئیں شاہ جی کی خداداد قوت بیان، موثر و دلآویز اسلوب خطابت، متنوع مضامین پر الہامی ملکہ گویائی محتاج تعارف نہیں ان کی دل کش، ایمان پرور تلاوت سے اب بھی سننے والوں کے دلوں میں حلاوت محسوس ہو رہی ہے اس عالی مرتبت شعلہ بیان خطیب کی تقریریں عشق رسول کے جذبات سے لبریز ہوتی تھیں خاص کر مدینہ والے کی ختم المرسلینی اور اس کے ناموس پاک کے تحفظ پر مایہ ناز تقریریں شاہ جی کی روحانی غذا بن چکی تھیں محبت رسول اور ختم نبوت کے بارہ میں شاہ جی کا عقیدہ ان کی زبانی سنئے "ختم نبوت کی حفاظت میرا جزء ایمان ہے جو شخص بھی ناموس رسالت ﷺ کی ردا مقدس کو چوری کرے گا "نہیں! چوری کی نیت کریگا" میں اس کے گریبان کی دھجیاں اڑا دونگا اور جو اس مقدس امانت کی طرف انگلی اٹھائے گا میں اس کے ہاتھ کاٹ دوں گا میں میاں رسول ﷺ کے سواء کسی کا نہیں نہ اپنا، نہ پرایا، میں انہی کا ہوں، وہی میرے ہیں، جس کے حسن و جمال کو خود رب کعبہ نے قسمیں کھا کھا کر آراستہ کیا ہو میں ان کے حسن و جمال پر نہ مر مٹوں؟ لعنت ہے ان پر جو ان کا نام تو لیتے ہیں مگر چوروں کی خیرہ چشمی کا تماشا دیکھتے ہیں" ان اوراق میں شاہ جی کی وہ تقریر پیش کی جارہی ہے جو انہوں نے تحفظ ختم نبوت کے موضوع پر دارالعلوم حقانیہ کے فقید المثال جلسہ دستار بندی منعقدہ ۱۵؍شعبان ۱۳۷۱ھ میں فرمائی تھی جو راقم الحروف نے بہ طور یادگار قلم بند کی تھی اب افادہ عام کی خاطر اسے شائع کیا جارہا ہے خداوند کریم اسے شاہ جی کے حق میں باقیات الصالحات بنا دے اور انکی روح پاک پر اپنی رحمت ورأفت کی پیہم و مسلسل بارشیں برسائے آمین۔

(مولانا) شیر علی شاہ
مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نوشہرہ

تکمیل دین

ختم نبوت، امت محمدیہ، مرزائیت اور پاکستان

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا جلسہ دستار بندی حقانیہ میں خطاب

آخری شب نشست یکشنبہ اتوار ۱۶ شعبان ۱۳۷۱ھ ۱۱ مئی ۱۹۵۲ء

ابتدائیہ: حضرت مولانا سید ابوذر معاویہ بخاریؒ

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ اس وقت ملک کی بڑی اور اہم دینی درس گاہ ہے اس کے مہتمم حضرت مولانا عبدالحق مدظلۂ العالی کو اس وقت سے جانتا ہوں جب وہ تقسیم سے کئی سال پہلے علی الاغلب شعبان ۱۳۶۲ھ اگست ۱۹۴۳ء میں ''دارالعلوم دیوبند'' میں استاد بن کر گئے اور غالباً اسی سال نزھال تحصیل کبیر والا کے مشہور علمی شخص جید عالم، شیخ الفنون حضرت مولانا عبدالخالقؒ بانی و سابق مہتمم ''دارالعلوم کبیر والا بھی دیوبند میں معقولات کے خصوصی استاذ کی حیثیت سے رونق افروز تھے اور پورے ملک میں ان کی دھوم مچی ہوئی تھی کہ پنجاب سے ایک بڑا تگڑا، جید اور وجیہ مولوی دیوبند میں آیا ہے جو اول تو بغیر کتاب سامنے رکھے اور یا پھر کتاب بند کر کے بڑی بڑی اور مشہور و مشکل کتب کا دھڑلے سے سبق پڑھاتا ہے مرحوم کا یہ تعارف کئی برس تک غائبانہ ہی رہا حتی کہ بعد از تقسیم جب ہم غریبوں کا ڈیرا ہی ملتان میں آ لگا تو پھر ان کی وفات تک وقفہ وقفہ سے مگر تقریباً مسلسل اور اکثر ملاقات ہوتی رہی اپنے تعلیمی و انتظامی معاملات میں مشورہ کے لئے مجھ فقیر پر بے حد اعتماد کرتے تھے انہی دنوں ''خیر المدارس'' جالندھر کا سالانہ امتحان آیا تو حضرت الاستاذ مولانا خیر محمد جالندھری نور اللہ مرقدہ نے مقامی علماء و اساتذہ کی جگہ باہر سے ممتحن منگوانے کے اپنے معمول کے مطابق دیوبند سے دو علماء کو بلوایا تو ادارہ اہتمام نے ایک تو مشہور مدرس و ممتحن مولانا عبدالشکورؒ کو اور دوسرے ہمارے

مذکور الصدر ممدوح مولانا عبدالحق کو جالندھر بھیج دیا چنانچہ ان کے سامنے امتحان میں بیٹھنے والی مختلف جماعتوں میں تیسرے سال کی کتب والی میری متوسط جماعت بھی شامل تھی مولانا موصوف نے نحو میں ''شرح جامی'' اور منطق میں ''شرح تہذیب'' میں ہمارا بہت ہی نرم امتحان لیا اور بارعایت نمبروں میں پاس کر دیا جبکہ دوسرے سینئر بزرگ مولانا عبدالشکور مرحوم نے اپنی طبیعت و عادت اور مشہور معمول کے مطابق کافی محتاط اور کڑا امتحان لیا اور نسبتاً کم لڑکے ہی صحیح معنی میں کامیاب ہوئے راقم بھی اپنی تمام تر نالائقی و کمزوری کے باوصف بحمد اللہ ''فیل'' ہونے سے بچ گیا تھا پاکستان بننے کے بعد جلد ہی یہ معلوم ہو گیا تھا کہ سرحد والے ہمارے قدیم ممتحن مولانا عبدالحق نے ہی تقسیم سے کچھ عرصہ قبل اکوڑہ خٹک میں ایک مدرسہ قائم کر رکھا تھا جو چل نکلا ہے اور کامیاب ہوتا جا رہا ہے اور روز بروز کافی ترقی پذیر ہے حتیٰ کہ چند ہی برسوں میں نہ صرف وہ پاکستان کے اندر دارالعلوم دیوبند کا ثانی قرار پایا بلکہ دارالعلوم دیوبند ہی کے مایہ ناز مہتمم حضرت مولانا قاری محمد طیب مدظلۂ العالی نے اولاً بذریعہ خط و کتابت اور پھر پاکستان میں اپنی ابتدائی آمد کے بعد ہی تقریر و تحریر دونوں طریق سے مدرسہ حقانیہ کو پاکستان میں دیوبند کا صحیح نمائندہ اور قائم مقام قرار دیکر اس پر اظہار شکر و فخر کیا تھا چنانچہ کچھ ہی دنوں بعد حسب دستور مدرسہ دینیہ حقانیہ کے سالانہ اجتماعات کا سلسلہ شروع ہو گیا اور علماء کے دیرینہ معمول کے مطابق ہی حضرت امیر شریعتؒ کو ان میں مسلسل دعوت شرکت و خطاب ملتی رہی ادھر ملک کے مخصوص مذہبی و سیاسی احوال کے زیر اثر مرزائیت نے پر پرزے نکالے تو باوجود پوری بے سروسامانی اکثریت ماحول کی بے خبری اور جہالت و مخالفت خصوصاً حکومت وقت کی فرنگیانہ ذہنیت ''مکمل مرزآئیت'' نوازی اور معاندتاً و عداوتاً کے مجلس احرار اسلام نے بھی امکانی جواب دہی اور دینی محاذ کی تشکیل و تقویت کے لئے تحریک تحفظ ختم نبوت جاری کر رکھی تھی جس کیلئے اجتماعات پر دور فرنگی کی منحوس و ملعون روایات کے مطابق سراپا ظلم پابندیوں کے باعث مدارس دینیہ کا سٹیج اظہار بیان حق کے لئے ہزار گونہ غنیمت اور مفید و موثر مورچہ ثابت ہوتا رہا چنانچہ پاکستان میں مدرسہ حقانیہ کا غالباً تیسرا سالانہ اجتماع تھا جس میں حسب دستور حضرت امیر شریعتؒ اپنے اسوقت کے چند خاص رفقاء سمیت مدعو تھے مدارس دینیہ کی ضرورت کے مقصد کا بقاء دین سے وابستہ ہونا اور دین کی بقاء کا تحفظ ختم نبوت پر موقوف ہونا اصل موضوع تھا جس پر حضرتؒ نے اپنے چالیس سالہ قدیم و مشہور معمول کی امکانی پابندی کرتے ہوئے باوجود ضعف و زوال پذیر عمر اور انحطاط پذیر صحت کے عشاء، کے بعد سے ڈھلتی رات تک کافی بسط و تفصیل کے ساتھ خطاب عام فرمایا جسے حقانیہ کے مشہور و فعال فاضل مولانا سید شیر علی

شاہ (حال مقیم جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ) نے بڑی توجہ، ہمت اور قابلیت تیز نویسی کے ساتھ قریباً اصل الفاظ میں ہی قلم بند کرلیا اور کچھ مدت بعد مدرسہ کے ادارہ نشر و اشاعت نے اسی تقریر کو اپنے مخصوص سرحدی لسانی ماحول کے مطابق امکانی تصحیح کر کے رسالہ کی صورت میں شائع کردیا جو موضوع کی عظمت اور تقدس و برکت اور خطیب کی شخصیت اور اہمیت و مقبولیت کے باعث بہت جلد ہی ملک بھر میں ہاتھوں ہاتھ لیا گیا اور شاید چند ہی مہینوں میں اس کا دوسرا ایڈیشن بھی اسی طرح شائع ہوکر چند دنوں کے اندر اندر نہ صرف عام مکتبہ جات بلکہ حقانیہ کے مکتبہ اور ذخیرہ نشریات اور محفوظ ریکارڈ تک سے بھی غائب ہوگیا تاہم چار برس پیشتر راقم نے جب حضرت امیر شریعت کے چند بقیۃ السیف تقریری وتحریری برکات شائع کرنے کا نظم بنایا اور اپنے پرانے ذخیرہ کی چھان پھٹک کر کے عرصہ دراز پہلے حاصل کردہ اس تقریر کا کتابی نسخہ بھی نکالا اور اس کے املآ و انشآء اور اس میں درج آیات و احادیث اور عربی و فارسی اور اردو کی دیگر حوالہ نما عبارات میں باقی ماندہ اغلاط کتابت کی درستی کا ارادہ کیا تو عین وقت پر قدرتی موانع پیش آنے کی دیرینہ اتفاق کے مطابق تقریر کا اصل رسالہ اور بہت سے دوسرے مسودات چوری ہوگئے جس سے سخت صدمہ اور غم لاحق ہوا نا چار کئی مہینے کی کشمکش اور نئی جدو جہد اور زبردست تجسس کے بعد پرانے ریکارڈ میں احتیاطاً رکھا ہوا اس کا دوسرا نسخہ اچانک اور نعمت غیر مترقبہ بن کر ہاتھ آگیا جسے امکانی تصحیح، عنوان بندی اور تزئین کے بعد اکوڑہ خٹک والے ایڈیشن کے بعد طبع ثانی اور اپنے ذاتی اہتمام کے ساتھ مکتبہ معاویہ کی طرف سے بالکل نئی اشاعت کے نقطہ نظر کے ساتھ طبع اول کے طور پر شائع کر کے حضرت کی پہلی تقریر کے مقدمہ میں کئے گئے وعدہ کی تکمیل کے فرض سے بہ صد مشکل عہدہ برآ ہو رہا ہوں اب اس کو پسند کرنا اور جذبہ تعاون کے ساتھ بیش از بیش خریداری کے ذریعہ قبول کرنا حضرتؒ کے قدیم و جدید متعلقین و معتقدین کا کام ہے اور اس کی اشاعت میں برکت ڈال کر حضرت کے بقیہ تبرکات کی اشاعت کا راستہ ہموار کرنا محض اللہ تعالیٰ کی مشیت اور ان کے فضل و کرم پر موقوف ہے۔

فباللہ التوفیق و منه الا ستعانة وعلیه التکلان فهو حسبنا و نعم الوکیل و نعم المولیٰ ونعم النصیر والیه ترجع الا مور والسلام علی اهلهٖ

راقم السطور، متمنی وخواستگار تعاون، مخلص وخیر اندیش فقیر ابن امیر شریعت سید ابو معاویہ ابو ذر حسنی قادری بخاری

دارِ معاویہ نمبر ۲۳۲ کوٹ تغلق شاہ ملتان شہر

نصف پنجشنبہ جمعرات ۲۱/ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ ۱۸/ مارچ ۱۹۸۲ء

تکمیل دین

الحمد للّٰه نحمده ونستعينه ونستغفره و نؤمن به ونتوكل عليه ونعوذ باللّٰه من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا من يهده اللّٰه فلا مضّل له ومن يضلله فلا هادى له ۶ و نشهدأن لا إله إلّا اللّٰه وحده لاشريك له ولا نظيرله ولامشير له ونشهد أن سيدنا وسندنا وشفيعنا ومولانا امام الأتقياء وسيد الأنبياء وخاتم الأنبياء امام المتقين و سيد المرسلين وخاتم النبيين باليقين محمداًعبده ورسوله ولانبى بعده ولارسول بعده صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وعلى آلهٖ وصحبهٖ وبارك وسلّم

يا رب صلّ و سلّم دائماً أبداً ‏ ‏ على حبيبك خير الخلق كلهمٖ

محمدٌ سيد الكونين و الثقلين ‏ ‏ والفريقين من عرب ومن عجمٖ

جاء ت لدعوته الأشجار ساجدةً ‏ ‏ تمشى اليه على ساق بلاقدمٖ

وقال حسّان بن ثابتؓ فى مدح النبى المختارﷺ

و أحسن منك لم تر قطّ عينى ‏ ‏ و أجمل منك لم تلد النّساء

خلقت مبّراً من كلّ عيبٍ ‏ ‏ كأنك قد خلقت كما تشآء

أما بعد فأعوذ باللّٰه من الشيطٰن الرجيم بسم اللّٰه الرحمٰن الرحيم

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا لما نزلت هذہ الأية الكريمة قال النبي ﷺ أناخاتم النبيين لانبي بعدي و لارسول بعدي ولاأمة بعدكم صدق الله مولانا العظيم و صدق رسوله النبي الكريم ونحن على ذلك من الشاهدين والشاكرين والحمدلله رب العالمين

خوشا مسجد و مدرسہ خانقا ہے
کہ دروے بود قیل و قال محمدؐ
امیرؔ جمع ہیں احباب درد دل کہہ لے
پھر التفات دلِ دوستان رہے نہ رہے

صدر محترم، بزرگان ملت، برادران عزیز !عام دستور کے مطابق اب جلسہ برخاست ہونے کا وقت ہے، پنجاب کے جلسے عموماً رات کو بارہ بجے ختم ہوجاتے ہیں مگر پٹھانوں کے جلسے نرالے ہیں، اب میری تقریر کی ابتداء ہے۔

حضرت محمد ﷺ آخری نبی اورامت آخری امت ہے

حضرات! میں نے کئی احادیث کے جملوں کو جمع کر کے بیان کر دیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں حضرت محمد ﷺ نہیں ہیں تمہارے باپ بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی خاتم الأنبیاء ہیں اللہ تعالیٰ کے علم ازلی وابدی میں تھا کہ آئندہ زمانہ میں جھوٹے مدعیانِ نبوت آئیں گے، دجالین، کذابین پیدا ہوں گے اس نے اپنے ازلی ابدی کتاب قرآن مجید میں پہلے ہی سے متنبہ فرمایا کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم النبیین ہوں گے آپ کے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں آئے گا اور تم آخری امت ہو تمہارے بعد کوئی امت نہیں آئے گی۔

مسئلہ ختم نبوت کی ترجیح کیوں؟

حضرات ! آج ہماری جماعت مجلس احرار اسلام مسئلہ ختم نبوت میں لگی ہوئی

ہے فتنہ مرزائیت اور قادیانیت کے دجل وفریب اور دسیسہ کاریوں کی دھجیاں اڑانے کے درپے ہوگئی ہے بہت دنوں سے مسئلہ ترجیح میں پھنسا ہوا ہوں ،اس پُر آشوب دور میں ترجیح کے قابل وہ مسئلہ ہے جس پر ہماری جماعت احرار اسلام مصروف عمل ہے میں دینی مدارس، معاہد، دارالعلوموں اور مذہبی تبلیغ کی ضرورت واہمیت کا منکر نہیں مگر ان تمام شعبوں کا بنیادی مسئلہ تحفظ ختم نبوت کا مسئلہ ہے یہ مسئلہ تبلیغ کا پہلا اور سب سے اہم شعبہ ہے جس کا انکار قرآن وحدیث کے انکار اور بیخ کنی کے مترادف ہے۔

علماء،صوفیاء اور مشائخ کو انتباہ

ختم نبوت کے اس اساسی عقیدہ میں اگر ذرہ بھر بھی فرق آجائے تو ایمان ختم ہوجاتا ہے میں دارالعلوم حقانیہ کے اس عظیم الشان، فقید المثال اجتماع میں علماء ومشائخ کے سامنے اپنے رنج وغم اور دکھ ودرد کا بھرا ہوا پیغام سنانے آیا ہوں فیضی کا شعر جو بچپن سے یاد ہے بے دریغ زبان پر آگیا ہے......

یا با خبری ازخود وازہر دوجہاں
یا بے خبری ازخود وازہر دوجہاں
ان كنت لا تدري فتلك مصيبة
و ان كنت تدري فالمصيبة أعظم

محترم علماء کرام، معزز مشائخ عظام، گدی نشیں حضرات! آپ کو کیا خبر یہ قادیانیت ومرزائیت کا خطرناک فتنہ کتنی تیزی اور قوت واشتعال کیساتھ ہمارے پاکستان میں پھیل رہا ہے، برطانیہ کے اس خودکاشتہ پودے کے سر پر اب بھی برطانیہ کا ہاتھ ہے، آپ اس فتنہ کو معمولی سمجھتے ہوئے اپنے درس وتدریس میں مصروف ہیں، صوفیائے کرام اور گوشہ نشین حضرات اپنے خلوت خانوں میں بیٹھ کر امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو چھوڑ بیٹھے ہیں دنیا سے

قطع تعلق اور کنارہ کشی کو اپنا منتہائے مقصود اور ذریعہ فلاح سمجھ بیٹھے ہیں ارے! ہم نے تو تبلیغ کا ٹھیکہ نہیں لیا میں تو اکیلا دعوت وارشاد پر مامور نہیں بلکہ میں بھی رجل منکم ہوں۔

قادیانیت کے ایمان سوز جراثم

میرے محترم علماء کرام! آپ حضرات کو معلوم نہیں قادیانی مبلغین پوری جسارت اور دیدہ دلیری سے سادہ لوح، ان پڑھ مسلمانوں کو قادیانی بنا رہے ہیں اگر بزرگانِ دین اور علماء کرام اس فتنہ کی سرکوبی کی طرف متوجہ نہیں ہوئے تو قادیانیت کے ایمان سوز جراثیم تمام عالم اسلام کو اپنے لپیٹ میں لے لیں گے۔

امیر شریعتؒ ایک نادرہ روزگار خطیب

(دوران تقریر دور سے ایک آدمی نے آواز دی، حضرت! آواز نہیں پہنچ رہی، حضرت شاہ صاحبؒ نے جواب دیا میری آواز ضرور پہنچے گی اس نے دوبارہ کہا کہ آواز نہیں پہنچ رہی، شاہ جیؒ نے فرمایا: آپ مجھے ٹھیک جواب دے رہے ہیں اور شکایت کررہے ہیں کہ آواز نہیں پہنچتی، فرمایا میں ابھی کراچی میں ایک اجلاس میں بغیر لاؤڈ سپیکر کے خطاب کر کے آیا ہوں جس میں اسی ۸۰ ہزار کے لگ بھگ لوگ موجود تھے آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میری آواز کو دور دراز تک پہنچائے، فرمانے لگے یہاں خبیث ارواح موجود ہیں یہاں مجھے قادیانیت کے جراثیم محسوس ہو رہے ہیں یہ ان خبیثوں کی خباثت ہے بجلی کے کنکشن کو کاٹ دیا ہے (واقعی، حضرت شاہ جیؒ کی ایمانی فراست درست نکلی ان دنوں اکوڑہ خٹک کے پوسٹ آفس میں جو پوسٹ ماسٹر تھا وہ قادیانی تھا) جوں جوں رات گزرتی جارہی تھی حضرت امیر شریعتؒ کی آواز میں ایک خاص قسم کا جلال اور گھن گرج بڑھتا جارہا تھا، ایک عجیب ایمان افزا اور روح پرور منظر تھا، اللہ تعالیٰ کی نصرت نازل ہو رہی تھی حاضرین جلسہ محسوس کررہے تھے کہ تاجدار مدینہ، رحمت کائنات کا یہ نواسہ، مرد قلندر مسئلہ ختم نبوت میں فنائیت کے درجہ میں پورے اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ دل کی گہرائیوں سے یہ کلام نکال رہا ہے، اس لیے لوگوں کے قلوب میں نازل ہو رہا ہے رد قادیانیت کے لیے اللہ تعالیٰ نے علماء حق کا ایک جمِ غفیر پیدا فرما دیا تھا مگر شاہ جیؒ کو اللہ رب العالمین جل جلالہ نے قادیانیت کے شجرہ خبیثہ کو بیخ وبنیاد سے اکھاڑنے کے لیے جس نادرہ روزگار خطابت سے نوازا تھا وہ انہی کا حق اور انہی کا طرہ امتیاز تھا اللہ تعالیٰ نے شاہ جیؒ کے مواعظ وبیانات کو جس جاذبیت اور مقناطیسی کشش واثر سے نوازا تھا، وہ کسی اور خطیب کے تقاریر میں نہیں تھی شاہ صاحبؒ کے لیے شیخ الاسلام مولانا سید انور شاہ

کشمیریؒ، شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، قطب العالم حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، زینت العارفین شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ، یادگار اسلاف حافظ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ اور سینکڑوں اولیاء، عبادالرحمٰن دن رات دُعائیں کرتے تھے، وہ ہر باطل کے لیے ایک سیف مسلول تھے ان کی ایک تقریر دیگر علماء کرام کی کئی تقاریر پر کئی درجہ وزنی ہوتی تھی)

سلف صالحین کا جہادِ مسلسل

ارے! تصوف کس کا؟ ابوبکرؓ کون تھے؟ کیا وہ تقویٰ، زہد وقناعت، عزیمت وایثار کے امام نہ تھے، عمرؓ کون؟ عثمانؓ کون؟ اور علیؓ کون؟ عباسؓ اور ابن عباسؓ کون؟ امام اعظم ابوحنیفہؒ کون؟ امام مالکؒ کون؟ امام شافعیؒ کون؟ امام احمد بن حنبلؒ کون؟ کون شیخ عبدالقادر جیلانیؒ؟ کون گنج بخشؒ؟ کون محی الدین چشتی اجمیریؒ؟ کون شمس تبریزؒ کون حسنؓ؟ کون حسینؓ؟ کون جس پر رضی اللہ عنہ، رحمۃ اللہ علیہ کہا جائے...... کیوں......؟

کیا یہ نفوس قدسیہ عارفین باللہ نہ تھے، رئیس الصوفیاء نہ تھے، سالکین رشدو ہدایت کے سادات نہ تھے؟ یہ تو سلسلۂ اولیاء کے سادات اتقیاء کے سرفہرست اور عارفین وسالکین کے پیشوا تھے کیا ان صحابہ کرام اور بزرگوں نے فریضہ تبلیغ چھوڑ کر عزلت، گوشہ نشینی کو اپنا شیوہ بنا رکھا تھا؟

مسیلمہ کذاب نے جب نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تو اس کی سرکوبی کس نے کی؟ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس فتنہ کے استیصال کے لیے صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت بھیجی، جنہوں نے مسیلمہ کذّاب اور اس کے ساتھیوں کو تہ تیغ کر کے دنیا کو اس فتنہ سے نجات دی ابوبکر صدیقؓ ہی نے تو ان لوگوں سے بھی جہاد کرنے کا تہیہ کرلیا تھا، جو زکوۃ دینے پر ہچکچا رہے تھے، اب تو مرزائیوں نے اسلام کے بنیادی مسئلہ ختم نبوت پر حملہ کیا۔

ختم نبوت کا صدقہ

ارے! اگر ''ختم المرسلین'' کا مسئلہ محفوظ نہ رہے تو پھر تمہارے یہ دینی، مذہبی

مراکز کیسے باقی رہیں گے پھر تو تم بھی مٹ جاؤ گے، تمہاری خانقاہیں اور مدارس و مساجد بھی صفحۂ ہستی پر قائم نہ رہ سکیں گے، تمہارا شیرازہ بکھر جائے گا، جب ختم نبوت نہیں تو تم بھی نہیں ...... آپ کے سرحد میں مرزائیوں کے حملے ہو رہے ہیں وہ انتہائی خطرناک اور مضر حملے ہیں، ہم پاگل نہیں، مجنون نہیں، اتنے بے ہنر بھی نہیں ہیں کہ بے سند باتیں کرتے پھیریں ہاں! میں صرف سب ساتھیوں میں نکّما ہوں مگر پھر بھی اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے دس بچوں کی تربیت کر رہا ہوں۔

دینی تعلیم کو ترجیح دینی چاہیے

حضرت حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے ایک متوسل عقیدتمند نے دوران مکاتبت غالباً اپنی اولاد کے دینی اور معاشی مستقبل سے متعلق حضرتؒ سے استفسار کے طور پر عرض کیا کہ بچے کو تعلیم دلانا چاہتا ہوں اور اس فکر سے پریشان ہوں کہ دینی مدرسہ میں پڑھ کر بیشک دین تو کچھ نہ کچھ آجائے گا لیکن روزی کمانے کے قابل نہ رہے گا اور سکول کی تعلیم میں اور کچھ نہ سہی کم ازکم اسے روٹی تو ملتی رہے گی اس لیے لڑکے کو میں نے بجائے دینی مدرسہ کے سکول میں داخل کر دیا ہے حضرت سے دعاؤں کی درخواست ہے تو حضرت تھانویؒ نے اس کے جواب میں فرمایا: آپ کا خط پڑھ کر سخت افسوس ہوا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ دینی تعلیم کی وجہ سے روٹی نہ ملنے یا اس کی کمی کا خیال ایک شیطانی وسوسہ اور اللہ تعالیٰ پر عدم اعتماد کے مترادف ہے اور حقائق و واقعات کے یکسر خلاف اور بالکل غلط ہے، کیا دنیا میں جن لوگوں نے دین پڑھا وہ بھوکے مر گئے؟ اور اکا دکا واقعہ سے استدلال بھی غلط ہے کیونکہ اس کے خلاف یہ بھی مشاہدہ ہے کہ انگریزی تعلیم حاصل کرنے والے ہزاروں لوگ بھی بھوکے مر رہے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ رزق نہ ملنے کی وجہ دینی تعلیم نہیں بلکہ اور کوئی سبب ہے، میں حیران ہوں کہ آپ

نے یہ کیسے لکھ دیا، خدا کے بندے! سارا دین تو بہت دور کی بات ہے محلے کی مسجد میں کسی موذن کو دیکھ لو کہ اسے اذان کے چند الفاظ آتے ہوں اس کے پاس روٹیوں کا ڈھیر لگ جاتا ہے۔

اکابرِ احرار کا علمی وعملی مقام

ہمارا سائیں ''حیات'' ماہر ٹیلر ماسٹر تعلیم یافتہ اور اعلیٰ درجہ کا شاعر ہے، اس نے حال ہی میں اپنی دوکان نیلام کر کے ناموسِ رسالت کے تحفظ کے لیے اپنی زندگی وقف کر دی ہے ماسٹر تاج الدین انصاری صاحب، اعلیٰ تعلیم یافتہ اور مقرر ہیں، جناب شیخ حسام الدین بی اے ہیں، جناب مولانا غلام غوث صاحب جید عالم بھی ہیں، حکیم اور طبیب بھی، اچھے مناظر اور مقرر ہیں، مولانا محمد علی جالندھری سحر بیان مقرر اور موجودہ علم کلام کے مایہ ناز متکلم عالم ہیں قاضی احسان احمد شجاع آبادی شعلہ بیان خطیب اور ایک مجاہد عالم ہیں، مولانا لال حسین اختر صاحب آسمان قادیان کا ٹوٹا ہوا ستارہ ہے جو وہاں سے اللہ تعالیٰ نے ہماری حمایت کے لیے بھیجا ہے مرزا بشیر الدین محمود نے اس کی تعلیم پر ہزاروں روپے خرچ کئے، مگر خدا نے اسکے دل میں حق بینی وصداقت شناسی کا چراغ جلایا اس پر جب مرزا غلام احمد قادیانی کا تمام دجل وفریب آشکارا ہوا تو مرزائیت سے توبہ کر کے صحیح مسلمان ہوگیا بہت بڑے عالم اور مبلغ ہیں، اعلیٰ تعلیم یافتہ اور تمام مذاہب کی کتابوں کا مطالعہ کر چکے ہیں، مرزائیوں کے مقابلہ میں بے شمار مناظروں میں نمایاں کامیابی حاصل کر چکے ہیں، مولانا محمد عبدالقیوم صاحب پوپلزئی پشاور کے جید مفتی اور مجاہد عالم ہیں، مولانا محمد حیات صاحب جید عالم اور مناظر ہیں میں نے یہ چند علماء کرام کے نام ''مشتے نمونہ از خروارے'' کے طور پر بیان کر دیئے ورنہ ہماری جماعت احرار اسلام کو بہت سے دیگر اکابر علماء اور مخلص کارکنوں کی معیت حاصل ہے۔

فتنہ مرزائیت کی یلغار

ہم مسئلہ ختم نبوت کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لیے مستعد ہیں یہ اس لیے کہ معاملہ انتہا کو پہنچ گیا ہے مرزائی تبلیغ منظّم طور پر ہر جگہ ہورہی ہے، یہ فتنہ ارتداد،غربت وافلاس کے ساتھ نہیں بلکہ پوری قوت وطاقت کے ساتھ پھیلایا جارہا ہے،اس فتنہ کی پشت پر اربوں روپے اور ہرقسم کے مادی وسائل ہیں، یہ فتنہ بندوقوں، توپوں اورمشین گنوں،سمندری اورہوائی طاقت کا سہارا لیے ہوئے مسلمان کے اس ملک میں پھیلا جارہا ہے۔

نوجوان علماء کی ضرورت

حضرت علماء کرام! اگر میں غلط کہوں تو میری اصلاح آپ کا فرض اولین ہے ورنہ اگر حق بیان کررہاہوں تو اس فتنہ کی بیخ کنی میں ہمارا ساتھ دیں اب تو نوجوان علماء اورقوی ہمت رضاکاروں کی اشد ضرورت ہے کہ وہ اس اہم فریضہ کوسنبھالیں میں تو بوڑھا ہوگیا ہوں، عالم شباب قید وبند میں گزرا، نو سال جوانی کی جیلوں میں بسر ہوئی اب بھی دو دن کا بھوکا ہوں پینتیس ۳۵ سال ہوگئے کہ میں تقریر سے پہلے کھانا نہیں کھاتا،اب تقریر ختم کر کے کچھ کھاؤں گا،وہ کیسے ہضم ہوگا آپ تو اپنی ملازمتوں،تجارتوں اوردیگر مشاغل میں پورے آرام واطمینان کے ساتھ مصروف ہیں مسئلہ تردید مرزائیت تحفظ ختم نبوت،مرزائیت وقادیانیت جیسے خطرناک فتنہ اوردیگر بے شمار فتنوں کے مقابلہ میں ہماری جماعت احرار کو اکیلے چھوڑ بیٹھے ......

یک تن وخیلے آرزو دل بہ کجا کجا دھم
تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

مرزائیوں کی سازشیں اورغدارانہ کاروائیاں

آج مرزائی تبلیغ بری، بحری،فضائی فوج میں جاری ہے،بعض سادہ لوح بھائی ان کے مکارانہ جال میں پھنس رہے ہیں مرزائیوں کے ترجمان روزنامہ ’’الفضل‘‘ اخبار کی اشاعت دن بہ دن بڑھ رہی ہے مسلمانوں کے گھروں تک مرزائیوں کے اخبارات اورزہریلے پمفلٹ، کتابچے پہنچائے جاتے ہیں،حکومت کی طرف سے انہیں کھلم کھلا اجازت ہے،نہ ان کی تبلیغ پر پابندی ہے ،نہ ان کی مجالس ومحافل پر ،بازاروں،سکولوں اورکالجوں میں ببانگِ دہل ان کا مشن مصروف کار ہے،اسی ہزار مربع گز زمین ان مرزائیوں کو چھ پیسے کنال کے حساب سے حکومت کی طرف سے ملی ہے پانچ سو ایکڑ زمین ربوہ کی ہے اوراس کے گردوپیش وسیع علاقہ پران مرزائیوں نے مفت قبضہ کرلیا ہے، یہ کچی بات نہیں،سٹیج سے کہہ رہاہوں کراماً کاتبین (سی،آئی،ڈی والے) اپنی رپورٹ میں درج کردیں میں پختہ اورقوی بات کہتا ہوں ہاں! ہاں ایسی ویسی بات نہیں، پورے اعتماد اوروثوق کے ساتھ کہتا ہوں۔

خاتم الانبیاء

لما نزل: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا، قال النبی ﷺ أنا خاتم النبیین لانبی بعدی ولا رسول بعدی ولاأمة بعدکم میں نے چند حدیثوں کوجمع کر کے بیان کردیا ہے تاکہ آیت کا معنی اورمفہوم خوب ذہن نشین ہو مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اب نہیں ہے محمد نفی حال ہے، اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ تم میں سے کسی کا باپ، پنجابی میں ترجمہ ہوگا ’’ہنڑ نئیں محمد کسے دا پیو‘‘ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ ،مگر اللہ کا بھیجا ہوا ہے وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ اورکل نبیوں پر مہر،اورآخری نبی ہیں اس کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں وَكَانَ اللّٰهُ

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے، جب یہ آیت اتری تو حضور ﷺ نے فرمایا: أنا خاتم النبيين میں ہی خاتم الانبیاء ہوں لانبی بعدی میرے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ولا رسول بعدی میرے بعد کوئی رسول آنے والا نہیں، ولا أمة بعدكم اور آپ کے بعد کوئی امت آنے والی نہیں نبوت خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ پر ختم اور امت، امت محمد یہ پر ختم۔

قصر نبوت کی تکمیل

آج ہے کوئی ماں کا لال، جو کہے کہ میں ظلی اور بروزی نبی ہوں؟ زمیندارو! ''لا'' کی تلوار لو اور لڑو یہی تبلیغ ہے، ارے! جس ''لا'' نے تمام معبودان باطلہ اور الٰہ باطلہ کو نیست و نابود اور ختم کیا، وہ دجالین، کذّابین، نام نہاد نبیوں کی بیخ کنی میں کیا کوتاہی کرے گا ارے! وہ ماں مرگئی جو نبی جنے، حضرت محمد ﷺ کی نبوت اور رسالت کے بعد کسی نبی اور رسول کا احتیاج باقی نہیں رہا آپ ﷺ نے فرمایا أنما مثلي ومثل النبيين كمثل رجل بنى داراً فأتمّها الاّ لبنة واحدةً فجئتُ أنا فأتممت تلك اللّبنة ''میری اور دوسرے انبیاء کرامؑ کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے مکان بنایا اور اس کو مکمل کرلیا مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی پس میں قصر نبوت کی وہی اینٹ ہوں، جس نے آکر اس قصر کی تکمیل کردی''

غلام احمد کا دعوئے نبوت

مرزا غلام احمد قادیانی اپنی ایک کتاب میں اس آیت کو نقل کرکے لکھتا ہے

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا (الفتح: ۲۶)

''محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور وہ لوگ جو ان کے ساتھ ہیں وہ سخت اور گران ہیں کفار پر اور مہربان ہیں آپس میں بہت رکوع کرنے والے ہیں وہ تلاش کرتے رہتے ہیں اللہ کا فضل اور اسکی خوشنودی''

اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا ہے اور رسول بھی اسی طرح ''براہین احمدیہ'' میں اس عاجز کو رسول والے لفظ سے یاد کیا گیا ہے، مجھے بروزی، ظلّی صورت میں نبی بنایا گیا ہے، مگر بروزی صورت میں میرا نفس عریاں نہیں مرزا کہتا ہے......

منم مسیح زمان و منم کلیم خدا

منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

یعنی میں اپنے زمانے کا عیسی اور میں موسیٰ کلیم اللہ ہوں اور میں محمد و احمد مجتبیٰ ہوں یہ شعر مرزا قادیانی کی تصنیف ''تریاق القلوب''، طبع اول کے صفحہ نمبر ۳ پر درج ہے کہتا ہے کہ میں ہی عیسیٰ اور میں ہی موسیٰ ہوں محمد اور احمد ہوں (جو چنیدہ و برگزیدہ ہے) والعیاذ باللّٰہ من ذلك الكفر والارتداد مزید کہتا ہے کہ آدم، نیز احمد مختار، در برم جامہ ہمہ ابرارٗ! (مجموعہ کلام مرزا در ثمین طبع)

''میں آدم ہوں اور احمد مختار بھی میرے پہلو میں تمام پاک لوگوں کا لباس ہے''

کہتا ہے: اللہ کی طرف سے مجھے الہام ہوا ہے لو لاك لما خلقت الأفلاك

''اے مرزا! اگر تو نہ ہوتا تو میں افلاک (یعنی کائنات) کو نہ پیدا کرتا'' (حمامة البشرى ص ۱۱۲، ج ۲)

کہتا ہے: وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

میرے حق میں نازل ہوئی ہے (أنجام آتھم ص ۷۸، مرزا قادیانی)

ایک جگہ لکھتا ہے: میں مجدد وقت ہوں اور روحانی طور پر میرے کمالات ''مسیح ابن مریم'' کے کمالات سے مشابہ ہیں (مجموعہ اشتہارات مرزا غلام قادیانی)

دوسری جگہ لکھتا ہے: ''اور یہی عیسیٰ'' ہے جس کا انتظار تھا اور الہامی عبارتوں میں ''مریم'' اور ''عیسیٰ'' سے میں ہی مراد ہوں (کشتی نوح''، ص ۴۷، تصنیف مرزا قادیانی)

مرزائیوں کا قرآن

حضرات ! یہ تو ہے مرزا کا حال ؟ کیا تمہیں مرزائیوں کا مذہب پسند ہے ؟ دیکھو میرے ہاتھ میں ''مرزائیوں کا قرآن'' ہے جو''لاہور'' میں اترتا ہے بلکہ ''لاہور'' سے اترتا ہے؟ اس کا نام الفضل ہے ۱۶ جنوری ۱۹۵۲ء کے اس ''الفضل'' میں مرزا بشیر الدین لکھتا ہے اگر ہمارے مرزائی ہمت کریں اور تنظیم کے ساتھ اپنے آپ کو آراستہ کریں تو ہم ۱۹۵۲ء میں ایک انقلاب پیدا کر دیں گے جسے دشمن '' مغلوب '' ہوکر '' غالبیت '' کے رنگ میں دیکھے گا ۱۹۵۲ء کو گزرنے نہ دیجئے جب تک کہ احمدیت کا رنگ دشمن اس رنگ میں نہ دیکھے کہ احمدیت غالب اور دشمن مغلوب ہو گیا ہے ۔ (از طرف مہتمم دارالعلوم احمدیہ لاہور)

دشمن سے مراد کون؟

میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ دشمن سے کون مراد ہے؟ اگر آپ میں سے کوئی کہے کہ ''مرزائیوں کے دشمن تو احرار ہیں عام مسلمان نہیں ہمیں کیا ہوا ہے کہ مرزائیوں کے پیچھے لگ جائیں اور مفت میں ان کی مخالفت مول لیں ؟ احرار جانیں اور مرزائی کفار'' تو تمہاری مثال بعینہٖ اسی عورت جیسی ہے جو ایک دن اپنے خاوند سے لڑ پڑی اپنے بیٹوں کے ساتھ بائیکاٹ کر دیا نہ کلام ، نہ طعام ، نہ سلام بہت سے لوگوں نے اس کی منت ساجت کی مگر اس نے ایک نہ مانی محلّہ کی عورتیں آ کر اس کو نصیحت کرنے لگیں ارے ! کم بخت اور بدقسمت تجھے کیا ہوا ہے کہ تو اپنے بچوں سے روٹھ گئی ہے؟ خاوند سے قطع تعلقات کر بیٹھی ہے؟ عورت کہنے لگی '' نہ میرا خاوند ہے اور نہ میرے بیٹے اللہ ہی میرا بیٹا ہے اور اللہ ہی میرا خصم ہے ومعاذ اللہ من ذٰلک

مرزائیت سارے مسلمانوں کی دشمن

حضرات ! آپ نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم نہ تو مبلغ ہیں اور نہ احراری اللہ خود ہی

تبلیغ کیلئے آئے گا تو تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہاں دشمن سے مراد احرار ہے ہم نہیں کیونکہ لاہور کے سالانہ اجلاس میں (مرزا قادیانی کا بیٹے اور دوسرے خلیفہ) بشیر الدین نے کہا تھا (جو الفضل ۳؍جنوری ۱۹۵۲ء میں چھپا بھی تھا اس کا خلاصہ یہ ہے) گویا ہماری ہر جگہ مخالفت کی جاتی ہے مگر سوچو ! ہم اگرچہ بہت تھوڑے ہیں مگر تنظیم سے کام کریں گے ہمارے برخلاف اکثریت حکومت کو کیا مشورے دے رہی ہے''؟

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ دشمن سے مراد احرار نہیں کیونکہ احرار تو ان کے مقابلہ میں بہت تھوڑے ہیں ؟ چہ جائیکہ اکثریت میں گنے جائیں دشمن سے مراد تمام مسلم قوم ہے ظفر اللہ وزیر خارجہ نے '' جناح '' کی نماز جنازہ میں شرکت کیوں نہیں کی ؟ کیا جناح احراری تھا؟ وہ تو عدو الاحرار تھا ؟ میں تم سے پوچھتا ہوں کہ مرزا کی دعوت تم قبول کرتے ہو؟ مرزا کی پیروی کرو گے ؟ (تمام حاضرین جلسہ نے کہا نہیں نہیں وہ تو جھوٹا تھا دجال و کذاب تھا) پھر تو تم بھی مرزائیوں کے دشمن بنے ؟ کیونکہ مرزا قادیانی کا بیان جو اخبار ''الفضل'' ۱۵ جنوری ۱۹۳۵ء میں شائع ہوا ہے ملاحظہ کیجئے :

'' خدا نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ہر وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے قبول نہیں کی وہ مسلمان نہیں اور ایک جگہ لکھتا ہے جو شخص میری پیروی نہیں کریگا اور میری بیعت میں داخل نہ ہوگا اور میرا مخالف رہے وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے (تبلیغ رسالت ص ۲۷، جلد نہم مؤلف قادیانی مذہب پروفیسر محمد الیاس برنی) رقم طراز ہے کہ '' اگر مرزا صاحب نبی نہ مانے جائیں تو امت محمدیہ ناقص اور نبی کریم ﷺ کی ہمت و ہمدردی بھی ناقص قرار پائی'' (قادیانی مذہب)

مہلک فتنہ سے بچنے اور بچانے کی کوشش

حضرات ! مرزائی فتنہ سے خود بھی بچنے کی کوشش کریں اور اپنے احباب و

اقارب کو بھی اس مہلک فتنہ سے بچانے کی جدو جہد کریں دوستو اور بھائیو! میں جو حقیقت بیان کر رہا ہوں وہ قابل غور ہے مسئلہ تحفظ ختم نبوت اسلام اور ایمان کا بنیادی مسئلہ ہے اس مسئلہ کے بیان میں مرزائیوں سے ڈرنا ختم نبوت پر ایمان نہ لانے کے برابر ہے حضرات! ڈرومت ہم نے اس بات کے متعلق حکومت کو اطلاع دی ہے ہم نے وزیراعظم پاکستان خواجہ ناظم الدین تک یہ بات پہنچائی ہے تم سرحد والے بہت بزدل بن گئے ہو اب تو میں بھی سرحد میں ہوں خدا خیر کرے میں تو جب بھی سرحد کے حدود میں داخل ہونے لگتا ہوں تو یاحی یا قیوم برحمتك استغیث کا نعرہ لگا لیتا ہوں یعنی وزیر اعظم سرحد خان عبدالقیوم خان کے لئے دعا کرتا ہوں اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ

میں وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے (اس وقت سرحد کا وزیراعظم عبدالقیوم تھا) ہمیں تو مذہب کا بنیادی مسئلہ ارباب حکومت تک پہنچانا ہے تا کہ اتمام حجت ہو سنو! سنو! اشارتاً کہ رہا ہوں کہ مرزائی پاکستان کے دشمن ہیں تمہیں کیا خبر وہ پاکستان کے متعلق کیا کر رہے ہیں ؟ اور کیسے خیالات رکھتے ہیں ؟ تمہیں تو معلوم ہے کہ ان فسادات (تقسیم ہندوپاک) میں ایک کروڑ مسلمان خانہ بدوش ہو چکے ہیں دس لاکھ مردوزن تہ تیغ ہو چکے ہیں ایک لاکھ عورتیں غیرمسلموں کے پنجہ ظلم واستبداد میں لونڈیاں بن چکی ہیں ان ایک لاکھ ماؤں اور بہنوں کی عزت وآبروریزی ہوئی ہے پاکستان اتنی قربانیوں کے بعد معرض وجود میں آیا ہے کیا ایسے حالات کے باوجود پاکستان اور ہندوستان ایک ہوسکتا ہے؟ اور اس آزادی وتقسیم کو عارضی سمجھنے والا مملکت پاکستان کا وفادار ہوسکتا ہے؟ کہ پاکستان اور ہندوستان کو ایک کرنا چاہیے یعنی ''اکھنڈ ہندوستان'' بنانا چاہیے ''اینی ھاؤ Any How'' جس طرح بھی ہو سکے ان دونوں کو اکٹھا کرنا چاہیے'' کیا پاکستان بننے کے بعد یہ کام پاکستان کی بیخ کنی نہیں تو اور کیا ہے؟ احمدیت کیا ہے؟ مرزا کو نبی مانو ۱۹۵۲ء

کو گزرنے نہ دیجئے، جناح کی نماز جنازہ نہ پڑھنا کیسا ہے؟ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ میرا یقین ہے کہ ایسا وقت آنے والا ہے کہ وعظ ونصیحت، تبلیغ وارشاد میں تو آپ ہمارے ساتھ ہیں نعرے لگائے جاتے ہیں، جوش وخروش ہے، وقتی جذبات ہیں لیکن اس وقت میں اکیلا رہ جاؤں گا اور آپ مرزائیوں کے توپ وتفنگ سے مرعوب ہوکر ان کے ساتھ ہو جائیں گے؟؟؟ ہاں ہاں عقیدہ کی بات ہے صحیح کہتا ہوں؟

عقائد کی حیثیت اور اہمیت

عقیدہ کی حیثیت بنیاد کی ہے اعمال کی پونجی تھوڑی مگر عقیدہ درست ہو تو انشاء اللہ پھر بھی نجات ہو جائے گی بھائیو! عمل تھوڑا اور عقیدہ درست ہو تو نجات ہوسکتی ہے عقیدہ غلط ہو، عمل پہاڑوں جیسے ہوں تو نجات نہیں نہیں، جہنمی ہے چاہے صائم الدھر کیوں نہ ہو قائم اللیل کیوں نہ ہو؟ چاہے تہجد میں مرے، صحن کعبہ میں کیوں نہ مرے؟ روضۂ نبوی ﷺ کے پاس کیوں نہ مرے؟ مردار ہے مردار جہنمی ہوگا حضرت شاہ انور شاہ صاحبؒ نے ایک دفعہ فرمایا طب کا مسئلہ ہے کہ جس آدمی کو کوڑھ کی بیماری لگ جائے اس کو جتنا بھی لذیذ کھانا اور طاقت ور خوراک کھلائی جائے اس کی بیماری اور ترقی کرتی چلی جائے گی اسی طرح جس کا عقیدہ خراب ہو، حضور ﷺ کے بعد دوسرا نبی مانے وہ کتنے اچھے عمل کیوں نہ کرے؟ لوگوں سے نرم سلوک اور برتاؤ سے پیش آئے اس کا کفر وشرک بڑھتا جائے گا۔

عقیدہ کی لفظی تحقیق

حضرات! کوئی درخت بغیر جڑ کے قائم نہیں رہ سکتا، عقد، عقد، عقدہ، عقیدہ، چار الفاظ ہیں ان کی معنی میں مضبوطی ہے اردو زبان میں گرہ، پنجابی میں گنڈا اور پشتو میں کیا معنی ہوگا؟ (حاضرین نے جواب دیا غوٹہ) اس چادر کو اگر میں مضبوط گرہ دیدوں تو اس کا

کھولنا مشکل ہوگا ورنہ آسان ، دل میں جو پڑ گیا عقیدہ بن گیا، محسوسات میں پڑ گیا تو
گنڈہ اور غوطہ ہو گیا عقیدہ صحیح ہو تو عمل سر سبز و شاداب ہوں گے تھوڑا عمل بھی نجات و
فلاح کا باعث بن سکتا ہے، عقیدہ خراب ہو تو اعمال برباد اور ضائع ختم نبوت پر اگر عقیدہ
مستحکم نہیں تو نہ توحید پر عقیدہ، نہ رسالت پر اور نہ خدا خدا رہتا ہے ہاں ہاں اللہ میاں نے
خود فرمایا و خاتم النبیین، جب خاتم النبیین نہ رہا تو العیاذ باللّٰہ خاکم بدھن خدا کا کلام
جھوٹا ہو جائے گا کلام جب باطل ہو تو متکلم کی صداقت کیسے باقی رہ سکتی ہے؟ پہلی آسمانی
کتابوں نے محمد ﷺ کے متعلق جو خوشخبریاں دی ہیں وہ کیسے درست رہ سکیں گی ؟ تمام
انبیاء من آدم الی سید ولد ادم اس بات پر متفق ہیں کہ نبی کریم ﷺ اللہ کے بھیجے
ہوئے آخری نبی ہیں اگر ایسا نہ ہو تو تمام انبیاء کا اتفاق کہاں؟ کہاں اللہ کا فرمان وخاتم
النبیین اور کہاں نبی آخر الزمان کا فرمان أنا خاتم النبیین لانبی بعدی مرزا غلام احمد
کی کتابوں کا جو انصاف کی نگاہوں سے مطالعہ کرے گا وہ خود بخود اس کے خرافات سے
اس کی حماقت کا اندازہ لگا سکے گا کہاں خاتم الانبیاء کا معجزانہ کلام اور کہاں پنجابی نام نہاد
جھوٹے نبی کا بے ہودہ کلام...... ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک

مرزا کا بدبودار اور بیہودہ کلام

مرزا ایک جگہ لکھتا ہے کہ اللہ میرے ساتھ سویا اور طاقت رجولیہ کا اظہار کیا پھر
مجھے حمل ہو گیا تھوڑے دنوں بعد مجھ سے بچہ پیدا ہو گیا اس بچے کی تعریف یوں کرتا ہے ”
فرزند دلبند گرامی دلپسند مظہر الحق کان اللہ نزل من السماء (وہ ایسا ہے کہ گویا اللہ خود
آسمان سے اتر آیا ہے) والعیاذ باللہ من ذلك شیطان نے طاقت رجولیت کا اظہار کیا ہو
گا؟ آہ! افسوس کیا اس کلام کو پڑھ کر بھی کوئی مرزا کو نبی یا مہدی تصور کر سکتا ہے؟ یہ کوئی
انسانوں کا کلام ہے؟ مجھے ایسی باتوں کے نقل کرنے میں شرم محسوس ہوتی ہے یہ کوئی

انصاف ہے؟ خدا کی قسم ایسی باتیں زبان پر نہیں آسکتیں یہ کوئی شریف آدمی کہہ سکتا ہے
یا سن سکتا ہے؟ ان باتوں سے بدبو آرہی ہے؟ لیکن کیا کروں؟ کبھی کبھی بدبودار گلیوں
سے بھی گزرنا پڑتا ہے؟ ایک جگہ لکھتا ہے، مرزا غلام احمد اپنے الہام یریدون أن یروا
حیضك کی تشریح کرتے ہوئے لکھتا ہے: بابو الٰہی بخش (لاہور میں ایک اکاؤنٹنٹ تھا جو مرزا کا
مخالف تھا) چاہتا ہے کہ حیض دیکھے یا کسی پلیدی، ناپاکی پر اطلاع پاوے، مگر خدا تعالیٰ تجھے
اپنے انعامات دکھائے گا جو متواتر ہوں گے اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ پیدا ہو گیا ہے
جو بہ منزل أطفال اللہ کے ہے۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی ص۲۴۳ و اربعین نمبر۴ حاشیہ ۱۹)

مرزا کی کفریات اور لغویات

مرزا کی کفریات ایک لمبی چوڑی داستان ہے، اس نے خدا کی انبیاء کرام اور
صحابہ و تابعین کی توہین کی ہے اور ہر دور کے علماء حق کے بارے میں ہتک آمیز عبارتیں
لکھی ہیں میرے دوستو اور بھائیو! یا مجھے سمجھاؤ تا کہ میں اس مسئلہ کے بیان سے رک
جاؤں؟ یا میری فریاد سن لو اور اس فتنہ ارتداد و مرزائیت کے قلع قمع کے لئے متفق ہو جاؤ؟

مصلحت دید من آن است کہ یاراں ہمہ کار
بگذارند و سر طرّۂ یارے گیرند!

اگر آپ میرا ساتھ دیں تو بچ جائیں گے میری مثال تو ”اس کتے اور انگریز“
جیسی ہے ایک دفعہ ایک انگریز اپنے کتے کو دریا کی طرف لے گیا انگریز دریا میں نہانے
آگے بڑھا کتے نے دیکھا کہ دریا میں سنسار (مگرمچھ) ہے اب اگر انگریز بڑھ جائے تو
سنسار اسے ہڑپ کر جائے گا جب انگریز آگے بڑھتا، کتا اس کے پاؤں میں بھونکتا، چیختا
چلاتا تا کہ وہ آگے جانے سے رک جائے مگر انگریز نہ سمجھا جب انگریز سنسار کے نزدیک
ہونے لگا تو کتے نے اپنے مالک کو بچانے کی خاطر چھلانگ لگا دی خود غرق ہوا اور اپنے

مالک کو بچالیا انگریز کتے کو دیکھ کر سمجھ گیا کہ دریا میں کوئی آفت ہے، تو میں نے بھی اس دریا میں چھلانگ لگادی ہے تاکہ مسلمانوں کو مرزائی سنساروں سے بچاسکوں۔

لما نزل: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا فقال النبی ﷺ أنا خاتم النبیین لانبی بعدی ولا رسول بعدی ولا أمة بعد کم۔

کئی احادیث کے جملوں کو جمع کر کے بیان کیا تاکہ آیت کا مفہوم آپ کی سمجھ میں آسانی سے آسکے "اب نہیں ہے محمد ﷺ تم میں سے کسی کا باپ لیکن اللہ کا بھیجا ہوا رسول اور نبی ہے اور کل نبیوں پر مہر" اس کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں۔

لانفی جنس کا عمل اور ردعمل

أنا خا تم الأ نبیاء لا نبی بعدی میں لا نفی جنس کے لئے ہے اسم جب نکرہ ہو اور اس پر لا داخل ہو جائے تو اپنے مدخول کے بیج کو نکال دیتا ہے "ککھ وی نئیں چڑدا سارا بڑ مڈچ مارلیندا اے" ارے طالب علمو! تم تو مرفوعات میں پڑ گئے میں منصوبات کے لا کی بحث کر رہا ہوں تم معمول میں پھنس گئے اور عامل سے غافل رہ گئے لا رجــل فــی الــدار کے کیا معنی ہیں؟ گھر میں کوئی مرد نہیں فارسی میں اس کا ترجمہ یہ ہوگا "نیست مردے درخانہ" پنجابی میں گھر دے اندر کوئی جنڑا نئیں" پشتو میں کیا معنی ہوگا؟ (حاضرین میں سے کسی نے بتایا پہ کور کے سوک سڑے نشتہ) انگریزی میں اس کا معنی "مین ان دی ناٹ ہاؤس" Man in the Not House اگر غلط پڑھوں تو جیل خانہ کی انگریزی ہے کیونکہ سکول میں نہیں پڑھی بلکہ مختلف جیلوں میں ذاتی توجہ اور محنت سے اتنی سیکھ لی کہ جس سے ٹائم ٹیبل اور خط اور تار اور انگریزی اخبار کی سرخیاں بخوبی سمجھ سکتا ہوں کوئی الو کا پٹھا کہہ سکتا ہے کہ میرا باپ گھر میں ہے یا چچا گھر میں ہے؟ یا تو اس کا باپ مردوں سے نہ ہوگا

خسرہ "پشاوریوں کا مزاحیہ اور طنزیہ اصطلاح کے مطابق" لالہ گاموں ہوگا اور اگر مرد ہوگا تو گھر میں نہ ہوگا کہتے ہیں کسی بھیک مانگنے والے نے آواز دی بابا! فقیر کو بھیک دے دو گھر کے اندر سے ایک آدمی نے جواب دیا کہ "گھر میں کوئی آدمی نہیں؟ فقیر بھی منطقی تھا اس نے کہا کہ "ارے خسرے! اگر گھر میں کوئی مرد نہیں ہے تو تم ہی چند منٹ کے لیے آدمی بن کر بھیک دیدے تو لا نبــی بـعـدی کا معنی یہ ہوگا کہ میرے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں کیا یہ معنی ہوسکتا ہے کہ ظلی بروزی نبی آسکتا ہے؟ تو پھر لا الہ الا للّٰہ کا معنی بھی یہ ہوگا کہ ظلی بروزی خدا موجود ہے؟ لا جس چیز پر داخل ہو جائے اس کا تخم مار دیتا ہے لاالــه الا اللّٰــه نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ! یہاں تو الا ہے (خاکم بدہن خاکم بدہن) اگر الا نہ ہوتا تو معنی کے لحاظ سے اللہ کا سلب بھی ہو جاتا لا الــه الا اللّٰــه کوئی موجود نہیں کوئی مقصود نہیں، کوئی معبود نہیں، کوئی مسجود نہیں، کوئی حلّال المشکلات نہیں، کوئی قاضی الحاجات نہیں کوئی نذر و نیاز کے لائق نہیں، کوئی عالم الغیب نہیں، وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُــوَ "اس ہی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں اس ہی کے قبضے میں غیب کے خزانے ہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا" کوئی دینے والا نہیں کوئی اجاڑنے والا نہیں، کوئی بسانے والا نہیں، کوئی عزت دینے والا نہیں، کوئی ذلت دینے والا نہیں قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (آل عمران: ۲۶)

"آپ کہہ دیجئے! اے سب راج پاٹھ کے مالک تو دیدیتا ہے باشاہی جسے چاہتا ہے اور چھین لیتا ہے بادشاہی جسے چاہتا ہے اور اونچا کر دیتا ہے اور پامال کر دیتا ہے جسے چاہتا ہے تیرے ہی ہاتھ ساری بھلائی ہے بلاشک تو قابو رکھنے والا ہے ہر چیز کو"

آپ کہہ دیجئے اے میرے مولا! شہنشاہی کے مالک تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ جسے چاہے

سلطنت دے وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ جس سے حکومت و بادشاہی، عزت واقبال چھیننا چاہے چھین سکتا ہے کوئی ہاتھ پکڑنے والانہیں کوئی نذر و نیاز کا مستحق نہیں، کوئی سجدہ کا حق دارنہیں......

مدت سے لئے پھرتا ہوں ایک سجدہ بے تاب
ان سے کوئی پوچھے وہ خدا ہیں کہ نہیں ہیں؟

یہ لا جب الٰہ باطلہ پر آیا تو اس نے تمام الٰہ باطلہ کو بیخ و بن سے اکھاڑ ڈالا تو حضور ﷺ نے جب فرمایالانبی بعدی تو تمام باطل نبیوں کو جڑ سے اکھاڑ دیا الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ یہ ہے وہ کتاب جس میں کسی وجہ سے، کسی نہج سے، کسی زمان میں، کسی مکان میں فی أیّ زمان و فی أیّ مکان بھیجنے والے کی طرف سے لانے والے کی طرف سے پڑھنے والے کی طرف سے، سننے والے کی طرف سے، عمل کرنے والے کی طرف سے، ترجمہ کرنے والے کی طرف سے ادنیٰ سے ادنیٰ ایک حرف، ایک نقطہ زبر زیر، پیش، شد مد ذرے کا ذرہ، کروڑویں کا کروڑواں حصہ، تھوڑا بھوراماسہ ''ذرہ جیا'' شک کی گنجائش نہیں مایکون لی أن أبدله من تلقاء نفسی میری کوئی مجال نہیں کہ اس کلام میں اپنی طرف سے کوئی تبدیلی کرسکوں'' جس پر نازل ہوا وہ خود اس میں تبدیل و تغیر اور ترمیم واضافہ سے عاجز ہے حضرات! یہ ہے عقیدہ نحوی حضرات، جلوہ افروز ہیں اگر غلط کہوں تو روک دیں، کچھ ایسی ویسی بات نہیں میں جھگڑالو طالب علم ہوں، مگر کوئی رضی یا سیبویہ کیساتھ بھی جھگڑا کرے گا؟ انہوں نے لا کا یہ معنی کیا ہے؟ میں نے نحو کے اصول کے مطابق یہ اتنا طویل ترجمہ کیا لا کی بغل میں جب نکرہ آجائے وہ عموم پیدا کرتا ہے جنس کی نفی کر دیا ہے میں نے اپنے دورِ تعلیم کے اندر استاد کو سال بھر میں شرح جامی کو ختم نہ کرنے دی جس جگہ کو نہ سمجھتا تو اپنے شیخ کو تمام حلقہ درس میں بہ آواز بلند کہتا کہ شیخ!

اس جگہ کو نہیں سمجھا، سمجھا کے آگے جایئے؟

طالب علمو! لا لنفی الجنس مجھ سے سیکھو باقی مسائل میں تم سے سیکھ لوں گا یہ لا فعل پر آجائے یا اسم پر فعل کی بھی خیر نہیں اور اسم کی بھی دونوں کا خاتمہ کر دیتا ہے اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (البقرہ ۱۷۳)

''اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے تم پر مردار جانور اور ذبح کے وقت بہتا ہوا خون اور خنزیر کا گوشت اور وہ نذر و نیاز جسے اللہ کے سواء غیر کے نام سے نامزد اور معین و مقرر کیا جائے اسکو بھی حرام کر دیا ہے پھر بھی جو شخص بھوک سے بے تاب اور بے بسی اور لاچاری میں مبتلا ہو کر ان حرام چیزوں میں سے کچھ کھائے بشرطیکہ نہ تو اس میں طالب لذت ہو اور نہ قدر کفایت سے تجاوز کرنیوالا ہو تو اس شخص پر کسی قسم کا (صغیرہ و کبیرہ) گناہ نہیں واقعی اللہ بہت بخشنے والا اور بڑا مہربان ہے''

فَلَآ اِثْمَ میں لا نفی جنس کا ہے یعنی یہ معنیٰ نہیں کہ ظلی اور بروزی اثم ہے لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً وَّمَتِّعُوْهُنَّ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ (البقرہ ۲۳۶)

''تم پر کوئی گناہ نہیں (نہ صغیرہ نہ کبیرہ) اگر تم اپنی عورتوں کو طلاق دو اور تم نے ہاتھ نہ بھی لگایا ہو ان کو اور مقرر کیا ہو ان کے لئے کچھ مہر ایسی حالت میں انکو متعہ دو (کپڑوں کا جوڑا اور دوپٹہ) مال دار پر اس کے موافق اور غریب پر اس کے موافق''

لا شريك له ولا نظير له ولا مثال له لا شبه له ولا شبيه له لا ضد له ولا ند له تمام لا نفی جنس کیلئے ہے لا شريك له کے یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ اللہ کا ظلی بروزی شریک ہے؟ وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ میں نے چن لیا ہے تجھ کو اے موسیٰ! فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى پس میری بات کان دھر کے سن اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ یہ

پکی بات ہے کہ ہم ما بدولت اللہ ہیں لَآ اِلٰـہَ اِلَّآ اَنَـا فَـاعْبُدُنِـیْ کوئی معبود نہیں کوئی مسجود نہیں......

یقین دانم دریں عالم کہ لاموجود الا ھو

ولا موجود فی الکونین لا معبود الا ھو (سلطان باھو)

لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (یونس ٦٢)

"نہیں ہے گناہوں سے بچنے کی کوئی گنجائش اور نہ نیکیوں پر چلنے کی کوئی طاقت مگر بلند و بزرگ اللہ کی توفیق کے ساتھ بے شک جو اللہ کے دوست ہیں اس کے حکم کو بہ سروچشم مانتے ہیں ان کو حق بیان کرنے میں کسی قسم کا خوف وحزن نہیں"

اب تو لانبی بعدی کا معنی خوب ذہن نشین ہو گیا ہوگا؟

قرآن کریم کے الفاظ و معانی دونوں پر یکجا اور مکمل ایمان لانا واجب ہے

حضرات! قرآن کریم کے الفاظ و معانی دونوں پر ایمان عقیدہ اسلام میں ضروری ہے نہ صرف الفاظ پر ایمان لانا کافی ہے اور نہ صرف معانی پر بلکہ دونوں پر، یہ نہیں کہ الفاظ ہوں "اللہ میاں" کے اور معانی ہوں "عطاء اللہ" کے یا الفاظ ہوں "عطا اللہ" کے اور معانی ہو "اللہ میاں" کے نہیں نہیں الفاظ و معانی دونوں اللہ میاں کے ہوں گے۔

قرآن مخلوق نہیں ہے

تمہیں معلوم ہے کہ قرآن مخلوق نہیں کیونکہ وہ قدیم کا کلام ہے متکلم قدیم تو کلام بھی قدیم، کلام الٰہی کبھی تو فاطمۃ الزہراؓ کے دروازے کے پاس حضور ﷺ پر اترا ہے اور کبھی حضرت عائشہؓ کے گھر میں کبھی میدانِ جنگ میں تو کبھی مکہ اور مدینہ کی مقدس گلیوں میں جو گفتگو اللہ میاں نے اپنے رسول کے ساتھ کی ہے وہ ہے وحی الٰہی اس کا نام

ہے قرآن اور کلام الٰہی اللہ کے الفاظ تو قرآن مجید کی عبارت ہے اور اللہ کے معانی وہ ہیں جو نبی ﷺ نے بیان کئے ہوں نہ کہ مرزا غلام احمد نے۔

وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ

"اور اتاری ہے ہم نے اے نبی! تری طرف یہ (سراپا نصیحت) کتاب تا کہ تو بیان کرے ان لوگوں کے لئے اس وحی کو جو انکی طرف اتاری گئی ہے"

حضور ﷺ کے فرائض میں چار امور قرآن نے ذکر کیے ہیں۔

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (الجمعه: ٢)

"اللہ وہی ذات ہے جس نے اَن پڑھوں میں ایک عظیم الشان رسول بھیجا، جو ان کو اللہ کا کلام سناتا ہے اور ان کو کفر وشرک کے میل کچیل سے صاف کرتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اس کتاب کے معانی بیان کرتا ہے بے شک وہ اس سے قبل صریح گمراہی میں مبتلا تھے"

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (ال عمران: ١٦٤)

"بے شک اللہ نے احسان کیا ہے ایمان لانے والوں پر کہ بنا بھیجا انہی میں سے ایک عظیم الشان رسول جو پڑھتا ہے ان پر اس کی آیات اور پاک کرتا ہے ان کو کفر وشرک سے اور سکھاتا ہے ان کو کتاب اور دانائی کی باتیں اور وہ لوگ اس سے پہلے بے شک کھلی گمراہی میں تھے"

اس میں بھی رسول کے فرائض میں تلاوت، تزکیہ نفوس، تعلیم کتاب وحکمت کا بیان ہے قرآن ہی میں ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کی دعا مذکور ہے رَبَّنَا وَابْعَثْ

فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ يُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (البقرہ: ۱۲۹)

اس میں بھی یہی ذکر ہے حضور نے قرآن کے جو معانی بیان کئے وہ بھی اللہ تعالیٰ کے اشارہ پر وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى (النجم ۳.۴) ''آپ کے دھن مبارک سے ایک حرف بھی نہیں نکلتا مگر وہ اللہ کی بھیجی ہوئی وحی ہے''

گویا وحی کی دو قسمیں ہیں ایک وحی متلو (جلی) یعنی قرآن اور دوسری وحی غیر متلو یعنی وحی خفی وہ ہے حدیث حضور ﷺ نے خاتم النبیین کی تشریح خود فرما دی فرمایا انا خاتم النبیین میں نبیوں کی مہر ہوں ان کو حق ہے قرآن کے معنی بیان کرنے کا مسلم شریف کی حدیث میں وختم بی النبیون ''اور مجھ پر نبی ختم کر دیے گئے'' کا جملہ ہے۔

حضرات! تمام پیغمبر حضور ﷺ کی امت میں ہیں، دعویٰ سے کہتا ہوں طالب علمو! سنو تم کو کہہ رہا ہوں؟ علماء و مشائخ کے سامنے کہہ رہا ہوں اس لیے کہ سند ہوا گر غلط کہوں گا تو میری اصلاح فرمائیں گے۔

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَاۤ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ (آل عمران: ۸۱)

''جب اللہ نے پیغمبروں سے اقرار لیا کہ جب میں دوں تم کو کتاب اور علم شریعت پھر تمہارے پاس بڑی شان والا نبی آئے وہ نبی اس کتاب کی تصدیق کر لے جو تمہارے پاس ہے تو تم اسکی تصدیق و تائید کرنا اور اس کی نصرت کرنا''

اس کے معنی واذکر: اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ ہوں گے کیونکہ قرآن کریم میں ہر جگہ حرف اذ سے پہلے اذکر یا قالوا کو اثر کرنے والا عامل بتاتے ہیں جب اللہ میاں نے انبیاء کی کانفرنس منعقد کی اور خود صدر بنے پیغمبروں سے اقرار لیا لَمَاۤ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ جب میں دوں تم کو کتاب اور علم شریعت ثُمَّ جَآءَكُمْ پھر تمہارے پاس بڑی

شان والا نبی آئے رَسُوْلٌ میں تنوین تعظیم کے لئے ہے اس نکرہ پر ہزار معرفہ قربان ہوں مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ وہ نبی اس کتاب کی تصدیق کر لے جو تمہارے پاس ہو تو تم اسکی تصدیق و تائید کرنا اور اس کی نصرت کرنا۔

مسلمانو! یہ معنی ہے خاتم النبین کا قال النبی ﷺ لانبی بعدی میرے بعد کسی زمانہ میں، کسی ملک میں نہ حقیقی؟ نہ مجازی؟ نہ ظلی؟ نہ بروزی چروزی؟ کروزی؟ وغیرہ کوئی نبی اور رسول نہیں! اس کے باوجود جب مرزا کہے کہ میں ظلی بروزی نبی ہوں تو کیا اس کی بات درست ہے؟ ''ظل کی تشریح! ''ظلی کا معنی'' سایہ والا ہمارے اوپر کیا ہے؟ سائبان اور شامیانہ! ہم کو آسمان نظر آتا ہے؟ نہیں! کیونکہ ہم سایہ میں ہیں ارے! شامیانہ سے باہر والو! تمہیں آسمان نظر آرہا ہے؟ تم ہم سے اچھے ہوئے تم ظلی نہیں وہ ظلی تھا لو بھائی ''شاہ جی'' بھی ظلی بروزی ہوا اور تم بھی ظلی بروزی ہوئے؟ مرزا تو اس لئے ظلی بروزی کہ اس کے درمیان اور اللہ کے درمیان شامیانے جیسا پردہ تھا وہ '' برطانیہ کا نبی تھا نہ اللہ سے اس کا تعلق نہ نبی سے اس کا تعلق سایہ ہی سایہ پھر وہ کس طرح نبی ہوا؟ یہ کہتا ہے کہ میں '' محمد رسول اللہ ﷺ کا عکس ہوں'' ارے بھائیو! کسی شے کا عکس بعینہ وہی شے ہوتا ہے شیر کی تصویر بعینہ شیر کی ہوگی ایسا نہیں کہ شیر کی تصویر گیدڑ کی ہوگی ظلی ہو محمد ﷺ کا اور طواف کرلے گورنر کی کوٹھی کا؟

مرزائے قادیان کا انکارِ جہاد

نبی کریم ﷺ نے مکہ و مدینہ میں پیغام الٰہی کو مخلوق تک پہنچانے کی راہ میں کتنی قربانیاں پیش کی ہیں؟ یہاں تک کہ احد کی لڑائی میں ان کے دندان مبارک شہید ہوئے! بتاؤ مرزا نے اسلام کی اشاعت کے لئے کتنے جہادوں میں شرکت کی؟ ارے! مرزا تو جہاد کو حرام سمجھتا رہا؟ اقبال نے کہا تھا......

آن ز ایران بود ایں ہندی نژاد
آں ز حج بیگانہ و ایں از جہاد

یعنی ’’بہاؤ اللہ ایرانی‘‘ جو ختم رسالت کا منکر تھا، اس نے حج سے انکار کیا اور مرزا غلام احمد نے جہاد کا انکار کیا حالانکہ رسول عربی فداہ ابی وامی ﷺ کا ارشاد ہے **الجھاد ماضٍ الیٰ یومِ القیٰمۃ** ’’جہاد قیامت تک قائم وجاری رہے گا‘‘۔

مرزا نے کہا تھا......

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو! خیال
دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

مرزا کی برطانیہ نوازی اور انگریز پرستی

مرزا کہتا ہے ’’ میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریز کی اطاعت کے بارہ میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہارات شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں میں نے ان کتابوں کو تمام ممالک عرب، مصر اور شام کابل اور روم تک پہنچایا ہے (تریاق القلوب ۲۵) مرزا کی برطانیہ نوازی کا یہ حال ہے؟

سلطنت انگریزی کی حمایت درحقیقت کفر کی حمایت ہے ایک جگہ لکھتا ہے میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو تقریباً ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں اپنی زبان اور قلم سے اس اہم کام میں مشغول ہوں تاکہ مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلش کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیروں اور ان بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ کو دور کروں۔

برطانیہ کا خود کاشتہ پودا

سنو! برطانیہ کے خود کاشتہ پیغمبر کے کفریات کو میں نے اس کو برطانیہ کا خود کاشتہ پیغمبر نہیں کہا وہ خود یہ لقب اپنے لئے منتخب کر بیٹھا ہے سنیئے کہتا ہے! ’’غرض یہ ایک جماعت ہے جو سرکار انگریزی کی نیک نامی حاصل کردہ ہے اور موردِ مراحم گورنمنٹ ہے سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار اور جان نثار ثابت کر چکی ہے اس ’’خود کاشتہ پودا‘‘ کی نسبت احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ’’ثابت شدہ وفاداری‘‘ کا لحاظ کرے (تریاق القلوب ص ۲۵) جو شخص انگریز جیسے خونخوار اور مردم خور ظالم کی خوشامد اور تعریف میں رطب اللسان ہو وہ کیسے حضور ﷺ کا عکس ہو سکتا ہے؟

مرزا کی پیشن گوئی

مرزا نے پیشن گوئی کی تھی ’’ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں‘‘ اب مرزا کو نہ مکہ کی ہوا نصیب ہوئی اور نہ مدینہ کی لاہور میں ’’ہیضہ‘‘ کی بیماری سے مرا اور ملکہ وکٹوریہ کی تمنا اپنے ساتھ قبر میں لے گیا **وکم حسراتٍ فی بطون المقابر** ’’اور انسانوں کے بے شمار ارمان قبروں کے پیٹ میں مدفون ہیں‘‘ ستارہ قیصرہ میں مرزا کا وہ خط درج ہے جو اس نے ملکہ وکٹوریہ کے نام بھیجا تھا اس میں لکھا ہے ’’اے ملکہ معظمہ! تیری نیک نیتی کی کشش ہے‘‘ میں اوپر کا نور ہوں اور تو نیچے کا نور‘‘ نیچے کے نور نے اوپر کے نور کو کھینچا (اللہ اب اس کو ملکہ وکٹوریہ کے ساتھ ہی کھینچے) اس ملکہ وکٹوریہ کے زمانہ میں لندن کے پوسٹ ماسٹر جنرل نے بعض خطوط کی اچانک پڑتال کی تو وہ ملکہ کے چاہنے والوں کے تھے اس نے مزید تفتیش جاری رکھی اور پھر آئندہ کے لئے ملکہ کے نام آنے والے تمام خطوط کو سنسر کر کے ان کے فوٹو اور مضامین کا ریکارڈ جمع کرتا رہا حتی کہ ملکہ کے اخلاق و کردار

کے موضوع پر ان تمام ''عشقیہ خطوط'' پر مشتمل ایک مستقل کتاب لکھ کر اپنے عہدہ سے استعفا دے دیا پھر کتاب چھپوائی اور پھر خود بھی فرار ہو گیا، کتاب چھپتے ہی انگلستان بھر میں خصوصاً ایک کہرام مچ گیا بعد ازاں وہ کتاب ضبط کر لی گئی اس کا نام...... تھا جو میں نے قریباً تیس برس پہلے مدراس میں کسی کے پاس دیکھی تھی اس میں وکٹوریہ کے کم از کم تین سو فرینڈز کی داستانیں تھیں، اس کے تین سو یار تھے؟ جہاں بھی جاتی اپنے یاروں سے ملتی تھی...... ع بہر زمیں کے رسیدیم آسماں پیداشت!

ملکہ وکٹوریہ کی طلب میں بہت سے ''الو کے پٹھے مر گئے''......

دریں ورطہ کشتی فرو شد ہزار
کہ پیدا نہ شد تختہ اش برکنار

اب خود سوچو کہ ایک کافر عورت اور ملکہ اور وہ بھی جس کے تین سو یار ہوں وہ کتنی پاک اور مقدس ہو گی؟ اور اس کا کیسا نور ہو گا جس نے مرزا کے نور کو آسمان سے کھینچ کر زمین پر اتارا؟ اس کی تعریف اور خوشامد کرنے والا برطانیہ نواز، گورنر کی کوٹھی کے طواف کرنے والا، جہاد کو حرام سمجھنے والا، ملکہ وکٹوریا کے نور مجذوب (معاذ اللہ) کب حضور ﷺ کا عکس ہو سکتا ہے؟ ...... نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند،

ع سرفروشی کی تمنا ہے تو سر پیدا کر

مرزائیوں سے صرف لفظ لا کا مفہوم پوچھو

مرزائیوں کے ساتھ بحث مباحثہ مت کرو ان سے صرف لا کا مفہوم پوچھو لام الف لا دو حرف ہیں نہ لـی ہے نہ لـو ہے بلکہ لا ہے اللہ ان دونوں کو آپس میں ملنے کی توفیق نہ دے، یہ جس پر بھی آجائیں اس کا تخم مار کر ہی چھوڑتے ہیں لا کی تلوار مارو جہاں کوئی مرزائی ملے لا نبی بعدی کا پوچھو بولنے میں دو اور کہنے میں لا بس لا بزن بہ لا بزن!

پچاس مارو اور پانچ گنو

جہاں بھی رحمت دو جہاں حضرت محمد ﷺ کی ختم نبوت نہ ماننے والے ملیں تو ان کو بندوق سے نہیں؟ چاقو سے نہیں؟ لاٹھی سے نہیں؟ جوتوں سے مارو پچاس مارو اور پانچ گنو ہاں ہاں خود مرزا نے لکھا ہے کہ پانچ اور پچاس میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے بھوپال کی ملکہ سے مرزا نے چندہ طلب کیا کہ میں ''براہین احمدیہ'' کو پچاس جلدوں میں لکھوں گا تو ملکہ نے پچاس جلدوں کے لئے رقم دے دی مرزا نے صرف پانچ لکھدیں عرصہ دراز کے بعد ملکہ نے دریافت کیا کہ'' تو نے تو پچاس کا وعدہ کیا تھا اور لکھدیں صرف پانچ؟ تو مرزا نے کہا کہ پچاس اور پانچ میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے'' تو تم بھی پچاس مارو اور پانچ گنو بلکہ پانچ سو مارو اور پچاس گنو'' کیونکہ پچاس اور پانچ سو میں نقطہ کا فرق ہے'' ختم نبوت جان ہے قرآن کی۔ بخاری، مسلم، ترمذی، ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ، حدیث کی تمام کتابوں کی جان ختم نبوت ہے تفسیر و اصول تفسیر، حدیث و اصول حدیث، فقہ و اصول فقہ، علم کلام وغیرہ تمام مذہبی علوم و فنون کی روح ختم نبوت ہے بزرگان دین! میری زبان کو نہ دیکھو، میرے مدعیٰ کو دیکھو اپنے مدعیٰ کے اثبات کے لئے اگر صرف لا کو پیش کروں تو دو سو لا صرف قرآن مجید سے استشہاد کے طور پر پیش کر سکتا ہوں اور احادیث میں تو بے شمار یہ ایسا قوی اور مضبوط لا ہے کہ اسم اور فعل دونوں پر آجائے تو کچھ نہیں چھوڑتا سات سمندروں میں پانی آجائے، طغیانی اور طوفان برپا ہوں تو اتنی تخریب نہ ہو گی، شاید کچھ بچ جائے گا جیسا کہ طوفان نوح سے جودی کے پہاڑ کی چوٹی بچ گئی تھی مگر لا جب آجائے تو پھر کسی چیز کے بچنے کی امید نہ رکھیں وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ فرمایا کرتے تھے اگر یہ ثابت کیا جائے کہ مریخ اور دوسرے کواکب اور سیاروں میں آبادی ہے تو وہاں کے نبیوں کے آخری نبی اور

خاتم الانبیاء بھی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہوں گے جیسا کہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی صاحب کبریت احمر نے مراقبہ میں دیکھا تھا کہ مریخ میں آبادی ہے۔

مرزا نے حضرت حسینؓ کی توہین کی

ارے شیعہ بھائیو! ختم نبوت کی حفاظت کے لئے متفق ہو جاؤ؟ ختم نبوت نہیں تو تم بھی نہیں وہ تو نواسہ ہے؟ اور یہاں تو مرزائیوں نے اس کے نانا کی پگڑی پر بھی ہاتھ ڈال دیا ہے؟ مرزا نے حضور ﷺ کے نواسے کو بھی چھوڑا نہیں اس کی توہین بھی کی ہے لکھتا ہے......

کربلا ئیست سیر ہر آنم
صد حسین است درگریبانم

سمجھتے ہو؟ کہتا ہے ''میں ہر وقت کربلا کی سیر کرتا ہوں میرے گریبان میں حسین جیسے سو حسین ہیں (نزول المسیح ص ۹۹) اس سے زیادہ ہتک آمیز کلمات ان شعروں میں کہے ہیں......

شتان ما بینی و بین حسینکم
فانی اُؤید کل آن وانصروا
واما حسین فاذکروا دشت کربلا
الیٰ هذه الایام تبکون فانظروا

میرے اور تمہارے حسین کے درمیان زمین وآسمان کا فرق ہے کیونکہ مجھے ہر وقت تائید ونصرت حاصل ہے اور حسین کو تائید ونصرت کہاں؟ دشت کربلا کا واقعہ یاد کرو اس وقت سے لے کر اب تک تم روتے چلے آرہے ہو (اعجاز احمدی ص ۶۹) مرزا نے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ اور حضرت علیؓ کی بھی توہین کی ہے چنانچہ شیعہ کو مخاطب کر کے کہتا ہے: پرانی

خلافت کا جھگڑا چھوڑ دو اب نئی خلافت لو (یعنی مرزا کی خلافت) ایک زندہ آدمی تم میں موجود ہے اور مردہ کو تلاش کرتے ہو (ملفوظات احمدیہ، ص: ۱۳۱)

شیعہ وسنی روضہ رسول اللہ ﷺ پر مراقبہ کریں

شیعہ اور سنی حضرات آپس میں مت لڑیں آپ دو نمائندہ مقرر کریں ایک نمائندہ شیعہ کا ہو جو اللہ سے ڈرنے والا اور دین دار ہو اور ایک نمائندہ سنیوں کا دونوں کو روضہ اطہر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر بھیجو وہاں چل کر غسل یا وضو کی طہارت کر کے روضۃ من ریاض الجنۃ میں دو رکعت نفل پڑھ کر روضہ مطہرہ کے بالمقابل آکر صلوٰۃ وسلام پڑھ کر مراقبہ کریں اور یہ دعا کریں کہ اے مولیٰ! مجھے ان صحابہ کی فضیلت میں کچھ شک ہے، میری اصلاح اور رہنمائی فرما اگر جیتے جاگتے وہاں سے جواب نہ آئے اور سائل کی اصلاح نہ ہو اور اسے رہنمائی نہ ملے تو یہ میری گردن حاضر ہے اسے اتار لینا۔

قاضی احسان احمد شجاع آبادی کا بیان کردہ واقعہ

گزشتہ سال قاضی احسان احمد شجاع آبادی حج بیت اللہ کو تشریف لے گئے انہوں نے بیان کیا کہ جب میں مدینہ منورہ حاضر ہوا اور روضۂ اطہر کی زیارت کی تو میں نے ایک آدمی دیکھا کہ اس نے حضور ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کر کے حضور پر صلوۃ و سلام بھیجا اور ابوبکر وعمر کی قبروں کی طرف توجہ نہ کی اور نہ ان کو سلام پیش کی میں نے اس کو کہا کہ بھئی! یہ کیوں؟ اس نے کہا میں شیعہ ہوں میرا جی نہیں چاہتا کہ ان دونوں پر سلام کہوں میں نے اسے پیار سے کہا ''ارے بھائی! خدا کے لئے ذرا وضو کر کے آؤ دو رکعت نفل ادا کرو اور پھر یہاں بیٹھ کر تھوڑی دیر کے لئے مراقبہ کرو پھر جو کچھ نظر آئے اور محسوس ہو اس کے مطابق فیصلہ کر لینا؟ چنانچہ اس نے میری بات مان لی وہ منصف مزاج شیعہ تھا وضو کر کے آیا دوگانہ پڑھنے کے بعد کافی دیر تک مراقبہ میں رہا پھر یکایک اس نے بہ آواز

بلند نعرہ لگایا حاضرین متعجب ہوئے اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے میں نے دریافت کیا کہ کیا ہوا؟ تو اس نے کہا ”خدا کی قسم! نبی کریم ﷺ ابوبکر وعمر کو دائیں بائیں لئے ہوئے ان کے درمیان خود چل کر میرے پاس آکر فرمانے لگے کہ ”تو میرے ان محبوب ساتھیوں کے متعلق بدظنی اور برے خیالات کیوں رکھتا ہے؟“ آپ گواہ رہیں کہ آج سے میں صحابہ کے متعلق اپنے غلط عقیدہ سے توبہ کرتا ہوں مجھ پر حق کھل گیا ہے اور حقیقت معلوم ہوگئی ہے میں آج سے ابوبکر وعمر کی سچائی اور فضیلت پر ایمان لے آیا ہوں دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ شیعہ اور سنی بھائیوں کے باہمی جھگڑوں کو ختم فرمائے ......

ہنوز آن ابررحمت در فشان است
خم و خمخانہ با مہرو نشان است

اس فتنہ کی تردید کے لئے شیعہ سنی سب متفق ہو جاؤ لا کی تلوار لو اور ان سے لڑو لا بزن بہ لا بزن ان مرزائیوں سے پوچھو کہ تمہارے باپ نے جو ترجمہ کیا ہے وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ کا اس کو کیوں نہیں مانتے؟ ازالہ اوہام مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی ”میں یہ عبارت ہے“ مگر وہ رسول اللہ ﷺ اور ختم کرنے والا نبیوں کا“ یہ آیت بھی صاف دلالت کرتی ہے کہ ہمارے نبی ﷺ کے بعد کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا پھر اس کو کیا جنون ہوا کہ اپنی عبارت بھی اس کو یاد نہ رہی اور برطانیہ کے اشارہ سے نبوت کا دعویٰ کیا لا الہ الا اللہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ یہ ہے وہ کتاب جس میں کسی قسم کا شک نہیں نہ حقیقی نہ مجازی، نہ ظلی نہ بروزی چروزی هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ یہ کتاب راہ دکھاتی ہے اللہ کا لحاظ کرنے والوں کو متقی کے معنی شرک سے بچنے والا، بدعات سے بچنے والا، گناہ سے بچنے والا صغیرہ ہو یا کبیرہ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ، متقی وہ لوگ ہیں جو مان لیتے ہیں بِالْغَيْبِ جو یقین لاتے ہیں اللہ تعالیٰ پر بن دیکھے یہ

ترجمہ حضرت شاہ عبدالقادر دہلوی نے کیا ہے شاہ عبدالقادر بن شاہ ولی اللہ حجۃ اللّٰہ فی ارض اللّٰہ اس شاہ ولی اللہ نے ہند میں احادیث وتفاسیر کا چرچا پیدا کیا انہوں نے بہت سی تصانیف حدیث وتفسیر علم کلام، تصوف میں کی ہیں مگر انہوں نے قرآن شریف کا ترجمہ فارسی میں کیا تھا اور ان کے خلف الرشید شاہ عبدالقادر نے قرآن کریم کا ترجمہ اردو میں کیا مگر ایسی ویسی اردو میں نہیں؟ فصیح وبلیغ اردو میں جس سے اگر عربی بنائی جائے تو عین قرآن ہوگا، ترجمہ میں ایک لفظ بھی زیادہ نہیں یہ ترجمہ انہوں نے چالیس سال میں مکمل کیا ہے، یہ ترجمہ تمام موجودہ تراجم کی جان ہے ہم نے تو تمام عمر منطق وفلسفہ، ریاضی، صدرا، بدرا میں صرف کی؟ قرآن اور حدیث سے بے خبر رہے حمد اللہ اور سدرۃ المنتھیٰ (صدرا) میں تو مہارت ہو اور قرآن کے ایک جملہ کا معنی نہ آتا ہو؟ کتنی شرمناک بات ہے؟ کیا تمہیں ”صدرا“ سدرۃ المنتھی تک پہنچا دیگی؟

اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِيْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ

”کیا تم بدلہ میں لیتے ہو ادنیٰ چیز اس کے مقابلہ میں جو بہتر ہے؟“

اس کے ضمن میں شاہ ولی اللہؒ بیان فرماتے ہیں کہ ”قرآن وحدیث کو چھوڑ کر منطق و فلسفہ کے درپے ہونا خیر کو چھوڑ کر ادنیٰ کو طلب کرنا ہے وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا (الفرقان) اس دن رسول شکایت کے طور پر کہیں گے اے میرے پروردگار! میری اس قوم نے قرآن کو جو واجب العمل تھا بالکل نظر انداز کر دیا تھا مولانا اشرف علی تھانویؒ کا ترجمہ ہے اس پر شاہ عبدالقادرؒ لکھتے ہیں کہ قرآن مجید کی تلاوت پر تعاھد (دوام) نہ کرنا اور دیگر مشاغل میں مصروف رہنا مکروہ اور ممنوع ہے آج کل تو واعظوں نے بجائے قرآن وحدیث کے شعروشاعری کا وعظ شروع کر دیا ہے ایسے وعظ بھی قیامت کے دن مھجوریت قرآن میں شمار ہوں گے جیسا کہ کلام الٰہی شاہد

ہے طالب علمو! آیت کس کے متعلق ہے؟ غصہ نہ ہونا بھائی! اگر غصہ ہو بھی جاؤ تو کیا؟ مارہی دو گے ایک دفعہ ہی مرنا ہے، تم ہی مار ڈالو؟......

ع اک جان ہے باقی سو وہ تو لے یا خدا لے؟

تدریس بھی ضروری ہے

طالب علمو! تمہارے پڑھنے کا نتیجہ درس وتبلیغ ہونا چاہیے تدریس بھی بہت ضروری ہے اگر تدریسی سلسلہ بند ہو جائے تو تبلیغی سلسلہ کہاں؟ تدریس سے مبلغین پیدا ہوتے ہیں مولوی فاضل اور منشی فاضل میں تو کوئی تدریس نہیں تبلیغ تو بڑی بات ہے ہمارے طالب علم اخیر میں ''عربیک ٹیچر'' اور ''فارسی ٹیچر'' بن جاتے ہیں ارے! ہوشیار ہو جاؤ جس چیز کے لیے تمہیں پیدا کیا گیا ہے اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ شاہ عبدالقادرؒ کے متعلق کچھ کہہ رہا تھا تو شاہ ولی اللہ پہلے مترجم ہیں فارسی زبان میں اور اس کا بیٹا چراغ سے چراغ جلا پہلا مترجم ہے قرآن مجید کا اردو زبان میں چالیس سال باوضو بیٹھ کر اس نے یہ ترجمہ مکمل کیا ہے ایک پتھر پر تکیہ لگایا کرتے تھے میں بہت دفعہ دہلی گیا ہوں مگر برطانیہ کے ظلم واستبداد سے اس مسجد کا نشان مٹ گیا ہے اگر وہ مسجد اب ہوتی تو میں اس میں جا کر دو رکعت نفل پڑھتا اور اسی پتھر کو بوسہ دیتا اور دعا کرتا کہ اے خداوندا! حضرت شاہ عبدالقادرؒ کی روح پر فتوح پر رحمتوں کی بارشیں برسا اللّٰھم برد قبرہٗ بأ مطار الرحمۃ والغفران اس کا ترجمہ لفظ بہ لفظ ہے مفرد کا مفرد اور مرکب کا مرکب ترجمہ کی طرف توجہ کرو تو شاہ عبدالقادر کا اثر معلوم ہوتا ہے انہوں نے بِالْغَيْبِ کا ترجمہ ''بن دیکھے'' سے کیا ہے اس ترجمہ کے باوجود پھر عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا کا تعارض باقی نہیں رہتا عٰلِمُ الْغَيْبِ جاننے والا ہے بھید کا'' نہیں بتاتا کسی کو بھید اپنا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ مگر جس فرشتہ کے ذریعہ چاہے صاحب روح المعانی اور علامہ شامی نے

یہاں رسول سے فرشتہ مراد لیا ہے جیسا کہ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ میں رسول سے مراد جبریلؑ ہیں وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ نماز کو مع فرائض و واجبات اور سنن ومستحبات کو قائم کرتے ہیں قیام نماز اور چیز ہے اور اداء نماز اور چیز ہے وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ اور جو کچھ دیا ہم نے ان کو اس میں سے خرچ کرتے ہیں بانٹ اگر خدائی بانٹ ہو جائے تو فساد ختم کمیونسٹوں وغیرہ کا قصہ ختم ہو جائے گا وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ اور وہ لوگ ایسے ہیں کہ یقین رکھتے ہیں اس کتاب پر بھی جو آپ کی طرف اتاری گئی ہے وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ اور ان کتابوں پر بھی جو آپ سے پہلے اتاری جا چکی ہیں۔

حضرات! غور سے دیکھو کہ یہاں پر مِنْ بَعْدِكَ کا لفظ نہیں ہے بلکہ مِنْ قَبْلِكَ کا لفظ ہے جھگڑا ختم مرزا کا براہین احمدیہ کس طرح قرآن ہو سکتا ہے؟ یہ جو قبـــــل ہے اس میں بھی ایک بات ضرور ہے وہ یہ کہ امام الانبیاء ان کی تصدیق کرنے والے ہوں، محمد ﷺ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ کے مصدق ہیں میں اپنی طرف سے نہیں کہتا خود اللہ تعالیٰ ہی فرماتے ہیں وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ (آل عمران: ۸۱)

''اور اے نبی! وہ وقت یاد کرو کہ (عالم ارواح میں) وعدہ لیا اللہ نے تمام نبیوں سے کہ جب میں تم کو دوں شریعت کی کتاب اور دانائی پھر آجائے وہ بڑی شان والا رسول جو تصدیق کرنے والا ہو اس کتاب کی جو تمہارے پاس ہو تو تم ایمان لانا اس رسول پر اور پھر تم ضرور اسکی مدد کرنا''

اس سے صاف صاف معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام کے مصدق ہیں۔

آخرت سے مرزا غلام مراد نہیں ہوسکتا

جب تصدیق ہو جائے تو تائید کی ضرورت ہے؟ وَ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں مرزا کہتا ہے کہ آخرت سے مراد میں مرزا غلام احمد ہوں ارے! حضور ﷺ تو فرماتے ہیں لو کان بعدی نبیّ لکان عمر بن الخطاب قال رسول الله ﷺ أنا اخر الأنبياء وأنتم اخر الأمم ......

''میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطابؓ ہوتا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو''

اگر حضور ﷺ کے بعد نبوت کا سلسلہ جاری رہتا تو حضور ﷺ یہ اعلان نہ فرماتے أنا خاتم النبيين لا نبيّ بعدی آخرت سے اگر مولانا غلام غوث صاحب کو مراد لیا جائے یا عطاء اللہ لیا جائے اور اگر مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانوی صاحب مراد لیے جائیں العیاذ باللہ خاکم بدھن کیونکہ اللہ میاں نے فرمایا ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ پھر تم سے قیامت کے دن نعیم کے متعلق پوچھا جائیگا'' تو بتاؤ یہ ہوسکتا ہے؟ نہیں نہیں حاشا وکلا تو مرزا کس طرح اس سے مراد ہوسکتا ہے آہ زبان بھی یتیم ہوگئی؟ اور قرآن بھی یتیم ہوگیا؟ عربی زبان دانی کا یہ حال ہے مرزا کا أُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ یہ لوگ جن کے احوال اور اوصاف ذکر کیے گئے یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ کی راہ پر ہیں وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ یہی وہ لوگ ہیں جو فلاح پانے والے ہیں یا فلاح پاچکے ہیں یہ آیتیں، یہ عقیدہ اور یہ عمل نجات کے لئے کافی ہے اگر قرآن کی صرف یہی چند آیتیں نازل ہوتیں اور بقیہ نازل نہ ہوتا تو یہ آیتیں اسلام کی صداقت اور مسلمان کے عقیدہ کے لئے کافی ہیں۔

مرزائی نبوت کے بہت حریص ہیں

یاد رکھو! یہ مرزائی نبوت کے بہت حریص ہیں (کدے نہیں رجدے) یعنی انکا

پیٹ کبھی نہیں بھرتا یہ کہتے ہیں کہ انگریزوں کا ہر ایک خوشامدی اور سرکردہ بھی نبی ہوسکتا ہے پٹنہ میں ایک دفعہ بچپن کے زمانہ میں اپنے آبا حضرت حافظ سید ضیاء الدین کے ساتھ ایک دعوت پر گیا مجھے اللہ تعالیٰ نے چون، پچپن سال اپنے بزرگوار کی خدمت اور شرف صحبت سے نوازا ہے جس وقت میں چھوٹا تھا تو باپ کے ساتھ دعوتوں میں جایا کرتا تھا مگر ایسے ہی نہیں؟ جب تک دعوت نامہ پر یہ نہ لکھا ہوتا'' حافظ سید ضیاء الدین مع صاحبزادہ'' طفیلی جیسا جانے کا میں منکر تھا بہرحال ایک دفعہ کسی دعوت پر چلا گیا کھانا لایا گیا ایک حریص آدمی پر نظر پڑ گئی جس کے سامنے بڑا قاب رکھا ہوا تھا قاب جانتے ہو یعنی مخروطی شکل جیسا برتن جو چاول سے بھرا ہوا تھا اس حریص کا منہ چاولوں سے بھرا ہے اور گھر والے کو کہنا چاہتا ہے کہ اور چاول لے آ اس کے منہ میں چاول کا لقمہ ہے زبان سے تو کہنے سے قاصر ہے اشارہ سے اُوں اُوں کر رہا ہے مجھے والد ماجد نے فرمایا کہ یہ بھی کبھی سیر ہوگا؟ تو مرزائی اس کی طرح حریص ہیں نبوت سے کبھی بھی سیر نہیں ہوتے اب نبوت کی کیا ضرورت؟ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا وہ چاولوں کے لیے ایک فرد کی حرص تھی اور یہ غلام احمد کی جعلی نبوت تو پوری مرزائی قوم کی حرص ہے يومنون کا کلمہ ہو منہ میں؟ ينفقون کا کلمہ ہو منہ میں اور دوسرے پیغمبر کو کہیں (اوں اوں) میں پوچھتا ہوں اور کیا بات باقی ہے جس کی تکمیل کے لیے'' ما بدولت مرزا'' تشریف لا رہے ہیں؟ تم تو وہاں گورداسپور میں رہتے تو اچھا ہوتا؟

مرزائیوں نے گورداسپور کو ہندوؤں کے حوالہ کر دیا

ارے! ان ظالموں نے خود گرداسپور ہندوؤں کے حوالہ کیا گرداسپور میں مسلمانوں کی تعداد بہ نسبت ہندوؤں کے زیادہ تھی مگر مردم شماری کے وقت ان ظالموں نے کہا ہم غیر مسلم ہیں تو وہاں غیر مسلموں کی تعداد بڑھ گئی اور ہندوؤں کے حصے میں وہ

علاقہ آگیا اور مرزائیوں کو پاکستان دھکیلا گیا اگر آج گرداسپور پاکستان کے قبضہ میں ہوتا تو کب سے پاکستانی پرچم دہلی کے لال قلعہ پر لہراتا ہوا نظر آتا......

ع یہ سب گھر ہم نے بسائے ہوئے ہیں؟

میری علمی پرورش

میں نے علمی پرورش حضرت شاہ انور شاہ صاحب، حضرت مفتی محمد حسن صاحب، حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ اور مولانا ابوالکلام آزاد اور مفتی اعظم مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب سے پائی ہے مولانا محمد علی وشوکت علی مولانا شبیر احمد عثمانی کی صحبتیں میسر آئی ہیں میں نے ان بزرگوں کے چہرے پڑھے ہیں اور ان کا پیار اور دعائیں حاصل کی ہیں روحانی تربیت جناب پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی سے حاصل کی......

پیدا کہاں ہیں ایسے پراگندہ طبع لوگ
شاید کہ تم کو میرؔ سے صحبت نہیں رہی

تینتیس سال انگریز کا مقابلہ کیا اب بھی ”الآن کما کان“ انگریز اور اس کے کتوں سے لڑنے، مرنے کے لیے تیار ہوں۔

مرزائی برطانیہ کی دم ہیں

”لعنت بر پدر فرنگ“، ”صد بار لعنت بر پدر فرنگ“ انگریز چلے گئے مگر اس کی دم باقی ہے یہ چھپکلی کا قصہ ہے چھپکلی کو مارا جائے تو وہ مر جائے گی مگر اس کی دم دیر تک حرکت کرتی رہے گی یہ مرزائی برطانیہ کی دم ہے انہوں نے آج تبلیغ نہیں اغوا مچا رکھا ہے مولانا محمد علی جالندھری فرماتے ہیں کہ مرزائیوں نے اغوا کا نام تبلیغ رکھا ہے۔

اختتام

آخر میں ایک بار پھر کہتا ہوں کہ لا کی تلوار لو اور میدان میں نکلو لمبے قصے

چھوڑ دو ”دو حرفی گل مکا نیڑی“ ”بس لا بزن بہ لا بزن“ اگر ساری رات اس مسئلہ ختم نبوت پر بولتا رہوں تو اس مسئلہ کا حق ادا نہیں کر سکتا یہ لمبی داستان ہے، راتیں ختم ہو جاتی ہیں مگر مسئلہ ویسے کا ویسا تشنہ رہ جاتا ہے......

شب وصال بہت کم ہے آسماں سے کہو
کہ جوڑ دے کوئی ٹکڑا شب جدائی کا

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العٰلمين

اسلام کی پوری عمارت عقیدۂ ختم نبوت پر قائم ہے

دارالعلوم حقانیہ کے دستار بندی جلسے اپنی خصوصیات اور امتیازی شان کی وجہ سے ملک وملت کے حق میں مفید اور دورس نتائج کے حامل رہے ہیں ملک کے گوشہ گوشہ سے اکابر علم وفضل اور اعیان ملک کی شرکت اور سامعین کی شمولیت کے لحاظ سے ان جلسوں کو ایک خاص مقام حاصل ہے آج سے تقریباً ۶۸ سال قبل ۱۶/۱۷ مئی ۱۹۵۱ء کو ایسا ہی ایک جلسہ اپنی روایات کو قائم رکھتے ہوئے منعقد ہوا تھا ہمیشہ کی طرح حضرت شاہ جی مرحوم بھی اس میں شریک تھے اور مخصوص انداز میں مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت اور اساسی حیثیت پر روشنی ڈالی اس تقریر کی رپورٹنگ اس وقت پشاور کے ایک ہفت روزہ البلاغ نے کی اور اسے ۸/جون ۱۹۵۱ء کے خصوصی شمارہ میں شائع کیا تھا بعد میں ماہنامہ الحق نے بھی آب وتاب کے ساتھ شائع کیا تھا اب اس رپورٹ سے امیر شریعت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب کی وہ تقریر شامل خطبات کی جاتی ہے جو تذکر کے ساتھ ساتھ تبرک بھی ہے (س)

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ کے سالانہ اجتماع کی دوسری نشست میں رات کے ساڑھے گیارہ بجے مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی تقریر شروع ہوئی حاضرین اس قدر تھے کہ پنڈال کی قناتیں کھول دی گئی تھیں اور دور تک انسان ہی انسان نظر آتے تھے اندازہ کیا گیا ہے کہ اس وقت کی حاضرین کم ازکم پندرہ ہزار کے لگ بھگ تھی شاہ صاحبؒ نے اپنی تقریر اس وقت شروع کی جب اتفاقی طور پر لاؤڈ سپیکر فیل ہو گیا تھا (شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری صاحب کی

تقریر کے دوران بجلی کٹ گئی) جو بعد میں ٹھیک ہو گیا شاہ صاحب نے حمد وثنا کے بعد تقریر شروع کرتے ہوئے فرمایا:

بزرگوں نے میرا امتحان لینا چاہا ہے کہ میں بے لاؤڈ سپیکر بھی بول سکتا ہوں اگرچہ بخاری وہ بخاری نہیں رہا جو اس مجمع سے زیادہ مجمعوں کو بھی بغیر لاؤڈ سپیکر کے خطاب کرتا رہا ہے تاہم میں کوشش کروں گا اللہ تعالیٰ مجھے ہمت دے اور آپ بھی دل میں اسکی دعا کرتے رہیں اس کے بعد آپ نے باقاعدہ تقریر کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا۔

مذہب کی بنیاد تین چیزوں پر ہے

اپنی سمجھ میں اتنی بات آچکی ہے کہ مذہب میں اپنے مذہب میں ! مجھے دوسرے مذہب سے تعلق نہیں ، نہ اس کی کتابیں پڑھتا ہوں ، نہ ہی اسکا مطالعہ کرتا ہوں بلکہ اتنا ہی جانتا ہوں کہ مذہب اپنا ہے اسے ہی سمجھو سمجھاؤ ہاں تو اپنی سمجھ میں اتنی بات آچکی ہے کہ اپنے مذہب میں تین ہی چیزیں ہیں ایک عقیدہ ، پھر عبادت اور معاملات ، بس یہ تین چیزیں ہیں میں اس وقت نہ عبادات کے متعلق کچھ کہوں گا ، نہ معاملے کے متعلق کیونکہ یہ بات اپنی سمجھ میں آگئی ہے کہ بغیر عقیدے کے کوئی عمل ہوتا نہیں اور عقیدہ......؟ اس کے معنی ہیں اردو میں دل کی بات اور دل کی بات جب دل میں پکی ہو جائے ، تب ہی حقیقتاً کوئی عمل عمل بن سکتا ہے۔

جوں جوں دوا کی مرض بڑھتا گیا

(شاہ صاحب نے کہا) علامہ انور شاہ صاحب کی بات یاد آگئی کہ کوڑھی کو جتنی اچھی غذا آپ کھلائیں گے اس کا مرض بڑھے گا اور اطباء اس پر متفق ہیں کہ اس کا بدن گلتا ہی جائے گا ، سڑتا ہی جائے گا حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا ہے کہ جسکا عقیدہ بگڑ گیا ، اسکی روح کو کوڑھ ہو گیا جتنی عبادت کریگا اتنا ہی عذاب پائیگا یہ شاہ صاحبؒ نے فرمایا میں

اسکی مثال دیتا ہوں، اس شامیانے کی جو اس وقت آپکے سروں پر سایہ کئے ہوئے ہے آندھی چلے تو یہ اسی طرح سایہ فگن رہے گا ؟ کہ زمین پر آ رہے گا (سامنے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شاہ صاحب نے کہا) وہ سامنے بلند و بالا عمارت ہے، اسکی بنیاد کھوکھلی ہو تو ہر وقت گرنے کا کھٹکا لیکن اگر عمارت معمولی ہے مگر بنیاد مضبوط ہے تو زندگی چین سے بسر ہو جائے گی بس عقیدہ درست ہو، کثرت عبادات نہ ہو صرف نمازیں ہی پڑھ لے انشاء اللہ انجام بخیر ہو گا اور نوافل بھی ہوں، تہجد بھی ہو اشراق بھی، اوابین بھی ہو ریاضت سب ہو! عقیدہ نہ ہو تو کچھ بھی نہیں آریہ بھی عبادت کرتے ہیں، ہندو بھی ریاضت کرتا ہے لیکن انہیں جہنمی اور کافر ہی کہا جاتا ہے ہاں ہاں یہودی بھی تسبیح بہت کرتے ہیں لیکن عقیدہ ہے عزیر ابن اللہ کا جو لے ڈوبا، بالکل لے ڈوبا۔

عقیدہ ختم نبوت توحید کی جڑ ہے

(اب شاہ صاحب کا انداز بیان گرجدار تھا آپ نے کہا) **لعنت ہو فرنگی پر! اس نے دو سو سال کی منحوس حکومت میں چوٹ لگائی ہمارے بنیادی عقیدے پر، جو جان ہے سب اسلام کی! توحید کی جڑ ہے اور وہ عقیدہ ہے ختم نبوت کا، اسلام کا صحیح تصور نبی ﷺ کے سوا کوئی پیش نہیں کر سکتا خدا کو تو سب ہی مانتے ہیں اور مانتے تھے خدا کو تو سب ہی پکارتے ہیں خدا کا انکار تو کوئی پرلے درجے کا بیوقوف ہی کرے گا جو اپنے وجود کا تو قائل ہو اور خدا کے وجود کا انکار کرے خدا کو ہر ایک مانتا ہے، چاہے وہ اپنا ہی بنا ہوا تھا جسے صبح کو گھڑا، اور شام کو اس کا خدا ہو گیا منکر خدا تو یہ بھی نہ تھے سب خدا کے وجود کے قائل تھے میں کہہ رہا تھا کہ منکر خدا تو ہوئے نہیں البتہ خدا کا صحیح تصور ملتا نہیں اگر ملتا ہے تو نبی ﷺ سے جسے خود خدا نے بنایا وہ خدا تو مر گیا، ٹوٹ گیا، پھوٹ گیا ایک ضرب زیادہ پڑنے سے نکٹا ہو گیا، لنجا ہو گیا لیکن نبی جو خدا دیتا ہے جس خدا کا تصور نبی سے ملتا ہے، وہ مرتا نہیں، ٹوٹتا نہیں بے عیب ہوتا ہے۔**

مسیلمہ کذاب سے پنجابی کذاب تک

(شاہ صاحب نے اپنے بیان کا مرکز متعین کرتے ہوئے کہا) **شاہ عبدالقادر صاحب قدس سرہ العزیز نے چالیس سال میں قرآن کریم کا ترجمہ کیا ہے اس میں اللّٰہ الصمد کا ترجمہ شاہ صاحب نے ''اللہ نرادھار'' ہے کیا ہے نرادھار، نرادھار!** (یعنی) **جس بن کسی کا کام نہ چلے اور جس کا کام کسی بن نہ اڑے خدا کا یہ تصور نبوت ہی پیش کر سکتی ہے اور کوئی نہیں اور اسکی جڑ فرنگی نے کاٹی!** (شاہ صاحب نے گرجدار آواز میں کہا) **کیسے پنجاب سے ایک نبی اٹھا؟ اٹھا نہیں! اٹھایا گیا** (ذرا نرم آواز میں شاہ صاحب نے کہا) **میں نے تو یہ اندازہ لگایا ہے کہ جس نے نبوت کا دعوی کیا ہے، وہ پاگل ہے یا پاجی ہے اور ایسے پاجیوں کا سلسلہ مسیلمہ کذاب سے پنجابی نبی تک آیا ہے نبوت ایک مرکز ہے، جسے قومیں فنا کرنے اٹھیں! لیکن اس کا علاج بھی ساتھ ساتھ ہوتا رہا۔**

جھوٹے مدعیان نبوت کے نقائص

(آگے چل کر سید عطا اللہ شاہؒ بخاری نے فرمایا) **تصویر کا ایک رخ تو یہ ہے کہ مدعی نبوت کے نقائص کی بنا پر اس کے دعوے کی تردید کی جائے کہ وہ شراب پیتا تھا لہذا نبی نہیں اسکی مخبوط الحواسی کی بہت سے دلیلیں ہیں لہذا نبی نہیں وغیرہ وغیرہ لیکن ایک رخ اور بھی ہے، وہ یہ کہ پیغمبر ﷺ سے اعلان کرایا گیا قُلْ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا**

''فرما دیجئے اے پیغمبر! کہ اے لوگو! بے شک میں اللہ کا رسول ہوں، نبی ہوں،
پیغمبر ہوں، ظلی بروزی کا جھگڑا ہی نہیں تم سب کی طرف، ساری خدائی کی طرف،
خدا کی ساری بادشاہی کے لئے ایک رسول! آخری رسول! خطاب کیا گیا ہے''

''اے لوگو! یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ تو جس نے اس نبوت سے کنّی کاٹی وہ لوگوں میں کہاں رہا؟ اس کا شمار انسانوں میں کب ہو گا یہ ہے تصویر کا دوسرا رخ، جس سے جھوٹی

نبوت کا جھوٹ کھلتا ہے، اور جھوٹے نبیوں کے چہرے کے بدرونقی اس آئینہ میں نظر آتی ہے (اس کے بعد شاہ صاحب نے اپنی تقریر کا الحاصل بیان کرتے ہوئے کہا) آج ضرورت ہے اس عقیدہ کو محکم رکھنے کی جو ایمان کی بنیاد ہے اور جہاں سے اسلام کا صحیح تصور ہمیں مل سکتا ہے یعنی نبوت اور ختم نبوت کیونکہ عقیدہ کے بغیر کوئی عمل درست نہیں ہوسکتا (اس کے بعد شاہ صاحب نے فرمایا) **اوصیکم بتقویٰ اللہ** میں تمہیں خدا سے ڈرتے رہنے کو کہتا ہوں یاد رکھو سرحد میں انتخابات ہونے والے ہیں میں کہوں گا کہ لیگ کی پوری طرح حمایت کرو اس کے ہر امیدوار کو کامیاب بناؤ مگر جھوٹے نبیوں کے پیروکاروں کو پوری طرح شکست دو لیگ کے ہر امیدوار کو خواہ وہ کوئی ہو اور کیسا ہی ہو تم ووٹ دے دو مگر پنجابی نبی کے چیلوں کو سر اٹھانے کا موقع نہ دو، ان کی ضمانتیں ضبط کراؤ، اور انہیں شکستِ فاش دو۔

وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العٰلمین

(الحق، ج ۵، ش ۶، محرم الحرام ۱۳۹۰ھ، مارچ ۱۹۷۰ء)

خطبات

امام الاولیا شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ

مختصر تعارف

مفسرِ قرآن، مجاہد جلیل، استاذ العلماء، عارف باللہ، مرشد کامل، سیدی واستاذی مولانا احمد علی لاہوریؒ (المتوفیٰ ۱۹۶۱ء) آفتاب وماہتاب رشد وہدایت کے سامنے چراغ رکھنے کی جرأت وہمت سراسر حماقت

مقصد زندگی

مقصود حیات بندگی نہ دنیا طلبی اور نہ اکل شرب

برادران ملت !اہل نوشہرہ ضلع پشاور کیلئے ۱۵ جمادی الثانی ۱۳۸۰ھ بمطابق ۵ دسمبر ۱۹۶۰ء سوموار کا دن خوشی و روحانیت کا پیغام ساتھ لایا یعنی اس دن پاکستان کا عظیم روحانی و علمی شخصیت شیخ الاسلام والتفسیر قطب الاقطاب امام الاولیاء حضرت مرشدنا ومولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ نے اس علاقے کو اپنی تشریف آوری سے رونق بخش کر تشنگانِ علوم و معرفت کے دامنوں کو فیوضات سے بھر دیا پھر عشاء کی نماز کے بعد جامع مسجد نوشہرہ صدر میں سوا گھنٹہ درس قرآن بعنوان ''مقصد زندگی'' ارشاد فرمایا درس قرآن مجید سے قبل اہل نوشہرہ کی طرف سے اردو میں سپاسنامہ پیش کیا گیا اور دوسرا عربی سپاسنامہ علماء وطلباء حقانیہ کی طرف سے صاحبزادہ محترم مولانا الحاج سمیع الحق صاحب نے پیش کیا، دوسرے دن ۶/دسمبر ۱۹۶۰ء بروز منگل صبح شیخ الحدیث استاذی و استاذ العلماء حضرت العلامہ عبدالحق صاحب دامت برکاتہم کی خصوصی دعوت پر حضرت الشیخ ''دیو بند پاکستان'' دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک تشریف لے گئے وہاں پر حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ و دیگر اساتذہ وطلباء کے علاوہ اہل اکوڑہ نے بھی حضرت الشیخؒ کا پر تپاک خیر مقدم کیا حضرت الشیخؒ نے دارالحدیث میں مختصر قیام کے دوران چند ملفوظات مبارکہ ارشاد فرمائے اور پھر دارالعلوم کا معائنہ فرماتے ہوئے زیر تعمیر جامع مسجد میں دعا فرمائی اب ان کا وہ خطاب بطور نمونہ شامل کتاب کیا جا رہا ہے۔ (احمد عبدالرحمٰن صدیقی حقانی)

آغاز سخن

الحمدللہ وکفیٰ والصلوٰۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ أما بعد أعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ بِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ

''آپ فرما دیجئے! کہ بے شک میری نماز اور قربانی اور زندگی اور موت اس اللہ کے لئے ہے جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے اسکا کوئی بھی شریک نہیں ہے اور اسکا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں پہلا مسلمان ہوں''

حضرات محترم!

اس سے قبل سپاسنامے پیش کئے گئے جو پروگرام میں نہیں تھے اور نہ ہی مجھے علم تھا یہاں کے حضرات نے اپنی خواہش پوری کی مجھے تو ان باتوں سے کچھ نہیں ہوتا بہرحال اللہ تعالیٰ انہیں برکت عطا فرمائے اپنی رضا پر چلائے اور دنیا سے ایمان کے ساتھ اُٹھائے امین ثم امین۔

مسلمان مرد وزن کا نصب العین حیات

ان آیات تلاوت شدہ میں اللہ تعالیٰ نے ہر مسلمان مرد وزن کا نصب العین حیات بیان فرمایا ہے یہ نصب العین حیات بالفاظ دیگر مقصد زندگی ہے آج کل معاملہ الٹ ہے یعنی لوگ مطلوب کو غیر مطلوب اور غیر مطلوب کو مطلوب بنائے بیٹھے ہیں روٹی کیلئے سب سرگرداں ہیں حالانکہ وہ ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود لیا ہے ارشاد ہوتا ہے وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا ''اور زمین پر کوئی چلنے والا نہیں مگر اسکی روزی اللہ پر ہے'' یعنی سب کے سب متحرک حیوانات کی روزی کا ذمہ خدا نے خود لیا ہے اور لوگ خدا کے ٹھیکے میں خوامخواہ دخل اندازی کر رہے ہیں یہی غلطی دوسری قوموں میں تو ہے اب خود

مسلمانوں میں بھی آ گئی ہے میں لاہور میں خطبہ جمعہ میں دعویٰ سے کہا کرتا ہوں کہ مرد مسجد کے مردانہ حصے میں اور مستورات زنانہ حصہ میں بیٹھ جائیں میں بھی ساتھ بیٹھ جاؤں گا اور صرف اللہ تعالیٰ کی یاد میں لگے رہیں گے میں تمہیں سونے نہیں دوں گا رات کو بھی اٹھا کر ذکر کراؤں گا اور تم بس صرف ذکر اللہ میں مصروف رہو لاالہ الا اللّٰہ، الا اللّٰہ، الا اللّٰہ ،اللّٰہ ھو و دیگر وظائف ماثورہ ومسنونہ کا ورد کرتے رہو ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کچھ دیر کیلئے آزمائیں، تا کہ کھرے کھوٹے میں تمیز ہو جائے اور جب اللہ تعالیٰ آزمائیں گے تو پھر دیکھنا پلاؤ، زردے کی دیگیں خود بخود آئیں گی اصحاب کہف کی طرح اللہ تعالیٰ حفاظت کرے گا دنیا میں یہ بات پھیل جائے گی کہ فلاں جگہ اصحاب کہف بیٹھے ہوئے ہیں وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ ’’اور جو کوئی توکل کرے اللہ تعالیٰ پر پس وہ اس کیلئے کافی ہے‘‘

یہ ہے قرآن کا بیان اور ہر مسلمان کا ہے اس پر ایمان پھر افسوس! کہ مسلمانوں نے قلب موضوع کر رکھا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد تو یہ ہے کہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ مَآ اُرِیْدُ مِنْھُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِیْدُ اَنْ یُّطْعِمُوْنِ (الذاریات: ٥٤ ـ ٥٧) ’’میں نے جن اور انسان کو جو بنایا ہے تو صرف اپنی بندگی کے لئے میں ان سے کوئی روزی نہیں چاہتا اور نہ ہی چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں‘‘

عبادت ہی نصب العین حیات ہیں نہ کہ رزق کی تلاش

اب سب لوگ روٹی، روٹی، روٹی پکارتے ہیں روٹی کیلئے سرگرداں اور خدا کی یاد سے غافل تم میری باتوں کو مانو یا نہ مانو جب میں لاہور سے یہاں آیا ہوں تو آپ پر اتمام حجت ہوا اب آپ کو سننا پڑے گا تم مانو یا نہ مانو قیامت کے دن یہ نہیں کہہ سکو گے ربنا ماجآئنا من نذیر کہ اے اللہ! ہمیں کسی نے ڈرایا نہیں تھا پھر نہیں کہہ سکو گے کہ اے اللہ! تیرا کوئی بندہ آیا نہیں تھا یا حضور ﷺ کے دربار میں یہ نہ کہہ سکو گے کہ یا رسول

اللہ ﷺ! آپ کے دروازے کا کوئی غلام آیا نہیں تھا یا تو تم مجھے نہ بلاتے اور اب بلایا ہے تو سننا پڑے گا اگر خدا پر ایمان ہے اور قرآن مجید سچا ہے تو خدا تعالیٰ نے ہر چیز کے رزق کا وعدہ فرمایا۔

حضرات علماء کرام تشریف فرما ہیں پوچھو کہ میں سچ کہتا ہوں کہ نہیں نصب العین حیات خدا نے عبادت مقرر کی ہے سوائے عبادت کے کوئی کام سپرد ہی نہیں کیا مسلمان تو پڑھے قرآن اور کرے مخالفتِ قرآن وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا جو چیز جہاں میں زندہ ہے ہر زندہ چیز کا رزق خدا کے ذمہ ہے اے انسان! جتنا خدا نے تجھے اعلیٰ پیدا کیا تھا اتنا ہی تو ذلیل ہو گیا معاف کیجئے میں نے گدھوں اور گھوڑوں کو متوکل علی اللہ دیکھا ہے مگر انسانوں میں بہت کم ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ما اور الا کلمات حصر ہیں اسی طرح وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ میں بھی کلمہ حصر ہے رزق کا خدا ٹھیکیدار اور عبادت کے تم ذمہ دار ہو۔

اللہ کی تخلیق کردہ تمام اشیاء عبادت الٰہی میں مشغول رہتے ہیں

یاد رکھو میں جرأت سے کہتا ہوں گدھا ڈبل ڈیوٹی دیتا ہے قرآن مجید میں ارشاد ہے وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَھُوْنَ تَسْبِیْحَھُمْ اِنَّہٗ کَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا ’’اور ہر چیز اللہ کی تسبیح کرتی ہے مگر تم نہیں سمجھتے‘‘ ہاں جن کو اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے وہ سمجھتے ہیں مگر عام طور پر نہیں سمجھتے سبحان اللہ سبحان اللہ کا ذکر جاری رہتا ہے مگر تم نہیں سمجھتے یہ باطنی معرفت اللہ والوں کی صحبت سے ملتی ہے گدھا مالک حقیقی خداوند تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے مالک مجازی انسان کا بورا اٹھائے جا رہا ہے، ڈنڈے کھائے جا رہا ہے میں نے یہ چیز علوم ظاہری کے علماء کرام کے پاس بارہ برس اور باطن کے صوفیائے عظام کی صحبت میں چالیس سال رہ کر سیکھی ہے اللہ تعالیٰ بالکل سچ فرماتے ہیں گدھا ڈبل ڈیوٹی دیتا ہے، گھوڑا چار سواریاں پانچواں کو جوان چھٹا ٹانگے کو کھینچتا جا رہا ہے اللہ تعالیٰ کا ذکر و تسبیح بھی

کرتا جا رہا ہے یہ میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں اور دکھا سکتا ہوں مگر اتنی لمبی صحبت کسے نصیب ہوا لغرض درخت، پتھر، گدھے، جانور تسبیح کرتے ہیں۔

اب فرمایئے! کہ گدھا، گھوڑا تم سے اچھا ہی ہوا نا اب یہاں نماز نہیں ہے تو اور کیا؟ آئے تھے دنیا میں خدا کی یاد کے لئے لگے روٹی کھانے اور کمانے میں، تم خدا کی یاد میں بیٹھ جاؤ تین چار فاقے ضرور آئیں گے تاکہ کھرے کھوٹے معلوم ہو جائیں پھر دعوتیں آئیں گی لوگ کہیں گے اصحاب کہف ہیں قرآن واجب الاذعان میرا اور آپ کا ہے اس پر ایمان ہمارا مقصد حیات عبادت خداوندی ہے کمانا نہیں اب کتنے انسان ہیں جن میں مقصد حیات انسانیہ ہے...... ع ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا

تمام مخلوقات کے رزق کی ذمہ داری

جس کے لئے خدا نے پیدا کیا تھا اس سے کوسوں دور اور روٹی کے لئے شب و روز دوڑ دھوپ، نمازیں قضا کریں، روزے نہ رکھیں جب کہ اللہ تعالیٰ کا اعلان ہی ہے کہ انسان کی تخلیق فقط عبادت الٰہی کے لئے ہے تو ہم کیوں اس کے منشاء کی تعمیل نہ کریں رزق کا دینا خدا کے ذمہ ہے ایک خدا کے بندے نے فارسی میں کہا ہے......

ع خدا خود میر سامان ست ارباب توکل را

سب سے بڑی خرابی یہی ہے کہ رزق کی تلاش میں سرگرداں اور اللہ کی یاد سے غافل یہی بہت بڑا جرم ہے جب خدا تعالیٰ پر ایمان ہے تو اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُكِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ پر کیوں نہیں تو یہ سودا خدا سے کر کے ہی دیکھو ورنہ مقدمہ تو بنا بنایا ہے خدا تعالیٰ فرمائے گا میں نے جو رزق کا ٹھیکہ لیا تھا تم کیوں اتنے سرگرداں ہوئے کہ میری یاد بھی بھلا دی کیا قرآن نہیں تھا، علماء کرام نے نہیں کہا تھا۔

اسلام کیا ہے؟

رسول اللہ ﷺ سے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُكِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْكَ لَهٗ تو کہہ میری زندگی کا ایک ایک لمحہ اللہ کے لئے ہے میری نماز، میری زندگی میری موت، میری عبادت سب کچھ صرف ایک اللہ کی راہ میں قربان ہے ان کاموں میں خدا کے سوا کوئی میرا مقصود بالذات نہیں اور اسی کا نام ہے اسلام......

وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ مسلمان کہتے ہیں اسی کو اور خدا تعالیٰ خود فرماتے ہیں لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ”البتہ تحقیق تمہارے لئے رسول ﷺ اللہ میں عمدہ نمونہ ہے“

آپ ﷺ ہمارے لئے نمونہ ان سب کاموں میں ہیں ارشاد فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ یہی باتیں آپ سے کہوں وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ مسلم کا معنی ماننے والا یا انکار کرنے والا؟ آپ سے پوچھتا ہوں بہر تقدیر ہر مسلمان کا یہی زاویہ نگاہ اور نصب العین ہونا چاہیے من كان الله كان الله له جو اللہ عزوجل کا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا ہو جاتا ہے سب انبیاء علیہم السلام یہی کہتے تھے وَمَاۤ اَسْئَلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ”اور میں اس تبلیغ پر تم سے اجرت طلب نہیں کرتا میری مزدوری تو اللہ پر ہے جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے“

اے دنیا دارو! تم کھاتے ہو رزق اللہ کا مِنْ حَیْثُ یَحْتَسِبُ اور اللہ والے کھاتے ہیں مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ قرآن مجید میں آتا ہے وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ (طلاق: ۱۷) تم دوکان کا حساب آمدنی وغیرہ لگا کر کھاتے ہو اور اللہ والے مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ کھاتے ہیں......

ع ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا

توکل علی اللہ کی اہمیت

میں یہ سمجھا رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان کیا تھا اور آپ کیا کر رہے ہیں آجکل جتنے عقلاء ہیں خدا کی رحمت سے دور ہیں یہ کوتاہ دماغ اتنی بات نہیں سمجھتے باقی ہر بات سمجھتے ہیں پرندے سارے توکل سے کھاتے ہیں بلی کتے کو دیکھا ہے خدا تعالیٰ نے دیا کھالیا نہ دیا نہ کھایا، اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں انسان بنائے انسان وہ ہے کہ انسانیت کا معنی اس میں پایا جائے مقصد انسانیت پورا کرے تو انسان ہے نہ کرے تو انسان نہیں خدا پر اعتماد نہیں ہدایت پر عمل نہیں کرتے ایسے لوگ گدھے سے بدتر ہے بہت سی چیزیں تم کھاتے ہو، جو حرام ہوتی ہیں باطنی بینائی سے پہچانی جاتی ہیں چالیس سال میری طرح بیٹھ جاؤ معلوم ہوگا جب انسان کی اکثر غذا حرام ہو تو کیا مسلمان رہ سکتا ہے؟

حلال اور حرام کی معرفت اور اہل اللہ کی صحبت

یہ احتیاط اور معرفت درس نظامی کی کتابوں سے بھی حاصل نہیں ہوتی ذکر وفکر سے ہوتی ہے اب میں بتلا سکتا ہوں کہ فلاں چیز حلال ہے یا حرام یہ چیز میں نے اہل اللہ کے ہاں سیکھی ہے میں نے درس نظامی پورا پڑھا ہے اور ہر قسم کے چھوٹے بڑے رسالے سارے پڑھ چکا ہوں ان سے بھی باطنی معرفت حاصل نہیں ہوتی صحبت اولیاء سے حاصل ہوتی ہے اب جس نے ساری زندگی اور ہر لمحہ کو خدا کی یاد میں وقف نہ کیا تو وہ کامل مسلمان نہیں یہ چیز مسلمان کامل ہونے کی شرط ہے مجھے جب خدا نے سمجھایا اور نہ کہوں تو کتمان حق ہو جائے گا ہم مجرم بنیں گے کتمان حق سے بچنے کیلئے کھری کھری باتیں کہہ رہا ہوں......

ع آں را کہ حساب پاک است از محاسبہ چہ باک

اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اِنَّ تاکید جملہ کے لئے ہے۔

جس انسان کا نصب العین یہ آیت ہو، اسے کوئی فکر و باک نہیں اول خدا اسکے بعد اور اول خدا کا یہ فرمان پھر سارا جہان جو چیز اس مقصد حیات سے ٹکرائے اسے ٹھکرا دیا جائے اور جو نبھا سکے اسے لے لیا جائے۔

صحبت اولیاء کے اثرات

اللہ تعالیٰ اس پر عمل کی توفیق دے اگر اصل مسلمان بننا ہے اور قیامت کے دن نجات پانا ہے تو رسول اللہ ﷺ کی پیروی کیجئے کیونکہ رسول اللہ ہی اصلی مسلمان تھے اور ان کے نقش قدم پر چل کر ہی ہم دین و دنیا کی سعادتوں سے مشرف ہو سکتے ہیں۔

صحبت صوفیاء کرام سے قال حال بن جاتا ہے اور روحانی کمالات کی طرح یہ توکل بھی شیخ کی صحبت اور اولیاء کی رفاقت میں حاصل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو بھی اس طریقہ پر لائے اور اپنی مرضی پر چلائے آمین۔

رزق کا ذمہ دار خدا کو بنائیں اور خود دین کیلئے ہوں اولیاء اللہ کی خانقاہوں میں جو لنگر چلتا ہے اس کیلئے آیا تو سب نے کھایا کھلایا نہ آیا تو خاموش ہو کر عبادت کرتے رہے میں نے اپنے دونوں شیوخ حضرات کے ہاں یہی دیکھا ہے شجرہ یہاں موجود ہے مولوی عبدالرحمٰن لایا ہے اس سے آپ لیں اور دیکھیں میرا تعلق دو بزرگوں سے ہے اور پھر یہ سلسلہ حضور ﷺ تک پہنچ جاتا ہے سب اعلیٰ درجے کے متوکل اور ولی اللہ تھے۔

اب میں بس کرتا ہوں زیادہ وقت آپ کا نہیں لیتا دن کے تھکے ماندے ہوں گے اور سعادت دارین کی دعا کرتا ہوں۔

تاثرات شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہٗ

دارالعلوم حقانیہ اور مولانا عبدالحق کو خراج تحسین

دارالعلوم حقانیہ کے احوال وکوائف کا ذکر حضرت لاہوریؒ کے قلم سے اور نہایت زوردار کلمات تحسین

خطبہ جمعہ میں دارالعلوم اور مولانا عبدالحق کا ذکر

مخدومی ومخدوم العلماء حضرت مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اپنے دارالعلوم کے تمام شعبوں کے اساتذہ کرام اور تعداد طلبہ سے مطلع فرماویں میں ان اعداد وشمار کو خطبہ جمعہ میں ذکر کرنا چاہتا ہوں امید ہے کہ جواب سے جلدی مطلع فرمایا جائے گا۔

احقر الانام احمد علی عفی عنہ، ۱۱ر جنوری ۱۹۵۷ء

شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ اور مرکز علم دارالعلوم حقانیہ دونوں اول روز سے اکابر علماء دیوبند، مشائخ واساطین علم کے منظور نظر، توجہ وعنایت اور دلچسپیوں کا محور رہے ہیں شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ فکر ولی اللّٰھی کے ترجمان، قرآن حکیم کے عظیم شارح اور عظیم مفسر تھے ان کا علمی و دینی اور روحانی مقام مسلم اور تمام مکتب فکر میں اُن کی شخصیت ہر لحاظ سے قابل قدر تھی ان کے تلامذہ پورے برصغیر میں پھیلے ہوئے اور مصروف خدمت دین ہیں دارالعلوم حقانیہ قائم ہوا تو یہاں کے فضلاء شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کی ترغیب سے حضرت لاہوریؒ کے ترجمہ وتفسیر قرآن کیلئے لاہور جایا کرتے تھے حضرت لاہوریؒ کو بھی پاکستان کے حالات بالخصوص سرحد اور افغانستان کی قُربت کے لحاظ سے اور دارالعلوم حقانیہ کے طریق کار اور نظام تعلیم وتربیت کے لحاظ سے اس کی اہمیت کا اندازہ تھا اور وہ اسے اپنا دارالعلوم سمجھتے تھے ابھی دارالعلوم کو قائم ہوئے گیارہ سال ہوئے تھے کہ حضرت لاہوریؒ نے ہفت روزہ ''خدام الدین'' میں اپنی تحریر سے دارالعلوم حقانیہ کو سامنے رکھ کر حکومتِ پاکستان، وزارتِ تعلیم، اُمراء وحکام اور جدید تعلیم یافتہ طبقہ کو چیلنج کیا ذیل میں حضرت لاہوریؒ کی وہی تحریر ہفت روزہ ''خدام الدین'' (۱۸ اپریل ۱۹۵۸ء) سے منقول ہے جس سے شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے کردار کے ایک اہم گوشہ اور دارالعلوم حقانیہ کی عظمت ورفعت پر روشنی پڑتی ہے............(س)

تقسیم ملک کے بعد علماء کرام نے کیا کیا؟

علماء کرام نے تقسیم ملک کے بعد مدارسِ عربیہ قائم کیے ہیں تاکہ مسلمانوں میں اللہ تعالیٰ کے دین کی اشاعت کرنے والے پیدا ہوں مثلاً دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع پشاور اس کے بانی حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہٗ حقانی سابق مدرس دارالعلوم دیوبند ہیں۔

تعلیم یافتہ طبقہ کو چیلنج

مغربی پاکستان کی گیارہ سالہ زندگی میں اسلام کی خدمت جو ایک عالم دین حضرت مولانا عبدالحق صاحب اکوڑہ خٹک والوں نے کی ہے کیا آپ سب نے مل کر جو سینکڑوں کی تعداد میں ہیں اتنی کی ہے حالانکہ آپ نے مملکتِ پاکستان کا لاکھوں روپیہ ہضم کیا ہے۔ تقسیم ملک کے بعد علماء کرام نے پاکستان میں بقاء واحیاء اسلام کے لیے جو خدمات انجام دی ہیں کیا پاکستان کا تعلیم یافتہ طبقہ جو برسرِ اقتدار ہے، وہ احیاء دین کی خدمات کا کوئی نمونہ پیش کرسکتا ہے؟ ہرگز نہیں!

دُعاء

اے حق پرست علماء کرام! اللہ تعالیٰ آپ کی خدمات کو قبول فرمائے اور جنت الفردوس کا داخلہ نصیب فرمائے اور اے (جدید) تعلیم یافتہ حضرات! خدا تعالیٰ تمہیں بھی اس قسم کی خدماتِ جلیلہ کی توفیق عطا فرمائے تاکہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے حضور میں سرخرو ہوجائیں آمین یا اِلٰہ العالمین

خطبات

حافظ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ صاحب

مختصر تعارف

اپنے دور کے علماء و مشائخ کے امام، جمعیۃ علماء اسلام کے امیر، ہزاروں احادیث رسول کے حافظ، قرآن کریم کے بحرنا پیدکنار کے غواص وعظ و ارشاد اور شریعت وطریقت کے ساتھ سیاست کے مسندوں کو بھی آراستہ و پیراستہ کرتے رہے......

ع   درکفے جام شریعت درکفے سندان عشق

جمعیۃ کے شکل میں لاکھوں علماء و مشائخ نے انکی سیادت و قیادت کو اپنے لئے سرمایۂ افتخار سمجھا، حضرت مفتی محمود رحمۃ اللہ کے وصال کے بعد حالات کا رخ بدلنے لگا تو انہوں نے بڑی محنتوں سے جمعیۃ کے نظریاتی تشخص کو برقرار رکھنے کی آخر دم تک کوشش کی، اسی ضمن میں لاہور شیرانوالہ گیٹ کے ہزاروں علماء کے مجلس شوریٰ کے اجلاس میں اس سیہ کار ناچیز کے ناتواں کندھوں پر جمعیۃ کی نظامت کا بارگراں ڈالا اور میرے تضرع والحاح کے ساتھ معذرت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا...... ع   قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند

۳۰ سال سے زیادہ عرصہ ہوا گرتے پڑتے اس ذمہ داری کو نبھانے میں لگا ہوں حضرت رحمۃ اللہ سے وابستہ ان سیاسی علمی دینی قومی وملی داستانوں کے لئے دفتر بھی کم ہیں اور شاعر کے اس شعر پر اکتفا کرتا ہوں کہ...... (س)

قلم بشکن سیاہی ریز ودم درکش
کہ ایں قصۂ عشق است و در دفتر نمی گنجد

پند وموعظت ......بکھرے موتی

حضرت درخواستی مرحوم کا وجود مسعود اسلاف کا جیتا جاگتا نمونہ اور سادگی، فقر، زہد وایثار اور شفقت علی الخلق کا پیکر تھا لہجہ میں ان کے سادہ، عام فہم، میٹھے میٹھے الفاظ سے سامعین پر غضب کا اثر ہوتا ''آنچہ از دل خیزد بردل ریزد'' پیش نظر مضمون حضرتؒ کی وہ تقریر ہے جو آپ نے مؤرخہ ۷/۸/ اکتوبر ۱۹۶۷ دارالعلوم حقانیہ کے جلسہ دستار بندی میں ارشاد فرمائی   (س)

یہ اجتماع اللہ کی نظر عنایت کی علامت

خطبہ مسنونہ کے بعد...... قدرت کے کرشمے ہیں، مدت کے بعد دارالعلوم حقانیہ کا یہ جلسہ دستار بندی ہو رہا ہے مجھے خوشی ہوئی ہے کہ اس اجتماع میں فضلاء بھی جمع ہوئے، قاری قرآن بھی اور حفّاظ بھی، امیر بھی آئے، غریب بھی آئے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اب تک اللہ تعالیٰ کے عنایات ہمارے اوپر ہیں، اس کی نظر عنایت نہ ہوتی تو اتنا عظیم اجتماع غریبوں کے ہاں نہ ہوتا۔

''کنز العمال'' میں ہے، جب قرآن وحدیث پڑھا جاتا ہے، رب تعالیٰ فرشتوں کو فرماتے ہیں، جاؤ میرے ان سب بندوں کو خوشخبری سنادو جو میری کتاب سننے

کیلئے جمع ہوئے ہیں، جو بیٹھے ہوئے ہیں، لیٹے ہوئے ہیں اور جو کھڑے ہیں اور جو اپنے
گھروں میں قرآن مجید سنتے ہیں، رحمت کا دریا موج میں ہے، رحمت سے دامن بھرنا ہے
تو بھرلو، پھر موقع ملے گا یانہیں ملے گا ''من آنم کہ من دانم'' کبرنی موت الکبراء
بڑوں کی موت نے ہم جیسوں کو بھی بڑا بنا دیا ہے ......

آنا نکہ خاک رابیک نظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند
حریفاں بادھا خوردند ورفتند
تہی خم خانہا کردند ورفتند

نہ وہ نگاہیں نظر آتی ہیں، نہ وہ چہرے نظر آتے ہیں جن کے دیکھنے سے خدا
اور حدیث مصطفیٰ ﷺ یاد آئے، جن کے ساتھ بیٹھنے سے قرآن اور نبی ﷺ کی سنت یاد
آئے، موت اور قبر یاد آئے اور قیامت کا نقشہ سامنے آئے مگر پھر بھی اس وقت کو غنیمت
سمجھو خدا کی زمین ابھی تک خالی نہیں ہوئی لاتقوم الساعة حتی لایقال فی الأرض اللہ
اللہ (معجم الشیوخ، ح ۱۰۰٤) قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک اللہ کا نام لینے
والا کوئی باقی نہ رہے گا مزا تو اللہ کا نام لینے میں ہے سب دردِ دل سے کہو اللہ اللہ، کیسا میٹھا
نام ہے، اللہ کا۔

پیدائش کا مقصد تعلیم قرآن

اس مہربان خدا نے پوری مہربانی کی، پہلے انسان پیدا کیا اوپر سے قرآن کی
بارش برسائی اور اعلان کردیا اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ مہربان
نے بڑی مہربانی کی انسان کو پیدا کیا اور اس کو گویائی کی طاقت دی، جانور بڑے زبان
والے ہیں مگر ایک لفظ نہیں بول سکتے، انسان کی چھوٹی سی زبان اور کیسے فصیح و بلیغ بیان

کرتی ہے، ترتیب کا مقتضی یہی تھا کہ پہلے انسان کی خلقت کا بیان ہوتا، پھر تعلیم قرآن کا
مگر قرآن نے انسان کی پیدائش کا ذکر بعد میں کیا اور تعلیم قرآن کا پہلے اشارہ کردیا کہ
انسان کی پیدائش کا مقصد بھی تعلیم قرآن ہے یہ دینی مدارس کی برکت ہے کہ آپ کو بغیر
تکلیف کے سنانے والے آگئے کہاں کہاں سے علماء آئے، کراچی لاہور اور دور دور سے
آئے یہ رب کی مہربانی ہے تمہارا کمال نہیں کہ اللہ نے تمہیں سننے کے لئے پہنچادیا۔

روٹھے خدا کو منالو

اس وقت کو غنیمت سمجھئے، تم خوشی منا رہے ہو اور مجھے ڈر ہے کہ آئندہ سال تک
تمہارے بچوں کا کلمہ بھی بچے گا یانہیں، ملک کے اندر جو فتنے پھیل رہے ہیں ان کی تشریح
کی ضرورت نہیں غفلت اور چین کا وقت نہیں، روٹھے خدا کو منانے کا وقت ہے، منالو،
قبروں کے اندر آہیں بھروگے، کوئی چارہ نہ ہوگا ترکستان میں زلزلے آئے، ہزاروں
جوان مرد عورتیں بچے زمیں میں چلے گئے، بعض علاقوں میں ۲۴ انچ کی بارش ہوئی بستیوں
کی بستیاں اجڑ گئیں، فصل بھی اجڑ گئے، سرحد کے رہنے والو! اس وقت کو غنیمت
سمجھو، روٹھے خدا کو منالو، آج رات منانے کی ہے، اکٹھے ہو کے منالو، پتہ نہیں پھر ایسی
رات ملے یا نہ ملے؟

یہ مدرسہ ہمارے اکابر کی یادگار رہے

میں تقریر کیلئے نہیں آیا، ایک ہفتہ بیمار بھی رہا ہوں، پھر جمعیت والوں نے ایسا
طوفانی دورہ رکھا کہ دن میں دو دو تقریریں رہیں، رات کو بھی جلسے ہوتے رہے، اکوڑہ
خٹک کے ساتھیوں نے مجبور کیا اور یہ مدرسہ یادگار بھی ہے ہمارے اکابرؒ کا، یہاں حضرت
شیخ الشریعت والطریقت حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی بھی تشریف لائے، شیخ الاسلام
حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی (حضرت عثمانی مرحوم کی تشریف آوری کا اتفاق نہیں ہوا [س]) بھی تشریف

لائے، شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحبؒ اور حضرت مولانا قاری طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند بھی تشریف لائے۔

دارالعلوم دیوبند کو دعا

درمیان میں ذکر آیا اس مدرسے کا ، دعا کریں اللہ تعالیٰ اس کو محفوظ رکھے اوراس مدرسے کے فیوضات کو قیامت تک جاری رکھے مٹانے والوں کو خدا مٹادے اوراس کو خدا روزانہ ترقی عطا فرماوے۔

پرویزی فتنہ

آج کہا جارہاہے ہے کہ ہم حدیث کو مٹادیں گے پرویزی فتنہ پاکستان میں پھیل رہاہے مٹانے والے مٹتے رہے، مٹ کر رہیں گے، حدیث مصطفیٰ ﷺ جس طرح رہی ہے اب بھی ہے قیامت تک رہے گی، نہ حدیث کے پڑھنے پڑھانے والے مٹائے جاسکتے ہیں۔

دعا

اس مدرسہ (دارالعلوم حقانیہ) کے اندر قرآن وحدیث اور دینی کتابیں پڑھائی جارہی ہیں، چار سال سے جلسہ نہیں ہوا، چار سال کی کسر ایک ہی دن رات کو نکال دی، تمام فضلاء کو اکٹھا کیا تقریباً تین سو افراد کے سروں پر دستار فضیلت رکھی جائے گی، ساتھیوں نے دعا کیلئے کہا تو مجھے آنا پڑا، دعا فاضل بھی مانگتے ہیں اور مفضول بھی، جب حکم ہوا تو آ گیا، دعا کرتا ہوں اس مدرسہ کو اللہ تعالیٰ اور ترقی دے اور پڑھانے والوں کو اخلاص دے، پڑھنے والوں کو بھی اخلاص اور حافظہ وذہانت میں ترقی دے جن کی دستار بندی ہورہی ہے، اللہ تعالیٰ ان کو بھی قرآن وحدیث کا شیدائی بنادے، اللہ ان کو بھی مجاہد بنادے اسلام کا خادم بنادے۔

فضلاء کو احساسِ ذمہ داری کی تلقین

یہ دستار بندی ان فضلاء کے سروں پر بوجھ رکھا جارہاہے ، ان کو بھی میں کہہ رہا ہوں کہ تم نے چین کی زندگی بسر نہیں کرنی جس طرح قرآن وحدیث پڑھانے والوں نے تکالیف اٹھا اٹھا کر رنگ تمہارے اوپر چڑھایا ، کوشش کرو تاکہ یہ رنگ تمہارا قائم رہے، کہیں خدا ناراض ہو کے اسے چھین نہ لے۔

فتنوں کی یلغار

ملک کے اندر بے ادبی کا بیج بویا جارہاہے، کہیں حدیث کا انکار ہورہاہے، کہیں عیسائیت کی تحریک زور سے چل رہی ہے ، تثلیث کے عقیدے کو پھیلا یا جا رہا ہے، ہمارے اپنے بھی معاونت کررہے ہیں......

ع ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام

سینما پر پابندی نہیں ہے، ناچ گانے پر پابندی نہیں ہے، قرآن وسنت پر پابندی ہے۔

اہل حق کا شیوہ

مگر اہل حق اس پابندی کی پرواہ نہیں کرتے، حق بات منبر پر بھی کہیں گے اور دار ورسن پر بھی کہتے رہیں گے کہیں نظر بندی ہے، کہیں زبان بندی ہورہی ہے، کہیں مکان بندی، مگر شکر ہے کہ ان لوگوں کے ہاتھ میں نظر بندی اور زبان بندی ہے مگر دل بندی خدا نے کسی کے اختیار میں نہیں دی إن القُلُوبَ بَينَ أصبُعَينِ مِن الرحمن أَصَابِعِ الله يُقَلِّبُهَا كَيفَ يَشَآءُ (ترمذی: ح ۲۱٤۰) دل اللہ کے قبضہ قدرت میں ہیں جس طرح چاہے پھیر دے۔

قرآن مجید کی شان

ہمارے مرشد اور ہادی ﷺ جن پر قرآن مجید اتارا گیا قرآن بھی شان والا دیکھنے والا بھی اور جن پر اتارا گیا وہ بھی شان والے، من قرأ القرآن وعمل بما فیه اب جو پڑھتے، دیکھتے، سنتے ہیں اور جو اٹھانے والے، خدمت کرنے والے وہ بھی شان والے ہیں، جس بچے کے سینے میں قرآن آیا وہ بھی شان والا ہو گیا، حق تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیں گے، بچے ماں باپ کو لے آو، انہوں نے تکلیف اٹھا کے تمہیں قرآن یاد کرایا تھا، رحمت کا دریا جوش میں آئے گا **ألبس والداه تاجاً یوم القیامة** "اس کے ماں باپ کو نورانی تاج پہنچا دیا جائے گا" **ضوءه احسن من ضوء الشمس فی بیوت الدنیا لوکانت فیکم** "اس تاج کی چمک سورج سے بھی بڑھ چڑھ کر ہوگی" **فماظنّکم بالذی عمل بهذا** (سنن ابی داؤد: ح ۱۴۵۳) پھر جنہوں نے اس کو یاد کر کے عمل بھی کیا ان کے تو درجے اور بھی بلند ہو گئے، مجھے کئی دفعہ خیال آیا کہ قیامت کے دن کسی دوسری کتاب کے پڑھنے کا بھی حکم ملے گا یا نہیں؟ مگر مجھے کہیں نہ ملا، یہ شان ہے آخری کتاب کی، رب تعالیٰ فرمائیں گے **أیها القاری إقرأ ورتل کما کنت ترتّل فی الدنیا** اس طرح آہستہ پڑھو جس طرح دنیا میں قرآن پڑھتے تھے اور قرآن پڑھتے جاؤ اور جنت کے درجوں میں بڑھتے جاؤ **فیکون منتهاك حیث تنتهی** جہاں آخری آیت قرآن کی ختم ہوگی وہاں تمہیں جنت میں مکان ملے گا ماشاء اللہ! یہ عربی مدرسہ دارالعلوم حقانیہ کی برکت ہے کہ آج سب طالبِ قرآن بن گئے، الحمد للہ **إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُوْنَ** بے شک ہم ہی نے قرآن اتارا اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔

عقلمند کون ہے؟

دنیا میں سب کہتے ہیں ہم عقلمند ہیں، فرمایا عقلمند کون ہے؟ **إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ** فرمایا عقلمند کون ہے؟ **الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ**

اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ عقلمند وہ ہیں جو کھڑے ہوئے بھی اللہ کا نام لیتے ہیں، بیٹھے ہوئے اور لیٹے ہوئے بھی اللہ کا نام لیتے ہیں......

اندریں رہ می تراش و می خراش
تا دمِ آخر دمے فارغ مباش
یک دم غافل ازاں شاہ نباشی
شاید کہ نگاہے کند آگاہ نہ باشی

حضرت علیؓ فرماتے ہیں:

إجهد ولا تكسل ولاتك غافلاً
فَنَدامةُ العُقبىٰ لِمَن يتكاسلُ

کوشش کر سستی کے ساتھ زندگی مت گزار اور نہ غفلت کر جو شخص سستی کے ساتھ زندگی گزارے گا قیامت کے دن بغیر شرمندگی کے کچھ نہ پائے گا۔

یہاں خدا نے نقشہ بتلا دیا کوئی کھڑے سن رہے ہیں، کوئی بیٹھے اور کوئی لیٹے ہوئے بھی سن رہے ہیں، پھر عقلمند صرف سن نہیں رہے ہیں بلکہ پیدائش کائنات میں فکر بھی کرتے ہیں اور کہتے ہیں **ربنا** اے! ہمارے پالنے والے خدا تو تو پالنے سے تھکتا نہیں، دینے سے رکتا نہیں **مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا** اے مولا! تیری شان ہے تو نے آسمان اور زمین کو بے کار نہیں بنایا تو انسان بھی بے کار نہیں **وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ**......

بندہ آمد برائے بندگی — زندگی بے بندگی شرمندگی

انسان اپنے رب کی پہچان اور بندگی کے لئے آیا۔

ہمارا سرمایہ پہچانِ خداوندی ہے

حضرت علیؓ کو ایک دفعہ حضور ﷺ نے خصوصی وعظ فرمایا اور تین چیزیں بیان فرمائیں، فرمایا **المعرفة رأس مالی** پہچان خداوندی ہمارا رأس المال ہے، یہ قرآن وحدیث کے مدارس بھی رب کی پہچان کا ذریعہ ہے، خدا سب کو اپنی پہچان نصیب کرے۔

علمِ دین ہمارا ہتھیار ہے

اور فرمایا العلم سلاحی علم دین ہمارا ہتھیار ہے، ہمیں ڈرایا جارہا ہے کہ مولویوں کے ہاتھ میں کیا ہے، ان کو مٹادیا جائے گا، حضور ﷺ نے فرمایا دین کا علم ہمارا ہتھیار ہے باقی ہتھیار اس کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں الحمدللہ۔

ہمارا ناز کتاب اللہ اور حدیثِ مصطفیٰ ﷺ پر ہے

کسی کو قومی اسمبلی کی ممبری پر ناز ہے، کسی کو صوبائی اسمبلی پر، کسی کو ناز دینار ودرہم پر ہے، کسی کو جاگیر ومحلات پر، علمائے دیوبند اور جمعیت علماء اسلام کو خدا کی کتاب اور حدیثِ مصطفیٰ ﷺ پر ناز ہے۔

ذرہ ذرہ ہمیں سبق دیتا ہے

یہ گاڑیاں اِدھر سے بھی آرہی ہیں اُدھر سے بھی اس میں سبق ہے کہ اے بندو!......

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

کوئی مشرق کو جارہا ہے، کوئی مغرب کو، بچے گا وہی جو صراط مستقیم پر چل رہا ہے، ٹکٹ والا کامیاب ہوگا، بے ٹکٹ جائے گا تو پکڑا جائے گا، قرآن وحدیث کا ٹکٹ لے کر جاؤ گے تو سرفراز ہوگے ورنہ نامراد ہوجاؤ گے ساتھیوں نے یہ لائیں (بجلی کے بلب) بھی بڑی مضبوط لٹکائی ہیں، پٹھان جو ہوئے، مسجد دیکھی تو بجلیوں سے چمک رہی ہے یہ جلسہ گاہ دیکھا رنگ برنگ بجلیاں ہیں مگر ان سے آواز آرہی ہے ہمارا رنگ ہے بے وفا قرآن اور دین مصطفیٰ ﷺ کا رنگ وفادار ہے، صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً یہ بجلی کی چمک آواز دے رہی ہے کہ ہماری چمک بھی بے وفا اور ہماری رنگینی بھی بے وفا دل والی بجلی کو قرآن سے روشن کر یہ روشنی قبر میں بھی ساتھ جائے گی اور حشر میں بھی ساتھ رہے گی۔

صحابہ کرامؓ کی بے حرمتی

میں کیا کہوں پاکستان میں نئے نئے فتنے اٹھائے جارہے ہیں، کہیں بے ادبی کا بیج بویا جارہا ہے کہیں اصحاب رسولؐ کی توہین ہے، پہلے رافضیوں سے تنگ تھے اب نئے مجتہدین بھی اسی فتنے کو لیکر کھڑے ہوگئے اللہ اس فتنہ سے بچائے۔

صحابہ کرامؓ کا مقام

حضور ﷺ نے فرمایا إذا أراد اللّٰہ برجلٍ من أمتی خیراً ألقی اللّٰہ حب أصحابی فی قلبہٖ جب کسی آدمی سے اللہ تعالیٰ بہتری کا ارادہ فرماتے ہیں تو میرے صحابہؓ کی محبت ان کے دل میں ڈال کر تمام صحابہ کو اسے محبوب بنادیتے ہیں فرمایا شرار أمتی أجرؤ ھُم عَلٰی أصحابی (الامامة والرد علی الرافضه للأصبهانی) "میری امت میں سے سب سے زیادہ شریر وہی ہوں گے جو میرے صحابہؓ پر سب سے زیادہ حملہ کریں گے" ہر صحابی شان والا ہے، حضور ﷺ نے فرمایا لا تمس النار مسلماً رآنی أو رأی من رآنی (ترمذی: ح ۳۸۵۸) جنہوں نے مجھے ایمان کے ساتھ دیکھا ان کو جہنم کی آگ مس نہیں کرے گی اور میرے دیکھنے والوں کو بھی جس نے ایمان کے ساتھ دیکھا ان کو بھی جہنم کی آگ مَس نہیں کرے گی۔

ارشاد فرمایا کہ ایک وقت آئے گا ایک جماعت آئے گی اور میرے صحابہؓ کی شکایت کرے گی فرمایا

فلئن سلکتموہ لقد سبقتھم سبقاً بَعِیداً ولئن أخذتم یمینًا وشمالاً لقد ضللتم ضلالاً بعیداً (المصنف فی الاحادیث والاثار، ح ۳۴۸۰۱)

"میرے صحابہؓ کے طریقے پر چلو گے تو نیکی میں سبقت کر جاؤ گے اگر دائیں بائیں کوئی دوسری راہ نکالو گے تو گمراہی میں بھی بعید ہوجاؤ گے"

اللہ تعالیٰ ہمیں حضور ﷺ اور صحابہؓ کی اتباع نصیب کرے۔

ہمارا مسلک

ہم سے پوچھتے ہیں کہ علماء دیوبند اوراہل سنت والجماعت کا مسلک کیا ہے؟ تفسیر قرطبی میں ہے......

حب النبی رسول اللّٰہ مفترض — وحب أصحابہ نور ببرھان

من کان یعلم ان اللّٰہ خالقہ — لایرمینّ ابابکر ببھتان

ولاأباحفص الفاروق صاحبہٗ — ولاالخلیفہ عثمان بن عفان

امّا علی فمشھورٌ فضائلہٗ — والبیت لایستوی إلا بأرکان

یعنی حضور ﷺ کی محبت فرض اورضروریات دین میں سے ہے امام بخاریؒ نے باب باندھا حب الرسولﷺ من الإیمان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی محبت ایمان کی جڑ ہے اورصحابہ کرامؓ کی محبت بھی نور ہے دلیل کے ساتھ من کان یعلم کہا یقول نہیں کہا یعنی جودل کیساتھ مانے کے بیشک اللہ تعالیٰ اسے پیدا کرنے والا ہے تووہ ابوبکر صدیقؓ، حضرت فاروقؓ، حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ پرکوئی بہتان نہیں لگائے گا۔

قدرت خداوندی

إن اللّٰــہ خــالقھن کے پیدا کرنے والے والا کون ہے؟ اللہ نے فرمایا یَـآَیُّھَاالنَّاسُ اذْکُرُوْانِعْمَۃَ اللّٰہِ کون ہے اللہ کے سوا جواوپر سے بارش برسائے خصوصی نعمتیں پیدا کرے نیچے سے سبزیاں اگائے، جَـاعِلُ الْمَلآئِکَۃِ رُسُلاً اُوْلِیْ أَجْنِحَۃٍ مَّثْنٰی وَثُلٰاثَ وَرُبٰعَ فرشتوں کوخدا نے دوپر بھی دئے، تین، تین اورچار بھی، جس کی پیدائش میں جتنا چاہئے اضافہ فرمایا ہے بخاری شریف میں ہے ان محمد ﷺ رأى جبريل له ست مائة جناح (بخارى: ح ٤٨٥٧) له ست مائة جناح قد سد الأفق (ترمذى: ح ٣٢٧٨) ”حضور ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کودیکھا کہ ان

کے چھ سو پر ہیں اس نے آسمان کے کناروں کوبند کردیا تھا“ سبحان اللہ یہ فرشتے پیدا کرنے والا، ان کی تعداد میں زیادتی کرنے والا آسمان اورزمین کے درمیان پرندوں کو اُڑانے والا، ان کی نگرانی اوران کے رزق کا انتظام کرنے والا، اللہ ہی ہے یہ پانی کے چشمے اسی نے جاری کئے زمیں میں مختلف قسم کے انگور اوررنگ برنگ کے پھل پیدا کرنے والا ہی ہے۔

جسمانی تربیت کے ساتھ روحانی تربیت

جس خدا نے جسمانی تربیت کا انتظام فرمایا اس نے روحانی تربیت کا بھی انتظام کیا جس خدا نے جسمانی تربیت کیلئے منتظمین کوبھیجا روحانی تربیت کیلئے معلمین کو بھیجا، حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک سارے معلم روحانی بن کے آئے مگر تمام سے اعلیٰ ترین کائنات، افضل ترین کائنات، انزہ ترین کائنات،، اشجع ترین کائنات، اسخیٰ ترین کائنات، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو بھیجا۔

حضور ﷺ کی شان

جتنا علم سب کو ملا حضور ﷺ کواس سے زیادہ ملا، ایک بات سمجھادوں، جتنا بھی ملا رب تعالیٰ کا فیضان ختم نہ ہوا، رب تعالیٰ نے فرمایا میں نے آپ کو پڑھایا ہے اورمیری تعلیم ختم ہونے والی نہیں وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا توعلم کی ترقی کے لئے دعا مانگتے رہو، میں دیتا ہی رہوں گا یہ میرا عقیدہ ہے، حضور ﷺ کی دعا اب بھی گنبد خضرا میں گونج رہی ہے ترقی علم کیلئے اوررب نیا علم دے رہا ہے قیامت میں بھی جنت میں بھی دے گا نہ رب کا دینا ختم ہوگا نہ حضور ﷺ کا لینا ختم ہوگا۔

وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

(ماہنامہ الحق ج ۳، ش ۸ ـ مئی ۱۹۶۸ء، ص ۱۵ تا ۲۱)

فروغ اسلام کے لئے خلوص نیت

اور انتھک محنت کی ضرورت

شیخ التفسیر والحدیث مولانا عبداللہ درخواستی صاحب کی دارالعلوم حقانیہ تشریف آوری اور طلباء سے خطاب

الحمد للہ الذی کفی والصلوۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفی خصوصاً علی سیدنا ومولانا محمد و علی الہ وصحبہ، اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ قال النبی ﷺ علیہ السلام المرء مع من احب [متفق]

دنیا اور دین کے موسم بہار میں موازنہ

مبارک ہو! تم سب ہی طالب حدیث بن گئے مسجدیں جتنی بھی ہیں یہ بہشتی باغ ہیں، اور مدرسے جتنے ہیں یہ محمدی باغ ہیں، بہار کا موسم ہے، میں نے دیکھا کہ طالب علم بڑی بڑی پگڑیاں باندھ کر پھر رہے ہیں، میں نے کہا کہ بہار کا موسم ہے تو طالب علم عصر کے بعد قضائے حاجت کا بہانا بنا کر گھومتے پھرتے ہیں دنیا کے اندر بہار

کا موسم ہے، باغوں کے اندر پودے بڑے بھی ہوتے ہیں، چھوٹے بھی اور درمیانے بھی مگر وہ باغ لگانے والے بھی کمزور، انکا نظام بھی کمزور، ان کے پودے بھی بے وفا، پودوں کے اندر پھول اور پھل بھی بے وفا، پھولوں کی رنگت بھی بے وفا، خوشبو بھی بے وفا، جبکہ باغ محمدی کے اندر جتنے بھی پودے ہیں وہ سب وفا دار سورۃ فاتحہ سے لیکر والناس تک تمام کا تمام باغ محمدی ہے، باغ کی شان باغ لگانے والے سے پتہ چلتا ہے لوگ کہتے ہیں کہ دیکھو! یہ باغبان ہے باغ لگانے والا ہے اس باغ محمدی کا باغ لگانے والا خود خدا ہے اس کے باغبان نبی کریم علیہ السلام ہیں اور اس باغ کے محافظین اور چوکیدار علماء اور طلباء ہیں۔

باغ محمدی کے نگران علماء وطلباء

مبارک ہو! تم باغ محمدی کے نگران بنائے گئے ہو، میرے نزدیک جب تک باغ محمدی کے نگران رہے تو ملک محفوظ رہے گا اور جب باغ محمدی کے نگران غافل پڑ گئے تو اس باغ کو اجاڑنے والے غالب آ جائیں گے تو نہ ملک بچے گا، نہ مدرسہ بچے گا، نہ مسجد بچے گی اور نہ ایمان بچے گا میں مدرسوں میں اس لئے پھرتا ہوں، حالانکہ تقریروں کا وقت نہیں اصل بات یہ ہے کہ میں جب عمرے سے آیا تو کسی جگہ جانے کا دل نہیں کرتا قرآن پاک پڑھنے کا مزا تو بیت اللہ میں آتا ہے، حدیث پڑھنے کا مزا تو گنبدِ حضراء کے سامنے آتا ہے اب پاکستان میں بیت اللہ اور گنبد حضراء کا منظر کہاں ملے؟

میں کونسی میزبانی سے خوش ہوتا ہوں

مگر میں کیوں پھر آیا ہوں؟ یہ ہی سمجھو کہ مدرسے کے طلباء اور علماء سارے کے سارے میرے میزبان اور میں انکا مہمان حضور ﷺ فرماتے ہیں **من کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فلیکرم ضیفہ** (شرح السنة: ح ٤١٢١) ”جو ایمان والا ہے وہ اپنے مہمان کا اکرام کرے“

میں تم سے امتحاناً پوچھتا ہوں کہ میں تمہارے پاس مہمان بن کر آیا ہوں تم اکرام کے لئے تیار ہو؟ جو تیار ہیں وہ ہاتھ اُٹھائیں (حاضرین محفل نے اپنے ہاتھ بلند کر دیئے تو فرمایا) مگر کوئی مہمان خوش ہوتا ہے حلوے پر، مگر کوئی مہمان خوش ہوتا ہے چاول پر، مگر کوئی مہمان خوش ہوتا ہے کپڑے پر، مگر کوئی مہمان خوش ہوتا ہے فیس پر، اور کوئی مہمان خوش ہوتا ہے کیلے اور فروٹ پر مگر میں اس بات پر خوش ہوں گا کہ اے نوجوانو! تم اس باغ کی حفاظت سے غفلت نہ برتو کیونکہ اس باغ کے دشمنان اسکو اجاڑنے کے درپے ہیں اور اگر تم نے اس کی بروقت خبر نہ لی تو مجھے ڈر ہے کہ کہیں گنبد خضراء سے تمہارے لئے بددعا نہ نکل جائے میرا اکرام یہ ہے کہ تم ہاتھ اٹھا کر وعدہ کر کہ ہم نظام شریعت کے لیے جمعیت علماء اسلام کے ساتھ دیں گے۔

جمعیت کے بڑے بڑے اکابر

جمعیت علماء اسلام کے ساتھیوں میں بڑے بڑے اکابر بھی شامل ہیں میں نے یہ بات لاہور میں بھی کہی تھی......

اؤلئك آبائی فجئنی بمثلهم
اذا جمعتنا یا جریر المجامع

ہر کسی کو کسی چیز پر ناز ہوتا ہے لہذا ہمارے ساتھ مولانا عبید اللہ انور صاحب ہیں جو کہ لاہوری صاحبؒ کے جانشین ہیں اور جمعیت علماء اسلام کے نائب ناظم مفتی محمود صاحب ہیں جو کہ عامل بھی ہیں، عالم بھی ہیں اور مجاہد بھی ہیں اور مولانا عبدالغفور بلوچستانی صاحب اور مولانا خان محمد صاحب کندیاں والے۔

آپ کو پتہ ہے کہ جب گوجرانوالہ میں نظام شریعت کانفرنس ہوئی تو میں نے خان محمد صاحب کو کہا تھا کہ آپ اٹھ کر اعلان کریں تو انہوں نے اٹھ کر اعلان کیا تھا میں

اور میرا خاندان اور میری جماعت جمعیت علماء اسلام کے ساتھ ہیں نہ ہم پہلے ان سے جدا ہوئے تھے اور نہ ہی ہوں گے۔

اسی طرح محمد شاہ، امروٹی بھی ہمارے ساتھیوں میں سے ہیں ابھی میں سندھ کا دورہ کر کے آیا ہوں ایک دن کے اندر آٹھ آٹھ جگہ میں نے دورہ کیا دن کو چار تقریریں اور رات کو گیارہ بجے شکار پور میں تقریر کی اور رات کو ۲ بجے امروٹ شریف میں تقریر کی ابھی ارادہ ہوا کہ اکوڑہ خٹک مدرسہ میں دعا کرتا جاؤں میرے ساتھی تو واپس جا رہے تھے مگر میں نے کہا کہ وفا اسی میں ہے کہ میرے ساتھ چلو میں تقریر کے لئے نہیں آیا سن لو! میری بات کہ جو جمعیت علماء اسلام کے ساتھی ہیں انہیں مولانا عبید اللہ انور، مفتی محمود، مولانا عبدالغفور بلوچستانی، مولانا خان محمد، مولانا حبیب گل، مولوی نعمت اللہ، مولانا عبدالکریم، مولانا محمد شاہ امروٹی کی قیادت پر اعتماد ہے؟ جن کو اعتماد ہے وہ ہاتھ اٹھائیں ...... جمعیت طلباء اسلام کے بارے میں یہ اکابر جو فیصلہ کریں تمہیں اس پر اعتماد ہے؟ جن کو اعتماد ہے وہ اپنے اکابر کے فیصلے پر نظر کریں اور اسکو معمولی فیصلہ نہ سمجھیں میں نے پنجاب کا دورہ کیا، پھر سندھ، پھر پشاور کی طرف آیا ہوں اور میں نے وہاں بھی کہا کہ اے طلباء ساتھیو! آپ کہاں بیٹھے ہیں؟ جمعیت طلباء اسلام صرف کالج کے لڑکوں کے لئے تو نہیں ہے جمعیت علماء اسلام چونکہ ماشاء اللہ تیزی کے ساتھ پھیلتی جا رہی تھی اس لئے میں نے یہ فیصلہ کیا اور لکھ کر بھی دے دیا کہ آئندہ جمعیت علماء اسلام کے ۵ نگران ہوں گے اب آپ حضرات مجھے ہاتھ اُٹھا کر بتا دیں کہ آیا آپ لوگ اس فیصلے پر اعتماد کرتے ہیں یا نہیں؟ اور آپ حضرات یہ بھی عزم کر لیں کہ جو لوگ اس فیصلے کے خلاف اُٹھیں گے، ہم ان کا ساتھ نہیں دیں گے۔

جمعیت کے لئے انتھک محنت اور دوروں کے اثرات

میں صرف اس لیے جگہ جگہ دورے کر رہا ہوں کہ کاش ! کہ کوئی دین مصطفوی ﷺ کی تڑپ والا مجھے مل جائے جو کہ میرے ساتھ چل سکے یہی میرا مقصد اور مشن ہے اور الحمد للہ جگہ جگہ مجھے ایسے ساتھی ملے بھی رہیں اور میں بیت اللہ گیا تو کعبہ کیساتھ سینہ لگا کر تمام ساتھیوں اور طلباء کیلئے دعا کرتا رہا یہی حالت مسجد نبوی ﷺ میں بھی تھی میں تو ایک ایک ساتھی کو یاد رکھتا ہوں ۔

۲ مہینے کی ان تھک محنت کے بعد جو ثمرات مجھے ملے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ دعائے خضری کا نتیجہ ہے جو کوئی ۳ دفعہ دعائے خضری پڑھ کر کام شروع کرے تو فرشتے اس کی نصرت کے لئے آجاتے ہیں ،لیکن یہ بات بھی یاد رکھیں کہ اس کی ۳ شرطیں بھی ہیں میرے ساتھی کہنے لگے کہ یہ ۳ شرطیں ہی تو ہم سے نہیں ہوسکتیں پہلی ۲ شرطیں آسان ہیں ان پر ہی عمل ہو جائے تو غنیمت ہے پہلی شرط یہ کہ ۵ وقتی نمازیں پڑھے ، دوسری شرط یہ ہے کہ گناہ کے کاموں کے لئے استعمال نہ کریں پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ فجر ،ظہر اور عشاء کے بعد ۳/۳ دفعہ پڑھے اور جو بھی دینی یا دنیوی کام شروع کرے تو ۳ دفعہ یہ دعا پڑھ لے میرا یقین ہے کہ فرشتے نصرت کریں گے ۔

اب اس محفل میں بوڑھے بھی ہیں نوجوان بھی ہیں بچے بھی ہیں تو یہ دعا بتا دینا مناسب سمجھتا ہوں لیکن اپنی طرف سے ایک شرط لگا دیتا ہوں کہ آپ سب حضرات نظام شریعت کے لیے جمعیت علماء اسلام کا ساتھ دیں گے ماشاء اللہ...... ماشاء اللہ

حضور ﷺ کو صحابی کی فدائیانہ پیشکش

ایک حدیث بیان کر کے دعا کرتا ہوں ” ایک روایت میں آتا ہے کہ خندق کے موقع پر اور دوسری روایت میں آتا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ عمرہ پر جا رہے تھے اور

مشرکین مکہ نے روک لیا اور اس کے بعد حضور اکرم ﷺ درخت کے نیچے بیٹھے صحابہ سے بیعت لے رہے تھے اس وقت ایک عجیب سی بے چینی اور پریشانی کی کیفیت تھی کہ نہ کوئی طاقت تھی نہ کوئی غلبہ اور نہ کوئی فنڈ اسی بے چینی کے عالم میں ایک نوجوان بھی کھڑا ہو گیا کہا یا رسول اللہ ﷺ! آپ پریشان کیوں ہوتے ہیں؟ یہودیوں نے حضرت موسیٰ سے کہا تھا **کما قال قوم موسیٰ : فَاذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ** ہمارا وعدہ ہے **ولكن نقاتل عن يمينك وعن شمالك ومن بين يديك ، ومن خلفك** (مسند احمد: ح ۴۰۷۰)

ہم فدائی ہیں ہم آپ کے چاروں طرف لڑیں گے جب حضور اکرم ﷺ نے یہ سنا کہ نوجوان اپنی بہادری بیان کر رہا ہے، تو خوش ہو گئے اور کہنے لگے کہ اب کسی چیز کی ضرورت نہیں جب قرآن و حدیث کے طالب حضور ﷺ کے ساتھ ہوں تو نہ کسی فوج کی ضرورت ہے نہ کسی ہتھیار کی تو اب قرآن و حدیث پڑھنے والے طالب علم بھی جمعیت کا ساتھ دینے کا عزم کرلیں کہ جب تک نظام شریعت قائم نہ ہوگا ہم پیچھے نہ ہٹیں گے ۔

ختم نبوت والی حدیث کی اشاعت کی تلقین

میر پور میں احمدیوں کا گروہ پھیل رہا تھا تو میں نے نوجوانوں کا ایک گروہ وہاں بنایا ہے اور انہیں ایک حدیث مبارک کی اشاعت کی خصوصی تلقین کی ہے وہ حدیث آپکو بھی بتا دیتا ہوں

مسجدی هذا آخر مساجد الأنبياء وانا آخر الأنبياء، لانبی بعدی وأنتم آخر الأمم، لا أمة بعدكم (مشکوٰۃ المصابیح)

”میری یہ مسجد (مسجد نبوی) انبیاء کی بنائی ہوئی آخری مسجد ہے اور میں ہی آخری نبی ہوں ، میرے بعد کسی قسم کا نبی نہیں آئے گا (نہ ظلی نہ بروزی اور نہ ہی حقیقی) تم آخری امت ہو،تمہارے بعد کوئی امت نہیں آئے گی“

یہ تین جملے یاد کرلو اور وعدہ کرو کہ ہم اس حدیث کو کونے کونے میں پہنچائیں گے......

دعائے خضری

اب دعائے خضری بتا تا ہوں بسم اللّٰہ ماشاء اللّٰہ لا قوۃ إلا باللّٰہ ماشاء اللّٰہ کل نعمة فمن الله ،ماشاء الله الخیر کله بیدالله ، ماشاء الله لا یصرف السوء إلا اللّٰہ (رواہ ابن عدی فی الکامل) یہ دعائے خضری ہے اسے ہر کام کی ابتداء میں پڑھوا گر فجر کے بعد ۳ دفعہ ،ظہر کے بعد ۳ دفعہ اور عشاء کے بعد ۳ دفعہ پڑھوتو بہت ہی بہتر ہے حافظہ بھی تیز ہوگا ،عبادت میں رغبت بھی پیدا ہوگی ، جہاد کا شوق بھی پیدا ہوگا ،حلوائیوں سے اجتناب بھی ہوگا اور فدائیوں سے قربت پیدا ہوگی ......

اب اسم اعظم بھی پڑھ لو مجدد الف ثانی صاحبؒ نے فرمایا ہے کہ اسم اعظم لفظ اللہ ہے ، شیخ ابن عربیؒ نے کہا کہ یہ القیوم ہے اور ابن القیم نے کہا ہے کہ یہ یا ذالجلال والاکرام ہے میں نے ان سب کو جمع کر دیا ہے پڑھ لو یا اللّٰہ یا حیّ یا قیوم! یاذالجلال والا کرام! یا الھنا والہُ کل شیٔ الھاً واحداً لا الہ الا انت۔

اب کہتے جاؤ ،مغرب کا بھی وقت ہے اے اللہ! مریضوں کو شفا نصیب فرمائے مدارس دینیہ کو ترقیاں عطا فرما ، دینی مدارس کی خود ہی نگرانی فرما ، پڑھانے والوں کو اخلاص اور استقلال نصیب فرما ، پڑھنے والوں کو بھی شوق عطا فرما ،ان کے حافظوں اور ذہانت میں ترقی عطا فرما ، یا اللہ! جس طرح آج دعا کے لئے اکٹھے ہیں ، اسی طرح بروز قیامت ، شان والے نبی ﷺ کے جھنڈے تلے ہمیں اکٹھا فرما ، اس دن کی رسوائی سے بچا۔

مولانا عبدالحقؒ مولانا سمیع الحق مولانا شیر علی شاہ کیلئے دعائیں

حضور اکرم ﷺ کے سامنے شرم ساری سے بچا یا اللہ ! ہمارے دوست شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب بیمار ہیں ان کو شفا کاملہ نصیب فرما ، یا اللہ ! قرآن و حدیث کے جاننے والوں کو تندرستی عطا فرما ، تا کہ وہ دین کی اشاعت کریں اور باطل کے

خلاف سر بکف رہیں یا اللہ ! ہمارے جو ساتھی فوت ہو چکے ہیں ان کی مغفرت فرما ، یا اللہ مولانا سمیع الحق صاحب اور مولانا شیر علی شاہ صاحب جو کہ ابھی نوجوان ہیں ، انہیں بھی نظام شریعت کے لئے جمعیت علماء اسلام کے ساتھ مل کر کام کرنے کی توفیق نصیب فرما۔

میرا مقام یہ ہے ، میں صاف کہتا ہوں ، کوئی مجھے گالی دے ، کوئی میرا ساتھ بھی نہ دے میں کہتا ہوں حسبی اللّٰہ ''میرے لئے اللہ ہی کافی ہے''

آپ لوگ مجھے جو کچھ بھی کہو چاہے گالی دو لیکن میرا یہ عہد ہے کہ زندگی میں بھی دعائیں کرتا رہوں گا اور مر گیا تو قبر میں بھی دعائیں کروں گا۔

اب نماز کا وقت ہے سارے وضو کرو (نعرہ تکبیر......اللہ اکبر)

وآخر دعوانا أن الحمد للّٰہ رب العالمین

خطبات

شمس العلماء علامہ شمس الحق افغانی صاحبؒ

مختصر تعارف

شمس العلوم والمعارف ،فیلسوف اسلام علامہ شمس الحق صاحب افغانیؒ سابق شیخ التفسیر دارالعلوم دیوبند،سابق وزیر معارف ریاست قلات بلوچستان،سابق صدر مدرس جامعہ اسلامیہ ڈابھیل،سابق شیخ الحدیث والتفسیر اکیڈمی علوم اسلامیہ کوئٹہ،سابق شیخ التفسیر جامعہ اسلامیہ بہاولپور،خلیفہ مجاز حضرت مولانا مفتی محمد حسنؒ،التوفی ۱۶/اگست ۱۹۸۳ء (س)

کمیونزم اور اسلام

اکتنازیّت (سرمایہ داری)،اشتراکیّت اور اسلامی اعتدالیّت

معاشی نظریاتِ عالم پر ناقدانہ نظر اور معاشیات کا تاریخی پس منظر

معاشیات اور مرتب خطبات کے ابتدائی کلمات

’’پیٹ اور رزق‘‘عصر حاضر کا سب سے بڑا مسئلہ ہے گویا ڈیڑھ بالشت پیٹ اور معدہ نے پوری دنیا اور اسکی اخلاقی اور دینی اقدار کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے کیمونزم، سرمایہ داری، سوشل ازم وغیرہ خوش نمانا موں کے ذریعہ اسے سلجھانے کی سعی کی جارہی ہے مگر مسئلہ نہ صرف اپنے حال پر قائم بلکہ دن بدن الجھتا جارہا ہے اگر ایک طرف مغرب کی سرمایہ دارانہ نظام کا عفریت ’’انسانیت‘‘ کو ہڑپ کر رہا ہے تو دوسری طرف مشرق کی اشتراکیت اپنے حقیقی رنگ وروپ میں سامنے آرہی ہے جو مساوات کے پردہ میں استحصال، اجتماعی سرمایہ داری، استبداد اور استعمار کے سوا کیا ہے؟ ایک مرکوز اور جابرانہ نظام،زرعی صنعتی غرض انسان کی ہمہ جہتی ترقی میں زبردست رکاوٹ کے سوا اور کیا ہے؟ اشتراکیت یورپ کی غیر فطری معاشیات کا ردّعمل تھا مگر دم توڑتی ہوئی اشتراکیت کا ردّعمل کتنا شدید اور ہولناک ہوگا؟ اندازنہیں لگایا جاسکتا جن لوگوں کی نظر اسلام کے معتدلانہ نظامِ معیشت اور فطری اقتصاد کے بارہ میں بالکل سطحی ہے یا جو اپنی فکری کج روی اور سلامت طبع سے محرومی کی بناء پر اسلام کے بارہ میں ارتیابیت یا لاادریت کا شکار ہیں ان کی نگاہیں بھی ان غیر فطری نظامہائے معیشت کی طرف اٹھتی ہیں فکر سلیم سے محرومی کی وجہ سے نگاہوں پر جو خول چڑھ گئے ہیں اس کے اندر سے جھانک کر کوئی مغربی

اکتنازیت کو اسلام سمجھ بیٹھا ہے اور کوئی کمیونزم کو اسلام کے معاشی تقاضوں کی تکمیل سمجھ رہا ہے اس وقت جبکہ پاکستان اور دیگر اسلامی حصوں میں سوشل ازم، شیوعیت اور اشتراکیت یا سرمایہ داری وغیرہ کافرانہ اقتصادی نظاموں کو ''اسلامیانے'' کی کوششیں ہو رہی ہیں ہم نے مناسب سمجھا کہ اپنے معزز قارئین کے سامنے ''معاشیات'' پر خالصۃً اسلام کا معتدلانہ نقطۂ نظر پیش کر دیں اس مقصد سے حضرت علامہ مولانا شمس الحق افغانی مدظلہٗ کو توجہ دلائی گئی ......قسام ازل نے حضرت موصوف کو علمی تبحر، تعمق، فقاہت، قوت استحضار اور حافظہ کے ساتھ موجودہ معاشی علوم اور معاشرتی مسائل پر بھی گہری بصیرت عطا فرمائی ہے، انہوں نے ہماری درخواست قبول فرما کر مشاغلِ کثیرہ کے باوجود اس مسئلہ پر قلم اٹھایا اور موجودہ معاشی نظاموں، ان کے تاریخی پس منظر، عواقب پھر ان کے ساتھ اسلام کے موازنہ وغیرہ امور پر سیر حاصل بحث فرمائی جزاھم اللہ عنا وعن جمیع المسلمین حضرت مولانا اپنے ایک مکتوب گرامی میں فرماتے ہیں ''الحق'' کیلئے کمیونزم اور اسلام کا مضمون سخت مشغولیت کے باوجود لکھ رہا ہوں میں نے عالمی معاشی نظریات کو تین قسموں میں تقسیم کیا ہے (۱) اکتنازیت یعنی سرمایہ داری نظام معیشت (۲) اشتراکیت یعنی شیوعی نظام معیشت اوّل مغربی بلاک کا نظام ہے اور دوئم مشرقی بلاک کا (۳) اعتدالیت یعنی اسلام کا اعتدالی معاشی نظام ہماری کوشش ہوگی کہ یہ گرانمایہ مضمون کم سے کم اقساط میں شائع ہو سکے توقع ہے کہ ملک کے اربابِ فکر اور دانشور حضرات اسے دلچسپی اور غور وفکر سے پڑھیں گے (سمیع الحق)

سرمایہ دارانہ نظام حیات کی سنگ بنیاد حرص وحسد

وسائل معاش اور ضروریات کی تحصیل انسان کے سادہ دور میں نہایت آسان اور سہل تھی درختوں کے پھل اور شکار بری وبحری جانوروں کے گوشت اور سادہ لباس اور معمولی خیموں، جھونپڑوں اور کچے مکانات اور لکڑی، چمڑے، ٹھیکر کے معمولی ظروف اور برتنوں پر انسانی زندگی کا مدار تھا جو نہایت آسان اور سہل الحصول تھے جس کیلئے نہ وسیع سرمایہ کی ضرورت تھی اور نہ اس کیلئے حب مال اور حرص کے شدید جذبے کی ضرورت تھی اور نہ ہی اس کیلئے اقوام عالم میں باہمی تصادم وتنازع کا کوئی اندیشہ تھا اور نہ ہی حرص شدید کی تشنگی بجھانے کیلئے دوسرے ملک پر قبضہ کرنیکی ضرورت تھی تاکہ استحصال اور

استعمار کی نوبت آتی اس سادہ طرزِ حیات کے بعد تمدّن وجود میں آیا اور اس نے بڑھتے بڑھتے دور حاضر میں ارتقائی شکل اختیار کی جس کی وجہ سے معاشی ضروریات اور حاجات کا دائرہ اس قدر وسیع ہو گیا کہ اس دور کے ایک متمدن انسان کی ضروریات کا خرچ سادہ دور حیات کے سوا افراد کی ضروریات کے خرچ کے برابر ہونے لگا اس کا اثر یہ ہوا کہ متمدن زندگی کا ہر فرد بیش از بیش سرمایہ فراہم کرنے کیلئے جدوجہد کرنے لگا جس سے سادہ زندگی عیاشانہ زندگی میں اور کفایت شعاری اور قناعت، اسراف اور حرص میں تبدیل ہوئی جو آگے چل کر سرمایہ دارانہ نظامِ حیات کیلئے سنگِ بنیاد بنی عیاشانہ زندگی نے مختلف دوائر میں اپنا عمل ظاہر کیا۔

(۱) ماکولات

خوراک کے سلسلے میں تعیش نے ظہور کیا اور مختلف الاقسام کھانے وجود میں آئے اور ان کے لئے مختلف ظروف اور برتن ایجاد ہوئے اور میز پر انکو ترتیب کیساتھ رکھنے کے لئے بڑی تنخواہوں کے ماہر الفن ملازم رکھنے پڑے جن کی تنخواہ بعض ملکوں میں پانچ ہزار ماہوار تک پہنچی جو چرچل سابق وزیراعظم برطانیہ کی تنخواہ کے برابر ہے۔

(۲) مشروبات

تعیش نے پینے کے دائرہ میں بھی توسیع کی اور شراب کے علاوہ سینکڑوں قسم کی بوتلیں استعمال میں آنے لگیں اور شراب نوشی میں حد سے زیادہ اضافہ ہونے لگا۔

☆ امریکہ کے صرف ایک مشروب یعنی شراب کا سالانہ خرچ نو ارب پندرہ کروڑ ڈالر ہے دیکھئے نیویارک کی سرکاری رپورٹ مندرجہ (میزان کوئٹہ ۱۶/ جولائی ۱۹۵۲ء)

☆ ملکہ الزبتھ ۳۹ واں کے ایک محفل تاج پوشی میں ۳۴ کروڑ روپے کی شراب صرف ہوئی دیکھئے رپورٹ مندرجہ (امروز ۳/ جون ۱۹۵۳ء) اور عام طور پر انگلستان میں سالانہ شراب نوشی پر چار ارب چوہتر کروڑ کی رقم خرچ ہوتی ہے (سچ ۳/ مئی ۱۹۳۷ء)

(۳) ملبوسات وغیرہ

مردانہ اور زنانہ ملبوسات میں تمدن حاضر کی برکت سے وہ اضافہ ہوا کہ انسان اور کتوں کے علاوہ بے جان دیواروں کی آرائش کو بھی بیش قیمت کپڑوں سے سجایا گیا اور اسکو تمدن کا لازمی جزء سمجھا گیا ملبوسات کے علاوہ انگلینڈ کی عورتوں کی صرف عطریات کا سالانہ خرچ چھ کروڑ اٹھارہ لاکھ پونڈ ہے (انجام ۳ راگست ۱۹۵۸ء) امریکہ میں کتوں کے بچوں اور تفریح پر سالانہ ۵۲ کروڑ ۵۰ ڈالر کی رقم خرچ ہوتی ہے (نقاد لاہور جولائی ۱۹۵۳ء) برطانیہ کا سالانہ خرچ تفریح ایک ارب ۵۲ کروڑ پونڈ ہے (زمیندار ۴ رفروری ۱۹۵۱ء)

(۴) مسکن اور غیر فطری ذرائع معاش

سرمایہ داروں نے تسکین خواہشات کے لئے وہ عمارتیں بنائیں اور ان پر وہ گراں بہار قومات صرف کی گئیں کہ جو انسانی آبادی کے بڑے حصہ کی ضروریات حیات کیلئے کافی ہوسکتی تھیں اس کے علاوہ سرمایہ دار افراد نے اپنی تسکین شہوت کیلئے زنا کی دلالی اور رقص وسرور کے وہ پیشے ایجاد کیے جس نے صنفِ نازک کے ایک بڑے طبقے کو معاشرے کے ضروری کاموں سے کاٹ کر ان غیر فطری اور مخرّب اخلاق پیشوں میں لگا دیا بلکہ سرمایہ داروں کی مزید تسکین کیلئے افسانہ نویسی، مسخرہ گوئی اور سینماؤں کی فحش تصاویر کی دنیا بھی وجود میں آئی یہاں تک کہ مسلمان بھی اسکی نقل اتارنے میں فخر محسوس کرتے ہیں جسکو دیکھ کر اقبال مرحوم کو یہ کہنا پڑا ہے......

وہی بت فروشی وہی بت گری ہے
سینما ہے یا صنعت آزری ہے
وہ مذہب تھا اقوام عہد کہن کا
یہ تہذیب حاضر کی سوداگری ہے

ایک مشہور مسخرے چارلی چپلن کی آمدنی تمام ملکوں کے وزیراعظموں سے زیادہ تھی۔

(۵) قمار بازی اور سگریٹ نوشی

سرمایہ دار تمدن کی تسکین شہوت جب امور بالا سے پوری نہ ہوئی تو تمدن حاضر نے قمار بازی کی مختلف شکلوں کو جزء زندگی بنا دیا چنانچہ سرکاری رپورٹ کے مطابق یورپی دنیا صرف قانونی جوابازی پر ہر سال تیس ارب ڈالر کی رقم خرچ کرتی ہے جو ایک کھرب روپے سے زیادہ ہے اور جس سے پوری دنیا کی آبادی کئی سال تک پل سکتی ہے غیر قانونی جوا اس کے علاوہ ہے دیکھئے (کوہستان ۳۰ ردسمبر ۱۹۵۸ء)

تمدن حاضر کی برکت سے امریکہ میں سالانہ ۴ کھرب ۳۳ ارب سگریٹ خرچ ہوتے ہیں جاپان میں نو ارب، برطانیہ میں ایک کھرب گیارہ ارب، فرانس میں ۳۶ ارب، مغربی جرمنی اور اٹلی میں ۳۶، ارب، میکسیکو میں ۲۷ ارب اسی کروڑ، کینیڈا میں ۲۱ ارب، جنوبی کوریا میں ۱۴ ارب تیس کروڑ، فلپائن میں ۱۳ ارب ۳۰ کروڑ صرف ہوتے ہیں دیکھئے رپورٹ مندرجہ (انجام ۱۰ رفروری ۱۹۵۵ء) جسکی قیمت کم از کم پچاس ارب ۵۲ کروڑ پچاس لاکھ روپے ہے جو یقیناً پوری دنیا کی ضروریات کیلئے کافی ہے لیکن یہ رقم سگریٹ کی شکل میں آگ میں پھونکی جاتی ہے پھر بھی وہ بے عقل کہلاتے ہیں نہ دیوانے لیکن اگر ایک آدمی صرف پانچ روپے کا نوٹ آگ میں جلا دے تو بالاتفاق دیوانہ کہلائے گا......

ع ببیں تفاوت راہ از کجُا ہست تا بہ کجا

ملک گیری اور استعمار

سرمایہ دارنہ نظام کے مذکورہ شیطانی اخراجات کے لئے چونکہ ملکی آمدنی کافی نہیں ہوتی اس لئے یہ نظام استعمار کو جنم دیتا ہے تاکہ دیگر ممالک کی پیداوار پر قبضہ کر کے ان اخراجات کو پورا کیا جاسکے اس کے علاوہ ان کے اپنے ملک میں اپنی مصنوعات کی مانگ محدود ہوتی ہے اسی لئے ایسے سرمایہ دار ممالک ان زائد مصنوعات کو فروخت کرنے

کیلئے دیگر ممالک میں منڈیاں تلاش کرتے ہیں تاکہ اپنی مصنوعات کی نفع بخش تجارت سے اپنی عیاشانہ ضروریات کو پورا کرسکیں ایسی قسم کی جدو جہد چونکہ ہر سرمایہ دار ملک کرتا ہے اسی لئے ہر حکومت چاہتی ہے کہ دوسرے ممالک کو وہ استعمار کی صورت میں زیر اثر رکھ کر اپنی تجارت کو فروغ دے سکے اور ان مستعمرات کو اپنی مصنوعات کیلئے مختص کرسکے دیگر ممالک پر درآمد کا محصول بڑھا دے تاکہ انکی اشیاء کی قیمت نسبتاً زیادہ ہو اور اپنی مصنوعات کا محصول برائے نام ہو تاکہ سستا ہونے کی وجہ سے زیادہ مقدار میں انکو فروخت کیا جاسکے ان استعماری مقاصد کی کشمکش میں اکثر جنگ کی بھی نوبت آجاتی ہے اور استعماری قومیں آپس میں ٹکرا جاتی ہیں اسی لئے استعمار جنگ کو جنم دیتا ہے اور استعماری قوتوں میں آلات حرب کی تیاری کی دوڑ شروع ہو جاتی ہے اور پھر وہ سرمایہ جنگ کے سامان پر خرچ ہونے لگتا ہے جو ضروریاتِ حیات ہی کیلئے مخصوص تھا۔

آلاتِ حربٗ کی تیاری میں صرفِ دولت

نظامِ سرمایہ داری کے تحت ہر مملکت اپنی قوت میں اضافہ کرتی ہے تاکہ دوسرے ممالک ان کے استعماری مقاصد میں خلل انداز نہ ہوں جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ملک کی دولت کا اکثر حصہ گولا بارود کی شکل میں آگ میں پھونک دیا جاتا ہے اور اقوام عالم کی معاشی حالت کمزور ہو جاتی ہے اس وقت استعماری حکومتوں کے جنگی اخراجات حد سے زیادہ بڑھ گئے ہیں لیکن سولہ سال پیشتر کے جنگی اخراجات بھی کچھ کم نہیں ۱۹۵۲ء میں امریکہ کا جنگی بجٹ نوے کھرب ڈالر تھا (کوثر ۵/اپریل ۱۹۵۲ء) جس سے صدیوں تک پوری انسانی آبادی کی ضروریات پوری کی جاسکتی تھیں امریکہ نے اتنی بڑی دولت کو خیالی استعماری مقاصد کے لئے صرف کیا یا نذرِ آتش کیا نوے کھرب ڈالر کی بجائے اگر ایک انسان صرف نوے روپے کے نوٹ آگ میں جھونک دے تو سب لوگ اس کو پاگل سمجھنے

پر متفق ہوں گے لیکن نوے کھرب ڈالر برباد کرنے والے امریکہ کو کوئی پاگل نہیں سمجھتا بلکہ سب اس کو عقلمند قرار دیتے ہیں اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ جنگ کے سامان پر رقم صرف نہ کی جائے بلکہ مقصد یہ ہے کہ جنگ برائے ظلم پر رقم خرچ نہ ہو کہ ایسی جنگ بڑا انسانی جرم ہے نہ جنگ برائے اقامت عدل کہ وہ درحقیقت بڑی انسانی خدمت ہے اور اس میں عالمی حقوق کے تحفظ کا راز مضمر ہے......

جنگِ شاہان جہاں غارتگری است
جنگِ مومن سنتِ پیغمبر است

سرمایہ دارانہ جذبہ اور سود

سرمایہ دارانہ نظام کے تحت آج کل سودی کاروبار کی جو وسعت نظر آرہی ہے اسکی نظیر انسانی تاریخ میں نہیں مل سکتی سرمایہ دارانہ نظام نے سودی کاروبار کو جزء زندگی بنا دیا ہے یہاں تک کہ سرمایہ دار ملکوں میں کسی محتاج ترین فرد کو پانچ روپے بلاسود بطور قرضہ نہیں مل سکتے اب ہم اکتنا زیت اور سرمایہ دارانہ نظام کے وہ نقصانات اور تباہیاں مختصر طور پر بیان کرتے ہیں جو اس نظام کی بدولت مہلک جراثیم کی شکل میں انسانی معاشرے میں پیوست ہو چکے ہیں۔

سرمایہ دارنہ نظام کی دینی تباہی: زوال محبت الٰہیہ

دین کی روح یہ ہے کہ دل میں اللہ کی محبت راسخ اور مضبوط ہو اور قلب پوری یکسوئی کے ساتھ اللہ کی طرف جھکے اسی جھکاؤ کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ دل پر اللہ کی عظمت اور مخلوقِ خدا کی شفقت کا رنگ چڑھتا ہے اس سے اللہ اور انسان کے حقوق کے تحفظ کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے اور پوری زندگی الٰہی ہدایات کے قالب میں ڈھل جاتی ہے لیکن سرمایہ داروں کی محبت کا رخ مال اور سرمایہ بڑھانے کی طرف پلٹ جاتا ہے اور ان کی

پوری زندگی سرمایہ میں اضافہ کرنے کیلئے وقف ہوتی ہے اور اللہ اور اسکی مخلوق سے محبت کا رشتہ ٹوٹ جاتا ہے بلکہ حیوانات کی طرح کسی پابندی کو قبول کئے بغیر وہ سب کچھ کر ڈالتا ہے جس سے اس کے سرمایہ میں اضافہ ہو خواہ سود ہو، خواہ رشوت، خواہ غصب وقمار باری گویا سرمایہ اس کے لئے دین سے بغاوت کرنے کا سبب بن جاتا ہے کَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰۤی اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰی یوں نہیں بلکہ انسان اللہ کے قانونِ انصاف کا باغی بن جاتا ہے جب وہ غنی بن جاتا ہے۔

زوالِ محبتِ انسانیہ

تکمیل انسانیت کے لئے انسان کو اللہ اور دیگر انسانوں کیساتھ ارتباط ضروری ہے جسکی بنیاد محبت پر قائم ہے جب سرمایہ کی محبت غالب آجاتی ہے تو یہ اللہ اور بنی نوع انسان دونوں کی محبت کو ختم کر دیتی ہے جس کی وجہ سے الٰہی اور انسانی حقوق کی ذمہ داری کا احساس فنا ہو جاتا ہے اور فرد کا رشتہ محبت جماعت سے کٹ کر شخصی مفاد غالب ہونے کی وجہ سے اس سے معاشرے میں بے شمار مفاسد پیدا ہو جاتے ہیں اور ان میں روز بروز اضافہ ہو تو اسی تناسب سے دوسری شے کی محبت میں کمزوری پیدا ہو جاتی ہے بلکہ بالتدریج اس کی محبت فنا ہو جاتی ہے ایک شخص کی دو بیویاں ہوں تو جب ایک کی محبت زیادہ ہو جاتی ہے تو دوسری بیوی کی محبت میں لامحالہ کمی آئیگی اسی فلسفہ کے تحت سرمایہ دار پر حب ذات و مال غالب آجاتی ہے اور حب انسان مغلوب ہو جاتی ہے یہاں تک کہ دیگر انسان کی محبت اگر کسی وقت اسکے دل میں پیدا ہو تو وہ بھی اس وقت جبکہ اس انسان سے اس کو کوئی غرض اور نفع وابستہ ہو یہ بالواسطہ محبت درحقیقت حب انسان عمومی نہیں، بلکہ حب ذات ہے کہ اسکی ذات کا کوئی فائدہ اس سے وابستہ ہوا ہے ورنہ اس کا دل ذاتی مفاد کے سوا کسی طرف پلٹتا نہیں، نہ خدا کی طرف، نہ بنی نوع انسان کی طرف تو در

حقیقت اس کا دل قلب ہی نہ رہا کیونکہ قلب اور دل کا کام پلٹنا ہے وقال الشاعر......

وما سُمِّیَ الانسان الّا لانسہ
ولا القلب الّا أنہ یتقلب

جب انس اور محبت اور دل کا دوسرے کے مفاد کی طرف پلٹ جانا ایک انسان میں باقی نہ رہے تو وہ درحقیقت انسان ہی نہ رہا اگرچہ اسکی صورت انسانی ہو جیسے کاغذی گھوڑا گھوڑے کی صورت رکھنے کے باوجود حقیقی گھوڑا نہیں کہلاتا اس طرح حب مال میں رنگا ہوا آدمی انسانی صورت رکھنے کے باوجود حقیقی انسان کہلانے کا مستحق نہیں بقول عارف رومی......

آنچہ می بینی خلاف آدم اند
نیستند آدم غلاف آدم اند

سرمایہ دارانہ نظام کی اخلاقی تباہیاں

اس نظام سے اخلاق فاضلہ کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور اخلاقِ رذیلہ کا استحکام پیدا ہوتا ہے

انسانیت کے بلند اخلاقی اقدار حسب ذیل ہیں:

☆ ایثار یعنی اپنے مفاد کو دوسرے انسانوں کے مفاد پر قربان کر دینا۔

☆ رحمت وشفقت یعنی دوسرے انسانوں کی حاجت مندی اور دکھ سے متاثر ہونا اور اس تاثر کے تقاضا پر عمل کرنا۔

☆ ہمدردی جسکو نصیحت کہتے ہیں، جسکا معنی ہے دوسرے انسانوں کے نفع وضرر کو اپنا نفع وضرر سمجھنا اور اس کے مقتضی پر عمل پیرا ہونا۔

☆ شجاعت یعنی بہادری جس سے انسانیت کے بلند ترین مقاصد کیلئے جان کی قربانی دینا۔

☆ سخاوت بنی نوع انسان کی حاجت روائی کیلئے مال کو قربان کر دینا یہ وہ بنیادی

اخلاق ہیں جن کے حسن وخوبی پر اقوام عالم متفق ہیں اور جن کو انسان کے فطری کمالات سے تعبیر کیا جاسکتا ہے اور یہ وہ روشن خوبیاں ہیں ، جو تمام انبیاء علیہم السلام کے متفقہ ہدایات کا لبِ لباب ہے سرمایہ دارانہ نظام سے انسان جس سانچے میں ڈھل جاتا ہے اس میں ان اخلاق پنجگانہ کے لئے گنجائش باقی نہیں رہتی۔

ایثار

سرمایہ دار جب اپنے محتاج بھائی کو بلاسود ایک کوڑی نہیں دے سکتا تو اس میں ایثار کہاں سے آیگا؟ بلکہ ایثار کی جگہ سرمایہ دارنہ نظام نے اس کے دل میں حرص اور شخصی مفاد کا جو تخم بو دیا ہے اس کے جذبہ حرص کا تقاضا تو یہ ہے کہ فقر و افلاس ،محتاجی اور مصیبت اور بڑھے تاکہ سودی کاروبار خوب چمکے۔

شفقت اور رحمت اور سرمایہ داری

ایسا شخص جس کو سرمایہ دارنہ نظام نے سود کا خوگر بنا دیا ہے اور وہ افزائش دولت کے جذبہ سے سرشار ہے وہ اپنی کامیابی اسی میں منحصر سمجھتا ہے کہ فقراء اور محتاجوں کی تعداد میں روز افزوں اضافہ ہوتا کہ سودی بازار کی خوب چلت ہو اور عوام کی محتاجی سے فائدہ اٹھا کر دولت میں اضافہ کیا جاسکے چور اور ڈاکو کیلئے یہ ممکن ہے کہ کسی وقت اس کا دل بدل جائے اور شفقت ورحمت کے جذبہ سے سرشار ہو کر چوری اور ڈاکہ چھوڑ دے لیکن سودخور کی سودخوری سے باز آجانا اور تائب ہو جانا ممکن نہیں خاص کر جب قانون وقت میں وہ جرم بھی نہ ہو اس لئے سودخور کا دل انسانی شفقت ورحمت سے خالی ہوتا ہے۔

ہمدردی اور سرمایہ داری

جس سرمایہ دار کی روزی اور نفع اندوزی دوسروں کی مصیبت ،غربت و افلاس

پر مبنی ہو اس میں ہمدردی کا جذبہ کیونکر پیدا ہوسکتا ہے ہمدردی کا معنی تو یہ ہے کہ دوسروں کا نفع اپنا نفع اور دوسروں کا ضرر اپنا ضرر سمجھیں لیکن یہاں تو بقول متنبّی کے دوسروں کی مصیبت کو وہ اپنا فائدہ سمجھتا ہے...... ع **مصائب قوم عند قوم فوائد** (متنبی)

شجاعت اور سرمایہ داری

شجاعت اس کا نام ہے کہ ایک آدمی منفعتِ عامہ اور انسانیت کے بلند مقاصد کے لئے جان کی قربانی دے لیکن سرمایہ دارانہ نظام کا ایک فرد جب ایک محتاج کی حاجت روائی کے لئے بلاسود پانچ روپے نہیں دے سکتا تو وہ جان کی قربانی کب دے سکے گا یہی وجہ ہے کہ سودخور اقوام سخت بزدل اور شجاعت سے خالی ہوتے ہیں ایسی قومیں جب فوج کو لڑاتی ہیں تو شراب نوشی کے ذریعہ مصنوعی شجاعت پیدا کرنے کی کوشش کرتی ہیں لیکن حقیقت پھر بھی نہیں بدلتی جسکی بڑی دلیل دنیا کی عظیم ترین سرمایہ دار حکومت امریکہ کی وہ جنگ ہے جو وہ گذشتہ چند سالوں سے اپنے بے پناہ وسائل کے ذریعہ ایک چھوٹی سی غیر ترقی یافتہ معمولی ریاست سے لڑ رہی ہے یعنی شمالی کوریا اور شمالی ویت نام کے ساتھ امریکہ نے ان دونوں لڑائیوں میں اپنی پوری قوت جھونک دی لیکن نہ وہ شمالی کوریا کو شکست دے سکا اور نہ شمالی ویت نام کو شکست دے سکتا ہے اور نہ دے سکے گا ان دونوں جنگوں نے ثابت کر دیا کہ سرمایہ دار سودخور قومیں بنیوں کی طرح بہادری سے خالی ہوتی ہیں اور بہادری کے بغیر مشینی طاقت فیصلہ کن نہیں ، اخلاقی اعتبار سے امریکہ صفر ہے اب یہ دیکھنا ہے کہ اس صفر قوم کو سائنسی آلات حرب اور دولت کا حفاظتی قلعہ کب تک محفوظ رکھ سکتا ہے غالباً جب سرمایہ دار اقوام کی اسلحہ سازی کا ہنر معمولی اقوام میں پھیل جائے گا اگر چہ امریکہ اور یورپ کے برابر نہ ہو تو وہ وقت ان ممالک کی تباہی کا وقت ہوگا اور انسان اور انسان کی جنگ ہوگی تو جس قوم میں اخلاقی اقدار کی برتری ہوگی ، وہی فتح پائے گی ۔

سرمایہ دارانہ نظام کی اقتصادی تباہیاں

کسی قوم کی اقتصادی حالت اس وقت بہتر ہوسکتی ہے کہ قوم کے تمام افراد کو ضروریات زندگی میسر ہوں اور کوئی فرد ضروریات حیات سے محروم نہ ہو لیکن اگر ایک قوم کے محدود چند افراد کے پاس دولت اور ضروریات حیات کے انبار لگے ہوں اور اکثر افراد ضروریاتِ حیات سے محروم ہوں تو یہ قومی حیثیت سے اقتصادی انحطاط ہے، ترقی نہیں، سرمایہ دارانہ نظام کا یہ خاصہ ہے کہ وہ دولت کو چند افراد یا خاندانوں میں محدود رکھتا ہے جس کو وہ افراد شیطانی اور مسرفانہ اخراجات میں صرف کر دینے کے باوجود ختم نہیں کر سکتے اور قوم کی باقی اکثریت مفلوک الحال ہوتی ہے غربت اور افلاس کا دائرہ اس نظام کی وسعت کے انداز پر ہوگا جس قدر ممالک اور اقوام اور سرمایہ دار ملک بالذات یا بالواسطہ اقتدار قائم کر لیتا ہے ان سب ممالک کی پوری آبادی کی اکثریت مفلوک الحال اور فاقہ مست ہو جاتی ہے سرمایہ دارانہ نظام دولت کے خون کو جذب کرنے میں ایک طاقتوار جونک کی طرح ہے کہ جہاں اس کا اثر پہنچا وہاں سے اس نے دولت کا خون چوس لیا آج کل دنیا کے اکثر حصوں پر بالذات یا بالواسطہ سرمایہ دار ملکوں کا اثر ہے اس لئے دنیا کی پوری آبادی کی اکثریت فاقہ میں مبتلا ہے اگر چہ مشینی آلات زراعت اور آبپاشی کے سائنسی وسائل کے ذریعہ زمینی پیداوار بڑھانے میں انتہائی کوشش کی گئی اور کی جارہی ہے پھر بھی وہ سرمایہ دارانہ نظام کی لائی ہوئی بھوک دور کرنے میں کامیاب نہ ہوسکی جسکی بڑی دلیل اقوام متحدہ کی سماجی رپورٹ مندرجہ (انجام کراچی ۱۷رمئی ۱۹۵۳ء) ہے جس میں درج ہے کہ دنیا کی آبادی کا نصف حصہ فاقہ کشی اور ضروریات مہیا نہ ہونے کی وجہ سے بیماری میں مبتلا ہے جس سے معلوم ہوا کہ دنیا کی نصف آبادی کے پاس نہ خوراک کے لئے روپیہ ہے اور نہ علاج کے لئے دوا کی قیمت کیونکہ سرمایہ دارانہ نظام کی وجہ سے زمین

کی مجموعی دولت بقدر ضرورت تمام انسانوں کے حصے میں نہیں آتی بلکہ چند مہاجنوں، کارخانہ داروں اور سودخوروں میں بند ہوگئی ہے دولت اجتماعی زندگی کے لئے ایسی ہے جیسے خون شخصی زندگی کے لئے اگر بدن سے حاصل شدہ خون کسی ایک عضو میں بند ہو جائے تو باقی اعضاء کی نشونما کے لئے کیا بچے گا اور ایسی صورت میں ان کا کیا حال ہوگا؟ اس طرح انسانیت بھی ایک واحد وجود ہے اور مختلف طبقات مختلف اعضاء ہیں اگر ایک طبقہ یعنی امراء انسانی مادہ حیات یعنی وسائل رزق پر قابض ہو جاتا ہے تو باقی طبقات کی محرومی یقینی ہو جاتی ہے قران مجید نے مال کو مادہ حیات انسانی قرار دیا ہے وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا "تم نادانوں کے ہاتھ میں مال مت دو، جس سے تمہاری زندگی قائم ہے" آج کل مال پر تقریباً سفہاء اور بیوقوفوں کا قبضہ ہے جس کو وہ بے جا اڑا کر خرچ کرتے ہیں جیسے آگے چل کر بیان ہوگا مادۂ حیات مال ہے، اجتماعی زندگی کے لئے جس طرح خون شخصی زندگی کیلئے مادہ حیات ہے تو مادہ حیات کا چند افراد یا خاندانوں میں بند ہو جانا نامعقول ہے بلکہ خون کی طرح اسکی گردش اور حرکت ضروری ہے قرآنِ مجید نے مالِ غنیمت پوری فوج پر تقسیم کرنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ تا کہ مال صرف دولتمند طبقے میں چکر نہ لگائے بلکہ دیگر افراد بھی اس سے متمتع ہوسکیں۔

سرمایہ دارانہ نظام کا دوسرا اقتصادی نقصان

سرمایہ دارانہ نظام میں ناجائز کمائی کی وجہ سے مثلاً رشوت، قمار بازی، عقود فاسدہ، غصب، نہب، سمگلنگ وغیرہ کی وجہ سے ایک خاص طبقہ میں افراطِ زر پیدا ہو جاتا ہے جس سے ضروریاتِ زندگی کی قیمتیں بڑھ جاتی ہیں اور عوام قوت خرید نہ ہونے کے باعث ضروریات کی خرید سے عاجز ہو جاتے ہیں لہذا وہ غربت وافلاس اور فقر وفاقہ

میں مبتلا ہو جاتے ہیں صرف ایک قلیل طبقہ خوشحال ہوتا ہے لیکن عوام کی حالت قابل رحم ہوتی ہے اس لئے عوام کی اقتصادی حالت ناہموار ہو جاتی ہے۔

سرمایہ دارانہ نظام کا تیسرا اقتصادی نقصان

عوام جب محنت کر کے بھی افراطِ زر اور اشیاء صرف کی قیمت بڑھ جانے کی وجہ سے اس کو نہیں خرید سکتے اور باوجود مشقت کرنے کے بھوک اور افلاس میں مبتلا رہتے ہیں تو اجرت عمل کے اضافہ کیلئے ہڑتالوں کی نوبت آتی ہے جب اس سے بھی مقصد پورا نہیں ہوتا تو ان کے جذبہ عمل اور جوشِ محنت میں کمی پیدا ہو جاتی ہے جس سے کسبِ مال کی تحریک کمزور ہو جاتی ہے اور برآمد کی کمی کی وجہ سے عمومی معاشی حالت خراب ہو جاتی ہے سرمایہ دار ممالک میں روزمرہ ان امور کا مشاہدہ ہوتا رہتا ہے۔

سرمایہ داری کا سیاسی نقصان

مستحکم حکومت کے لئے یہ ضروری ہے کہ عوام مطمئن ہوں اور ان میں باہمی کشمکش اور طبقاتی خصومت اور منازعت نہ ہو لیکن سرمایہ دارانہ نظام کا خاصہ ہے کہ اس میں امیر امیر تر اور غریب غریب تر ہونے لگتا ہے جس سے طبقاتی جنگ پیدا ہو جاتی ہے اور جب عوام یہ محسوس کرنے لگتے ہیں کہ اس جنگ اور خستہ حالی کا اصلی سبب وہ حکومت ہے جو اس نظام کی حفاظت کرتی ہے اور اس نظام کو قائم رکھنا چاہتی ہے تو عوام کی نفرت کا رخ حکومت کی طرف پھر جاتا ہے اور عوام اور حکومت میں کشمکش شروع ہو جاتی ہے اور تنگ آمد بجنگ آمد کے اصول کے تحت عوام اور حکومت کے تصادم کا ایک طویل سلسلہ قائم ہو جاتا ہے......

غلام گرسنہ دیدی کہ بالآخر
قباء شاہ کہ رنگین ز خون مابودہ است

اور کسان کے ضمیر کی یہ آواز ہوتی ہے......

جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہ ہو روزی
اس کھیت کے ہر خوشۂ گندم کو جلا دو

آپ کو ہڑتال اور بغاوتوں کا سلسلہ جن حکومتوں میں نظر آتا ہے وہ اسی ناہموار معاشی نظام کا نتیجہ ہے جس سے حکومت غیر مستحکم ہو جاتی ہے۔

سرمایہ داری کا دوسرا سیاسی نقصان

سرمایہ دارانہ نظام عوام کو دو حصوں میں تقسیم کرتا ہے امیر، غریب امراء میں حب مال کی بناء پر بزدلی پیدا ہو جاتی ہے جو اس کا لازمی نتیجہ ہے اور غرباء میں نظام حکومت سے نفرت کی وجہ سے بددلی پیدا ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے اب حکومت کے پاس اپنی مملکت کی حفاظت اور دفاع کے لئے کچھ نہیں رہتا امراء بزدلی کی وجہ سے اہلیت دفاع سے محروم ہیں اور غریب عوام خود حکومت سے متنفر ہوتے ہیں حکومت کی حفاظت قربانی اور جذبہ جان نثاری کے بغیر ممکن نہیں اس لئے بیرونی حملہ آور آسانی کے ساتھ ایسے ملک پر قبضہ کر سکتا ہے ویت نام کی جنگ اسکی بیّن دلیل ہے عوام ویٹ کانگی اس جنگ میں جس بہادری کا ثبوت دے رہے ہیں امریکی عوام میں وہ جذبہ نہیں نتیجہ یہ کہ امریکہ کو اپنے بے پناہ وسائل جنگ کو کام میں لانے کے باوجود اس چھوٹی سی ریاست کے مقابلہ میں کامیابی نصیب نہیں ہوئی بلکہ شکست ہو رہی ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ میدان جنگ میں ہتھیار اور آلات حرب خود نہیں لڑتے بلکہ انسانی قوت ان آلات کو استعمال کرتی ہے اور ان کی قوت قلبی شجاعت اور جفاکشی، جوشِ عمل پر فتح وشکست کا مدار ہوتا ہے اور وہ امریکی عوام میں صفر ہے اب تو سائنسی آلات حرب اور دولت نے کچھ اسکی لاج رکھی ہے جب یہ آلات عام ہو جائیں گے تو امریکہ کا انحطاط نمایاں ہو جائے گا اور پردہ چاک ہو جائیگا۔

سرمایہ داری کا تیسرا سیاسی نقصان

مضبوط سیاسی نظام کیلئے یہ ضروری ہے کہ قوم اور مملکت کے تمام افراد متحد اور منظم ہوں ان میں انتشار، تفریق اور طبقاتی کشمکش نہ ہو ورنہ سیاسی نظام کا شیرازہ درہم برہم ہو جاتا ہے اور داخلی کمزوری کی وجہ سے قوم اور مملکت ضعیف ہو کر ختم ہو جاتی ہے سرمایہ دارانہ نظام میں یہ کشمکش ضرور موجود ہوتی ہے اسی کمزوری کی وجہ سے ایسی مملکت حملہ آور کا مقابلہ نہیں کرسکتی جرجی زیدان کا خیال ہے کہ اسلامی قوت سے روم اور فارس کی حکومت کی اس وجہ سے شکست ہوئی کہ ان میں سرمایہ داروں کے نظام کی وجہ سے عوام بددل تھے اور اسلامی انصاف کیلئے چشم براہ تھے یہ بات اگر چہ کلیۃً درست نہیں لیکن یہ ضرور ہے کہ اسلامی مملکت کا اندرونی معاشی اور عدالتی نظام مقابلۃً معقول اور مستحکم تھا۔

سرمایہ داری کا چوتھا سیاسی نقصان

سیاسی استحکام کیلئے یہ ضروری ہے کہ افراد مملکت صحتِ بدن ، پختگی کردار اخلاق، جفاکشی اور موت سے بے خوفی جیسے اوصاف کے حامل ہوں تاکہ وہ زندگی کے تلخ واقعات کا پوری ہمت اور استقامت کے ساتھ مقابلہ کرسکیں لیکن سرمایہ دارانہ نظام جس قسم کی عیاشانہ زندگی کو جنم دیتا ہے وہ ان صفات کے خلاف ہوتی ہے اخلاقی قوت اور پختگی سیرت کو تباہ کرنے والی چیزیں مندرجہ ذیل ہیں :

☆ شراب نوشی ☆ سگریٹ ☆ زنا ☆ لواطت اور اغلام بازی ☆ چوری

اب سرمایہ دار ممالک کی اخلاقی کیفیت ملاحظہ ہو۔

شراب نوشی

انگلستان میں سالانہ ۴ ارب ۴۷ کروڑ روپے کی شراب لنڈھائی جاتی ہے (سچ

۲۷ مئی ۱۹۲۷ء) یہ چالیس سال قبل کی شراب نوشی ہے۔

امریکہ کے باشندے شراب پر سالانہ ۹ ارب ۱۵ کروڑ ڈالر خرچ کرتے ہیں اگر ڈالر کی قیمت پانچ روپے پاکستانی ہو تو مجموعی طور پر شراب کا خرچ پاکستانی سکہ کے حساب سے ۴۵ ارب ۷۵ کروڑ روپے ہے (میزان کوئٹہ ۱۶ر جولائی ۱۹۵۲ء)

صرف ملکہ الزبتھ ۳۹ واں کے جشنِ تاج پوشی کی مجلس میں ۳۴ کروڑ روپے کی شراب خرچ ہوئی (امروز ۳ جون ۱۹۵۳ء)

سگریٹ

رپورٹ مندرجہ انجام کراچی ۱۰ رفروری ۱۹۵۵ء کے مطابق صرف آٹھ سرمایہ دار ممالک میں سگریٹ پر سالانہ پچاس ارب پچاس لاکھ کی رقم خرچ کرتے ہیں۔

زنا

رپورٹ مندرجہ نوائے وقت لاہور ۲ ر اکتوبر ۱۹۵۲ء کے مطابق گذشتہ جنگ عظیم میں امریکی فوجوں نے جاپانی ماؤں سے خفیہ اور اسقاط کی صورتوں کے علاوہ بیس لاکھ حرامی بچے چھوڑے اس کے برخلاف اسلامی فوجوں نے دنیا کے اکثر حصے کو فتح کیا لیکن زنا کا ایک واقعہ بھی پیش نہیں آیا امریکہ میں ۲۱ سالہ نوجوان ہیرائن کیساتھ تین دو شیزہ عورتوں نے سات مرتبہ زنا بالجبر کیا (پاسبان کوئٹہ ۴ مئی ۱۹۵۲ء) اب تک انسانی تاریخ میں مرد کا زنا بالجبر تو آپ نے سنا ہوگا لیکن عورتوں کا مرد کو زنا پر مجبور کر دینا ترقی کا انوکھا واقعہ ہے ۱۳ر اگست ۱۹۴۵ء کو جاپان کے ہتھیار ڈالنے کی خوشی میں سان فرانسسکو میں فوجیوں نے شراب پی ، دوکانیں لوٹ لیں ، اور دو شیزاؤں کی عصمت دری کی اور عام سڑکوں پر ان کو ننگا کر دیا (نوائے وقت لاہور ۲۶ اگست ۱۹۵۳ء) برطانیہ میں مادر زاد ننگوں کی تعداد پانچ لاکھ ہے (نوائے وقت ۲۲ مئی ۱۹۵۳ء)

لواطت اور اغلام بازی

امریکہ کے سپریم کورٹ کے جج نے دو لاکھ ننگی اور گندی تصویروں کو دیکھ کر کہا کہ نیو یارک سدوم اور عمور یا بنتا جا رہا ہے (یہ قوم لوط علیہ السلام کی لواطت کے جرم میں تباہ شدہ بستیوں کے نام ہیں) (صدقِ جدید ۳ دسمبر ۱۹۵۴ء) اغلام بازی تہذیب فرنگ کا جزء بن گیا ہے (لنڈن ٹائمز ۲۶ دسمبر ۱۹۵۵ء) ۴ جولائی ۱۹۶۷ء کو انگلستان کے دار العوام اور دار الامراء میں ۱۴ کے مقابلہ میں ۶۹ ووٹوں کی اکثریت کیساتھ تالیوں کی گونج سے یہ قانون پاس ہوا کہ بالغ مرد باہمی رضا مندی کیساتھ تلذذ بالمثل حاصل کر سکتے ہیں جس پر ملکہ الزبتھ کے دستخط ہو کر اب جواز لواطت انگلستان کا قانون بن گیا (ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک اگست ۱۹۶۷ء) انگلستان میں کلیسا، گرجے، پارلیمنٹ اور سب شعبوں میں لواطت عام ہے (صدق جدید ۲ جنوری ۱۹۵۶ء)

چوری

امریکہ کے محکمہ تحقیقات کی رپورٹ ہے کہ امریکہ میں ہر سیکنڈ میں ایک بڑا جرم ہوتا ہے ہر ۲۴ گھنٹے میں ۴۶۳ موٹریں چرائی جاتی ہیں (پاسبان کوئٹہ ۴ جنوری ۱۹۵۰ء) صدر کینیڈی کی صدارتی تقریب جو واشنگٹن میں منائی گئی اس میں گیارہ ہزار پیالے، چھ ہزار شیشے، ٹرے، چھ سو رومال ایک بڑی مشین چرائی گئی (ترجمانِ اسلام ۲۱ اپریل ۱۹۶۱ء) یہ مشت نمونہ از خروارے ہے اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یورپ کی اخلاقی حالت بے لگامی کی کس حد تک پہنچ گئی ہے ان امور سے جو اخلاقی انحطاط پیدا ہوتا ہے وہ ظاہر ہے۔

سرمایہ دارانہ نظام کا اصلی سرچشمہ یہود ہیں

آجکل نصف دنیا سے زیادہ ممالک میں سرمایہ دارانہ نظام نافذ ہے جس کے مفاسد اور تباہیاں مختصر بیان کی گئیں اس نظام سے پیداشدہ تباہیوں کا اصلی سرچشمہ قوم

یہود ہے اس قوم کا پہلا مرکز فلسطین اور جزیرۃ العرب تھا جن کے سودی کاروبار نے پوری عرب قوم کو مفلس اور قلاش بنا دیا تھا قرآن پاک نے بھی ان کی سرمایہ داری اور اکتناز یت کی شدید مذمت کی اور ارشاد ہوا وَ الَّذِیۡنَ یَکۡنِزُوۡنَ الذَّہَبَ وَ الۡفِضَّۃَ وَ لَا یُنۡفِقُوۡنَہَا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ۙ فَبَشِّرۡہُمۡ بِعَذَابٍ اَلِیۡمٍ "جو لوگ سونے اور چاندی کے خزانے رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کو دردناک عذاب کی خبر دو" بخاری کتاب الزکوٰۃ میں حضرت معاویہؓ سے روایت ہے کہ یہ آیت اہل کتاب کے حق میں ہے عرب اور بالخصوص مدینہ میں اہل کتاب میں سے زیادہ یہودی آباد تھے اور وہی سرمایہ داری اور اکتناز یت کے جرم کے مرتکب ہوئے تھے اسلام جب غالب آیا تو یہود اس کے سامنے نہ ٹھہر سکے اور عرب سے نکل کر کے یورپ میں اور بعد ازاں امریکہ میں پھیل گئے اور اپنا سودی کاروبار اور سرمایہ دارانہ نظام بھی ساتھ لے گئے جس کو انہوں نے تمام یورپ اور امریکہ میں پھیلایا اب بھی یہود کا دعویٰ ہے کہ وہ دنیا کی چالیس فیصد دولت پر قابض ہیں انہی یہود کی وجہ سے نصف دنیا سود اور سرمایہ دارانہ نظام کے جہنم کدہ میں جل رہی ہے اور اسی یہودیانہ نظام نے استعمار کی شکل میں دنیا کے ایک بڑے حصے کو غلام بنا دیا ہے جو بیدار ہونے کے بعد حصول آزادی کے لئے برابر لڑتے ہیں استعمار قائم کرنے اور بعد ازاں استعمار سے آزادی حاصل کرنے میں جس قدر خون ریزیاں ہوئیں یا آئندہ ہونگی یہ اس یہودیانہ نظام کے نتائج ہیں۔

سرمایہ دار ممالک کے عوام غریب ہیں

اس ناہموار اور غیر متوازن نظام کے جو مہلک نتائج ہم نے بیان کئے وہ صرف عقلی و منطقی نہیں بلکہ واقعاتی اور تجرباتی ہیں برطانیہ کی آبادی ۱۹۲۹ء میں چار کروڑ تین لاکھ تھی اور فی کس سالانہ آمدنی ستر روپے تھی لیکن اس عظیم تعداد میں لکھ پتی صرف ۵۴۳ تھے

(المقطف مصر نومبر۱۹۳۰ء) گویا اسراف کے مرکز میں آسودہ حال یہی چند سو آدمی تھے باقی افراد کا حال ۷ مئی ۱۹۲۶ء کی مندرجہ ذیل رپورٹ اعداد مردم شماری میں حسب ذیل ہے۔

ہمارے ملک انگلستان میں چوتھائی آبادی تقریباً ایک کروڑ ایسی ہے جو ناداری میں زندگی بسر کر رہی ہے اور دوسری ایک کروڑ ایسی ہے جو نیم فاقہ کشی کی حالت میں دن کاٹ رہی ہے جو آرام و آسائش کے نام سے بھی واقف نہیں اور مویشی رکھنے تک قادر نہیں انگلستان نے جب فقراء اور مساکین کا حصہ خزانہ میں مقرر کیا تو کہا گیا کہ اب افلاس کم ہوا جس پر ڈیلی ہیرالڈ نے لکھا اب بھی بہت گھرانے ایسے ہیں جن کو گوشت سبزی بغیر آلو کے کبھی نصیب نہیں ہوا ایک طرف یہ افلاس اور دوسری طرف آسودہ حال طبقہ سالانہ چار ارب ۴۷ کروڑ کی رقم شراب پر خرچ کرتا ہے اس فقر نے برتھ کنٹرول پیدا کیا (سچ لکھنو ۵/فروری ۱۹۶۶ء) یہ اس عظیم سرمایہ دار ملک کا حال ہے جس کی سلطنت پر آفتاب غروب نہیں ہوتا تھا۔

امریکہ میں سالانہ اوسطاً ایک لاکھ ڈاکے پڑتے ہیں اور پانچ لاکھ چوریاں ہوتی ہیں جس کا بڑا سبب فقر اور افلاس ہے (سچ ۱۱/اپریل ۱۹۶۷ء بحوالہ سنڈے ایکسپریس پانیر الہ آباد) فقر کی وجہ سے خودکشی پر آمادہ ہونے والوں کی سالانہ تعداد صرف انگلستان میں ۵ ہزار ہے۔

اکتنازیت نے اشتراکیت کو جنم دیا

اکتنازیت اور سرمایہ داری کے غیر فطری نظام نے بیشمار مفاسد کو پیدا کیا جس سے خود اس کے پیٹ سے اس کا توڑ یعنی اشتراکی نظام پیدا ہوا اسی کے پیٹ سے ہم نے اس لئے کہا کہ دونوں غیر فطری تحریکوں (سرمایہ داری اور کمیونزم) کے موجد اور بانی یہود ہیں کمیونزم یا اشتراکیت کے بانی (۱) شوپن ہار المانی (۲) کارل مارکس (۳) لینن ہیں اور یہ تینوں یہودی ہیں (دیکھئے طنطاوی کی تفسیر الجواہر صفحہ ۱۲۰ ج ۲) ان دونوں یہودیانہ تحریکوں

نے کل دنیا کو دو بلاکوں میں تقسیم کیا مشرقی اور اشتراکی بلاک اور مغربی سرمایہ دار بلاک دونوں میں اسلحہ سازی کی دوڑ جاری ہے اور ان دونوں نظاموں کی کشمکش سے لاکھوں کروڑوں جانیں ضائع ہوئیں اور ہو رہی ہیں جس کے لئے مہلک ترین آلہ یعنی ایٹم بم آئن سٹائن یہودی نے ایجاد کیا۔

سرمایہ داری کی طرح کمیونزم کے بانی بھی یہودی ہیں

عالم کا یہ مادی فتنہ جس نے دو بلاکوں میں دنیا کو تقسیم کیا اور ان دونوں میں مستمر سرد یا گرم جنگ قائم ہے، یہودی فتنہ ہے اس ملعون قوم نے ان دونوں نظاموں کو تشکیل دیا اور اپنے زور قلم سے عالم میں اسکو مقبول بنایا اب پوری دنیا یہودی چکی کے ان دو پاٹوں (سرمایہ داری، کمیونزم) میں پسی جا رہی ہے یہ ملعون قوم صرف اس معاشی فتنہ کی علمبردار نہیں بلکہ تمام دینی فتنوں کا اصلی سرچشمہ بھی یہود ہیں۔

عیسائی توحید اور پولوس یہودی

توحید جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اصلی دین تھا، اسکو پولوس یہودی نے منافقانہ طور پر عیسائی بن کر تثلیث، کفارہ اور الوہیت کی شکل میں تبدیل کی جسکی وجہ سے اصلی مسیحیت نے بگڑ کر جدید صنمیت کی شکل اختیار کی تفصیل کیلئے الجواب الفسیح لما لفّقه عبد المسیح کو دیکھیں سرمایہ دارانہ نظام کی بحث سے فارغ ہو کر اب ہم اشتراکی نظام پر بحث کریں گے اور آخر میں اسلام کا معاشی نظام یعنی اعتدالیت کو تفصیل کے ساتھ بیان کریں گے تاکہ صحیح موازنہ کیا جا سکے۔

کمیونزم کا تاریخی پس منظر

اسبابِ معاش اور وسائل رزق کی منصفانہ تقسیم کی حد تک کمیونزم نظریات کی جھلک دورِ قدیم میں بھی نظر آتی ہے افلاطون جو چوتھی صدی قبل از مسیح میں گذرا ہے جارج سول اپنی

مشہور کتاب ''عظماء کے معاشی نظریات'' صفحہ ۵ پر افلاطون کا معاشی نظریہ نقل کرتے ہیں افلاطون حکمران طبقے کے لئے اس سے زیادہ جائداد پر قابض رہنا مناسب نہیں سمجھتا تھا جسکی بناء پر ان کا گذارہ ہو سکے اس کے نزدیک جائداد کی مشترکہ ملکیت کا اصول عام طور پر رائج ہونا چاہیے ارسطو اپنے پیش رو افلاطون کے مقابلے میں زیادہ مبصر تھا اس نے اپنے مشاہدے سے جو نظریات پیش کئے وہ دور جدید کے سائنس دانوں کے نظریات کا ابتدائی پرتو پیش کرتے ہیں ارسطو نے سود پر روپے قرض دینے کو سخت ناپسندیدہ قرار دیا افلاطون کے برعکس ارسطو کی رائے یہ تھی کہ جائداد کی مشترکہ ملکیت نہ تو ممکن العمل ہے اور نہ اسے انسانی طبائع سے کوئی مناسبت ہے۔ (جارج سول کی معاشیات ص: ۸۷۷)

رومی سلطنت

رومی سلطنت کا شیرازہ جب منتشر ہوا تو تمام یورپ میں جاگیرداری کا نظام قائم ہوا اور جاگیرداروں کو مختلف طبقات میں تقسیم کیا گیا جو پیداوار زمین میں حسب مراتب حصہ دار تھے اور ہر بڑا جاگیردار چھوٹے جاگیرداروں سے مقرر حصہ وصول کرتا تھا اور غلاموں اور مزدوروں سے کام لیا جاتا تھا اس نظام میں جاگیردار کمزور طبقے پر بے حد ظلم کیا کرتے تھے جس کے ازالے کی کوئی صورت نہ تھی کیونکہ اقتدار جاگیرداروں کے ہاتھ میں تھا جن کا مفاد مشترک تھا کلیسا کا اگر چہ پورے یورپ پر اقتدار تھا اور انہوں نے دنیوی حکمرانوں کیساتھ حصول اختیارات میں مقابلہ بھی شروع کیا اور سابق دور کے برخلاف کہ روپیہ صرف مبادلہ کا ذریعہ ہے یعنی روپیہ اس لئے ہے کہ اسکو دیگر جنس خرید لیا جائے نہ یہ کہ خود اسکو جنس بنا کر پیداوار دولت کا ذریعہ قرار دیا جائے کلیسا کا پیشوا آکوئی جو قبل ازیں ارسطو کی طرح سود کی مذمت کرتا تھا اس نے یورپی معاشیات میں مندرجہ ذیل صورتوں میں سود وصول کرنے کو جائز قرار دیا۔

☆ روپے قرض دینے والا نفع حاصل کرنے کے مواقع سے محروم ہو جائے۔

☆ قرضہ دینے والے کو نقصان یا صدمہ پہنچے۔

☆ قرض لیا ہوا روپیہ ادا نہ ہو سکنے کی صورت میں نقصان کا خطرہ۔

☆ قرض روپے کی ادائیگی میں مدت مقررہ سے تاخیر۔

اس مذہبی فتویٰ نے یورپ میں سودی کاروبار کو فروغ دیا جس سے غریب طبقے پر خاص ضرب پڑی پہلے وہ جاگیردارانہ نظام کے بوجھ کے نیچے پس رہے تھے اب سود خوری کا حملہ بھی شروع ہوا۔

صنعتی انقلاب

یورپ میں جب سائنس کی بدولت صنعتی انقلاب آیا اور بڑے بڑے کارخانے قائم ہوئے تو جاگیرداروں نے صنعت کو زیادہ نفع بخش سمجھ کر دولت کو کارخانوں پر صرف کرنا شروع کیا اور اس طرح ایک حد تک جاگیردارانہ نظام صنعتی نظام میں تبدیل ہوا یہ نظام برابر غیر متوازن چلتا رہا اور کارخانے کی تیار شدہ اشیاء کے منافع میں مزدور کو صرف قوت لایموت ملتا تھا اور اسی کی محنت سے بنائی ہوئی مصنوعات کی باقی سب آمدنی مالک کارخانہ ہڑپ کر جاتا تھا چونکہ یہی کارخانہ دار حکومت میں صاحب اقتدار تھے تو ان کی نفع اندوزی کی حرص کا اثر صرف مزدور طبقے پر نہیں پڑتا تھا بلکہ من مانے نرخ مقرر کر کے اشیاء صرف لاگت سے بہت زیادہ قیمت پر فروخت کرتے تھے جس سے مزدوروں کے علاوہ دیگر عوام کی معاشی زندگی بھی متاثر ہوتی تھی مارکس کے استاد ہیگل نے اس بے انصافی کے خلاف آواز اٹھائی اور دیگر افراد نے بھی کوشش کی کہ کارخانوں میں تیار شدہ اشیاء کی لاگت سے زیادہ قیمت مالک اور مزدوروں میں برابر تقسیم ہو لیکن اس نقار خانہ میں طوطی کی آواز کون سنتا تھا جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ اب سرمایہ کا پیٹ اتنا پھولا کہ اس

سے طبعی طور پر کمیونزم کا بچہ پیدا ہونا ناگریز ہوا چنانچہ اب اس نظریاتی تحریک نے عملی بلکہ
سیاسی تحریک کی شکل اختیار کی ہیگل خود اس فلسفہ کا موجد ہے کہ ہر مثبت ایک دعویٰ ہے
اور ہر منفی اس کا جواب دعویٰ ہے اور مثبت اور منفی کے بعد تطبیق رونما ہوتی ہے یہ نظریہ
ہیگل کے نزدیک مادیات، روحانیات، عقائد واعمال سب پر حاوی ہے سرمایہ داری نے
فرد کا حق ثابت کیا اور جماعت کا حق نظر انداز کیا کیمونزم نے شخصی اور انفرادی ملکیت کی
نفی کی اور جماعت کو ترجیح دی بقول ہیگل اب ان دو نظریات متناقصہ کے بعد تطبیق نظریہ
کی ضرورت ہوگی میں کہتا ہوں کہ وہ تطبیقی اور اعتدالی نظریہ معاشیات اسلام کا ہے جس کو
ہم آگے چل کر تفصیل سے لکھیں گے......انشاء اللہ تعالیٰ

کارل مارکس

یہ جدید اشتراکیت کا سب سے بڑا داعی ہے اور موجودہ اشتراکیت کیمونزم کا دوسرا
نام ہے جارج سول کے قول کے مطابق اس کے والدین یہودی تھے ۱۸۱۸ء میں جرمنی میں
پیدا ہوئے ہیگل کی نگرانی میں اس نے ڈاکٹری کی سند حاصل کی اس نے داس کیپٹل یعنی
''سرمایہ'' نامی کتاب کی پہلی جلد ۱۸۶۷ء میں شائع کی اس کتاب کی دوسری اور تیسری جلد
مارکس کی وفات ۱۸۸۳ء کے بعد شائع ہوئی مارکس تنگ دستی میں دن کاٹتا تھا کچھ مالی امداد
انیجلز دیتا تھا اگر چہ مارکس کی بہت سی پیشگوئیاں سرمایہ داروں اور مزدوروں کے متعلق غلط نکلیں
لیکن اس نے اپنے نظریات کی اشاعت کر کے ایک بااثر جماعت کو ہمنوا بنایا ان نظریات نے
اگر چہ اس کے دور میں عظیم حکومت کی شکل اختیار نہیں کی لیکن ان نظریات کے ایک دوسرے
داعی کہ وہ بھی یہودی تھے ان نظریات کو روس میں ایک کیمونزم حکومت کی شکل دی جس نے
دین کی مخالفت کو بھی صرف اس لئے اپنے نصب العین میں شامل کیا کہ برسر اقدار کیمونزم
طبقہ نے جس کے تمام ممبران کی تعداد ۳۶ لاکھ سے زیادہ نہ تھی، یہ محسوس کیا کہ دین پر یقین

رکھنے والوں کی تعداد زیادہ ہے کہیں دین پرستوں کی اکثریت انقلاب برپا کر کے ان سے
اقتدار نہ چھین لے اس لئے محکمہ تعلیم اور نشریات کے تمام وسائل کو کام میں لاکر انہوں نے
دین کی مخالفت میں پروپیگنڈا شروع کیا اور کہیں کہیں انہوں نے جبر سے بھی کام لیا تا کہ اگر
موجودہ نسل پوری کیمونسٹ نہ ہو تو حکومت کے بے پناہ وسائل کے اثر سے آئندہ نسل کی
تربیت ایسی ہو کہ وہ دین سے بیگانہ ہو کر کیمونزم کے سانچے میں پوری طرح ڈھل جائے اور
ارباب اقتدار کی نظریاتی اقلیت اکثریت میں تبدیل ہو سکے اگر چہ مزدوروں کی حمایت کے
نام سے ان کی حاصل کی ہوئی حکومت میں مزدوروں کے حصہ میں ملک کی آمدنی کا زیادہ سے
زیادہ تین فیصد حصہ آیا باقی پر حکومت قابض ہوئی اور مزدوری کی اجرت میں برائے نام
اضافہ بھی کر دیا گیا لیکن اشیاء صرف پر حکومت کا قبضہ تھا اس نے ایک طرف اجرت میں
اضافہ کیا جبکہ دوسری طرف اشیاء صرف کی قیمتوں میں بھی اضافہ کیا گیا گویا مزدوروں کو ایک
ہاتھ سے جو دیا وہ دوسرے ہاتھ سے واپس لیا گیا اسکی دلیل دورۂ روس کے بھارتی وفد کے
صدر کستورا بھائی لال جی کا پارلیمنٹ میں وہ بیان ہے جو نوائے وقت لاہور کی اشاعت ۳
جنوری ۱۹۵۵ء میں درج ہے صدر وفد دورۂ روس نے کہا کہ روس میں معیارِ زندگی پست ہے
کیونکہ ایک پاؤنڈ (ڈیڑھ پاؤ) مکھن کی قیمت ۲۱ روپے ہے ایک قمیض کی قیمت ایک سو بیس
روپے ہے ایک سائیکل کی قیمت سات سو اسی روپے ہے اس لئے کم لوگ سائیکل رکھتے ہیں
ہندوستان کے اسی روپیہ ماہوار کمانے والے شخص کا گذارہ روس کے اس شخص سے جو ہزار
روپے ماہوار کماتا ہے، اچھا ہے۔

کمیونزم کی تباہیاں: خونریزی

اس تحریک کی ابتداء انسان کی تباہی پر رکھی گئی ہے چنانچہ روس میں قیام کیمونزم
کیلئے انیس لاکھ انسانوں کو موت کے گھاٹ اتارا گیا، بیس لاکھ کو مختلف سزائیں دی گئیں

اور پچاس لاکھ کو جلا وطنی کی سزائیں دی گئیں ۳ ردسمبر ۱۹۵۱ء میں پیرس کی اتحادی اسمبلی میں چینی نمائندے نے رپورٹ پیش کی کہ کمیونزم قائم کرنے کے لئے چین نے ڈیڑھ کروڑ زمینداروں کو پھانسی پر لٹکایا (رپورٹ مندرجہ انجام ۵ دسمبر ۱۹۵۱ء)

معاشی تباہی

اس تحریک کا مقصد انسانوں کو سرمایہ داروں کے ظلم سے نجات دلانا تھا اس لئے کمیونسٹ حکومتوں نے ذرائع معاش پر قبضہ کیا لیکن درحقیقت انہوں نے تمام سرمایہ داروں کو ایک سرمایہ دار میں تبدیل کیا جو کمیونسٹ حکومت ہے متعدد سرمایہ داروں میں عوام کے لئے یہ سہولت تھی کہ اگر ایک سرمایہ دار کی طرف سے ان پر ظلم ہو تو دوسرے سرمایہ دار کی طرف رجوع کریں اور اس کے ہاں نوکری یا مزدوری اختیار کریں لیکن جب سرمایہ دار صرف ایک ہو یعنی حکومت، تو عوام ظلم کی صورت میں کہاں جائیں گے سرمایہ داروں کے مظالم کے ازالہ کے لئے عوام عدالت اور حکومت کی طرف رجوع کر کے ظلم کے انسداد کر سکتے تھے لیکن جب واحد سرمایہ دار خود حکومت ہو تو اس کے ظلم سے بچاؤ کی کوئی تدبیر باقی نہیں رہی سرمایہ داروں کے مظالم سے نجات کیلئے نشر و اشاعت کے ذریعے احتجاج اور مظاہروں کی شکل میں عوامی رائے پر اثر ڈال کر ظلم کا ازالہ کیا جا سکتا تھا لیکن کمیونسٹ حکومت جو واحد سرمایہ دار ہے اس میں یہ صورت بھی ممکن نہیں کیونکہ ذرائع نشر و اشاعت حکومت کے قبضہ میں ہیں اور ہر احتجاج اور مظاہرہ خلاف قانون ہے ہڑتال کر کے مزدور سرمایہ داروں سے اپنے حقوق منوا سکتے تھے لیکن جہاں روٹی خود حکومت کے ہاتھ میں ہو وہاں ہڑتال کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ ہڑتال کرنے کی صورت میں ہڑتال کرنے والے روٹی کہاں سے کھائیں گے بظاہر اس تحریک کو مزدور تحریک کا نام دیا گیا لیکن مزدوروں کی کمائی میں سے صرف ان کو تین فی صد حصہ ملتا ہے باقی ہر سرمایہ دار کمیونسٹ حکومت قبضہ کرتی ہے (دیکھئے سرمایہ داری اور اشتراکیت ص ۵۳)

معاشی ترقی میں رکاوٹ کمیونزم معاشی ترقی کے خلاف ہے

یہ تحریک فطرتاً معاشی ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے معاشی ترقی کا مدار شخصی منفعت کا جذبہ ہے معاشی ترقی جوش عمل و محنت سے پیدا ہوتی ہے جس کے لئے انسانی فطرت میں محرک اس کی شخصی ملکیت اور شخصی منافعہ اور فوائد میں اضافہ ہے ہر آدمی فطرتاً یہ چاہتا ہے کہ دوسروں سے زیادہ محنت کر کے زیادہ سے زیادہ نفع حاصل کرے اور اپنے املاک میں اضافہ کر دے اگر اس جذبہ کو ختم کیا جائے اور ذرائع معاش سے بذریعہ محنت کمائی ہوئی دولت پر حکومت یا سٹیٹ کا قبضہ ہو، تو تعمیل حکم میں آدمی محنت کرے گا لیکن یہ محنت اس رضا کارانہ محنت سے یقیناً کم ہوگی جو جذبہ اضافہ ملکیت کے تحت ہو خواہ محنت کرنے والے کو حکومت کی طرف سے ضروریات حیات کا انتظام کیوں نہ ہو کیونکہ صرف ضروریات حیات کا جذبہ اکتساب دولت اور معاشی جدوجہد کا اصلی محرک نہیں بلکہ اصلی محرک جذبہ اضافہ ملکیت ہے یہی وجہ ہے کہ کمیونسٹ نظام نے اس غلطی کا احساس کر کے کمیونزم کے سابق نظریات میں ترمیم کر کے ایک حد تک شخصی ملکیت کو بر قرار رکھنے کی اجازت دیدی غیر فطری تحریکات کا انجام یہی ہوتا ہے۔

کمیونزم شرف انسانیت کا توڑ ہے

انسان کی اصلی شرافت اس کی حریت فکر و عمل ہے اگر یہ حریت نہ ہو تو انسان مقام شرف انسانیت سے گر کر ایک حیوان بن جاتا ہے حیوانی زندگی کیا ہے حیوان مثلاً گھوڑے بیل کا اپنا اختیار نہیں وہ ہمارے اختیار کے مطابق چلتا ہے جو کام ہم اس سے لینا چاہیں وہی انجام دیتا ہے اور پھر ہم اس کو گھاس دانہ کھلاتے ہیں کمیونزم عوام سے اسی طرح کام لیتا ہے جیسے انسان حیوان سے اور پھر اس کے روٹی کپڑے کا بندوبست کرتا ہے کمیونزم سٹیٹ کے آگے انسان کے فکر و عمل کی آزادی اور اپنا منشاء ختم ہو جاتا ہے اور

اسٹیٹ کے منشاء کو پورا کرنا اس کی زندگی کا مقصد بن جاتا ہے ایسی صورت میں وہ انسان کی صورت میں حیوان بن کر سٹیٹ کے منشاء کی تکمیل کے لئے کام کرتا ہے اور اسکے عوض میں روٹی کپڑا حاصل کرتا ہے کیمونزم نے حقیقی خدا کا تو انکار کیا لیکن سٹیٹ اور حکومت کے چند با اقتدار افراد کو خدا بنانے کی تلقین کرتا ہے جو حقیقی خدا سے بغاوت اور اپنے جیسے عاجز مصنوعی خدا کی اطاعت گذاری کی ایک خود ساختہ شکل ہے ان دونوں خداؤں میں بڑا فرق ہے اصلی خدا جان اور روزی دیتا ہے اور مصنوعی خدا نان دے کر جان چھینتا ہے جان سے مراد شرف انسانیت ہے......

آں خدا نانے دہد جانے دہد
ایں خدا نانے دہد جانے برد
آں خدا یکتا است ایں صد پارہ
آں ہمہ چارہ وایں بے چارہ

کیمونزم کی بنیاد نفی پر ہے اثبات پر نہیں حالانکہ صرف نفی سے تسکین قلب نہیں ہوتی جب تک اصلی خدا کا اثبات نہ ہو جو دلوں کے لئے سہارا بن سکے اگر یہ سہارا اٹھ جائے تو انسان ضعیف کی پر آلام و مصائب زندگی کے لئے کوئی سہارا باقی نہیں رہتا کیمونزم کا یہ حال ہے کہ بقول اقبالؒ......

کردہ ام اندر مقاماتش نگہ
لاسلاطین لا کلیسا لا الٰہ
فکر او درتند باد لا بماند
مرکب خود را سوئے الا نراند

اگر گہری نظر سے دیکھا جائے تو کیمونزم کے یہ تین منفی ستون بھی غلط ہیں لا

الٰہ میں اصلی خدا قادر مطلق کا تو انکار ہے لیکن کیمونزم میں حکمران جو کہ عاجز انسان ہے اسکی خدائی کا اقرار ہے یعنی ذات قوی کی خدائی سے انکار اور ضعیف، عاجز اور فانی کی خدائی کا اقرار ہے اسی طرح ”لاسلاطین“ میں چھوٹے بادشاہوں کا انکار ہے لیکن ”سٹیٹ حکمران“ ایک بڑے سلطان کی سلطانی کا اقرار ہے اور بقولے چھوٹے سانپوں کو ہٹا کر ایک بڑے اژدہا کو ان کی جگہ مسلط کرنے کا اقرار ہے جو خود کمیونزم کے اصول ہیں جن کو انہوں نے مذہب سے بڑھ کر اپنے لئے لائحہ حیات بنایا ہے۔

کمیونزم فطرت انسانی کے خلاف جنگ ہے

اشتراکی مفکرین کے نظریات کا خلاصہ افراد میں مصنوعی مساوات پیدا کرنا ہے اگر چہ یہ بھی صرف پروپیگنڈا ہے حقیقت اس کے خلاف ہے ”رسالہ فریڈم فرسٹ“ کی رپورٹ مندرجہ ”پاسبان“ کوئٹہ ۲۰ر دسمبر ۱۹۵۲ء میں ہے کہ ”اسٹالین کی سالانہ آمدنی آٹھ لاکھ روبل یعنی تقریباً نو لاکھ روپیہ پاکستانی ہے اور اشیاء ضرورت اس کو اصل لاگت سے اسی فیصد کم قیمت پر ملتی ہیں دیگر اخراجات سرکاری ہیں“ کیا یہ رعائتیں روس کے تمام افراد کو حاصل ہیں، یہ روسی حکمران مدعی مساوات کا حال ہے لیکن اسلامی خلیفہ ابوبکر صدیق کی سالانہ تنخواہ عوام کے اضافہ تنخواہ کے اصرار کے باوجود دو ہزار درہم یعنی پانچ سو روپیہ سالانہ پاکستانی سکہ سے زیادہ نہ بڑھ سکی سلطان عالمگیرؒ خزانہ کو عوام کا حق سمجھ کر تنخواہ نہیں لیتے تھے حکومتی مصروفیات سے فارغ وقت میں قرآن نویسی سے اپنی روزی حاصل کرتے تھے لیکن اگر اس مصنوعی غیر واقعی دعویٰ کو اگر فطرت کے اصول پر جانچا جائے تو یہ اصول فطرت انسانی کے خلاف ہے رزق اور مال دو ذرائع سے حاصل ہوتے ہیں ایک قوت فکریہ یعنی دماغی قوت سے دوم قوت عملیہ یعنی بدن کی طاقت سے، اہل قلم، وکلاء، وزراء، مدبرین وغیرہ ذہنی اور دماغی قوت سے مال حاصل کرتے ہیں اور مزدور

کسان وغیرہ بدنی قوت سے ، خالق کائنات نے افراد انسانی میں یہ دماغی اور بدنی
دونوں قوتیں مساوی نہیں رکھیں بلکہ کسی حکمت کی وجہ سے متفاوت رکھی ہیں نہ سب
انسان ذہن ،عقل اور دماغی قوت میں برابر ہیں اور نہ ہی بدنی قوت میں ،تو جب علت
اکتساب رزق میں فطرتاً تفاوت ہے تو اس کے آثار ونتائج میں بھی ضرور تفاوت ہوگا کوئی
زیادہ مال کماتا ہوگا کوئی کم یہی وجہ ہے کہ پوری انسانی تاریخ میں دیگر فطری امور کی
طرح انسانی افراد میں مالی تفاوت برابر قائم رہا ہے کیونکہ وہ فطرتاً ان دو عملی اور بدنی
قوتوں کے تفاوت کا نتیجہ ہے بسا اوقات ایک باپ کے دو بیٹے آبائی جائداد آپس میں
برابر تقسیم کرتے ہیں لیکن چند سال کے بعد ایک بیٹا اصل سرمایہ کھو دیتا ہے اور دوسرا آبائی
سرمایہ میں اضافہ کر دیتا ہے کیونکہ دونوں بیٹوں کے فطری تفاوت نے نتائج کا یہ تفاوت
پیدا کیا اور وراثتی مساوات کو توڑ دیا اس سے معلوم ہوا کہ مصنوعی معاشی مساوات فطرت
کے ساتھ نہیں چل سکتی فطرت جلد اسکو توڑ دیتی ہے بنا براں اشتراکیت کی مصنوعی
مساوات فطرت انسانی کے خلاف جنگ ہے اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ
فی الرزق ''دیکھو کہ کس طرح انسانوں کے رزق میں ہم نے تفاوت رکھا ہے''

اشتراکیت انسانی اخوت کے خلاف جنگ ہے

اشتراکیت اور کمیونزم انسانوں کے دو طبقوں میں دائمی عداوت اور دشمنی کا بیج بوتا
ہے اور ایک طبقے کو دوسرے سے لڑاتا ہے جس سے انسانی اخوت اور معاشرہ پارہ پارہ ہو
جاتا ہے انسانی افراد کی محبت باہمی ،عداوت باہمی میں تبدیل ہو جاتی ہے اور جس طبقہ کو
قوت حاصل ہوتی ہے ، وہ دوسرے طبقہ کے خون بہا دینے کو نیک عمل قرار دیتا ہے
موجودہ دور میں بھی انسانی آبادی کو ان دو خلاف فطرت نظریات (سرمایہ داری اور کمیونزم)
نے دو عظیم بلاکوں میں تقسیم کیا ہے اور ہر بلاک اسلحہ سازی کی دوڑ میں دوسرے سے آگے

بڑھنے کی کوشش کرتا ہے اگر اس ایٹمی دور میں ان دونوں بلاکوں کے درمیان جنگ ہو جو نا
گزیر ہے تو انسانوں کی اکثر آبادی خاکستر کا ڈھیر ہو جائے گی اور صدیوں کی تعمیر ان
دونوں غیر فطری نظریات کی پیدا کردہ جنگ کی وجہ سے خاک کا تودہ بن کر رہ جائے گی ۔

اسلام کا معاشی نظام اعتدالیت

اسلام چونکہ دین فطرت ہے اس لئے اسلام نے اپنے معاشی نظام میں بھی
فطرت انسانیہ کا لحاظ رکھا اور تمام فطری امور کو اپنی حالت پر رہنے دیا البتہ جہاں کہیں ان
میں کجی ، زیغ اور بے اعتدالی واقع ہوئی تھی اس کا ازالہ کر کے اس کو اعتدال پر لایا گیا
اسلام کے معاشی نظریہ کے خلاف اکتنا زیت اور اشتراکیت کے معاشی نظریات میں
چونکہ بے اعتدالیت اور فطرت انسانی کے حدود سے انحراف موجود تھا کیونکہ یہ دونوں
نظریات جذباتی تھے اور جذباتی نظریات کے لئے فطرت کی حدود شکنی لازمی ہے اس
لئے اسلام نے اپنا نظام ایسا معتدل اور موافق فطرت رکھا کہ اس میں انسان کے تمام
طبقات کا معاشی تحفظ اور حقوق کی رعایت بھی موجود رہی اور سرمایہ دارانہ نظام اور
اشتراکی نظام کی تمام خامیاں بھی اس میں دور کی گئی ہیں اسلام نے اپنے معاشی نظام
میں ان تمام دروازوں کو بند کیا جن سے عوام کی معاشی حلت متاثر ہوتی تھی اور جن سے
سرمایہ دار غریب طبقے کا خون چوستے تھے اور ان تمام امور کی بھی مخالفت کی گئی جن سے
انسانی حریت اور شرافت اور خود مختارانہ جوش عمل پر برا اثر پڑتا تھا دل کے سکون کو اس
نے حرکت میں تبدیل کیا اور غرباء میں امراء کے خلاف حس عدوانی کو تیز کرنے کی
بجائے حس ایمانی اور اخلاقی کے ذریعہ دونوں میں محبت کا ربط قائم کر کے فقراء کے حقوق
کو محفوظ کیا گیا اور بجائے غیر فطر مالی مساوات کے امراء اور غرباء میں اکتساب رزق میں
قانونی مساوات کو قائم کیا اور قوانین عدلیہ میں امیر وغریب اور شاہ وگدا کو برابر رکھا اور

ایسے امور میں جو انسانی جدوجہد کی پیداوار نہیں اور جن پر انسانی سعی وعمل اور محنت کے ذریعہ سے جائز طریقے سے بالذات یا بالواسطہ کسی انسان کا قبضہ نہ ہوا ہو ان کو سب انسانوں کی مشترک ملکیت قرار دیا یہ وہ دس اصول ہیں جن پر اسلام کے معتدل معاشی نظام کی عمارت قائم ہے۔

امور فطریہ انسانیہ کو اپنی حالت پر قائم رکھنا اور اشتراکی بے اعتدالی کی تردید

کمیونسٹ معاشی نظام میں غیر فطری مصنوعی مالی مساوات ہے اور سرمایہ درانہ نظام میں غیر فطری تفاوت ہے اسلام نے اعتدال قائم کی اور دونوں کی تردید کی مصنوعی مساوات کی تردید کی کہ وہ خلاف فطرت ہے جب قدرت نے انسان میں دولت کی تخلیقی قوت میں فرق رکھا ہے اس لئے سب انسانوں کی فکری اور دماغی قابلیت برابر نہیں اور نہ عملی قوت یکساں ہے تو انہی دو قوتوں کے فطری تفاوت کی وجہ سے انسانی طبقات میں مالی تفاوت کا رونما ہونا لازم ہے یہی وجہ ہے کہ فکری اور دماغی قابلیت کے تفاوت کی وجہ سے تمام ملازم طبقوں کی تنخواہ یکساں نہیں اور نہ تمام تاجروں کی آمدنی برابر ہے اور نہ تمام ارباب صنعت وحرفت کی کمائی برابر ہے کیونکہ فکر وعمل کی قوت برابر نہیں اس لئے فطری تفاوت کے ثمرات ونتائج کو اپنی اصلی فطری حالت کے مطابق قائم رکھنا معقول ہے اور اس فطری تفاوت مال کے خلاف جدوجہد درحقیقت فطرت کے خلاف جنگ ہے جس کو کسی طرح معقول قرار نہیں دیا جاسکتا اس لئے اسلام نے اس فطری تفاوت کو برقرار رکھا اور امراء وغرباء کے دونوں طبقوں کا وجود تسلیم کیا اور امراء کے طبقہ پر ایسی پابندی عائد کی کہ غریب طبقے کے حقوق بھی محفوظ رہیں اور امراء اپنے فطری حدود سے تجاوز نہ کرنے پائیں، یہ پہلی اعتدالیت ہے۔

سرمایہ دارانہ بے اعتدالی کی تردید اور امراء وغرباء دونوں کے حقوق کی حفاظت

امراء پر اسلام نے حسب ذیل پابندیاں لگائیں تاکہ اعتدال پیدا ہو کر غریب طبقے کے حقوق محفوظ ہو جائیں۔

☆ امیر طبقہ حدود فطرت وشریعت سے تجاوز کر کے سود کے ذریعہ مال میں اضافہ نہ کرے بلکہ اس کے برخلاف غریب طبقہ کے قرض حسنہ کے طور پر امداد کرے۔

☆ رشوت، ظلم اور دیگر ناجائز ذرائع سے مال نہ کمائے۔

☆ سرمایہ دار طبقہ وسائل رزق پر مثلاً تجارت، صنعت، کارخانہ سازی، زمینداری، ٹھیکہ داری اور ملازمت پر صرف دولت کے اثر سے اپنا قبضہ جما کر غیر سرمایہ دار طبقے کو محروم نہ کرے تاکہ ان وسائل سے غیر سرمایہ دار طبقہ بھی مستفید ہو سکے اور فطری تفاوت اپنے حدود میں رہے تاکہ وہ قارونیت کی شکل اختیار نہ کر سکے ورنہ بجائے فطری تفاوت کے قارونی تفاوت رونما ہوگا اور تمام وہ مفاسد اور خرابیاں رونما ہوں گی، جو سرمایہ دارانہ نظام کا خاصہ لازمہ ہے۔

☆ امراء کے اموال میں فقراء طبقے کے جو حقوق ہیں اسلام نے قانون زکوٰۃ وعشر وخراج ودیگر صدقات کے ذریعہ امراء کو فقراء کی حاجت روائی کے لئے جوابدہ قرار دیا تاکہ ہر سال امراء کے مال سے مناسب حصہ فقراء کو منتقل ہو کر فطری تفاوت اپنی حد کے اندر رہ کر بڑھنے نہ پائے۔

خودساختہ معاشی نظاموں کے خامیوں کا ازالہ

اسلام نے اپنے معاشی نظام میں اکتنازی اور اشتراکی، معاشی نظاموں کی خامیوں کا ازالہ کیا اکتنازی اور سرمایہ دارانہ نظام میں سب سے بڑی خرابی سودی کاروبار ہے اسلام نے ہر قسم کے سود کو مفرد ہو یا مرکب، حرام قرار دیا اور صرف اصل قرضے کی

وصولی کی اجازت دی ارشاد ہے وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَ
لَا تُظْلَمُوْنَ (البقرہ: ۲۷۹) ”اگرتم سود سے توبہ کرو گے تو تم کو صرف اصل قرضہ ملے گا نہ تم ظلم کرنے
کے مجاز ہوکر اصل قرضہ سے ایک کوڑی زائد لو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے گا کہ اصل قرضہ سے ایک کوڑی کم
ملے“ اسی طرح سورۂ بقرہ میں یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوا
اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ (البقرہ: ۲۷۸) ”اے ایماندارو! اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو باقی رہ گیا ہے سود
اگرتم کو اللہ کے فرمانے پر یقین ہے“ اس طرح وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا ”حلال کیا
خدا نے تجارت کو اور حرام کیا سود کو“ ان تینوں آیات میں اللہ نے سرمایہ داری کے بنیادی نقص
کو دور کیا اور سود کی تمام قسموں کو حرام ٹھہرایا خواہ اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ہو یا کم، چاہے ایک
چونی فی صد ہو، البتہ عرب میں ڈبل سود کا رواج تھا، جو سود کی بدترین شکل تھی کہ جب
بھی میعاد پر قرضہ ادا نہ ہوتا تھا تو میعاد کے بڑھانے کے ساتھ ساتھ سود کی مقدار بھی
بڑھاتے تھے یہاں تک کہ سود کی رقم دگنی، سہ گنی ہو جاتی اسکو بھی قرآن نے خصوصی طور پر
حرام کیا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً میں یہی شکل سود کی مراد ہے الغرض کہ قرآن
نے سود کے تمام اقسام کے دروازے بند کر دیئے اور سود خور کو ایسی شدید دھمکی دی گئی کہ
قرآن میں کسی اور جرم پر ایسی دھمکی نہیں دی گئی فرمایا فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ
اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ”اگر سود نہیں چھوڑتے تو تیار ہو جاؤ اللہ اور رسول سے جنگ کرنے کیلئے“ وَاِنْ تُبْتُمْ
فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ”اگر سود سے توبہ کرو تو صرف قرض لینا ہوگا“، نہ اس سے زیادہ
چاہے ایک پائی ہو، اس سے بعض مغرب زدہ لوگوں کی تحریف قرآنی کی حقیقت واضح ہو
گئی کہ قرآن نے عمومی سود کو بھی حرام کیا اور ایک مخصوص صورت کو بھی جو قبیح تر تھی اس
کی حرمت کو بھی خصوصیت کے ساتھ ممنوع قرار دیا ورنہ قرآن کے مضامین میں تعارض
لازم آئے گا فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ والی آیت صرف اصل قرضہ کی وصولی کے ساتھ

جواز مخصوص کرتی ہے اسی طرح وَ ذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوا والی آیت سود کا جو بھی باقی ماندہ
مطالبہ ہو اسکو حرام قرار دیتی ہے اب اگر حرمت صرف ڈبل سود سے مختص ہو تو ان دونوں
آیتوں کے خلاف ہوگا اور اگر سب صورتیں حرام ہوں تو سب آیتوں پر عمل ہوگا اور کوئی آیت
متروک العمل نہ رہے گی یہی معنی تقریباً چودہ سو سال سے ماہرین قرآن نے سمجھے۔

قرآن کا تواتر لفظی و معنوی

قرآن میں لفظی اور معنوی تواتر دونوں ہیں جس طرح الفاظ قرآن تواتر سے
ثابت ہیں اور ان کو زمانے کی تبدیلی کی وجہ سے بدلا نہیں جا سکتا تو قرآن کے واضح
مطالب بھی متواتر ہیں کسی زمانے میں بھی ان متواتر معانی اور مطالب میں تبدیلی و
تحریف کی گنجائش نہیں خواہ ربوٰی ہو یا سود یا صوم صلوٰۃ یا حج وزکوٰۃ یا دیگر مطالب متواترہ
اگر بالفرض مطالب قرآنیہ متواترہ محفوظ نہ رہے اور ہر کس و ناکس جب چاہیے اسکو تبدیل
کر سکتا ہے تو پھر الفاظِ قرآن کی محفوظیت بھی بے فائدہ ہو کر رہ جائے گی کیونکہ حفاظت
الفاظ کی غرض حفاظت مطالب و معانی ہیں اگر معانی محفوظ نہیں تو صرف لفظ کی حفاظت
سے کوئی مقصد حاصل نہیں ہوسکتا۔

حرمت متجزی نہیں

حرمت اشیاء میں اسلامی ضابطہ یہ ہے کہ اس میں قلیل و کثیر کے لحاظ سے تفاوت نہیں ہوتا
کہ کثیر سود حرام ہو اور قلیل جائز ہو چوری کثیر و قلیل دونوں حرام ہیں ڈاکہ کے ذریعہ قلیل
و کثیر مال حاصل کرنا دونوں صورتوں میں حرام ہے مردار کھانا قلیل و کثیر دونوں ناجائز ہے
لہٰذا سود میں یہ حد بندی کہ سود مفرد حلال ہو اور سود مرکب حرام ہو عقل و نقل دونوں کے
خلاف ہے الغرض جو چیز مدار حکم ہو خواہ وہ کم ہو یا زیادہ، اس سے حکم کی تبدیلی نہیں ہوتی
مثلاً چوری حرام ہے اور حرمت کا مدار اس کا چوری ہونا ہے اب چوری تھوڑی ہو یا زیادہ

دونوں صورتوں میں حرام ہے اس میں کم وبیش، قلیل وکثیر کا حکم ایک ہی ہوگا کہ سب صورتیں حرام ہوں گی اسی طرح مردار حرام ہے خنزیر کا گوشت، نشہ آور چیز حرام ہے ڈاکہ حرام ہے غصب اور ظلم حرام ہے ان سب میں کم وبیش، قلیل وکثیر کا ایک ہی حکم ہوگا اور سب صورتیں حرام ہیں جسکی وجہ یہ ہے کہ شریعت کسی چیز پر فساد کی وجہ سے حرمت کا حکم لگاتی ہے اور فساد خواہ قلیل ہو یا کثیر دونوں واجب الاجتناب ہیں دین میں اس قسم کا تجدد، تجدد اصلاح نہیں، تجدد فساد ہے اور تقلید فرنگ کا بہانہ ہے بقول اقبالؒ......

محسوس یہ ہوتا ہے کہ آوازۂ تجدید
شرق میں ہے تقلید فرنگی کا بہانہ

مسلم اور حربی، عبد اور مولیٰ میں جواز ربا نہیں بلکہ عدم وجود ربا ہے

بعض مغرب زدہ استدلال پیش کرتے ہیں کہ فقہ میں مسلمان اور حربی، مولیٰ اور غلام کے درمیان ربٰو کی صورت کو جائز قرار دیا گیا ہے، یہ غلط ہے ان دونوں صورتوں میں فقہ نے جواز ربا کا فتویٰ نہیں دیا بلکہ ربا کے وجود سے انکار کیا یعنی ان دونوں صورتوں میں ربا شرعی متحقق نہیں نہ یہ کہ ربا شرعی متحقق ہے لیکن جائز ہے اور ان دونوں صورتوں میں آسمان وزمین کا فرق ہے ربا کا شرعی مفہوم یہ ہے کہ بلا عوض مقابل کسی دوسرے شخص کا معصوم مال حاصل کیا جائے، عبد اور مولیٰ میں اگر کوئی ایسا تبادلہ ہو جائے کہ مولیٰ نے غلام کے ہاتھ سے دو روپے ایک روپیہ کے عوض میں لئے تو چونکہ عبد اور غلام کے وہ دو روپے درحقیقت خود مولیٰ کے ہیں اس لئے دو مالکوں میں تبادلہ نہیں ہوا بلکہ یہ ایسا ہوا کہ ایک مالک نے کسی شخص یعنی غلام کے پاس ایک روپیہ بطور امانت رکھا اور دو روپے اپنے جو اس کے پاس تھے، وہ واپس لے لئے۔

اسی طرح حربی کا مال مباح ہے، شکار اور صید کی طرح اسکی ملکیت نہیں مالک

حقیقی نے اس کی ملکیت کو ختم کیا ہے اب صرف قبضہ ہی فیصلہ کن ہے جب حربی کے مال پر قبضہ کیا گیا ہے، جیسے شکار پر قبضہ کیا جائے یہ بھی دو ملکوں میں تبادلہ نہیں یہی راز ہے کہ فقہاء نے ان دونوں صورتوں میں یہ لفظ استعمال نہیں کیا کہ یجوز الربا بین المسلم والحربی وبین المولی وعبدہ بلکہ یوں تعبیر کی کہ ولا ربا بین المولی وعبدہ ولا بین المسلم والحربی فی دار الحرب یعنی دونوں صورتیں سرے سے ربا نہیں اور نہ ہی ربا کا شرعی مفہوم ان میں موجود ہے۔

اسلام نے اکتنازیت اور احتکاریت کا خاتمہ کیا

اسلام نے اکتنازیت اور احتکاریت اور وسائل رزق پر ایک طبقہ کا قبضہ ختم کیا اور اشتراکیت کے خلاف شخصی حریت کو برقرار رکھا وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ (التوبہ: ٣٤) ”جو مال کا خزانہ جمع کرتے ہیں اور فقراء پر خرچ نہیں تھے ان کو دردناک عذاب کی خبر سنا دو“ الَّذِیْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗٓ اَخْلَدَهٗ كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ (الهمزة: ٢-٤) ”جو لوگ مال جمع کرتے ہیں اور گن گن کر اسکو رکھتے ہیں ان کو دوزخ میں ڈالا جائے گا“ صحیح مسلم میں معمر مرفوع حدیث نقل کرتے ہیں من أحتكر فهو خاطئ (صحیح مسلم:ح ١٦٠٥) ”جو انسان خوراک کو گرانی کی نیت سے ذخیرہ کرے وہ مجرم ہے“ قرآن نے یہ ارشاد فرما کر ایک طبقہ کا انسانی ذرائع معاش پر قبضہ کرنے کو رد کیا خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ یعنی زمین کے تمام ذرائع معاش سے استفادہ کرنا تمام انسانوں کا حق ہے ہر انسان اپنی فطری قوت فکر وعمل سے اکتساب رزق حلال اور اضافہ ملکیت شخصی میں حدود شریعت کے اندر رہ کر آزاد ہے اور مالداری کا فطری تفاوت عین فطرت وحکمت ہے نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ

لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا "ہم نے فطرتاً اکتساب معیشت کی قوتیں انسانوں میں تقسیم کی ہیں اور ان میں اونچ نیچ رکھا ہے تاکہ ایک دوسرے سے کام لے سکیں" بیضاوی لکھتے ہیں کہ ایک دوسرے کو اپنے کاموں کے لئے استعمال کرسکیں اور ان میں الفت اور نظم قائم ہوتا کہ نظام عالم درست رہ سکے۔

حکمت تفاوت مالی

جس حکمت کی طرف قرآن نے اجمالی اشارہ کیا اسکی تفصیل یہ ہے کہ نظم بشری اور جماعت بشریہ کی تالیف ایک اہم نصب العین ہے انسانی فطرت دیگر حیوانات کے بر خلاف اجتماعیت کا مقتضی ہے ہر حیوان بجز انسان کے الگ تھلگ رہ سکتا ہے لیکن انسان مدنی الطبع ہونے کی وجہ سے اجتماعیت کے بغیر ایک لمحہ کیلئے بھی انفرادی صورت میں زندگی نہیں گذار سکتا۔

حاجت لباس

انسان کو کپڑے کی ضرورت ہے تاکہ دفع حروقر یعنی گرمی اور سردی سے بدن کی حفاظت کرسکے کپڑا سوت سے بنتا ہے لہذا اسکو ایک مزارع کے تعاون کی ضرورت ہے کہ وہ کپاس کاشت کرے پھر اسکو کپاس میں سے روئی اور بنولے کو ایک دوسرے سے جدا کر دینے کے لئے ایک اور معاون کی ضرورت ہے روئی کو کات کر دھاگہ بنانے کیلئے کاتنے والے کا محتاج ہے دھاگہ حاصل ہونے کے بعد اس کو جُلاہے کی ضرورت ہے کہ کپڑا تیار کر دے سینے کے لئے اس کو درزی اور رنگنے کے لئے رنگ ساز کی ضرورت ہے اس پوری جماعت کے تعاون کے بعد وہ کپڑے سے استفادہ کرسکتا ہے اسی طرح اگر اونی اور ٹسری کپڑا ہو یا عورتوں کے لئے ریشمی کپڑا تو ان سب میں ایک انسان کو دیگر متعدد انسانوں کی اعانت کی ضرورت ہے کیونکہ ایک انسان خود تنہا یہ سب کام انجام نہیں دے سکتا۔

مسکن کی حاجت

اسی طرح انسان کو مکان کی بھی ضرورت ہے جس میں اینٹ، چونا، پتھر اور سیمنٹ حاصل کرنے کے لئے اسکو دوسرے انسانوں سے مدد لینی پڑتی ہے لکڑی کے کام کیلئے بڑھئی اور نجار اور لوہے کے کام کے لئے لوہار تعمیر کے لئے معمار اور مزدور کی ضرورت ہے تب کہیں جا کر مکان تیار ہوگا علی ہذا القیاس خوراک کی فراہمی کے لئے غلہ کاشت کرنے والا، پیسنے والا، توایا تنور بنانے والا، ہنڈیا تیار کرنے والا، گھی اور مصالحہ فراہم کرنے والے کی امداد کی ضرورت ہوتی ہے جگہ صاف کرنے کیلئے بھنگی، حجامت درست کرنے کے لئے حجام، کپڑے دھونے کیلئے دھوبی کی ضرورت ہے جس سے معلوم ہوا کہ انسان کی پوری زندگی کا نقشہ انفرادی نہیں، اجتماعی ہے اور انسان کا یہ اجتماعی نظام حیات حاجت پر مبنی ہے اسی حاجت کی وجہ سے افراد انسانی میں ربط، جوڑ اور نظم قائم ہے اگر سب انسان مالداری میں برابر ہوں تو ایک انسان دوسرے سے کس طرح کام لے سکے گا مثلاً اگر مساوی انسانوں میں سے ایک دوسرے سے کہے کہ میری حجامت بناؤ تو وہ کہہ سکتا ہے کہ تم میری حجامت بناؤ میں تم سے کس بات میں کم ہوں یا یہ کہے گا کہ میرے کپڑے دھو ڈالو تو وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ تم میرے کپڑے دھولو کیونکہ ہم دونوں برابر ہیں، قلی سے کہا جائے کہ یہ صندوق اٹھاؤ تو وہ کہہ سکتا ہے کہ میں کیوں اٹھاؤں مجھے اٹھانے کی حاجت نہیں تم خود اٹھاؤ بہرحال کام لینے کے لئے تفاوت کا وجود ضروری ہے کہ کام لینے والا کام کا محتاج ہو اور کام کرنے والا اجرت اور پیسے کا محتاج ہو لہذا عمل اور مال خود کرنا پڑے گا اور انسانوں کی ربط باہمی کا خاتمہ ہو جائے گا کیونکہ مدار ربط حاجت ہے یہ قدرت کا عجیب انصاف ہے کہ ربط قائم کرنے کے لئے مالی تفاوت کی ضرورت تھی تاکہ بے مال یا کم مال والا، مالدار کے لئے کام اور عمل کرکے مال کما سکے لیکن اگر حاجت صرف عامل کی طرف سے ہوتی تو مالدار فرعون بے سامان بن جاتا لہذا قدرت نے دو طرف حاجت کا

نظام قائم کیا ہے عامل اور مزدور کو اجرت، تنخواہ اور مال کی حاجت ہے تو مال دار کو قدرت نے عمل کا محتاج بنایا تا کہ دوطرفہ حاجت کی وجہ سے ہر ایک دوسرے کا محتاج رہے اور کسی میں شان استغناء اور بے نیازی پیدا نہ ہوتا کہ کوئی ایک دوسرے پر زیادتی نہ کر سکے۔

جوشِ عمل کیلئے حریت کی ضرورت

اسلام نے شخصی ملکیت کو برقرار رکھ کر اضافہ ملکیت کی تحریک کی وجہ سے اس نے مالکان کے تعطل کو دور کر کے ان میں جوش عمل پیدا کیا اور ان کو حیوانیت سے اٹھا کر مقام شرف انسانیت پر پہنچایا کہ وہ نظام اشتراکی کی طرح حکومت کے لئے مشین بن کر کام نہ کرے بلکہ ایک مالک با اختیار کی طرح سعی و عمل میں مصروف رہے اشتراکی معاشی نظام میں انسان دیگر انسانوں پر خدائی قائم کرتا ہے اور اس کی تمام قوتوں کو خود مختارانہ نہیں بلکہ اپنے منشاء کے مطابق استعمال کرتا ہے جس سے وہ انسان نہیں رہتا، بلکہ حکومت کی ایک مشین بن جاتا ہے قرآن نے اس حقیقت کو ان الفاظ میں واضح کیا وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی وَاَنَّ سَعْیَهٗ سَوْفَ یُرٰی کہ انسان اپنی کوشش اور جدوجہد سے آزاد استفادہ کرنے کا مالک ہے اور جو کچھ اپنی سعی سے کمائے گا اس کو وہ دیکھ پائے گا هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ انسان کو اپنے ہی عمل کا بدلہ ملے گا یہ قانون انسان کے دنیوی و اخروی دونوں قسم کے اعمال پر حاوی ہے اشتراکی انسان سے جانور کی طرح کام لیکر گھاس چارہ کھلاتا ہے جو انسان کو حیوان بنانے کے مترادف ہے۔

حرکتِ دولت

سرمایہ دارانہ نظام کی اس خامی اور کجی کو کہ اس میں دولت ایک خاص طبقہ میں ساکن ہو کر رہ جاتی ہے اور دوسرے لوگوں تک حرکت نہیں کرتی جس سے دوسرے لوگوں میں غربت اور افلاس رونما ہو جاتا ہے اور انسان کے اجتماعی جسم کا ایک بڑا حصہ مفلوج ہو کر رہ جاتا ہے بعینہ اسی طرح کہ اگر ایک شخص کے بدن کا خون اعضاء بدن میں یا ایک

عضو میں بند ہو کر رہ جائے اور دوسرے اعضا کی طرف گردش نہ کرے تو وہ اعضا یقیناً مفلوج ہو کر رہ جائیں گے ایک شخص کیلئے خون اور جماعت کے لئے دولت یکساں طور پر مواد حیات ہے قرآن نے پہلے اس بنیادی اصول کا اعلان کیا کَیْ لَا یَکُوْنَ دُوْلَةً بَیْنَ الْاَغْنِیَآءِ مِنْكُمْ کہ تقسیم سب میں اس لئے ضروری ہے کہ مال صرف اغنیاء کے طبقے میں گردش نہ کرنے پائے یہ تو اس بنیادی اصول کا اعلان تھا لیکن اسلام نے اس پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ اسلام نے اصلاحِ معاش کے لئے ایسے قوانین نافذ کئے جن سے حرکت دولت پر عمل ہو۔

☆ حرکت حیات معادن باطنہ وظاہرہ

اندرون زمین میں جس قدر دولت ہے خواہ سونا چاندی ہو یا لوہا، ان میں فقہ اسلامی کے تحت ۱/۵ یعنی خمس فقراء کو دلوایا تا کہ گردش دولت کی تکمیل ہو یہ تو معدنیات باطنہ کا حال ہے جو محنت و مشقت کے ذریعہ نکالے جاتے ہیں باقی معدنیات ظاہرہ وہ مجموعی حیثیت سے تمام عوام کا حق ہے کسی شخص کے ساتھ یا کسی طبقے کے ساتھ مختص نہیں۔

☆ قانون عشر ۱/۱۰

زمین کی ایسی پیداوار جسکی آبپاشی میں تکلیف نہ ہو اس میں فقراء کیلئے دسواں حصہ ہے **وفیما سقت السماء العشر** (صحیحین عن ابن عمر) جو زمین بارش سے سیراب ہو یا دریا کی نمی سے نشو ونما پائے، اس کی پیداوار میں فقراء کا حق دسواں حصہ ہے۔

☆ نصف عشر ۱/۲۰

جو زمین رہٹ، ڈول، ٹیوب ویل سے سیراب ہو اسکی پیداوار میں فقراء کا بیسواں حصہ ہے۔

☆ ربع عشر ۱/۴۰

نقد اور اموالِ تجارت اور تمام کاروباری آمدنی میں نصاب اور ایک سال گزرنے کی شرط پر فقراء کے لئے چالیسواں حصہ یعنی ڈھائی فیصد کا حق ثابت ہے

تقریباً اسی کے لگ بھگ ان مویشیوں میں بھی فقراء کے لئے زکوٰۃ کا حصہ مقرر ہے جسکی تفصیل فقہ میں ہے مثلاً پانچ اونٹوں میں ایک بکری یا اس کی قیمت، چالیس بکریوں یا دنبوں میں جو چر کر پلتے ہوں ایک بکری یا ایک دنبہ یا اسکی قیمت، گائے، بیل اور بھینس اگر تیس ہوں تو یک سالہ بچہ، چالیس ہوں تو دو سالہ بچہ۔

قانون استحبابی، فقراء نوازی حسن اخلاق کے ذریعہ نہ حسن عدوانی کے ذریعہ

اگر ایسی حالت پیدا ہو جائے کہ عوام غربت اور افلاس کا شکار ہوں تو امراء کے پاس اپنی ضرورت سے جس قدر مال زائد موجود ہو وہ قانون استحبابی کے تحت سب فقراء میں تقسیم ہو وَيَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ "آپ سے اے پیغمبر! پوچھتے ہیں فقراء پر کیا خرچ کریں آپ کہہ دیں کہ تمام وہ مال خرچ کرو جو ضرورت سے زائد ہو"

ابن حزم کا نظریہ ضرورت

ابن حزمؒ ضرورت کے وقت اغنیاء کے اموال کو فقراء پر برابر تقسیم کرنا لازمی قرار دیتے ہیں اور اس پر اجماع صحابہ نقل کرتے ہیں ابن حزم المحلی میں لکھتے ہیں کہ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ اللہ نے اغنیاء پر ضروریات فقراء کو فرض قرار دیا ہے اگر فقراء بھوکے اور ننگے ہوں اور اغنیاء کے نہ دینے کی وجہ سے تکلیف میں پڑ جائیں تو اللہ تعالیٰ ان سے حساب لے گا اور سزا دے گا ضرورت کے وقت اغنیاء سے مال لیکر سب پر برابر تقسیم کیا جائے گا ابو عبیدہ بن جراحؓ اور تین سو صحابہؓ نے توشہ جمع کر کے سب پر برابر تقسیم کیا جن کو دو توشہ دانوں میں جمع کر کے قوت سب کو دیتے رہے عربی عبارت یہ ہے

عن محمد بن علیؓ ابن أبی طالب انه سمع علی بن أبی طالب يقول: إن الله تعالىٰ فرض على الأغنياء فی أموالهم بقدر ما يكفی فقراء هم فإن جاعوا أوعروا وجهدوا فمنع الأغنياء وحق على الله تعالىٰ أن يحاسبهم يوم القيامه ويعذ بهم عليه (المحلی بالاثار: ج ٤ ص ٢٨٣)

وعند الحاجه يقسم المال على السواء وصح عن ابی عبيدة بن الجراحؓ

وثلاثمائة من الصحابة رضى الله عنهم أن زادهم فنى فأمرهم أبو عبيدة فجمعوا أزوادهم فی مِزودين وجعل يقوتهم إياها على السواءِ فهذا إجماع مقطوع به مِن الصحابة رضى الله عنهم لامخالف لهم منهم (المحلی بالاثار: ج ٤، ص ٢٨٣)

پھر اسی طرح ابو سعیدؓ کی مرفوع حدیث اور حضرت عمرؓ سے بھی نقل کیا ہے الفاظ یہ ہیں

عن أبی سعيد الخدری أن رسول الله ﷺ قال من كان معه فضل ظهرٍ فليعد به على من لاظهرله ومن كان له فضل مِن زادٍ فليعد به من لازاد له قال: فذكر من أصنافِ المال ما ذكر حَتّٰى رأينا أنه لاحق لأحدٍ منا فی فضلٍ، قال عمر بن الخطابؓ: لو استقبلت من أمری ما استدبرت لأخذت فضول اموال الأغنياء فقسّمتها على فقراء المهاجرين هذا إسناد فی غاية الصحة والجلالة (المحلی بالاثار: ج ٤، ص ٢٨٣) **ابو عبیدہ بن** الجراح کے ہمراہ تین سو صحابہ تھے جن میں اکثر کے پاس توشہ یعنی زاد راہ ختم ہو چکا تھا آپ نے جن کے پاس زاد راہ تھا، ان سے لیکر سب پر برابر تقسیم کیا اور صحابہ میں سے کسی نے اس کے فعل پر اعتراض نہیں کیا ابو عبیدہ عشرہ مبشرہ میں سے ہے اور لسان رسالت ﷺ سے آپ کو امین امت کا خطاب ملا ہے ابو سعید حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جس کے پاس ضرورت سے زائد سواری ہو وہ اس شخص کو دیدے جس کے پاس سواری نہیں اور جس کے پاس زادِ راہ زائد موجود ہو وہ اسکو دیدے جس کے پاس زادِ راہ نہیں حضور ﷺ نے ایسی کئی ضرورت کی چیزیں ذکر فرمائیں یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ ہمارے پاس ضرورت سے جو چیز زائد موجود ہو اس میں ہمارا کوئی حق نہیں ابن خزم فرماتے ہیں کہ اس پر صحابہ کا اجماع ہے۔

حضرت عمرؓ سے ابن خزمؒ نے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مجھے جن حالات کا بعد میں علم ہوا اگر مجھے اس کا پہلے علم ہوتا تو میں دولت مندوں سے ضرورت سے زائد

اموال لیکر فقراء مہاجرین پر تقسیم کرتا اس روایت کی سند نہایت صحیح اور جلیل الشان ہے **قُلِ الْعَفْوَ** والی آیت اور ان روایات پر نظر ڈال کر کیا اس امر کا یقین حاصل نہیں کیا جا سکتا کہ اسلام کے معاشی نظام میں عوام کی حالت اشتراکی نظام میں موجود ہیں مولانا عبید اللہ سندھیؒ فرماتے تھے کہ جب میں نے صرف اس ایک آیت **وَ یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ** کا ترجمہ لینن کو سنایا تو جوش میں آ کر اس نے کہا کہ اگر ہم پہلے اس سے واقف ہوتے تو ہمیں کمیونزم کی ضرورت نہ ہوتی بہر حال ابن حزمؒ نے جو کچھ لکھا وہ ان کے نزدیک یہ ایک جبری قانون ہے لیکن اگر اس کو باہمی رضامندی اور جذبۂ اخوت کے تحت رضا کارانہ طور پر عمل میں لایا جائے تو یہ معاشی خوشحالی کے لئے بہترین ذریعہ ہو سکتا ہے۔

قانونی مساوات اور شاہ وگدا کی برابری

امراء عوام کے حقوق کو اپنے اثر و رسوخ کے ذریعہ غصب کرتے ہیں اور پھر عوام کی حق رسی نہیں ہوتی لہٰذا حکومت کا ہونا نہ ہونا عوام کیلئے برابر ہو جاتا ہے اسلام نے قانونی حقوق میں مساوات قائم کر کے اس خامی کو دور کیا اور شاہ و گدا کو قانون انصاف کے آگے برابر کر دیا زبانی دعویٰ تو ہر حکومت یہی کرتی ہے لیکن جہاں تک عمل کا تعلق اسلامی تاریخ کے علاوہ کسی دین و آئین میں مساوات قانونی کا عملی رنگ موجود نہیں، خلفاء اور شاہان اسلام کو ایک معمولی غریب کے دعویٰ کی جواب دہی کیلئے عدالت میں حاضر ہونا پڑتا تھا اور عدالت کا فیصلہ سنتے ہی اس پر عمل کرتے تھے اسلامی تاریخ مساواتِ قانونی کے عملی واقعات سے لبریز ہے ہم اختصاراً ان کو ترک کرتے ہیں لیکن اس کے بر خلاف انگلستان کے آئین میں صاف لکھا ہے کہ بادشاہ ہر قانون سے مستثنیٰ ہے۔

اسلامی معاشی نظام میں اشیاء مشترکہ: اسلامی اشتراکیت

اسلام دین فطرت ہے لہٰذا اس نے اپنے معاشی نظام میں ایسی اشیاء کو شخصی ملکیت

سے مستثنیٰ کر کے مشترک عوام ملکیت میں شامل کیا جن کا تعلق انسانی جدوجہد اور انسانی سعی و عمل سے نہیں اور جن کی ضرورت سب عوام کو ہے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

علویات میں سے آفتاب و ماہتاب اور سفلیات میں سے پانی (دریا کا ہو یا سمندر کا) آگ، گھاس، نمک، خشکی یا آبی شکار مشترک ہیں (ابن ماجہ، ہدایہ، کتاب الخراج امام ابو یوسف) ان مذکور اشیاء کے ساتھ سب عوام کا حق متعلق ہے کوئی کسی کو محروم نہیں کر سکتا اور نہ حکومت عوام پر پابندی لگا سکتی ہے الاّ اس صورت میں کہ عوام کو اس میں نقصان ہو دریا میں سے ہر آدمی کو پانی پینے کا حق ہے جانوروں کو پانی پلانے کا بھی حق ہے نالی کھود کر کھیت سیراب کرنے کا بھی حق ہے، اس میں کشتی چلانے کا بھی حق ہے، اس کے پانی میں مچھلی پکڑنے کا بھی حق ہے خواہ دریا ہو یا سمندر اسی طرح خود رو گھاس میں ہر آدمی کا حق ہے خواہ خود کاٹے یا اگر مالک زمین کو ضرر ہو تو وہ خود کاٹ کر اس کے حوالہ کر دے اسی طرح پہاڑوں سے قدرتی نمک حاصل کرنا ہر آدمی کا حق ہے کہ اس سے استفادہ کرے زمینی، سمندری اور دریائی شکار پر بھی کوئی پابندی نہیں تمام عوام اس سے استفادہ کر سکتے ہیں اسی طرح سمندر سے جو جواہرات عنبر وغیرہ نکلتے ہیں وہ سب کا حق ہے **وفی الغایة شرح هدایه فیمافی البحر لا یملك الإمام ان یخص واحداً دون واحد** بادشاہ کا حق نہیں کہ سمندری اشیاء کو کسی کے لئے مختص کر دے۔

مرافق بلد

جو غیر مملوکہ زمین شہر سے باہر ہو لیکن شہر والوں کو اس کے جنگل میں سے لکڑی جلانے کی ضرورت ہو یا مویشی چرانے کی، ایسی زمین مشترک رہے گی تاکہ شہری ضرورت اس سے پوری ہو سکے وہ موات کے حکم میں نہیں کہ کوئی ایک فرد اس پر قبضہ کرے اور نہ یہ جائز ہے کہ حکومت وہ کسی کو بطور جاگیر دے **وما کان خارج البلد من مرافقها و محتطباً لا هلها ومرعاً لهم لا یکون مواتاً فلا یملك الإمام اقطاعها** (عنایه علی الهدایه: ج ٤، ص ٣٥٠)

فناء عامہ مشترک ملکیت ہے

آبادی کے قریب کھلی زمین عوام کی ملکیت ہے جس میں مویشی چرائیں گے اور کٹی ہوئی فصل رکھیں گے تو ان منافع عامہ کے تعلق کی وجہ سے وہ زمین موات کے حکم میں نہیں وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہیں بن سکتی وفی الزیلعی علی الھدایہ وفناء العامة ینتفعون به لأ نهم محتاجون إلیه لمر عی مواشیهم وحصائد هم فلم یكن انتفاعهم منقطعامنه ظاهراً فلا یكون مواتا (الزیلعی علی الھدایہ:ج ٤ ص ٣٨٠)

معادن ظاہرہ عوام کی ملکیت ہے

أن المعادن الظاهرة وهی التی یوصل إلی ما فیها من غیر مؤنة ینتابها الناس وینتفعون بها كالملح والماءِ والكبریت والقیر والمومیاءِ والنفط والكحل والبرام والیاقوتِ ومقاطع الطّین وأشباه ذٰلِك لاتملك بالإحیاءِ ولا یجوز إقطاعُها لأ حدٍ من الناس (المغنی لابن قدامة : ج ٤ ،مسئله ٤٣٣٨)

کھلے معدنیات جن تک رسائی میں زیادہ تکلیف نہ ہواسکوعوام باری باری سے استعمال میں لائیں گے اور اس سے فائدہ اٹھائیں گے جیسے نمک، پانی جس میں سوئی گیس بھی داخل ہے گوگرد، تارکول، مومیائی، مٹی کا تیل، پٹرول، سرمہ، یاقوت اور خاکی ٹکڑے (جسمیں کھاد بھی داخل ہے)

خراج اور مال گذاری میں عوام کا حق

الخراج فئ لجمیع المسلمین ان عتب علی ارض الخراج وانقطع الماء اواصطلم الزرع فلا خراج (کتاب الخراج لابی یوسف) خراج تمام مسلمانوں کا حق ہے اگر زمین پر آفت پڑے یا پانی نہ ہو یا فصل برباد ہو جائے تو خراج وصول نہیں کیا جائے گا۔

اداء کفایت

مزارع مسلم وغیر مسلم کو تخم بیل وغیرہ کی رقم دی جاتی تھی أنه یدفع للعاجز کفایتهُ من بیت المال (فتح القدیر، باب العشر والخراج)

غیر مسلم رعیت بھی اگر محتاج ہو تو وہ بیت المال سے روزینہ کی مستحق ہے

معاہدہ حیرہ کے سلسلہ میں فاروق اعظم کا فرمان ہے کہ جو بوڑھا کام نہ کر سکے یا اسکو کوئی آفت پہنچے یا مالداری کے بعد فقیر ہو جائے کہ اس کے ہم مذہب اس کو خیرات دینے لگیں، تو اس سے جزیہ معاف ہے اور اسکو اور اس کے سارے کنبے کو سرکاری خزانہ سے اخراجات دئے جائیں گے جب تک اسلامی مملکت میں رہے اگر اسلامی مملکت سے نکل جائے تو پھر اسلامی سلطنت پر اس کا خرچ لازم نہیں (کتاب الخراج امام ابو یوسف: ص ٨٥)

معاشیات اسلام کا تفصیلی نظام:

معاشیات کا تعلق چونکہ انسان سے ہے اور انسان مختلف پہلو رکھتا ہے چونکہ انسان ایک شخصی وجود رکھتا ہے، اس لئے اس کا ایک پہلو انفرادیت کا ہے اور اس لحاظ سے کہ ایک انسان کو دوسرے انسانوں سے اجتماعی تعاون کی ضرورت ہے اس وجہ سے اس کا دوسرا پہلو اجتماعیت کا ہے اس لحاظ سے کہ وہ زندہ مخلوق ہے اور اسکی بقاء حیات کے لئے مخصوص اسباب کی ضرورت ہے اس جہت سے وہ معاشیات کا موضوع ہے پھر انسان چونکہ ایک روحانی مخلوق ہے اس لئے وہ روحانیت کا بھی موضوع ہے انسان ایک مخصوص فطرت رکھتا ہے، اس لحاظ سے وہ نفسیات کا موضوع ہے انسان کو چونکہ کائنات اور خالق کائنات دونوں سے تعلق ہے، اس لئے انسان کا ایک کائناتی پہلو ہے اور ایک الٰہیاتی پہلو بھی اب بھی جو مفکر انسان پر صرف معاشی حیثیت سے غور کرے گا وہ خطر

ناک غلطی کا مرتکب ہوگا جس طرح اگر کوئی انسان دل کا بھی مریض ہو اور معدے کا بھی، پھر دماغی مرض میں بھی مبتلا ہو تو جو ڈاکٹر یا حکیم اگر اس کا علاج بحیثیت مریض قلب کرے گا اور معدے اور دماغ کے مرض کو نظر انداز کرے گا تو ایسی صورت میں اس انسان کی ہمہ جہتی صحت یابی ناممکن ہے اگر انسانی اعضاء میں بہ لحاظِ صحت باہمی ارتباط موجود ہے جسکی وجہ سے اسکی کل صحت تمام اعضائی پہلوؤں کے ممکن علاج کرنے پر موقوف ہے تو ایک انسان کا علاج بھی صرف معاشی نقطۂ نظر سے غلط ہے جب تک اس انسان کا تمام پہلوؤں کے لحاظ سے علاج نہ کیا جائے اشتراکی اور اکتنازی نظریات میں سب سے بڑا نقص یہ ہے کہ ان مفکرین نے انسان کے صرف ایک پہلو (معاشی) پر نظر ڈالی اور باقی تمام پہلوؤں کو بالکل نظر انداز کیا اس لئے الجھنیں بڑھتی گئیں اور معاشی مسئلہ بھی حل نہ ہوا۔

اسلام کا ہمہ جہتی معاشی حل

اسلام چونکہ دین الٰہی ہے، جسکو تمام انسانی پہلوؤں پر نظر ہے اس لئے اس نے انسانی انفرادیت کو بھی قائم کیا اور جائز طریقوں سے انسان کو رزق کمانے اور شخصی ملکیت برقرار رکھنے کی پوری آزادی دی اور کوئی طاقت اسکی اس فطری آزادی کو سلب کرنے کی مجاز نہیں قرآن پاک کا اعلان ہے **وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی وَاَنَّ سَعْیَهٗ سَوْفَ یُرٰی** ہر انسان اپنے جائز اکتساب مال کیلئے سعی کرنے میں آزاد ہے اور اسکی کوشش کا ثمرہ صرف اسی کا حق ہے بیہقی کی حدیث ہے کہ **طلب کسب الحلال فریضة بعد الفریضة** (السنن الکبریٰ: ح ۱۱۶۹۵) دینی فرائض کے بعد رزق حلال کمانا بھی انسان پر فرض ہے **فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ** "جب نماز سے فارغ ہو جاؤ، تو زمین میں تلاش معاش کیلئے پھیل جاؤ" ان ہدایات میں معاشی

ضروریات کیلئے سعی و عمل کی دعوت ہے اور عمل کا بڑا محرک فطرتاً شخصی ملکیت کا تصور اور اختصاص و انفرادیت کا جذبہ ہے اس فطری امر کو اسلام نے برقرار رکھا، بلکہ ان ہدایات کے ذریعہ اسکو عمل پر ابھارا۔

اجتماعیت

لیکن انفرادیت کا تقاضا پورا کرنے کے بعد اسلام نے انسان کے اجتماعی پہلو کے متعلق بھی ہدایات دیں اور اجتماعی دائرے سے بھی اسکو آگاہ کیا اسلام نے انسان کو یہ تصور دیا کہ پوری انسانیت ایک برادری ہے اور ایک ہی کنبہ ہے اور ایک ماں باپ کی اولاد ہے **یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ** (الحجرات: ۱۳) "اے انسانو! میں نے سب کو ایک ماں باپ سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور ذاتیں بنائیں تاکہ ایک دوسرے کا حق پہچانو" روح المعانی میں ہے کہ **لیعرف بعضکم بعضاً فتصلوا الأرحام وتبینوا الأنساب والتوارث لا لتفاخروا** (روح المعانی: ج ۱۳، ص ۳۱۳) یعنی یہ کہ تم ایک دوسرے کو پہچانو اور حق قرابت ادا کرو اور انساب پہچان کر میراث کو اس کے مطابق تقسیم کرو نہ اس لئے کہ تم ایک دوسرے پر بڑائی جتلاؤ بیہقی حضرت انسؓ سے مرفوعاً حدیث نقل کرتے ہیں **الخلق عیال اللّٰه فأحب الخلق إلی اللّٰه من أحسن إلی عیاله** (شعب الایمان: ح ۷۰۴۸) تمام اولاد آدم اللہ کا کنبہ ہے اللہ کو سب مخلوق میں وہی محبوب ہے جو اس کے کنبہ کے ساتھ احسان کرے **وَالَّذِیْنَ فِیْۤ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ** قابل تعریف وہ لوگ ہیں جو زکوٰۃ اور قانونی واجبات کے علاوہ اپنے اموال میں سے سائل اور بے مال کو مالی مدد دینا اپنے اوپر واجب سمجھتے ہیں یہی تفسیر مجاہدؒ اور ابن عباسؓ سے روح المعانی میں مرقوم ہے اب جو قومیں خواہ روس ہو یا امریکہ، وحدت بشری کے اس فطری اجتماعی مسئلہ کو نظر

انداز کرے تو اس قوم کی ساری کوشش اس حیثیت سے ہوگی کہ روسی امریکی قوم سربلند ہو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ باقی اقوام کو مغلوب اور مفلس اور قلاش بنا کر صرف ایک قوم کا پیٹ بھرنا اس کے پیش نظر رہے گا اور اسکی وجہ سے عام معاشی عالمی حالت خراب ہو جائے گی جیسے آجکل کا مشاہدہ ہے کہ اقوام متحدہ کی رپورٹ کے مطابق نصف انسانی آبادی روٹی سے محروم ہے۔

انسان کا روحانی پہلو

انسان ایک روحانی مخلوق بھی ہے اگر اس کو اللہ سے ربط ہو اور نتائج اعمال اور مکافات عمل کا یقین ہو قلب بخل ، حرص ، تکبر اور حب ذات اور حب قوم کی گندی آلائشوں سے پاک ہو تو اسکی اپنی معاشی حالت بھی ٹھیک ہوگی اور دوسرے انسانی افراد کو بھی اس سے فائدہ پہنچے گا اور کوئی دوسرا انسان اس کے ظلم کا شکار نہ ہوگا لیکن اگر خود انسانی روح نا پاک ہو تو اس کا وجود دوسرے انسان کے لئے وبال ہوگا اور ہر وقت دوسرے انسان اس کے جانی و مالی مظالم کے تختۂ مشق بنتے رہیں گے، قوانین خواہ اچھے ہوں یا برے، لیکن ان کو نافذ کرنے والا بہرحال انسان ہی ہوگا جب انسان کی روحانیت بگڑی ہوئی ہو، تو قوانین چاہے عادلانہ ہوں وہ کیا کر سکتے ہیں جسکی چشم دید دلیل دور حاضر کی بڑی طاقتیں ہیں جو آئے دن ضعیف اقوام کو تباہ کر رہی ہیں اور ان کو اقوام متحدہ نہ روک سکتی ہے، اور نہ زبان سے ظالم و جارح کو ظالم و جارح کہہ سکتی ہے خود ویت نام میں امریکہ کی تباہ کن کاروائی اور عرب کے خلاف بڑی طاقتوں کے اشارہ پر یہود کے مظالم اس امر کی واضح دلیل ہیں کہ اقوام متحدہ کو زبان اور قلم ہلانے کی ہمت بھی نہیں کہ برے کو برا کہہ سکے قرآن نے صحیح فرمایا قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا کامیاب ہوا وہ انسان جو روح کو پاک کرے، اور ناکامیاب ہے وہ انسان جس نے اغراض و مصالح دنیوی کی گندگی سے روح کو آلودہ کیا۔

انسان کا نفسیاتی پہلو

انسانی نفس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قدرت نے انسان میں مال کی محبت رکھی ہے، جسکی حکمت یہ ہے، کہ اگر انسان میں کلیۃً حب مال نہ ہو تو وہ طلب مال چھوڑ دے گا جس سے دنیا کی رونق بھی ختم ہو جائے گی، چونکہ مال ہی سے انسانی زندگی قائم ہے پس مال اگر نہ ہو تو خود انسان بھی ختم ہو جائے گا یہی وہ فطری محبت ہے جسکو قرآن ان بلیغ الفاظ میں بیان کرتا ہے زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَ الْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَ الْفِضَّةِ وَ الْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَ الْاَنْعَامِ وَ الْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ اس آیت میں دنیوی محبوبات کی پوری تفصیلی فہرست بیان کی گئی کہ انسان کو فطرتاً انسانوں میں سے بیویوں اور اولاد سے محبت ہے اور جمادات میں سونے چاندی کے انباروں سے اور حیوانات میں عمدہ گھوڑوں اور مویشیوں سے اور نباتات میں سے کھیت اور فصلوں سے۔

دوسری آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ انسان مال کی محبت میں حد سے زیادہ حریص اور شدید ہے وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ اس لئے معاشی نظام کی درستی کے لئے انسان کے اس نفسیاتی جذبہ کی اصلاح اور اسکو اعتدال پر لانا ضروری ہے جس کے لئے اسلام نے مندرجہ ذیل ہدایات دیں۔

☆ مذکورہ فہرست کے بعد قرآن کا ارشاد ہے ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا اللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ یہ مذکورہ چیزیں چند روز فائدہ اٹھانے کا سامان ہیں اور اللہ کے پاس وہ چیز ہے جو انجام حیات کے لحاظ سے بہت عمدہ ہے دوسری آیت میں ارشاد ہوا بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى اس دور حیات کے فوائد کو تم ترجیح دیتے ہو اور زندگی کا اصلی دور عمدگی میں دنیا سے بڑھ کر ہے، اور پائیدار بھی ہے قرآن چونکہ

خدائے حکیم کا کلام ہے اس لئے وہ نفسیاتی گر سے واقف ہے کہ مال اور دنیوی فوائد کی فطری محبت توڑی نہیں جاسکتی ، البتہ موڑی جاسکتی ہے یعنی اس محبت کا ازالہ نہیں ہوسکتا ، البتہ امالہ ہوسکتا ہے یعنی اس محبت کا رخ ایک بڑے محبوب کی طرف پھیرا جاسکتا ہے اس لئے قرآن نے گزشتہ آیات میں دنیوی نعمتوں کا اخروی نعمتوں کے ساتھ موازنہ کیا کہ اخروی نعمتوں میں بہ لحاظ انجام حسن ہے لیکن دنیوی نعمتوں کا انجام فناء ہے اور اخروی نعمتیں دنیوی نعمتوں کی بہ نسبت بہتر ہیں یہ بہتری اگر چہ لامحدود ہے لیکن اگر ان دونوں کے تفاوت کو پتھر اور سونے کے درمیان جو تفاوت ہے اس کے مماثل قرار دیا جائے تو بھی کوئی عاقل سونے پر پتھر کو ترجیح نہیں دے گا اور نہ سونے سے پتھر کو زیادہ محبوب سمجھے گا اور دوسرا موازنہ دوام اور بقاء ہونے کا موازنہ ہے اگر کسی عاقل کو کہا جائے کہ تم اگر چاہو تو میں تم کو ایک من پتھر چند دن کیلئے دونگا ، اور پھر واپس لوں گا اور اگر چاہو تو ایک من سونا ہمیشہ کیلئے دونگا تو یقینی بات ہے کہ چند روز کیلئے پتھر حاصل کرنے کی نسبت دوامی طور پر ایک من سونا کا مالک بن جانے کو زیادہ محبوب جانے گا اس لئے اسلام نے اپنے ماننے والوں کا رخ دنیا سے آخرت کی محبوبات کی طرف پھیر کر انسان کے اس حرص دنیا و لالچ کا خاتمہ کر دیا جس سے انسان کی معاشی حالت پر ضرب پڑتی تھی ۔

☆ دوسری طرف اسلام نے یہ ہدایات دی کہ انسان کے تمام مفاسد کی جڑ حب دنیا ہے ظلم اور دوسرے انسانوں کی حق تلفی ، چوری ڈاکہ ، سود ، رشوت ، بے اصولی ان سب کا اصلی سبب حب دنیا ہے حدیث شریف میں آیا ہے حب الدنیا رأس کل خطیئة (مشکوٰۃ: ح ۵۲۱۳) قرآن پاک میں ارشاد ہے فَاَمَّا مَنْ طَغٰى وَ اٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى جس نے ظلم اور سرکشی اختیار کی اور دوسروں کا حق مارا اور آخرت کی پائیدار اور محبوب زندگی پر دنیائے فانی کی حقیر زندگی کو ترجیح دی تو اس نے جہیم اور

دوزخ میں اپنا ٹھکانہ بنایا الغرض ان ہدایات نے معاشی لوٹ کو ختم کیا اور انسانی محبت مال کو اپنے دائرہ کے اندر رکھا ۔

☆ حب مال جو انسانی معاشرہ کیلئے منبع فساد ہے اس کے امالہ کے لئے عملی مشق کی بھی ضرورت ہے اس لئے اسلام نے ایسے عملی قوانین عطا کئے کہ انسانی حرص اور حب مال اس کی عملی مشق کی وجہ سے مغلوب ہوا اور اس میں بنی نوع انسان پر مال صرف کرنے کی عادت پختہ ہو جائے اس کے لئے قانون زکوٰۃ کے تحت اموال تجارت میں نصاب اور سال گزر جانے کی شرط کے تحت اڑھائی فیصد محتاج طبقہ پر صرف کرنا لازم قرار دیا اسی طرح زمینی پیداوار میں اگر آبپاشی آسان ہو تو اس کا دسواں حصہ اور اگر مشکل ہو تو بیسواں حصہ محتاجین کا لازمی حق قرار دیا گیا اس طرح مخصوص جرائم کے کفارہ کیلئے قانون نافذ کیا کہ اگر روزہ توڑے یا بیوی کو یہ کہہ دے کہ تو میرے لئے ایسی ہے جیسے ماں کی پشت تو ساٹھ محتاجوں کو دو وقت کھانا یا کپڑے دینے پڑیں گے اسی طرح اگر قسم توڑ دے تو اس کے کفارے میں دس محتاجوں کو کھانا یا کپڑا دینا واجب ہو جاتا ہے اسی طرح اسلام نے صدقات نافلہ کی ترغیب دی بلکہ اس میں اس حد تک ہدایت دی کہ جو کچھ ضرورت سے زائد ہو اس کو محتاجوں پر تقسیم کرو وَيَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ ”آپ سے سوال کرتے ہیں کہ محتاجوں پر کس قدر خرچ کریں کہہ دو کہ جس قدر مال ضرورت سے زائد ہو“

انسان کا کائناتی پہلو

انسان کو اس لحاظ سے بھی دیکھنا ضروری ہے کہ وہ کل کائنات کا ایک اہم جزو ہے جزو ہونے کے لحاظ سے بھی اس کے فرائض ہیں وہ یہ کہ وہ کائنات کے لئے موجب تعمیر ہو نہ کہ موجب تخریب ، انسان دور حاضر کائنات کے لئے تخریب کا سبب ہے اگر چہ اس نے تعمیر کائنات میں بھی حصہ لیا ، اور لے رہا ہے لیکن اس کی تخریب تعمیر پر غالب ہے

بالخصوص اس ایٹمی دور میں جبکہ انسان جدید نے نہ صرف انسان بلکہ اہلاک نباتات، فساد آب وہوا کے لئے وہ خطرناک سامان تیار کئے کہ صرف ایک میزائل تین کروڑ انسانوں کی تباہی کے لئے کافی ہے اور ایک جراثیمی بم جو تین چھٹانک وزن کا ہے برطانوی سائنسدان کی تحقیق کے مطابق تمام کرہ ارض کی تباہی کے لئے کافی ہے جس سے جاندار، بروبحر، ہوا اور زمین کی قوتِ ناعیہ سب تباہ ہوجائیں گے یہ وہ حکمت تخریب ہے......

کشد گرد اندیشہ پرگار مرگ ہمہ حکمت او پرستار مرگ

غیر سائنسی دور کے ہزاروں سالوں کی کائناتی تباہی سے دور سائنس کی ایک گھنٹہ کی تباہی زیادہ ہے اس تباہی کا لازمی نتیجہ معاشی انحطاط ہے بلکہ اس سے ذرائع معاش اوران ذرائع سے کام لینے والے انسان سب تباہ ہوجائیں گے اور زمین کاشت کے قابل نہ رہے گی اور پانی میں جراثیم پھیل کر انسانی عیش اور زندگی کا خاتمہ ہوگا اور جو چیزیں انسان کے لئے مدارِ حیات ہیں وہ خاکستر بن جائیں گی......

ترقی مستقل وہ ہے جو روحانی ہو اے اکبر
اڑا جو ذرۂ عنصر وہ پھر سوئے زمین آیا

وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَاثًا "تم اس نادان عورت کی طرح مت بنو جو اپنی محنت سے مضبوط کاتے ہوئے سوت کو کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کرتی تھی"

انسان کا الٰہی پہلو

انسان کلیۃً آزاد نہیں، وہ کائنات کے حاکم اعلیٰ کے ماتحت ہے اس کے ہاتھ میں جس قدر معاشی اور غیر معاشی نعمتیں ہیں وہ اسی حاکم اعلیٰ کی امانت ہے اور اسی کے تحت حاصل کی جائیں گی اور اسی کے حکم کے ماتحت صرف ہوں گی اس لئے اس نے اکتساب مال پر پابندی لگائی ہے تاکہ سرمایہ دارانہ مفاسد پیدا نہ ہوں وہ یہ ہے کہ مال حلال ذریعہ سے حاصل کیا جائے، نہ حرام ذریعہ سے تاکہ سرمایہ دارانہ طغیان اور سرکشی

پیدا نہ ہواس لئے اس نے وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ یعنی تم ایک دوسرے کا مال ناحق مت کھاؤ کہہ کہ باطل کمائی کے تمام دروازے بند کئے خواہ استعمار ہو، استحصال بالجبر ہو، ظلم خیانت چوری ہو یہ قانون اسلامی کی اکتسابی تحدید ہے مجموعہ دولت چونکہ مجموعہ افراد انسانی کا ذریعہ معاش ہے اگر ایک انسانی طبقہ ناجائز ذرائع سے مال بڑھائے دوسرے طبقے میں اسی تناسب سے مال کی کمی پیدا ہوگی کیونکہ ناجائز ذرائع کا استعمال دو انسانوں کے درمیان ہے انسان اور غیر انسان کے درمیان نہیں جب ایک طبقہ کے پاس ناجائز ذرائع سے مال آئیگا تو جس انسان کے ساتھ اس نے ناجائز معاملہ کیا اس کے پاس مال کی کمی پیدا ہوگی اور توازن معاشی بگڑ جائے گا۔

انفاقی تحدید

اسلام نے دوسری تحدید اور پابندی مال خرچ کرنے پر لگائی کہ وہ ناجائز کام میں صرف نہ ہو جو تبذیر ہے اور نہ بے ضرورت خرچ ہو جو اسراف ہے بلکہ خرچ میں اعتدال قائم رکھا جائے وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا "تم ناجائز کاموں میں مال صرف نہ کرو کہ ایسے لوگ شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان تو ان کی نعمت کا ناشکر گزار ہے" دیکھئے! قرآن نے اس جرم کے لئے کس قدر سخت لفظ استعمال کیا وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَحْسُورًا "تم خرچ کرتے وقت نہ ہاتھوں کو گردن کے ساتھ باندھے رکھو کہ ضرورت پر بھی خرچ نہ کرو اور نہ بہت پھیلا کر کہ غیر ضروری اشیاء پر خرچ کرنے لگ جاؤ" پہلی صورت میں بخل کا الزام لگ کر رسوا اور ملامت ہوجاؤ گے اور دوسری صورت میں خود غریب اور درماندہ ہوجاؤ گے حدیث میں آیا ہے **الاقتصاد فی النفقة نصف المعيشة** (شعب الإيمان: ح٦١٤٨) خرچ میں میانہ روی آدھی معیشت کو درست کرنا ہے دوسری حدیث میں ہے **البزاذة من**

الایمان ’’سادہ زندگی ایمان کی علامت ہے‘‘ خود حضور ﷺ خلفا راشدین صحابہ کرام اور مقبول بارگاہ الٰہی نے سادہ زندگی گزاری ان ہدایات کی حکمت یہ ہے کہ جب مال ناجائز محل میں یا بے جا صرف ہوگا تو بچت نہ ہوگی اور وہ محتاج طبقہ پر کچھ صرف نہ کر سکے گا اگر صرف بے جا کی وجہ سے مال ہی نہ رہا تو غریب طبقہ کی خبر گیری کیسے کر سکے گا اور محتاجوں پر خرچ کرنے کیلئے اس کا ہاتھ خالی ہوگا اسلام چاہتا ہے کہ دولت کا رخ بے جا محل سے کار خیر، غربا اور اشاعت دین کے کاموں کی طرف متوجہ کر دے اور یہی چیزیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے معاشی حالت میں بھی توازن پیدا ہوگا اور نیکی بھی پھیلے گی جس سے دنیا بھی سدھرے گی اور آخرت بھی یورپ کے صرف بے جا کی تفصیل گزر چکی ہے جو عدم توازن معاشی کا اصلی سبب ہے۔

تقسیم دولت

اسلام نے ایسے قوانین عطا کئے، جس سے زندگی میں بھی دولت زیادہ سے زیادہ حرکت کرے اور مرنے کے بعد بھی زندگی میں قانون خمس، قانون حج زکوٰۃ، قانون عشر و نصف عشر و ربع عشر، قانون کفارات، قانون صدقۃ الفطر، قانون اداء نذور، اعطاء سائل و محروم اور اعطاء زائد عن الضرورت ایسے قوانین ہیں جس سے دولت تقسیم ہو کر متحرک ہو جاتی ہے اور معاشی سطح متوازن ہو جاتی ہے ادیان عالم اور قوانین انسانیہ میں ایسے مکمل نظام کی نظیر موجود نہیں انسان جب مر جاتا ہے، تو یورپ کے قانون میں أکبر الأولاد یعنی سب سے بڑا بیٹا یا بیٹی وارث ہوتے ہیں گویا ایک سانپ خزانے سے ہٹا اور ایک دوسرا اس جگہ بیٹھ گیا باقی رشتہ داروں کو گزارہ دیا جاتا ہے ہندو اور منو دھرم شاستر میں صرف لڑکے وارث ہیں، لڑکیاں وارث نہیں اسلام نے وراثتی تقسیم کا مکمل نظام مقرر کیا کہ اس میں کل اولاد ذکور و اناث، بیویاں، والدین، بھائی بہنیں اور چچے بھتیجے سب حسب ترتیب مقرر حقدار ہوتے ہیں جن کی تین قسمیں ہیں ذوالفروض، عصابات،

ذوالارحام وغیرہ میں نے اپنی اردو تصنیف ’’شرعی ضابطہ دیوانی‘‘ میں اس کو مفصل لکھا ہے اگر مذکورہ ورثا موجود نہ ہوں تو پھر میت کا کل ترکہ بیت المال میں تمام مسلمانوں کا حق بن جاتا ہے جو ہم نے اسلامی معاشی نظام کے سلسلے میں پیش کیا ہے۔

تقسیم دین و دولت کا نتیجہ

یورپ اور امریکہ نے آخرت اور دین کو تو چھوڑا صرف روٹی کی تقسیم کا مسئلہ ہاتھ میں لیا اس تقسیم کا جو نتیجہ ہے وہ ہم نے اس مقالہ میں نقل کیا ہے کہ اقوام متحدہ کی سماجی رپورٹ ہے کہ انسانوں کی نصف آبادی بھوکی اور امراض میں مبتلا ہے قرآن نے اعلان کیا کہ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ کہ روٹی کی تقسیم ہم نے کی ہے جس کی تفصیل ہم نے ابھی بیان کی اسلئے اسلام نظام معاشی میں نوویؒ نے شرح مسلم میں تصریح کی ہے کہ عمر بن عبدالعزیزؒ مال کے لئے لوگوں کو بلاتے تھے لیکن کوئی نہ آیا تقسیم رزق کا کام تھا جب انسان ناقص نے اس کو اپنے ہاتھ میں لیا تو نصف دنیا بھوکی ہوگی اور یہ یقینی بات ہے کہ جو کام کمشنر یا گورنر کے کرنے کا ہو اسکو کوئی چپراسی ہرگز انجام نہیں دے سکتا تو آئین تقسیم رزق جو خدا کا کام ہے اسکو ضعیف انسان جو خدا سے بدرجہا کم اہلیت رکھتا ہے، کیسے انجام دے سکے گا یورپ نے جب تقسیم رزق کا مسئلہ ہاتھ میں لیا تو لوگوں کو امید تھی کہ اب روٹی کی فراوانی ہوگی لیکن ہوا کیا بقول اکبر......

تھے فکر میں کیک کے سو روٹی بھی گئی
چاہی تھی بڑی چیز سو چھوٹی بھی گئی
اپنی تو ہوئی وہی مثل اے اکبر
پتلون کے فکر میں لنگوٹی بھی گئی

(الحق: ج ۳ ،ش ۱/۴ سن ۱۹۶۷/۱۹۶۸ء)

علمِ دینی وعلمِ دنیوی کا موازنہ

خدا کی نگاہ میں حقیقی علم کونسا ھے؟

فضیلت علم دین پر حضرت علامہ شمس الحق افغانی کا یہ نہایت عالمانہ خطاب کافی عرصہ ہوا دارالعلوم حقانیہ میں طلبہ واساتذہ دارالعلوم کے مجمع میں ہوا تھا جسے احقر نے قلمبند کرنے کی سعی کی، پھر مسودہ نظروں سے غائب رہا اور حسن اتفاق سے کاغذوں کے ڈھیر میں سے نکل آیا اب اس عالمانہ خطاب کو شامل کتاب کیا جارہا ہے (س)

نحمدہ و نصلی علی رسوله الکریم قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ

تقدیر کا مسئلہ

حضرات! مجھے اس وقت طلبہ نے دو رقعے دیئے ہیں ایک میں یہ ہے کہ علم کی فضیلت بیان کروں دوسرے میں یہ کہ آیت خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ کی تحقیق ہو ان چیزوں کی تفصیل کیلئے فرصت درکار ہے پھر ان سب کیلئے حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب کی شخصیت موجود ہے مگر صرف اتنا ہے کہ ہر نئے آدمی کی بات سننے کی خواہش ہوتی ہے تقدیر کا مسئلہ واضح ہے، صرف اسلام کے ساتھ خاص نہیں، اگر کوئی شخص خدا کا منکر ہو تب بھی تقدیر کا مسئلہ ماننے پر مجبور ہوگا میں نے ایک کتاب میں یورپ اور امریکہ

کے ۱۷ فلاسفہ کے ایسے اقوال ذکر کئے ہیں جو جبر محض جیسی تقدیر مانتے ہیں تو تقدیر کا بیان صرف مولوی کا ذمہ نہیں اور خالص اسلامی نہیں بلکہ یہ مسئلہ عقلی بھی ہے بلحاظ اسلام، بلحاظ فلسفہ اور عقل بھی اس کا بیان ضروری ہے انشاء اللہ دوسرے موقع پر اس کا بیان ہوگا۔

طعن و تشنیع میں علماء سے صحابہ رسول جیسا سلوک

اس دور ظلمات میں آپ کی حوصلہ افزائی کی ضرورت ہے ۹۹ فیصد دنیا محبت مال میں مصروف ہے طلب دین عموماً ترک ہو چکا ہے بلکہ طلبہٗ دین کے ساتھ تمسخر ہوتا ہے اور یہ دور حاضر کی تخصیص نہیں دنیا پرستوں نے ہمیشہ سے علماء وطلباء دین کی تضحیک کی ہے منافقین نے صاف کہا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ہم ایسا ایمان لائیں جیسا کہ بے وقوف لائے ہیں تو عہد نبوت کے منافق صحابہ کرام کو بے وقوف کہا کرتے مگر خدا کی فہرست میں وہ أعقل العقلاء ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود کا ارشاد ہے أولئك أعمقهم علماً و ایماناً صحابہ کرام تمام لوگوں میں زیادہ عقلمند اور سمجھدار تھے الغرض یہ چودہ سو سال کا پرانا طعنہ ہے بلکہ اس سے بھی پرانا جو دنیا پرست اور عشاق مال نے دینداروں کو دیا ایسے لوگوں کو جن کو اللہ نے رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ کا تمغہ دیا جو دنیا و مافیہا سے بہتر تمغہ ہے اور کروڑوں اربوں پر نہیں مل سکتا تو الحمدللہ کہ اس جماعت علماء کے ساتھ وہ معاملہ ہو رہا ہے جو صحابہ رسول ﷺ سے ہوا۔

فضیلت علم کا نہایت اہتمام سے اعلان

اس آیت میں علم دین کی فضیلت اس سادہ اور موثر انداز میں بیان ہوئی ہے کہ کوئی اس سے انکار نہیں کرسکتا اگر صدر ایوب سے کروڑوں اربوں زیادہ قوت واقتدار رکھنے والا خالق و مالک کوئی بات کہہ دے تو اس کے ماننے کیلئے سرے سے دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ لوگ بلا دلیل اُسے دل پر نقش کریں گے مگر یہ مضمون اہم تھا اس

لئے بڑی اہمیت سے اس کا اعلان بھی کروایا گیا حکومت بعض کاموں کا پہلے سے اعلان نہیں کرتی مگر بعض کاموں کا قبل از وقت اعلان کر دیا جاتا ہے مثلاً ون یونٹ یا منگلا اور تربیلہ کی اسکیم کا پہلے سے اعلان ہوا کہ حکومت کی نظر میں یہ چیزیں بڑی اہم تھیں وہ دو قسم کے امور ہوتے ہیں (۱) امور اعلانیہ (۲) غیر اعلانیہ

پہلے قسم کے امور دوسرے سے بہت اہم ہوتے ہیں پھر قرآن کی ایک اصطلاح ہے کہ اہم مباحث کے آغاز میں لفظ قل ہوتا ہے کہ اے رسول! یہ اعلان کر دے تو جن مضامین کا آغاز قل سے ہو تو وہ مملکت کے اہم ترین مقاصد اور مہمات مسائل میں سے ہوں گے کہ پیغمبر ﷺ کی زبان سے اس کا ذکر کر دیا جاتا ہے۔

فضیلت علماء اور آیات کریمہ کے چار اہم نکات

تو ان آیات میں بھی فرمایا گیا اے پیغمبر! اعلان کر دو کہ کیا عالم اور غیر عالم برابر ہیں؟ قطعاً نہیں

(۱) تو پہلا نکتہ یہ ہوا کہ علم کی فضیلت اہم عنداللہ ہے۔

(۲) دوسرا نکتہ قرآن کا عمومی انداز ہے کہ بعض مقامات پر نفس مضمون امر یا نہی ہوتا ہے اس کے ساتھ ڈانٹ ڈپٹ نہیں ہوتی یعنی احکام دو قسم کے ہوتے ہیں توبیخی اور غیر توبیخی توبیخی احکام میں حکم کے بیان کی مخالفت کرنے والے کی سرزنش ہوتی ہے تاکہ وہ عمل کیلئے آمادہ ہو تو اس آیت میں قل کے بعد لفظ ھل ہے جو استفہام انکاری توبیخی ہے یعنی ایسے لوگ ہرگز ہرگز برابر نہیں ہو سکتے اور جو برابر سمجھیں گے وہ قہر خداوندی کے حقدار ہیں کہ علم کی فضیلت اللہ کے ہاں نہایت مؤکد اور محکم مضمون ہے۔

(۳) تیسرا نکتہ یہ ہے کہ علماء بیان کا کہنا ہے کہ الکنایۃ أبلغ من الصریح اور یہاں علم اصول کا کنایۃ مراد ہے علم بیان کا نہیں تو ایک مضمون کنایۃ میں بیان کرنا زیادہ

بلاغت رکھتا ہے خدا نے دریافت کیا کہ آیا عالم اور غیر عالم برابر ہو سکتا ہے؟ تو استفہام کی شکل میں مساوات کی تو نفی کر دی اب اس کے بعد دو صورتیں ہو سکتی ہیں کہ یا تو عالم غیر عالم سے بڑھ کر ہو یا غیر عالم عالم سے اونچا ہو مثلاً کہا جائے کہ زید و عمرو لا یستویان زید اور عمرو برابر نہیں ہیں تو یا زید زیادہ ہوگا یا عمرو اسی طرح ہو سکتا تھا کہ لا یعلمون یعلمون پر سبقت لے جاتے مگر ایسا ہونا خدا کے نزدیک بداہت سے انکار تھا اور ایک ایسا امر تھا کہ کوئی دو ٹانگوں والا انسان جو انسانی کھوپڑی رکھتا ہو اس میں جزء لا یتجزی جتنا عقل بھی ہو جاہل کو غیر جاہل سے بہتر نہیں سمجھے گا تو قرآن کریم نے اس مسئلہ کے بدیہی ہونے کیلئے کنایہ کا انداز اختیار فرمایا کہ عالم کو غیر عالم پر فضیلت صرف قرآن کے نزدیک نہیں بلکہ عقل کا بھی تقاضا ہے تو جس میں عقل ہو وہ ایسا ہی سمجھے گا اس لئے وہ خود تصریح نہیں کرتا کہ یہ چیز تو مخاطب کو خود متحقق ہے تو گویا یہ مضمون تعبیر عام کی شکل میں ایسا بیان ہوا جیسے کہا جائے کہ الواحد نصف الاثنین (ایک دو کا آدھا ہوتا ہے) یا مثلاً دو دو نے چار (۲x۲=۴) آج ایسا بدیہی مسئلہ انظر النظریات بن چکا ہے۔

(۴) چوتھا نکتہ یہ ہے کہ آیت میں یعلمون اور لا یعلمون کا مفعول ذکر نہیں ہوا حالانکہ فعل، متعدی ہے تو وہ چیز کیا ہے جو پہچانی جائے یا نہ پہچانی جائے؟ تو مفعول کے حذف ہونے میں بھی علماء کا بیان ہے کہ اس بداہت کا اظہار مقصود ہے کہ وہ چیز تو سب کو معلوم اور مسلم ہے کہ یعلمون الدین والذین لا یعلمون الدین (جو دین کو پہچانتے یا نہ پہچانتے ہوں) تو آیت میں علماء دین کی فوقیت ہے جمیع اولاد آدم پر اور گویا اس کے لئے تو مفعول خود بخود متعین ہے پھر قرآن خود اپنی تفسیر کرتا رہا ہے القرآن یفسر بعضہٗ بعضاً تو خدا نے سورۃ روم میں علم کی تفسیر بھی خود فرما دی روم قدیم اصطلاح میں سارے یورپ کا نام تھا، اب صرف اٹلی ہے۔

علم حقیقی کیا ہے؟

اب ان کو لا یعلمون کیسے کہا گیا، حالانکہ وہ ایٹم بم، ہائیڈ روجن بم بنا رہے ہیں چاند کی تسخیر کی مگر پھر بھی لا یعلمون کہا گیا تو تعجب کی بات ہے اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا کہ وہ ترقی کریں گے چودہ سو سالہ چیزوں کا علم اللہ تعالیٰ کو کف دست کی طرح حاصل تھا تو پھر بھی وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ فرمایا تو آگے اس کی تشریح بھی کر دی اور تصریح کر دی کہ يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ دنیا کا ظاہر تو جانتے ہیں مگر زندگی کے مغز اور روح سے بے خبر ہیں تو دنیا کے علم کو علم نہیں کہا جاتا پھر ظاہری علم کے باوجود خدا نے لا یعلمون کہہ کر بتلا دیا کہ اللہ کی نظر میں علم کا مفہوم متعین ہے کہ دین ہی اور حقیقت کا علم ہی اللہ کی نظر میں علم ہے اور اللہ کی نگاہ میں ظاہری علم کالعدم ہے وجودہ کالعدم۔

معلومات کاملہ وناقصہ

اور معلومات دو قسم ہیں ناقص اور کامل ہر ناقص معلوم کامل معلوم کے مقابلہ میں صفر ہے دنیا کے سارے علوم ایک کھوپڑی میں جمع نہیں ہو سکتے کہ ڈاکٹری، انجینئری، ایگریکلچرل سب میں کامل ہو تو دنیا کے سارے علوم کا ثمرہ اور نتیجہ دنیا ہے اور دنیا کا کل کسی کو حاصل نہیں ہو سکتا کہ سارے عالم کی ڈگریوں کے بدلے سارا کرۂ ارضی اس کو دے دیا جائے اور اسکی تنخواہ دس لاکھ ہو پھر بھی یہ دنیا کا کل نہیں جزء ہے دنیا تو بڑی وسیع ہے اس وقت دنیا کی آبادی ۳ ارب ہے، ساری دنیا ان سب پر تقسیم ہے تو یہ شخص ضلع، صوبہ، گاؤں کا امیر بن جائے تو بھی ایک جزء حقیر کا مالک ہے اور اگر کل دنیا کا مالک بھی بن جائے تو خدا نے کل دنیا کو بھی مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ کہا ہے کہ متاع دنیا بہت تھوڑی ہے اور علم دین کا بدلہ آخرت اور جنت ہے فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰى وہی دونوں جہانوں کا مالک

ہے اب ان دونوں میں قیمتی کونسا ہے؟ تو ایک کو تو مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ کہا گیا اور عالم آخرت کے بارہ میں فرمایا وَاِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيْمًا وَّمُلْكًا كَبِيْرًا جب آپ آخرت کی زندگی دیکھیں تو ایک عظیم ملک کبیر اور نعمتیں دیکھو لوگے۔

جنت کے بارہ میں مولانا محمد قاسمؒ کا مقولہ

مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کا ایک مقولہ یاد آتا ہے، کسی نے پوچھا مولانا! جنت کی زندگی کیسی ہے؟ فرمایا چھوٹی خدائی ہے خدا کسے کہتے ہیں فعال لما یشاء ویحکم ما یرید کو کہتے ہیں کہ جو چاہے ہو جائے اور جو ارادہ ہوا سے نافذ کر سکے اور دنیا میں امریکہ روس وغیرہ کسی کے بس میں نہیں کہ جو دل میں چاہے وہ ہو جائے ویت نام کو شکست دینا چاہتا ہے ہوتا نہیں اور وہاں قرآن کہتا ہے وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ وہاں جو تمہارا دل چاہے گا ملے گا اور جو بھی زبان پر آجائے وہ بھی ملے گا اور تمہارا دل اور عقل تو ناقص ہے تو جو بھولا ہوا اور پھر کسی وقت یاد آجائے جب بھی جی چاہے مل جائے گا اور یہاں جو چاہے کہ ایک سیکنڈ زندگی بڑھ جائے آدم سے لیکر اب تک ایک سیکنڈ تک کسی کو نصیب نہیں ہو سکتا اور اگر شبہ ہو کہ دل تو خواہشات ناجائز بھی چاہے گا تو یہ نفس بعد العذاب یاقبل العذاب نفس مطمئنہ بن جائے گا وہ آخرت اور جنت کا معاملہ ہے وہاں پاک نفوس ہوں گے، نفس پاک خواہش پاک یہاں تو نفس امارہ بالسوء اور لوامہ ہے وہاں مطمئنہ ہوگا۔

نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ سب کے سب اللہ کے مہمان ہوں گے مفسرین دو نکتے بیان کرتے ہیں کہ جو نعمت استعمال کریں گے وہ عظمت اور بلندی کی آخری سرحد تک ہو گی، دوسرا یہ کہ اگر کسی کا بہت زیادہ مال ہو مگر مہمان نہ ہو تو مہمان کے مقابلہ میں اس کو کم راحت ہوتی ہے صبح نوکر سے سامان بازار سے منگوائے گا گوشت لاؤ چاول لاؤ برتن

کا نظم کرو باورچی سے پکواؤ، دردسر سے فارغ نہیں ہوگا مگر مہمان کے ذمہ کچھ بھی دردسر نہیں، اب اگر میزبان بھی بادشاہ اور احکم الحاکمین ہو تو پھر انتظام کا ذرا بھی دردسر نہیں مہمان کے ذمہ کچھ نظم نہیں، پاؤں پھیلائے بیٹھا ہے کہ تیار آئے گا۔

جنت کا لب لباب امام قشیریؒ کے الفاظ میں

اور رسالہ قشیریہ میں امام ابوالقاسم قشیریؒ فرماتے ہیں کہ لب لباب اس زندگی کا یہ ہے کہ **غنی لا فقر و شباب لا هرم و صحة لا مرض و حیات لا موت** چار مثبت چیزیں چار منفی ہیں (غنی ہے فقر نہیں جوانی ہے بڑھاپا نہیں صحت ہے بیماری نہیں زندگی ہے موت نہیں) تو یہ دینی علوم اور دینی تعلیم کا صلہ اور ثمرہ ہے۔

علم کامل اور ناقص کا فرق

میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا دینوی علوم کی ڈگریوں کا اتنا اور ایسا انعام مل سکتا ہے؟ اس لئے علم دین کا فائدہ اکمل اور علم دنیاوی کا ثمرہ انقص ہے اور **تنزیل الناقص بمنزلة المعدوم** (العرف الشذی: ج۱،ص ۲۰۰) عام قاعدہ ہے ناقص کو معدوم ہی سمجھا جاتا ہے، مثلاً کوئی بھنگی کو عالم نہیں کہتا حالانکہ علم بمعنی دانستن اس کو حاصل ہے صفائی کا علم اسکو ہے کہ کیسے جھاڑو مارنا ہے کہاں پھینکنا ہے کچھ فہم و فراست تو اس کو حاصل ہے پاگل تو خاکروب نہیں ہوسکتا، اسی طرح موچی کو عالم نہیں کہہ سکتے اسے بھی علم حاصل ہے پی ایچ ڈی اور سی ایس پی کو بھی دنیا کی نوکری ملتی ہے مگر اول الذکر دونوں کو وہ بھی عالم نہیں کہہ سکتے وہ سمجھتے ہیں کہ اونچا فائدہ ہو تو وہ علم ہوگا تو گویا پی ایچ ڈی والوں نے بھی مان لیا کہ انقص کو عالم نہیں کہیں گے ایک آیت بھی قرآن ہے اور کل بھی قرآن ہے مگر ایک آدمی سے پوچھا جائے کہ آپ کے گاؤں میں کتنے حافظ ہیں وہ صرف ان کا ذکر کرے گا جس نے مکمل قرآن یاد کیا ہو حالانکہ ایک پارہ والا بھی حافظ ہے اور

شرعاً ان پر قرآن کے حافظ کا اطلاق ہوتا ہے مگر کل کے مقابلہ میں ناقص صفر ہے اس لئے خدا نے دنیا کے علم کا نام تک نہ لیا کہ اس کو ہونا نہ ہونے کے برابر ہے۔

فرمایا **قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ** (الدین) **وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ** (الدین)

جب اس کے مقابلہ میں دنیا کا علم صفر ہے تو اس کے نام لینے کی کیا ضرورت ہے۔

خدا کے ہاں معیارِ فضیلت

آج بعض نسب کو سب کچھ سمجھتے ہیں بعض دولت کو بعض مال کو بعض حکومت اور اقتدار کو تو خدا نے فضیلت کا معیار نہ نسب بنایا نہ مال نہ حکومت نہ دولت بلکہ معیار صرف علم دین ہے اگر وہ حاصل ہو تو اس سے کوئی برابر نہیں ہوسکے گا خواہ سارے روئے زمین کا بادشاہ کیوں نہ ہو ورنہ خدا نے آیت میں استثناء کیا ہوتا کہ **سوی الامراء والحکام** یہ خدا کا اٹل فیصلہ ہے اسکا ظہور برزخ میں اور آخرت میں ہوگا پھر جو بھی علماء کی فضیلت سے انکار کرتا ہے وہ اگرچہ دو پاؤں رکھتا ہے مگر درحقیقت وہ چار پایوں کی طرح ہے مجنون ہے پاگل ہے شکل سے انسان مگر درحقیقت حیوان ہے۔

تذکر اولوا الالباب کے تین نکتے

اس لئے کہ پھر فرمایا **اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ** اس میں تین نکتے معاً بیان ہوئے۔

(۱) انما حصر کا کلمہ ہے کہ اس مضمون کو خداوندان عقل ہی سمجھتے ہیں لفظ انما کہا کہ جو عالم کو تمام دنیا والوں پر برتر سمجھے وہی اولوا الالباب ہے ورنہ وہ عقل سے عاری اور بے وقوف ہے اور ان کے حصر کا یہی تقاضا ہے کہ تذکر ہو تو عقل ہے نہ ہو تو عقل نہیں۔

(۲) بظاہر مناسب یہی تھا کہ **انما یعلمہ** کہا جاتا مگر علم کا لفظ نہیں کہا بلکہ قرآن نے تعبیر تذکر سے کیا اور یہ کئی آیتوں میں ہے۔

میثاق الست کی یاددہانی

تو محققین فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ارواح کو ازل میں کہا تھا **اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ** کیا میں

تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو سارے دین کا لب لباب میثاق الست میں جمع ہے میثاق ازل کل صفات ربوبیت اور کل احکام تشریعی اور تکوینی کو جامع ہے اور یہ اقرار ربوبیت اقرار دین ہے، تو دین کا اقرار عالم ارواح میں لیا گیا اور ابو ہریرہؓ کی روایت ہے مسلم و بخاری میں ہے کہ **کل مولود یولد علی الفطرۃ** (مسلم) ”ہر بچہ اپنی فطرت صحیحہ پر پیدا ہوتا ہے“ تو معلوم ہوا کہ دین کے جو اصول ہیں وہ ہر انسان کی رگ رگ میں فطرۃً پیوست ہیں یہ صرف حدیث سے نہیں قرآن سے بھی ثابت ہوتا ہے **فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا** میرے مقالہ ”اسلام دین فطرت ہے“ میں یہ مضمون مکمل بیان ہے۔

تو تذکر کا معنی یادداشت ہے بھولی ہوئی بات کو دوبارہ یاد کرنا **فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى** قرآن کو ذِی الذِّکْرِ کہا **وَالْقُرْاٰنِ ذِي الذِّكْرِ** تو معلوم ہوا کہ علماء اور انبیاء کا بیان کرنا پڑھانا نہیں بلکہ یاد دلانا ہے پرانی بات کا تو اس لئے تذکر کہا علم نہیں تو معلوم ہوا کہ قرآن نئی چیز کو فطرت پر نہیں ٹھونستا وہ چیزیں جو انسان کی فطرت میں ڈالے گئے ہیں انہیں یاد دلاتا ہے **اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ** بات نئی نہیں بلکہ پرانی بات ہے اُسے یاد رکھنا عقلمند کا کام ہے یہ بات بھی نئی نہیں کہ عالم کا درجہ افضل ہے قرآن قدیم فطرت پر استقامت کی تلقین کرتا ہے تو عالم کا غیر عالم پر افضلیت ایک فطری چیز ہے قرآن نے صرف اسے یاد دلایا ہے۔

(۳) عقل خالص

پھر اولوالالباب کہا، اولو العقول، اولو النفوس، اولو الافکار نہیں کہا تو ”لب“ عربی میں مغز کو کہتے ہیں مگر قرآن کی اصطلاح میں **العقل الخالص عن مداخلۃ الوهم والشهوۃ** وہم اور شہوت اندازی کے دخل سے جو عقل پاک ہو اُسے عقل کہا جائے گا تو یورپ والے اولوالعقول تو شاید ہوں گو میرے نزدیک یہ بھی محل نظر ہے مگر اولوالالباب ہرگز نہیں ہے

کیونکہ ان کی ساری عقل خواہش نفس کے ماتحت ہے اور الباب میں حریت عقل کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ وہم اور شہوت کی بندشوں سے آزاد عقل عقل ہے جو ایسا نہیں تو وہ عقلمند نہیں تو اب جس کا فیصلہ اس کے خلاف ہو تو وہ اللہ کے ہاں عقل والا نہیں اور اگر وہ اس دعوے کا ابطال کرے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ ابطال اس کی وجہ سے ہے دلیل نہیں بن سکتا۔

اللہ کی نظروں میں عزت کافی ہے

میں جب ریاست قلات میں وزیر معارف تھا تو ایک بھنگی جس کا نام رام کلہ تھا تو ایک دفعہ ایک عالم نے مجھے کہا کہ یہ لوگ ہمیں حقیر سمجھتے ہیں میں نے پوچھا کہ خالق؟ تو کہا کہ اس کے ہاں تو عزت ہے اور آیت **يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ** تلاوت کی تو میں نے کہا کہ خالق اور خلق میں کتنا فرق ہے کہا بے حد میں نے کہا کہ رام کلہ (بھنگی) اور لیاقت علی خان (اس وقت کے وزیر اعظم) کے درمیان جو فرق ہے اس سے تو زیادہ فرق ہے کہا کہ لامحدود فرق ہے اور یہ دونوں تو حیوان ناطق ہونے اور انسانیت میں شریک ہیں اور خداوند تعالیٰ تو ساری کائنات سے برتر ہے انسان اور خدا کے درمیان تو کوئی اشتراک ہے ہی نہیں تو میں نے کہا کہ اس کی مثال تو ایسی ہے کہ اس وقت کے وزیر خزانہ غلام محمد کی قدر و عزت لیاقت علی خان کے دل میں ہے اور اس بھنگی رام کلہ کے دل میں بالکل نہیں وہ وزیر خزانہ کو کچھ نہ سمجھے مگر لیاقت علی کے ہاں اس کی قدر ہے، تو کیا رام کلہ کی بے قدری سے غلام محمد پر اس کا اثر پڑیگا؟ بالکل نہیں رام کلہ جیسے ہزاروں لوگ اُسے معزز نہ سمجھیں تو کیا ہو گیا تو اللہ رب العالمین کے ہاں اگر کوئی معزز ہے تو ایسے ہزاروں رام کلے اگر مولوی کو حقیر سمجھیں تو کیا اثر ہو سکتا ہے؟

وراثت نبوت

علامہ ابن عبداللہ کی کتاب العلم میں آیت **ثُمَّ اَوْرَثْنَا** کے ذیل میں کلام کیا

ہے وراثت نبوت پر مثلاً ایک شخص بدون الأیام المنھیہ مسلسل روزے رکھے اور اوقات مکروہہ کے علاوہ ہر وقت نماز پڑھے کفاف اور قوت لایموت کے علاوہ سب کچھ اس کی راہ میں لگا دے تو پھر بھی اُسے وارث الانبیاء نہیں کہہ سکتے وارث کا درجہ اسسٹنٹ کا ہے، اور پیغمبر کا درجہ صدر کا ہے وارث نبی کا نائب ہوا اگر ایک شخص سارے کرہ ارضی کا مالک ہو اور بادشاہ ہو مگر عالم نہ ہو تو وہ وارث نبی نہیں، خدا کے بعد نبی کا درجہ ہے اور پیغمبر کے بعد باجماع قرون ثلاثہ وکتاب وسنت علماء دین کا عہدہ ہے اتنا ارادہ نہیں تھا مگر حضرت تھانویؒ کے ایک فقرہ پر تقریر ختم کروں گا دیکھئے ہم انگریزی تعلیم کے خلاف نہیں ہیں یہ ایک غلط الزام ہے علماء پر مگر اس تعلیم سے لگی ہوئی خرابیوں کے خلاف ہیں انگریزی تعلیم سے جو غلط افکار وعقائد اور عمل کے جو نقصانات آتے ہیں اس کے خلاف ہیں۔

دنیوی علوم کی تحصیل بھی فرض کفایہ ہے

حضرت شاہ عبدالعزیز نے فتاویٰ عزیزیہ اور مولانا عبدالحئی نے مجموعۃ الفتاویٰ میں لکھا ہے کہ انگریزی زبان اور ہر زبان اور علم کی تحصیل جائز ہے اور ہر قسم کا کسب زراعت وغیرہ سیکھنا تو بتصریح امام غزالی کما فی احیاء العلوم فرض کفایہ ہے موچی، درزی کا کسب بھی فرض کفایہ ہے اگر سب اسے ترک کر دیں تو جوتے کہاں سے کپڑے کہاں سے روٹی وغیرہ کہاں سے ملے؟

انگریزی تعلیم کے نہیں اس کے مفاسد کے خلاف ہیں

تو دنیاوی علوم ممنوعات تو کیا ہوں اسلام میں فرض کفایہ ہیں مگر اس انگریزی کے مفاسد اور تباہیوں کے خلاف ہیں مولانا تھانویؒ سے کسی نے کہا کہ بچے کو کالج میں داخل کرتا ہوں، فرمایا کالج میں یا فالج میں تو جسطرح فالج بدن کی حرارت اور خون کو خشک کر دیتا ہے تو یہ کالج بھی ایمان کی حرارت کو خشک کر دیتے ہیں علامہ اقبالؒ نے سچ

کہا کہ علماء نے قربانیاں دیں مرزا غلام احمد کا دعوی نبوت کروڑوں مسلمانوں کے سینہ پر ایٹم بم کی طرح گرا غریب کسانوں نے جان قربان کر دی مگر انگریزی تعلیم یافتہ طبقہ عموماً ٹس سے مس نہ ہوا بلکہ مرزائی افسر کو سلام وخوشامد کرتا رہا اور مولوی کو تنگ ظرف کہتا رہا۔

غلط ماحول غیرت دین کی بیداری کا سبب

پھر اس شخص نے کہا کہ اسلامیہ کالج میں داخل کر دوں فرمایا نہیں ہندو کالج میں اور کچھ عرصہ بعد آیا تو کہا کہ میرا بیٹا علی گڑھ کالج میں دہری تھا اور دوسرے کالج میں داخل ہوا تو اس کا عقیدہ درست ہو گیا اور پکا نمازی بن گیا اب ان کے مشورے پر سمجھا کہ اس میں کیا حکمت تھی؟ کہ وہاں اسلامی نام تھا سب مسلمان تھے یہاں ہندو سے سابقہ پڑا تو ہندو جتنا باطل پر مضبوط ہوا اس کی اسلامی غیرت اسے اتنا ہی حق کی مدافعت اور حق پر مداومت پر مجبور کرتی رہی ریل کے سیکنڈ کلاس میں عموماً چھ سیٹ ہوتے ہیں ہندو دور میں عموماً آدھے سیٹوں والے نماز پڑھتے تھے اب ایسے ڈبوں میں عموماً میں اکیلا نماز پڑھتا ہوں، پانچ بے نمازی ہوتے ہیں، اس لئے کل پاکستان حاصل ہوا اور اب ہندو سے مقابلہ نہیں...... وبذیمھم وبھم عرفنا فضلہ وبضدھا تتبین الأشیاء

اہل علم پر اللہ کے دنیوی احسانات

تو علم دین حاصل کرو تو تعلیم بھی مفت اور سب کچھ مفت یہاں دارالعلوم حقانیہ میں آکر پڑھو تو روٹی مفت استاذ مفت کتاب مفت کچھ خرچ نہ ہوگا فوج نے بھی دارالعلوم حقانیہ کی سند کو تسلیم کر دیا تو معلوم ہوا کہ عالم دین بننے پر آٹھ آنے نہیں لگتے اور علم دنیا پر اوسطاً آٹھ ہزار روپے ماں باپ بی اے کروانے پر لگا دیتے ہیں پھر تمہارے علم کا نفع یقینی ہے کہ اس کی سند خدا نے قرآن وسنت میں جنت دی ہے، گویا خدا سے تم نے رجسٹری لکھوالی۔

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ اور فرمایا کہ وَعْدًا عَلَیْهِ حَقًّا فِی التَّوْرٰةِ وَ الْاِنْجِیْلِ یہ عہد ہے خدا کا پھر جب دوران علم میں مرا تو شہید ہو گیا اور زندہ رہ کر عالم بنا تو وارث انبیاء ہوا اور دنیا کی تعلیم میں ان سب کا کوئی امید نہیں دوران تعلیم مرا تو دنیا و آخرت دونوں ضائع ہو گئے اور زندہ رہا تو پھر بھی ضروری نہیں کہ ڈگری بھی لے پھر ملازمت بھی متعین نہیں۔

علماء کی غیبی کفالت

اکثر علماء کو عموماً کوئی نہ کوئی مشغلہ مل جاتا ہے، عالم ہے، خطیب ہے، مدرس ہے ،امام ہے،کوئی واعظ ہے، مبلغ ہے تو کوئی ملا بیکار نہیں فضلاء مدارس کتنے بے کار ہیں؟ اور انگریزی خوان کتنے بے کار ہیں فہرست بنالو تو انگریزی والے ستر فیصد ہوں گے اور علماء و فضلاء پانچ فیصد ہوں گے اس میں غیبی ہاتھ ہے دارالعلوم دیوبند کے قیام میں دست غیب بھی تھا خدا کی مرضی تھی تو سارا ملک خلاف تھا مگر خدا نے بنوا دیا مولانا محمد قاسمؒ نے بنوایا تو مولانا یعقوبؒ نے کہا کہ اچھا کیا مدرسہ تو بنایا گیا مگر انہیں کھانا کہاں سے ملے گا، فرمایا صبح جواب دوں گا صبح کہا کہ میں نے مراقبہ کیا تو معلوم ہوا کہ دارالعلوم دیوبند میں جس نے بھی علم حاصل کیا اور اس کی شاخوں مثلاً دارالعلوم حقانیہ وغیرہ بھی حضرت کا مراد مسلک کے سارے مدرسے تھے اور اس کے مطابق عمل بھی کیا تو اللہ نے اس کے ضروری رزق اور باعزت طور پر گذر اوقات کی ذمہ داری لے لی اور ہم نے تو اس کا ذاتی تجربہ کیا میرے آباء و جداد کی حالت یہ تھی کہ ان کے بارہ گاؤں سید احمد شہید کے جہاد میں چلے گئے احمد شاہ کی دستاویز موجود ہیں میرا جو تھوڑا سا حصہ تھا وہ میں نے بیچ دیا اور حج کیلئے روانہ ہوا، کسی نے کہا چڑیا بن گئے اب کون سے گھونسلے میں رہو گے گھر ایسا کہ رشتہ داروں کے لحاظ سے عدم کے برابر تھا وہ حالت تھی اور پھر عمر بھر ملازمت کی درخواست نہیں کی

ملازمت آ کر کہتی ہے کہ مجھے قبول کر دو اور خدا نے ایسی وجاہت دی گیارہ سال مسلسل چار ریاستوں کی وزارت کی انتظام بہترین طریقہ سے سنبھالی کہ خیال بھی نہ تھا۔

دینی حمیت میں وزارت سے استعفیٰ

پھر استعفیٰ دیدیا اور دینی جوش میں کہ ون یونٹ سے پہلے میرا فیصلہ شرعی ہوتا تھا کسی کو اس پر رٹ کا حق نہ تھا اور جب رٹ کا حق دیا گیا تو ہم نے چھوڑ دیا اور اب پھر ملازمت پر مجبور کر دیا گیا (غالباً بہاولپور یونیورسٹی میں تھے) اور دو ہزار ماہوار مقرر کر دیئے۔

شیخ الحدیث کی مثال

آپ کے مولانا (شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ) آپ کے سامنے ہیں ان کی جو باعزت زندگی اور گذران ہے کسی گورنر کی ایسی نہیں دیوبند میں اور قلات میں جمعہ کی رات اتنے طلبہ آ جاتے کہ کچھ خدمت کر لیں اور قلباً اس خدمت کو جنت کا ذریعہ سمجھتے اور یہاں یہ سینکڑوں جو ہیں اور تمہیں حضرت شیخ الحدیث صاحب سے جو اخلاص و محبت ہے وہ صدر ایوب کو حاصل نہیں وہ تعلق اغراض پر مبنی ہے، لالچ پر ہے، اس طرح اور حضرات دیوبند کی زندگی اور عزت کا حال ہے۔

تو حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ انگریزی خوان بی اے ہو گیا تو بسا اوقات صرف اپنا خرچ کیا ہوا پیسہ واپس کر دیگا ورنہ کچھ نہیں اور علم دین کے علم قلیل کا بھی اثر ہے کہا کیسے فرمایا کہ قلیل وہ ہے جو ایک گھنٹہ میں سیکھا جا سکے اگر ایک شخص غبی ہو تو پھر بھی ایک گھنٹہ میں اذان سیکھ لے گا سیکھ لیا، چلو موذن ہو گیا اور روٹی چل پڑی بی اے چودہ سال تعلیم حاصل کرے گا پھر ملازمت بمشکل ملے گی تب تنخواہ جاری ہو گی اور موذن نے اللہ تعالیٰ کی عظمت کا نعرہ بلند کیا اور روٹی جاری ہو گئی۔

بہر حال لوگ جب علم دین کی توہین کریں گے اس وقت علم دین کے حصول

کی قدر وعظمت بڑھے گی اور جب قدر وعزت ہو لوگوں میں، تو اخلاص میں فرق آجائے
گا یعنی رضائے الٰہی کی طلب میں ریا وعجب کی آمیزش ہو تو اخلاص اور اجر میں فرق
آجائے گا اور جب لوگوں میں بغض اور تحقیر ہو تو ایسے دور میں تحصیل علم کی عنداللہ اجر قدر
کے زمانے کے سو افراد کے برابر ہوگا کہ قدر نہیں پھر بھی زندگی وقف کرلی۔

طالب العلم کا جذبہ حصول علم

حضرت شاہ عبدالعزیز دہلی میں جب درس دیتے بارش کا موسم تھا شدید بارش
ایک دفعہ ایک طالب العلم جو پانچ چھ میل سے آتا تھا نہ آیا حضرت شاہ صاحب نے
انتظار کیا، درس ملتوی کر دیا کہ نہیں وہ ضرور آئے گا کچھ دیر بعد طالب العلم کتاب گھڑے
میں ڈالے ہوئے سر پر گھڑا الٹا رکھ کر آیا کہ کتاب بارش سے بھیگ نہ جائے اسی طرح جو
واپس ۶ میل جاتا شاہ صاحب کے فارغ ہونے کے بعد کہا کہ حضرت میرا نہ آنا دو
وجہوں سے ہوگا یا تو موت اور یا قرب الی الموت آہ! انگریزی تعلیم کے اثرات نے یہ
جذبہ علم بھی ختم کر دیا۔

دینی طالب کی ذہانت کا موازنہ

شاہ عالم اس مدرسہ کی امداد کرتا تھا انگریز ریذیڈنٹ اس مدرسے کے خلاف تھا
اس نے شاہ عالم سے ایک بار پوچھا کہ اس مدرسہ کے ساتھ کیوں امداد کرتے ہو تو شاہ
عالم نے جواب دیا کہ اس لئے کہ لوگ دینی علم سیکھیں پوچھا کیوں؟ تو جواب دیا کہ اس
لئے علم دین سیکھ کر عقلمند بن جائے گا تو ایسی رعیت کا تجھے بھی فائدہ ہوگا کہا کہ یہ طالب
دین عقلمند ہوتا ہے، کہا ہاں تو اس نے امتحان لینا چاہا تو انگریزی تعلیم کے کسی پروفیسر کو بلا
کر پوچھا کہ اس شاہی تالاب میں کتنے پیالے پانی ہوگا تین ایسے آدمی بلائے اور پوچھا
تو سب نے جواب دیا کہ اس کا کیا اندازہ لگ سکتا ہے؟ پھر عربی مدرسہ کے کسی طالب

العلم کو بلایا پھٹے پرانے بوسیدہ کپڑوں میں ملبوس راستہ میں گذرتے ہوئے ایک طالب
العلم کو بلایا پوچھا کہاں جا رہے ہو کہا شاہ عبدالعزیزؒ کے مدرسہ میں اور مجھے جانے دو کہ
میرا سبق ناغہ ہو رہا ہے بمشکل بلایا کہ شاہ صاحب پھر تجھے پڑھا دیں گے پھر انگریز نے
پوچھا تو کہا کہ میں مدرسہ عزیزیہ کا طالب العلم ہوں کہا اس تالاب میں کتنا پانی ہوگا اس
نے فوراً جواب دیا کہ اگر پیالہ اس حوض کے برابر ہو تو ایک پیالہ اگر اس کے نصف ہو تو
دو پیالے اگر اس کے چوتھائی ہو تو چار پیالے اس طرح حساب لگاتے جاؤ یہ ہے دینی
طالب العلم کی ذہانت۔

شیخ الحدیث کے لئے دعا دارالعلوم پاکستان کا روح رواں

تو دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ کی عمر بھی دراز کر دے اور مجھے
بھی صحت دے ہم دونوں ایک ہی مرض میں مبتلا ہیں دنیا کی خواہش نہیں صرف یہی ہے
کہ خدا دین کی خدمت کی توفیق دے کہ اس امانت کا کچھ حق ادا کرسکیں، یہ دارالعلوم
سارے مغربی پاکستان کا روح رواں ہے اور اسکی زندگی اسلام کی زندگی ہے اور پھر اس کا
وجود پٹھانوں میں تو اور بھی عجیب ہے خدا اسکی حفاظت کرے۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين

(ماہنامہ الحق ستمبر ۱۹۷۹ء)

قانون سازی کا حق کسے حاصل ہے؟

نئے حالات نئے تقاضے علماء کی ذمہ داریاں

۷/اگست ۱۹۷۲ء کو تعطیل گرما کے دوران حضرت مولانا شمس الحق افغانی مدظلہٗ طلباء دارالعلوم کو اپنی زیارت اور فیوضات سے مشرف فرمانے دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے دوسرے دن صبح دارالحدیث میں طلباء واساتذہ کے ایک بڑے مجمع سے موجودہ حالات اور تقاضوں کی روشنی میں حکمت وموعظت سے لبریز خطاب فرمایا جسے احقر مرتب خطبات نے اس وقت قلمبند کیا۔

شیخ الحدیث کا علامہ کو خراج تحسین

اس سے قبل حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہٗ نے مولانا کے جامع کمالات شخصیت کو خراج تحسین پیش کیا اور فرمایا کہ ’’مولانا کی شخصیت اس دور میں علوم عقلیہ ونقلیہ احادیث، تفاسیر اور زمانہ کے مسائل وحوادث پر گہری نگاہ کے لحاظ سے بے بدل ہے یہ جامعیت ان پر اللہ کا خاص احسان ہے دارالعلوم کے ساتھ ابتدائے تاسیس سے حضرت کا جو خصوصی تعلق اور ربط ہے اسی کا نتیجہ ہے کہ اس شدید گرمی میں اور بیماری میں کہ ڈاکٹروں نے تمام تحریری وتقریری مشاغل سے منع کیا ہے حضرت نے دارالعلوم آنے اور یہاں طلباء کو اپنے علوم ومعارف سے مستفید فرمانے کی زحمت اٹھائی حق تعالیٰ ان کے درجات مزید بلند فرمائے اور اہل علم اور مسلمانوں کو ان کے فیوضات سے سیرابی کا تادیر موقع بخشے‘‘ دوسرے دن شام تک حضرت علامہؒ کی دارالعلوم کے اساتذہ وعلماء سے بابرکت مجالس رہیں اور شام کو اپنے دولت خانہ ترنگ زئی واپس تشریف لے گئے اس موقع پر کی گئی تقریر یہاں دی جارہی ہے...... (س)

مولانا عبدالحق کے باطن اور حقیقت کا ثمرہ سب پر عیاں ہے

خطبہ مسنونہ کے بعد: اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ......

دارالعلوم حقانیہ کے شیخ الحدیث بانی ومہتمم حضرت مولانا عبدالحق صاحب نے میرے بارہ میں جس نیک گمان کا اظہار کیا تو وہ چونکہ مجسم تواضع وخاکساری ہیں ہر دوسری ہستی پر بڑا گمان اور اپنے آپ پر کم گمان ہوتا ہے اس بنیاد پر یہ سب کچھ فرمایا باقی اندرونی کمالات کے علاوہ ان کی اپنی حقیقت کیا ہے؟ تو صرف اس سے اندازہ لگایئے کہ اس کا ثمرہ آپ سب کے سامنے بالکل عیاں شکل میں موجود ہے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے علم اور تقویٰ کا نام کیوں زندہ ہے سب حضرات اکابر اپنے اپنے درجہ میں کمال رکھتے ہیں مگر مولانا محمد قاسمؒ کا خیر اور فیض سب پر بھاری اور زیادہ ہوا ایسا مدرسہ قائم ہوا جس کا فیض سارے عالم میں پھیلتا چلا جارہا ہے۔

حضور اقدس ﷺ کے کمالات سب پر کیوں زیادہ ہیں؟ حضور ﷺ نے ایک ایسی امت تیار فرمائی جو قیامت تک من حیث المجموع گمراہ نہیں ہوگی اور حضرت عیسٰی علیہ السلام پر سو برس نہیں گذرے تھے کہ امت نے ایک خدا سے تین بنا دیئے تو اس بنیادی قاعدہ کے تحت اللہ تعالیٰ نے اس سنگلاخ خطہ میں مولانا کے ہاتھ سے ایک ایسا ادارہ قائم فرمایا اور یہ ان کے اخلاص، ان کے علم اور تقویٰ کے ثمرات ہیں جس کا خدا نے مشاہدہ کرا دیا کہ ان کے باطن میں جو بھی تھا اللہ نے اسے ظاہر بھی فرمایا۔

فرعونیت کے دور میں حاکمیت الٰہی کا اعلان

آیت جو پڑھی گئی، سورہ یوسف کی ہے مکی سورت ہے آج کل سیاست کا چرچہ ہے سیاست کے عملی قوانین اکثر مدنی سورتوں میں ہیں، لیکن سیاست کے بعض اہم

اصول مکی سورتوں میں ہیں کہ من جملہ ان کے یہ آیت بھی ہے حضرت یوسف کے زمانہ سے اعلان ہوتا ہے کہ فرعونیت اور شان وشوکت کا دور دورہ تھا تو ایک انسان حکمران کی حاکمیت کے توڑ اور اس کے مقابلہ کے لئے یہ اعلان فرما دیا گیا کہ حکومت صرف اللہ کی ہے اور اس میں درس کا پہلو زیادہ ہے اور کچھ باتیں بالترتیب بیان کی گئیں۔

قانون کا سرچشمہ اللہ، انسان یا جماعت؟

اوّل تقنین کہ قانون کا سرچشمہ اللہ کی ذات ہے یا انسان کی کھوپڑی یا کوئی جماعت؟ تین احتمال ہوسکتے ہیں قانون کو عربی میں حکم کہتے ہیں قانون کا سرچشمہ اس کے بنانے کا اختیار اللہ کو حاصل ہے؟ یا انسانوں کو اگر انسان کو ہے اور ایک ہی فرد کو تو اس سے شہنشائیت آئی یا کئی انسانوں کو ہے اور اکثریت پر فیصلہ ہے تو اس سے جمہوریت یا پارلیمنٹ کا تصور آیا گویا تین چیزیں ہوتیں (۱) حاکمیت الٰہیہ (۲) حاکمیت انسانیہ فردیہ (۳) حاکمیت انسانیہ جمہوریہ یا شورائیہ یا جماعتیہ۔

قابل مرمت نہیں بلکہ فک کل نظام

اب دنیا کی کیا صورت حال ہے تو اس کے لئے یہ بات سمجھئے کہ بعض عمارتیں مرمت چاہتی ہیں اور بعض کو بیخ وبن سے اکھاڑنا ضروری ہوتا ہے اور ہمارا موجودہ نظام زندگی قابل مرمت نہیں کہ کچھ تو فرنگی کا قانون ہو اور کچھ خدا کا ساری عمارت نئے سرے سے بناؤ گئے تب کام چلے گا مداہنت سے کام نہیں بنتا کہ امّا لھذا وامّا لذا تو جس طرح مکانات دو قسم کے ہوتے ہیں یا پورا انہدام یا مرمت تو سارا کافرانہ نظام بیخ وبن سے اکھاڑ کر پھینک دینا ضروری ہے اور اپنی طرف سے نہیں کہا شاہ ولی اللہ صاحب کا زمانہ اورنگ زیب سے کچھ بعد کا زمانہ ہے تو اگرچہ اسلامی اثرات باقی تھے مگر بہت کچھ تبدیلیاں اور خرابیاں بھی آگئی تھیں تو شاہ صاحب نے علاج تجویز کیا فك كل نظام ہر موجودہ غیر اسلامی نظام ختم کرانا ہے۔

مولانائے روم، حکیم سابق ولی اللہ اور حکیم لاحق اقبال کا اتفاق رائے

اور یہ جو حکیم قدیم (شاہ ولی اللہ) نے فرمایا تھا تو ”مساٹیر“ کے طبقہ کے حکیم یعنی اقبالؒ نے بھی یہی کہا اور فارسی نظم میں خدا سے مکالمہ کی صورت میں فرمایا کہ کافرانہ نظام سے مصالحت کریں یا نہیں...... ع گفتا کہ جہانے ما آیا بہ تو می سازد

موجودہ جہاں تمہاری پسند ہے یہ مغربی تہذیب، مغربی نظام، تمدن وغیرہ

ع گفتم کہ نہ مے سازد گفتند کہ برہم زند

تو انہدام کے اصول پر حکیم سابق اور حکیم لاحق یعنی شاہ ولی اللہ اور اقبال دونوں متفق ہوگئے اور ان دونوں سے بہت پہلے ایک اور حکیم وقت نے بھی یہی کہا......

گفت رومی ہر بنائے کہنہ کآبادان کنند
تو نہ می بینی کہ آں بنیاں را ویران کنند

اسلام کی آبادی کرو گے تو فرنگی عمارت ڈھانی ہوگی تو مسئلہ صلح تو ختم ہوا کہ دین کے معاملے میں صلح نہیں ہوسکتا۔

مولوی تنگ نظر ہے یا مسٹر

اب عام ”مساٹیر“ کا طبقہ اعتراض کرتا ہے کہ مولوی تنگ ظرف ہے حالانکہ مولوی ہر چیز میں وسیع النظر ہے اتنا کوئی اور ہو ہی نہیں سکتا یہ لوگ بے ہمتی کی وجہ سے ہنڈیا مولوی کے سر پر پھینک دیتے ہیں، مولوی کہتا ہے زنا مت کرو، شراب مت پیو، تو یہ تنگ نظری نہیں مولوی کہتا ہے کہ آخرت کے عذاب قبر کے علاوہ یہاں بھی ان بد اعمالیوں کی سزا بھگتنی پڑتی ہے اور اس لئے کہتا ہے کہ شرابی اور زانی کچھ نہ کچھ احساس تو کریں اس کا، ایک دوست نے کہا کہ مسلمانوں نے اپنی تاریخ میں سقوط مشرقی پاکستان کی طرح شکست نہیں کھائی میں نے کہا یہ تو مسلمان نے شکست نہیں کھائی ایک مہارنی

نے رانی (جنرل رانی) کو شکست دی رانی ہمارے صدر یحیٰ کی معشوقہ تھی تو جو ملک شاہ شہید سے لیکر سینکڑوں من خون سے سینچا گیا تھا اور حاصل کیا گیا تھا اسے شراب اور عورت نے ڈبو دیا۔

مولوی آزاد ہے مسٹر ہر چیز کا غلام

تو کیا پھر بھی مولوی کی بات تنگ نظری ہے مولوی کا پاؤں تو اتنا آزاد ہے کہ کسی مسٹر کا اتنا آزاد نہیں بوٹ، کرگابی، جوتے، چپل سب کچھ پہن سکتا ہے مسٹر کا پاؤں سوٹ کے ساتھ بوٹ کے جیل خانہ میں بند ہوتا ہے مولوی دو پلی ٹوپی، گول ٹوپی ہر قسم کی ٹوپی پہن سکتا ہے پگڑی بھی ہے، رومال بھی باندھ لیتا ہے اور اصل مسٹر وہ جو ہر وقت صرف ٹوپ پہنے رہے تو یورپ کے نقالی کرنے والے کسی مسٹر کا سر آزاد نہیں، پاؤں آزاد نہیں، جسم آزاد نہیں، ہیٹ یعنی ایک ٹوکری نما ٹوپی ضروری ہے مولوی کا پاخانہ آزاد ہے، مسٹر کا کموڈ بند ہے ادھر ادھر نہیں ہوسکتا خبردار! لاتتحرك اور مولوی کی وسعتوں کا کوئی حد نہیں۔

قانون کے تین دائرے

الغرض اللہ نے حکم کا سر چشمہ اپنی ذات کو قرار دیا اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ کہہ کر توحید فی الحاکمیت کا اعلان فرمایا قانون کے سلسلہ میں تین باتیں ہیں۔

(۱) تقنین (۲) توضیح (۳) توسیع

اصل قانون پھر اسکی وضاحت اور اسکی وسعت اگر قانون جب خدا کا حق ہے تو اسکی توضیح کا حق خدا اور اس کے نبی کا ہے یا مسٹر پرویز کا ہے۔

قانون کی وضاحت

امام سیوطی نے الاتقان میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ نے کسی قانون کی جو بھی وضاحت فرمائی خدا کی تفہیم اور اشارہ سے فرمائی لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ اور ارشاد ہے يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ اس طرح قانون کے دائرہ کی توسیع بھی الگ چیز ہے اور اصل قانون کا مطلب سمجھ میں آجائے یہ توضیح ہے وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا تجارت اور سود کیا چیز ہے؟ ہر تجارت میں ربوا یعنی زیادت تو آتی ہے پھر تجارت کون کرے گا تو یہاں تجارتی ربوا مراد ہے یا خاص شکل ہے تو حضور ﷺ نے اسکی تشریح فرمائی کہ الذهب بالذهب والفضة بالفضة الخ اور توسیع کا مطلب یہ ہے کہ قیامت تک تم منصوص پر غیر منصوص احکام و مسائل قیاس کر کے استنباط کرتے رہو یہ بھی ثابت چیز ہے ارشاد ہے: لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔

اجتہاد توسیعی کی کچھ مثالیں

قرآن میں ہے: اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ اور مکمل تب ہوگا کہ توسیع کا دائرہ ہو کوئی پوچھے گا کہ چلتی گاڑی میں نماز ہوگی یا نہیں ہوگی تو کس طرح؟ تو صحاح ستہ اور کنز العمال سارے پڑھ لو ریل گاڑی کا ذکر نہیں ملے گا تو ائمہ اجتہاد نے جیسا کہ اجتہاد کیا جو چیز زمین سے پیوست ہو اور وہ حرکت کرے اور آدمی اس میں سوار ہو تو بہتر ہے کہ ریل اسٹیشن پر کھڑی ہو جائے تو نماز پڑھ لے ایسا موقع نہ ملے تو گاڑی میں رخ قبلہ ہو کر نماز شروع کرے پھر جس طرف گاڑی مڑے یہ قبلہ کی طرف مڑتا رہے یدور کیف مادارت یہ ضروری ہے فقہی مسئلہ یہ ہے اور ہوائی جہاز میں ہماری تحقیق کے مطابق یہ ہے کہ جہاز اڈے پر اترے تو نماز پڑھ لے، دوران پرواز نہ پڑھے،

زمین پر استقرار اور قبلہ رخ ہونا ضروری ہے مولانا عبدالحی لکھنوی نے فتاویٰ میں لکھا ہے کہ میں جب مدینہ منورہ پہنچا تو علماء کے درمیان اختلاف تھا کہ بحری جہاز میں نمازی قبلہ رخ ہو کر نماز شروع کر دے اور رفتار میں جہاز رخ تبدیل کر دے تو نمازی پرانے رخ پر قائم ہوگا یا اپنا رخ نماز میں تبدیل کرے گا حیران تھے مولانا آئے تو کہا **جاء العالم الھندی** "ہندوستانی عالم آگئے" مولانا عبدالحی فرماتے ہیں کہ پھر میں نے مسئلہ بتلایا، **فتاویٰ تاتار خانیہ** کے حوالہ سے کہ **یدور کیف مادارت** انہوں نے تسلیم کر لیا خیر یہ تو فقہی بحث تھی۔

قانون بنانے والا علم محیط رکھتا ہو

بات ہو رہی تھی کہ قانون کا سرچشمہ ذات رب العالمین ہے تو خدا بہ لحاظ حکومت وقوت بھی یہ بات منوا سکتا ہے مگر صرف حکومت کے زور پر نہیں حکمت کے زور سے بھی اس کے مستحق ہیں کہ قانون صرف وہی بنائے اس لئے کہ انسان کو انسان نے نہیں خدا نے بنایا ہے اب تصرف بھی اسی کا حق ہے اس لئے کہ اس کے اندرونی و بیرونی ضروریات اور تقاضوں سے صرف وہی واقف ہے خالق کائنات کی علم حیات انسانی کے تمام ادوار پر محیط ہے تو اسے ہی ضروریات معلوم ہیں دنیا کی زندگی کا الگ دور ہے قبر برزخ کی زندگی اس کے بعد بعثت کا دور جنت اور جہنم کا دور مختلف ادوار ہیں یہ ضروری نہیں کہ ایک دور میں ایک چیز نافع ہو تو دوسرے دور میں بھی ایسا ہو یا ایک کو مفید ہو تو دوسرے کیلئے بھی مفید ہو تو قانون وہی بنا سکتا ہے جسے ہر دور کے ضروریات اور تقاضے معلوم ہوں اور وہ صرف خدا کی ذات ہوسکتی ہے۔

انسانی قوانین میں جامعیت اور احاطہ ممکن نہیں

انسانی قوانین میں یہ جامعیت اور احاطہ نہیں ہوسکتا موسم کی مثال دیتا ہوں کہ

جولائی اور برسات کے مہینے میں کسی نے پوچھا کونسا لباس پہننا چاہیے پارلیمنٹ فیصلہ کرے کہ ململ اور ویل، کہاں سونا مفید ہے کھے باہر، کیسا پانی پیا جائے کھے برفاب ٹھنڈا اب جولائی کے بعد جنوری کا مہینہ آجائے تو ویل اور ململ پہن کر باہر کھلے میدان میں سو جاؤ برف کا پانی مانگے تو لوگ کہیں گے یہ تو احمق ہے اس موسم کا قانون تو انگھیٹی پوستین، سویٹر گرم لباس ہے کمرہ میں سونا ہے لیکن کسی نے اعتراض کیا تو کہے کہ پارلیمنٹ نے پاس کیا ہے لوگ کہیں گے کہ احمق وہ قوانین جولائی کے مہینہ کے لئے تھے تم اس کو جنوری میں اپناتے ہو دنیا کے ماہرین یہی بے وقوفی اور حماقت دین کے احکام اور آخرت کے ساتھ کرتے ہیں۔

شراب نوشی کے مضرات

مثلاً کہا جاتا ہے کہ شراب دنیا میں خون پیدا کرتی ہے اوّلاً تو یہ تسلیم نہیں اگر صحیح بھی ہو تو کیا آخرت میں بھی اسکی یہی تاثیر ہوگی؟ نہیں بلکہ وہاں کے لئے تو یہ زہر جیسی تاثیر رکھتی ہے موسم تبدیل ہوگیا دنیا میں اور موسم قریبی تبدیلی کی وجہ سے احکام متضاد بن جاتے ہیں تو دنیا اور آخرت کی اتنی بڑی تبدیلی سے احکام نہ بدلیں گے جس کو تم مفید پاتے ہو وہ مضر ہوگا یورپ میں شراب کی تحقیق پر جو کمیٹی مقرر ہوئی تو اس نے رپورٹ میں لکھا کہ شراب نوشی زندگی اور حافظہ دونوں کے لئے مضر ہے جس کا تجربہ یہ کیا گیا کہ کتیا کے دس بچے پالے گئے نو کو شراب پلائی گئی ایک کو نہیں تو نو شرابی بچے پہلے مر گئے اور غیر شرابی بچہ عمر دراز تک زندہ رہا پھر دو مساوی ذہن کے انسانی بچے لائے گئے شراب نوشی سے قبل دونوں کا حافظہ برابر تھا پھر ایک کو شراب پلائی گئی، دوسرے کو نہیں پہلے بچے کو ایک صفحہ حفظ کرایا گیا پھر سوا صفحہ، پھر ڈیڑھ پھر دو بتدریج اس کے حافظے میں ترقی ہوتی رہی شرابی بچے نے ایک صفحہ سے پون صفحہ پھر نصف صفحہ کی شروع کر دی اس

رپورٹ کے تحت امریکہ نے ۱۹۳۷ء سے شراب پر پابندی لگائی مگر جو چیز گھٹی میں شامل تھی وہ کب نکل سکتی تھی، اس لئے امریکہ کو کامیاب نہ ہونے دیا۔

خالق انسان کو یہ چیزیں معلوم تھیں، پہلے سے حرمت خمر کا قانون بنایا حضرت علیؓ کا ایک قول جسے صاحب روح المعانی نے نقل کیا ہے کہ اگر کسی کنویں میں ایک قطرہ بھی شراب کا گر جائے اس کنویں کے کنارے پر جو منارہ بنا دیا جائے اس پر اذان نہ دوں گا اس کے مؤذن تک شراب کی خباثت پہنچ جائے گی جیسے ہمارے اس مسجد (مسجد دارالعلوم حقانیہ) کا یہ بڑا مینار ہے شراب کی نجاست اور بے ایمانی کا اثر اس اونچے سرے تک پہنچ جائے گا۔

جمہوریت کی رکنیت کا دائرہ کار

تو پہلی چیز علم محیط ہے، دوسری بات یہ کہ قانون بنانا ایک تصرف اور اختیار ہے تو کیا کسی دوسرے کے کھیت میں کسی دوسرے کا اختیار چل سکتا ہے؟ ہمارا یہ وجود اور یہ جسم خدا کا ہے یا پارلیمنٹ کا؟ زمین خدا نے پیدا کی یا پارلیمنٹ کے ارکان نے؟ زمین، ہوا، شمس وقمر خدا کے قبضہ حکومت میں ہیں پارلیمنٹ بھی بلا فائدہ نہیں اس کے لئے بھی چند چیزیں چھوڑ دیں جہاں خدا کا حکم آیا وہاں سب کا سر تسلیم خم ہوگا اور بعض ایسی باتیں جو دائرہ منصوصات سے باہر ہیں مثلاً ہندوستان سے لڑائی کیسے کرو؟ اسلحہ ڈپو کس طرح سپلائی ہو جنگ بندی کا معاہدہ کن شرائط پر ہو؟ راشن ڈپو کہاں کہاں قائم کئے جائے؟ سپہ سالار یا کمانڈر کون موزوں ہے؟ مثلاً زمین کی آبپاشی اور تعمیر کی کیا صورت ہے ان سب باتوں میں پارلیمنٹ سے مشورہ لیا جائے ماہرین کی رائے لی جائے یہاں مولوی بھی دعویٰ نہیں کرے گا کہ مجھ سے پوچھا جائے انہیں تو دین کا دعویٰ ہے آج تو وزیر صحت وہ ہوتا ہے جو صحت کی الف با سے بے خبر ہو وزیر تجارت وہ ہوتا ہے جو تجارت

کے ابجد سے واقف نہ ہو حدیث میں ہے عن أبی هریرة قال ما رأیت أحداً أكثر مشورة لا صحابه من رسول ﷺ مگر مشورہ کیسا ہونا چاہئے؟ عیسائیوں کا کافرانہ ملعون مشورہ نہیں کہ ہاتھ اٹھا دو۔

چھ غزالی اور سات گدھے

ایک طرف سات ہاتھ اٹھے دوسری طرف چھ سات نے جو کہا وہ صحیح، دو دو نے چار اگر دوسری طرف ووٹ زیادہ ہوئے تو حقائق ووٹ سے بدل جاتے ہیں لالے تمہارا ہاتھ اوپر گیا یا دائیں یا بائیں اس سے حقائق عالم کیسے بدل سکتے ہیں ایک طرف چھ امام غزالیؒ بھی ہوں مگر دوسری طرف سات انسان نما خالص گدھے، تو گدھے جیت جائیں گے برادرانِ اسلام! وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ کے تحت ابن کثیر نے نقل کیا ہے جو من حيث الرواية حضور ﷺ نے شیخین (حضرت صدیقؓ وحضرت فاروقؓ) کو فرمایا لو اجتمعنا فی مشورة ما خالفتكما "اور سب صحابہؓ ایک طرف اور تم دونوں کی رائے ایک طرف تو تمہاری مخالفت نہیں کروں گا'' تم دونوں کے ووٹ کے مقابلہ میں ہزار ہا ہزار ووٹوں کو ترجیح نہیں دوں گا تو کیفیت کا لحاظ ہے کمیت کا نہیں کلائیوں کی گنتی پر نہیں عقل پر مدار ہے......

جمہوریت ایک طرز حکومت ہے کہ جس میں
مردوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے

جہل کو علم بے عقلی کو عقل پر مسلط کرنا

جمہوریت جو ہمارے مودودی صاحب کو بہت پسند ہے اس میں کھوپڑیاں گنتے ہیں تولتے نہیں کہ اندر بھوسہ ہے یا مغز۔

ایک صاحب جو آکسفورڈ سے نئی نئی ڈگری لے کر آئے تھے، مجھ سے پوچھا کہ جمہوریت کیا چیز ہے؟ تو میں نے جمہوریت کی حقیقت بتلا دی کہ ''جہل کو علم پر اور

بے عقلی کو عقل پر مسلط کرنا'' کہا، کیسے؟ میں نے کہا پہلے آپ سے پوچھتا ہوں کی عقلاء کی تعداد زیادہ ہے یا بے عقلوں کی، کہا بے عقلوں کی پھر میں نے کہا کہ الیکشن میں فیصلے اکثریت پر ہوتے ہیں یا اقلیت پر، کہا اکثریت پر پھر جو وزیر یا صدر منتخب کیا گیا تو بے عقلوں ہی کی رائے پر تو کیا بے عقلی کو عقل پر مسلط نہ کیا گیا فرمایا ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ اکثریت کے فیصلے جہل پر، حماقت پر، بے وقوفی پر مبنی ہوتے ہیں ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اگر پوچھے شریعت پر کیسے چلوں، امریکہ فرانس روس تو اور کچھ کہتا ہے تو فرمایا ایسے لوگوں کی خواہشات کی پیروی مت کرو امریکہ جاہل ہے، روس جاہل ہے، فرانس جاہل ہے۔

علم تام، قدرت تام، حکمت تام

اور مقنن کیلئے علم تام کی ضرورت ہے، قدرت تام کی ضرورت ہے، حکمت تام کی ضرورت ہے لاجانبداریت تام کی ضرورت ہے، وہ بے پرواہ ہونا چاہئے سارے مادی رشتوں اور رابطوں سے، تو یہ سب چیزیں صرف خدا میں پائی جاتی ہیں یا انسان میں انسان تو اپنے ملک، علاقہ، قوم، نسل، وطن کے مفاد کو دیکھ کر دوسرے انسانوں کو نقصان دیگا یورپی ہو تو ایشیائی کو پنجابی ہو تو سندھی کو غرض اپنے نسل، وطن، قوم کا مفاد ڈھونڈے گا اور خدا کا نہ تو وطن ہے، نہ قوم ہے، نہ عزیز و خویش ہیں سب انسان اسکے بندے اور غلام ہیں اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا جو بھی آسمانوں اور زمینوں میں ہے بندہ اور غلام ہی بن کر اس کے سامنے پیش ہوگا وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آسمانوں اور زمینوں کی سلطنت اسی کی ہے تمام اوطان و قوام سے ایک رشتہ ہے کہ وہ مالک باقی سب مملوک اور اس بات میں سب برابر ہیں الغرض وہی ذات سر چشمۂ قانون بن سکتی ہے وہی جو قانون بنائے گا برابر اور مبنی بر انصاف ہوسکتا ہے۔

مولانا عبدالحقؒ کی پیش کردہ مسلمان کی تعریف کی تصویب

تو ہمارے بعض قوانین، تعزیری ہیں، بعض تمدنی ہیں، بعض بنیادی قوانین ہیں، جیسے ایمان اور اسلام، مگر ہمیں یورپ کی غلط تعلیم نے یہاں تک پہنچا دیا کہ بنیادی قوانین تک ہی میں شک و اضطراب ہونے لگا ہے بنیادی قوانین میں سے ایمان ہے اور قاعدہ بغدادی کے مطابق ہمارے دین کا الف ایمان ہے اور ہمارے منتخب ممبر اسمبلی میں کہتے ہیں کہ ایمان کی تعریف نہیں ہوسکتی اور جب تعریف نہیں ہوسکتی تو جو اپنے کو مومن کہتے ہیں وہ مومن کیسے ہیں؟ میں نے مولانا عبدالحق صاحب کی تعریف جو اسمبلی میں انہوں نے پیش کی ہے، پڑھی ہے، وہ بالکل صحیح ہے، میں اسے کچھ مزید منظم بنانا اور اس کے اجزاء کو آیت سے ثابت کرنا چاہتا ہوں۔

عصر حاضر کے شبہات کا عصری اسلوب سے مقابلہ جہاد ہے

دراصل ہمارا مقابلہ ملحدوں سے ہوتا ہے جو عربی کتابوں کے حوالے نہیں جانتے، طلبۂ مدارس عربیہ کو ان چیزوں کے لئے تیار ہونا چاہئے ہم تو بوڑھے ہو چکے ہیں مولانا دامت برکاتہم نے کچھ ہمت کی، لیکن بہرحال ہم تو ان سے بوڑھے ہیں آگے آنے والی نسلوں کے لئے نوجوان طلبہ کو مستعد ہونا چاہئے اور جہاد کا معنی یہ ہے کہ جس عصر اور زمانہ میں ہوں، اس زمانہ کی بے دینی سے بے دینوں سے لڑنا۔

تو اسلحہ کے بغیر تو لڑنا مشکل ہے اور جہاد کی تیاری تو اسلام نے فرض قرار دی ہے ہمارے پاس دل میں، ذہن میں، کتابوں میں سب کچھ ہے لیکن زمانے کے مطابق اسکی تعبیر و ترجمانی کی ضرورت ہے سیرت نبوی ﷺ پر مستشرقین اعتراضات کرتے ہیں، تعدد ازواج پر مقالے، سود پر مقالے کہ اسکی حرمت کی حکمت کیا ہے معاشی مسائل کیا ہیں آئینی مسائل کا حل اسلام کی روشنی میں کیسے ہوگا؟ مخالفین کو قائلین بنانا اور انکے شبہات کا جواب دینا وقت کا تقاضا ہے۔

اسلامی حدود وتعزیرات پر اعتراضات

بعض اسلام کی حدود اور تعزیرات پر معترض ہیں ، جیسے دروں یا تازیانوں کی سزا یا قطع ید ورجل کی سزا، یہ دور حاضر کے ضروری مسائل ہیں بعض کو عالم آخرت سے انکار ہے عذاب قبر اور اس کا فلسفہ شبہات کی زد میں ہے لوگوں کے ذہن الٹ گئے ہیں ایسا نہ ہو جو ایک عالم کے متعلق مشہور ہے کہ اس نے عذاب قبر پر تقریر کی کہ مردوں کو سانپ بچھو ڈسیں گے، گرزوں سے مارا جائے گا لوگ چیخ اٹھے ایک صاحب نے کہا میں ابھی جا کر حقیقت معلوم کر کے آتا ہوں تو کسی نئے مردہ کی قبر پر رات کو جنگل میں جا بیٹھے پاس ہی سڑک گزر رہی تھی اس زمانہ میں تحصیلدار اور اس طرح کے افسر گھوڑی پر سفر کیا کرتے تھے گھوڑی نے راستہ میں بچہ دیدیا اب یہ حیران ہے کہ بچہ کہاں لے جاؤں ادھر ادھر پھرتا رہا کہ ادھر یہ بیٹھنے والا شخص کھانسنے لگا دیکھا کہ آدمی ہے اور سمجھا کہ کفن کش ہے کہ قبرستان میں چھپ کر بیٹھا ہے تحصیلدار نے زور سے ایک کوڑا لگایا اس نے عذر کیا کہ میں کفن کش نہیں ہوں کہا اچھا، جو بھی ہو، اب اس گھوڑی کے بچہ کو اٹھا کر میرے ساتھ چلو تو بچہ اٹھا کر تحصیلدار کے گھر پہنچا دیا دوسرے ہفتہ مولوی صاحب نے پھر وعظ میں عذاب قبر کا ذکر شروع کیا تو اس نے کھڑے ہو کر کہا مولوی صاحب ٹھہرو، عذاب قبر اتنا نہیں، صرف ایک کوڑا لگتا ہے اور گھوڑی کا بچہ اٹھانا پڑتا ہے۔

تو علماء کا فرض ہے کہ ضروریات دین کو سمجھا سکیں، آئینی امور پر ہماری کمیٹی نے لاہور میں میٹنگ کی تو میں نے بھی مفتی محمود صاحب کو کچھ چیزیں نوٹ کروائی تھیں ۱۹۵۳ء کی دستوری سفارشات کے سلسلہ میں کسی نے ایمان و اسلام کی تعریف کی ہمارے ایک بڑے مولوی صاحب نے جو مشاہیر میں سے تھے ایک کتاب سے عربی کی لمبی چوڑی عبارت نقل کر کے لے آئے حالانکہ ہمارا مقابلہ ایسے لوگوں سے ہوتا ہے جو عربی کتابوں کے حوالے نہیں مانتے ، متکلمین کا خطاب تو مسلمانوں سے تھا ہمارے

سامنے تو ملحد ہوتے ہیں اس لئے میں نے عرض کیا کہ مولانا عبدالحق صاحب کی تعریف بالکل صحیح ہے اب میں اسے کچھ منظم کرتا ہوں۔

ایمان کی تعریف متکلمین اسلام کی نظر میں

ایمان کے سلسلہ میں علم کلام کے دو مسلّم امام حجۃ الاسلام غزالیؒ اور امام فخر الدین رازیؒ کے خیالات تقریباً ایک ہی ہیں یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ کے تحت ان حضرات نے لکھا ہے کہ **هو التصديق بجميع ما علم به مجئ النبی ﷺ بالضرورة اجمالاً و تفصيلاً في ما علم تفصيلاً** مثلاً علم، قدرت، سمع، بصر اللہ کی صفات ہیں رسول اللہ ﷺ نے جس طرح ارشاد فرمائے کہ اللہ کا متصف ہونا قطعی ہے اجمال کے درجہ میں ہے اور باقی صفات کا عین یا لا عین ہونا یا غیر ہونا اس کی تفصیلات ہیں اب تک جمع یہ ہوا کہ ایمان تصدیق کا نام ہے مگر یاد رکھو کہ تصدیق دو قسم ہوتا ہے یہاں منطقی تصدیق مراد نہیں جس کا معنی کسی چیز کا ''جاننا'' ہے وہ تو اضطراری پر بھی صادق آتی ہے اور جو تصدیق میں معتبر ہے وہ اختیاری ہے اس کا معنی ہے جاننے کے بعد ماننا صرف جاننا ایمان نہیں، ماننا ضروری ہے محمد الرسول اللہ ایک خبر ہے اس کا ایک جاننا ہے ایک ماننا قرآن نے یہود کے بارہ میں کہا یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ یہ لوگ حضور ﷺ کو اپنے بچوں سے بھی زیادہ جانتے ہیں پھر وہ کافر تھے کیونکہ جاننے کے باوجود مانتے نہ تھے۔

ضروریات دین اور ان کا ماننا

پھر تصدیق کے متعلقات یعنی جن کا ماننا ضروری ہے ضروریات دین ہیں جن سے مراد دین اسلام کی وہ باتیں ہیں جو حضور اقدس ﷺ نے بیان کیں اور اس کا ثبوت بالکل واضح اور بدیہی ہو مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور جو واضح وقطعی نہ ہوں بدیہی نہ ہو وہ ضروریات دین نہیں اور ضروریات دین میں یہ بھی ہے کہ **مایعرفها العامة** جیسے عام

لوگ جان سکتے ہیں اور عوام سے ہی بعض لوگ سارے نا خواندے مراد لے لیتے ہیں جو غلط ہے ہمارے مولوی محمد شریف کشمیری سندھ میں آرہے تھے ایک وفد آرہا تھا کسی نے پوچھا کہ تمہارا پیغمبر کون ہے؟ انہوں نے کہا حضرت علی تو ایسے عوام مراد نہیں بلکہ اتقیاء اور اذکیاءً مراد ہیں اور اسکی تصریح حضرت شاہ صاحب کشمیریؒ نے اکفار الملحدین میں کی ہے لامن يرفع رأسه إلى أحكام الإسلام اگر وہ اس راہ کو چھوڑتا ہے تو مخالفت اسی سے معلوم ہوگی کہ وہ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ کا مصداق ہے مثلاً ختم نبوت کے مدعی کے ساتھ صحابہ کرامؓ نے جہاد کیا وہ اگر تاویلات کرتا ہے تو سبیل المومنین کے خلاف ہوا جبکہ صحابہؓ سب اتقیاء تھے۔

ہر چیز کے تین وجود اور ان میں مطابقت

مزید یہ سمجھیں کہ ہر چیز کے تین وجود ہوتے ہیں (۱) ذہنی یا علمی (۲) قولی یا تحریری وتقریری (۳) اور وجود خارجی اصل تحقیق وجود خارجی کا ہے جو آخر میں ہوتا ہے اس تمہید سے بے حد شبہات اور مشکلات حل ہو جاتے ہیں ایک انجینئر کسی بلڈنگ کا نقشہ پہلے ذہن میں بناتا ہے پھر اسے کاغذ کی سطح پر منتقل کرتا ہے جو قولی یا تحریری وجود ہے پھر مادی اشیاء سے خارج میں ایک مکمل ڈھانچہ کھڑا کر دیتا ہے تو ان تینوں وجودوں میں مطابقت بے حد ضروری ہوتی ہے ورنہ تینوں وجود متضاد ہو کر غلط ہو جائیں گے مثلاً تحریری تشریح وجود خارجی کے خلاف ہوئی تو دونوں غلط ہو جائیں گی اگر وجود خارجی قولی وجود کے مطابق نہ ہوگا تو بگڑ جائے گا تو متکلمین کہتے ہیں کہ کل ضروریات دین پر اختیاری تصدیق ضروری ہے یہ ایک موجبہ کلیہ ہے جس کا نقیض سالبہ جزئیہ ہوتا ہے کہ اگر ایک فرد بھی نہ مانے تو کفر ہوگا تو جتنے اجزاء متکلمین کے اقوال کے ہوئے قرآن اسکی تشریح کرتا ہے مگر قرآن کہتا ہے وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

الْكٰفِرُوْنَ تو مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ سب ضروریات دین ہیں اس میں حرمت شراب ختم نبوت سب مسئلے آجاتے ہیں جوا بازی، بت پرستی وغیرہ کی حرمت بھی ہے عبادات کا حکم بھی ہے اب اگر مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ کے مفہوم میں اختلاف آجائے، معنی ایک ہے مگر دوسرا کہے کہ نہیں یہ معنی ہے تو وہ منزل الٰہی کا نقشہ بدلتا ہے انجینئر کے تحریری نقشے کا شکل تبدیل کرتا ہے اگر یہ معنی فٹ نہیں ہوتا تو کیسے مانا جاسکتا ہے؟ قرآن نے تو اس کی تشریح کردی تھی:

خواص امت کا راستہ اختیار کرنا

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى اور متبین کی مخالفت تو ضروریات دین کی مخالفت ہے اور غیر متبین ضروریات دین میں سے نہیں آگے فرمایا وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ مومنین کا راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کرتا ہے یہ بھی ایک معیار ہے کہ صحابہ کرامؓ خواص امت ہیں، بررۃ، اتقیاء ہیں ان کے ہاں کے متعارف معانی ہے جو اسے چھوڑتا ہے تو یہ رسول ﷺ کی مخالفت اور شقاق کا معیار ہوگا تو دیکھنا چاہئے کہ کیا نعوذ باللہ صحابہ کرامؓ میں بھی ختم نبوت کا کوئی منکر تھا شراب اور جوا بازی کسی نے حلال ٹھہرائے، کسی نے زنا درست سمجھا؟ اگر نہیں اور پھر بھی حرام جان کر کرے گا تو فسق ہوگا اور اگر اسے حلال سمجھے گا تو کفر ہوگا۔

قادیانیوں کا مسئلہ

رہ گیا قادیانیوں کا مسئلہ تو یہ تو بالکل آسان ہے ابھی پچھلے دنوں ایم ایم احمد مرزائی نے عدالت میں کہا تھا کہ جو میرے دادا کو نہیں مانتے وہ سب کافر ہیں تو جب مرزائیوں کے عقیدے میں باقی مسلمان کافر ہیں تو وہ خود کیسے مسلمان رہ سکتے ہیں تو آئین بناتے وقت صدر صاحب سے کہنا چاہئے کہ اب یا تو مرزائیوں کی بات مان لو، یا ہماری بات مان لو اس کے جواب میں ایک حیلہ جوئی کی جاتی ہے کہ جو اپنے آپ کو مسلمان کہے وہ مسلمان ہے اس کا جواب یہ ہے کہ دو آدمی ہیں ایک اصل تھانیدار ہے

دوسرا جعلی اور نقلی، جس نے رقم بٹورنے کے لئے تھانیداری کا حلیہ اختیار کیا دیہات میں
جا جا کر لوگوں کو دھوکا دیتا ہے اسی طرح ایک اصلی تحصیلدار ہے ایک جعلی اور مصنوعی اب
ان انگریزی خوان مسٹروں سے پوچھئے کہ یہ سخاوت اور فیاضی اس معاملہ میں کیوں نہیں؟
کہ جو اپنے آپ کو تھانیدار اور تحصیلدار کہے اسے وہی سمجھو جب اس سے ڈگری مانگتے
ہوں تب وکیل کو پریکٹس کی اجازت دیتے ہو تو ایمان اور مسلمان ہونے کے لئے کیوں
ڈگری ضروری نہیں ایک شخص چپڑاسی ہونے کا غلط دعویٰ تو نہ کر سکے مگر ہر شخص کو مسلمان
کہنے کی اجازت ہو نہ اہلیت ہو، نہ ڈگری، نہ شرائط۔

اسلام کے ساتھ مذاق

تو ظالمو! ایمان اور اسلام کے ساتھ یہ مذاق کیوں کرتے ہو کہ اس کے لئے
نہ پرائمری پاس ضروری ہے، نہ مڈل، نہ میٹرک اور یہ مذاق اور تمسخر اس اسلام سے
کرتے ہو کہ جس کے بارے میں کروڑ فرزندوں نے تمہیں یہ پاکستان بنا کے دیا اور
ایک نظریاتی بنیاد ہی پر یہ ملک بنا، روس اشتراکیت کا قائل ہے تو اس نظریہ کے مخالف
کسی شخص کو ملک کا اہم عہدہ نہیں دیا جاتا تو جو لوگ یہاں کی دستوری اساس سے متفق
نہیں ہوں گے وہ ملک کے اہم مناصب پر کیسے فائز ہو سکیں گے۔

ذکری فرقہ کی شہادت اور اے کے بروہی کے خدشات کا ازالہ

بلوچستان میں ایک فرقہ ہے، ذکری، جو نماز حج روزہ کا منکر ہے محمد اٹکی اس
کے داعی ہیں اسکی تعریف میں لوگ گاتے ہیں ذکری فرقہ نماز کا بھی منکر ہے اس کی جگہ
ذکر کرتے ہیں کچھ بلوچی اشعار فارسی میں اپنی تعریف میں نوجوان لڑکی سے مجمع میں
کہلواتا تھا کوہ مراد ایک پہاڑ ہے وہاں ذی الحجہ کے ایام میں حج کرنے جاتے تھے یہ محمد
اٹکی کے غائب ہونے کی جگہ تھی سنا ہے کہ ۲۰ ہزار ذکری لوگ تو کراچی میں تھے میں جب
قلات وغیرہ کا وزیر قانون ہوا تو شرعی عدالتوں کو حکم دیا کہ کوئی عدالت ذکری شخص کی

شہادت مسلمان کے خلاف نہ لے اس وقت مرکز کے وزیر قانون اے، کے بروھی تھے
ان لوگوں نے فریاد کی کہ وزیر معارف نے ظلم کیا۔

اے کے بروہی کا خط اور ان کے سوالات کے جوابات

بروہی صاحب نے مجھے خط لکھا کہ اسلام میں مساوات ہے براہ کرم آپ
اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کریں میں نے بھی مختصراً جواب لکھا کہ نظر ثانی کا معنی ترک اسلام
ہے جس کے لئے میں کیا کوئی ادنیٰ مسلمان بھی تیار نہیں فقط والسلام جواب پہنچا تو دوسرا
خط بھیجا کہ میں اتنا چاہتا ہوں کہ قرآن وسنت میں ایسی کوئی دلیل ہے کہ ذکری کی کوئی
شہادت مسلمان کے خلاف معتبر نہ ہو، میں نے جواب میں دیگر آیات کے ساتھ یہ آیت
بھی لکھی کہ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا نیز فقہی حکم ولا تقبل
شهادة الكافر على المؤمن کی تفصیل بھی لکھی انہوں نے پھر لکھا کہ نقلی دلائل تو معلوم
ہوئے اگر عقلی دلائل بھی بطور استفادہ معلوم ہو جائیں تو مزید تشفی ہو سکے گی میں نے
جواب میں لکھا کہ اسلامی نقطۂ نظر سے گواہی ایک عہدہ ہے شہادت کی اہلیت کا عہدہ،
اور ہر عہدہ کے لئے ایک ڈگری کی ضرورت ہے تو اس کے لئے بھی اسلام نے اوّلین
شرط مومن ہونا لگائی ہے اس سے معلوم ہوا کہ کسی اسلامی مملکت کی امارت وحکومت جو
ولایت عامہ ہے کے لئے مسلمان ہونا کتنا لازمی شرط ہے اسی طرح دیگر کلیدی مناصب
کے لئے بھی جو مسلمانوں کو نفع وضرر پہنچانے کے کلیدی دروازے ہیں آج اتنی ہی بدیہی
بات منوانے کے لئے بھی مسلمانوں کی سلطنت میں علماء کو کتنی جدوجہد کرنی پڑ رہی ہے
اور یہ کہ شہادت کیسے ایک حکومتی عہدہ ہے میں نے لکھا ہے کہ حکومت نفع وضرر کے اختیار
کو کہتے ہیں اور شہادت سے چاہے تو مدعی کو ۲۰ ہزار روپے نفع اور مدعی علیہ کو ۲۰ ہزار نقصان
پہنچا دیا جاتا ہے کسی کو شہادت سے پھانسی دیدی جاتی ہے کیا اتنے بڑے ضرر اور نفع کا

اختیار حکومت کا شعبہ نہیں؟ پھر انہوں نے پوچھا کہ تسلی تو ہو گئی مگر یہ دلیل کسی کتاب میں
بھی ہے؟ میں نے لکھا کہ یہ تو فقہ کی بنیادی کتاب ہدایہ میں بھی ہے کہ لأن الشهادة من
باب الولاية یعنی اس لئے کہ گواہی حکومت کے بات میں سے ہے اگر کوئی قانون دان
ہدایہ بھی نہ سمجھے تو میں کیا کروں تو ایمان شرط ہے اور یہ تو اسلام کے دستور کی اساسی
باتیں ہیں إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰهِ (توحید فی الحاکمیت)

قلات کا پاکستان سے الحاق

الغرض پاکستان سے قلات وغیرہ کا الحاق ہوا تو وہی قانون نافذ کرنے کی
کوشش کی گئی جو انگریز سے ترکہ میں ملا تھا اور موجودہ انگریزی نظام عدالت جو اس ملک
میں جاری ہے یہ انگریزی کمپنی نے شاہ عالم بادشاہ کو اجارہ پر دیا تھا کہ سال میں اتنے
دن ہمارا اور باقی آپ کا اور اجارہ میں یہ شرط کہ قانون بھی ہم بنائیں گے ضابطہ دیوانی،
ضابطہ فوجداری، تعزیرات ہند، بنانے والے بھی انگریز تھے، انہوں نے قانون ایسا پیچیدہ
بنایا کہ مقدمہ جتنا لمبا اور طویل ہوگا ہمارا فائدہ ہوگا اب ہم نے اس لعنتی قانون کی دم پکڑ
رکھی ہے اس لئے کہ ملا سے بیر ہے بالفاظ دیگر مولیٰ سے دشمنی ہے حالانکہ قانون ایسا بنایا
گیا کہ انصاف کا حصول ناممکن رہے ہزار روپے کا دعویٰ ہو تو کم از کم ۵ ہزار روپے
فریقین کے لگ جائیں اسکے مقابلہ میں شرعی نظام نہایت سہل، مفید اور انصاف کے
حصول کا ذریعہ بنتا ہے اور شریعت اچھی چیز ہے لیکن اس کیلئے چلانے والے بھی اچھے
لوگ چاہئیں۔

ایک قاضی کا انوکھا واقعہ

کابل وغیرہ میں یہ مصیبت ہوئی کہ قاضی کے سامنے مقدمہ آجاتا اور وہ لطیفہ
ہوتا کہ ایک شخص نے رشوت میں روئی دی تھی، دوسرے نے کلہاڑی اب عدالت میں

اسے یاد دلانے کی کوشش میں ایک فریق کہتا کہ قاضی صاحب! اس مقدمہ کو ایسا ختم کر
دیں جیسے کلہاڑی سے دو ٹکڑے کئے جائیں تو قاضی صاحب کہتے کہ ہاں کوشش کرتا ہوں
مگر کلہاڑی کے سامنے روئی آجاتی ہے ہم نے گیارہ سال میں جتنے مقدمے کیے ہیں کس
سے ظلم کا معاملہ نہیں کیا ہم کو عدالت چلانے کا طریقہ نہیں آتا اسی حوالے سے میں نے
ایک کتاب لکھی ہے "معین القضاة" کے نام سے، جواب انشاء اللہ جلد ہی منظر عام پر
آرہی ہے۔

علم المسئلہ اور علم الواقعہ کی ضرورت

اب تو جلد ہی شامی کھولتے ہیں پچاس کے قتل میں پانچ سزایاب ہو جاتے
ہیں اس لئے کہ یہاں تو فیصلے کاغذات کی میز پر ہوتے ہیں تاویل کا سلسلہ جاری ہوتا
ہے جس کے ذہن میں جو بھی آیا فیصلہ بدل دیا اس کا فیصلہ میزان الحکام ہیں حالانکہ
قاضی کو علم المسئلہ اور علم الواقعہ کا ہونا ضروری ہے کہتے ہیں یہ مسئلہ شامی میں ذکر ہے
لیکن وہ مسئلہ شامی میں نہیں ہوتا اب تو قتل میں قاتل کے علاوہ دوسرے پر گواہی ہوتی
ہے غیر جانبدار تحقیق میں تو قاتل معلوم ہو ہی نہیں سکتا، بہتر یہ ہے کہ قاضی خود جا کر
گواہوں کے قولی اور بدنی گواہی سن کر فیصلہ سنائے لیکن اب تمام تر فیصلے میز کاغذات پر
ہوتے ہیں یا مریض کو چھیر کر فیصلہ کاغذات کی نذر کر دیتے ہیں ان تمام مقدمات
کا حاصل یہ ہے کہ آج کے قاضی علم الواقعہ کو کوئی اہمیت نہیں دیتی۔

انگریزی قانون کی تمام سزائیں غیر فطری

انگریزی قانون کی تمام سزائیں شریعت مطہرہ اور فطرت کے خلاف ہیں قتل
میں پھانسی کسی ایک کو ملتی ہے مگر وہ بھی شاذ و نادر اکثر قید ہی ہوتے ہیں اکثر قیدی اتنی سی
بات پر قید میں ڈالے جاتے ہیں کہ وہ دین پر آزادانہ طریقے سے عمل کرنا چاہتے ہیں

حالانکہ ان قیدیوں پر بیت المال سے خرچ کیا جاتا ہے، سزائے موت یہ نہیں کہ جیل جانے میں بھی کسی کو پتہ نہ چلے، بلکہ طریقہ یہ ہونا چاہئے کہ قاتل کو شہر میں سرعام سزا دی جائے وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اصلاحی اثر صرف منظر پر پڑتی ہے جیل کے بغیر سزائے درہ یا تازیانہ بعض جرائم تو ایسے ہیں کہ مذہب حنفی میں تازیانے ہیں یہ بدمعاشی ختم کرتا ہے زخم خفیف یا شدید اس سے ختم ہوتا ہے نقارہ بجا بجا کر سب کو جمع کردو قمیض نکالے مثلاً تیس کوڑے پانچ دن میں یہ وہ فطری سزا ہے۔

قانون اسلام کی فطری سزائیں

۱۹۲۹ء کی جنگ کے بعد چوری زیادہ ہوئی تو حکومت نے پولیس جج طلب کی ایک انگریز ریٹائرڈ جج نے فیصلہ کیا یہ اصلاحی تدبیر سے نہیں ہوتا ہے سزائے تازیانہ سے ختم ہوتا ہے اسلام کا دین کتنا بہترین ہے اور اسکی سزاؤں میں ہزاروں حکمتیں پنہاں ہیں آج بدمعاشی اس لئے ختم نہیں ہوتی کہ اُن کے ذہن میں شریف سزائیں برداشت کرنے کی صلاحیت موجود ہوتی ہے جس کی بناء پر وہ کسی بھی قسم کی بدمعاشی سے نہیں ڈرتے، کیونکہ ضرب المثل ہے ''لوہا لوہے کو کاٹتی ہے''۔

سزاؤں کا اصل مقصد انسداد جرائم

سزا دینا کس لئے ہے؟ سزا دینا انسداد جرائم کے لئے، حالانکہ انسداد نہیں ہوتا سب کے سب قید خانے میں پڑے رہتے ہیں، اور چوریاں پھر بھی بدستور جاری رہتی ہیں تو معلوم ہوا کہ انگریز کا رائج کردہ علاج بالکل غلط ہے ورنہ دیکھ لیں کم نہیں ہوتی بلکہ زیادہ ہوتی ہیں ''الشبہات حول الاسلام'' ایک مصری عالم کی کتاب ہے عربی میں لکھی گئی ہے جس میں ہاتھ کاٹنے کا فلسفہ بیان کیا گیا ہے اس میں لکھا ہے کہ خلفاء راشدین سے چار سو ہجری تک (عباسیہ کے دورہ حکومت تک) عرب کے اس وسیع مملکت تک،

ایران، افغانستان، تیونس، کاشغران سارے عظیم مملکتوں میں اسلامی قانون کے عمل داری کا فائدہ یہ نکلا کہ اس پورے دور میں صرف چھ چوریاں ہوئی اور چھ ہاتھ کاٹے گئے لہٰذا ثابت ہوا کہ اسلامی قانون کتنی مؤثر ہے اب انگریزی قانون میں پھانسی کی سزا کو دیکھئے کہ پھانسی کی سزا تو ظاہراً موجود ہے لیکن کوئی اثر نہیں رکھتی باقی قید کیا ہے؟ قتل سے صرف قید آتا ہے، بس سزائے موت کی سزا پانے والا پولیس افسروں کی کھیت کو سیراب کرتا ہے وہ سزا یافتہ ایک ملازم کی شکل اختیار کرلیتا ہے لیکن انگریز جو بھی کریں سب اس کو اچھا سمجھتے ہیں قتل ثابت ہوجاتے ہیں وارثوں نے کل بلا استثناء قتل کرنا چاہا تو اسے ایسی جگہ عام شہر میں قتل کرے اور اگر شبہ عمد تھا یا بعض نے معاف کیا تو دیت دی جاتی ہے نرخ معلوم کریں اونٹ کے لحاظ سو اونٹ تیس ہزار روپے کم از کم مل جائے تو باپ کو بدلہ میں کوئی معمولی چیز تو مل گیا دل کی گرمی بھی قدرے ٹھنڈی پڑ جاتی ہے ساڑھے چار ماشے ذہب ایک دینار بن جائے ۲۶ روپے ایک تولہ کی قیمت اور سارے تین سو تولے درہم اور دینار کے حوالے سے مخدوم محمد ہاشم کا حساب بہت اعلیٰ ہے کم از کم تین ماشے فرض کریں تقریباً ڈھائی سو تولے سونا بہر حال یہ معقول سزا ہے۔

رجم کی سزا پر اعتراض

اور ایک رجم کا سزا ہے مولانا غلام غوث ہزاروی صاحب نے پہلے اسمبلی میں عورت کے مقابلے میں سزا کی نوعیت چاہی سنگساری میں تو ایک موت ہے کہ دونوں کو دیا جاتا ہے بعض لوگ جسم کی سزا کو غیر فطری یعنی انسان کی توہین سمجھتے ہیں لیکن ان لوگوں کا گمان سراسر غلط ہے بہر حال ایک معقول سزا ہے کیونکہ اسلام دین فطرت ہے، زنا ایک طرح سے قتل بسبب کے بھی مشابہ ہے وہ اس طرح کہ اپنی منکوحہ کے ہوتے ہوئے بھی کسی غیر عورت سے منہ کالا کرنا ہے زنا کی حقیقت یہ ہے کہ زنا کار کا نطفہ اگر محل سفاح

میں محل نکاح میں لگ جاتی ہے تو اس سے زندہ انسان جنم لیتا ہے چاہے بچی ہو یا بچہ اب جب زنا کی صورت آتی ہے تو زندہ انسان ختم ہو جاتا ہے ضبط تولید سے وہ ختم کرتے ہیں تو وہ حکماً مقتول بن گیا اور یہ ایک ایسی شے ہے کہ بجلی جیسا سرایت کرتا ہے روز بروز زنا بڑھتا جا رہا ہے تو اس نے اپنے عمل سے دلالت علی الشر کر دیا تو وہ قتل الصبی بن گیا اور دوسرا یہ ہے کہ کسی دوسرے شخص کے کھیت کو سیراب کرنا ہے اگر اس میں عورت کے اپنے شوہر کا نطفہ ٹھہر گیا ہو اور وہ بچہ کی شکل اختیار کر گیا ہو تو اس زنا سے پہلے والے نطفے سے پیدا ہونے والا بچہ ضائع بھی ہو سکتا ہے اس وجہ کی بناء پر یہ قتل بسبب کے مشابہ قرار پایا اور اگر اس قسم کی سخت سزا مقرر نہ کی جاتی تو یہ دلالت علی الشر ہوتا تیسری صورت یہ کہ اسلام دین فطرت ہے جب فطرت مسخ نہ ہو تو اس پر جنگ ضرور ہوتا ہے بیٹی بہن پر جنگ ہوا کرتا ہے تو اس قتل کا ذمہ دار بھی وہ ہے وہ بھی قتل الصبی میں آیا تو چاہیے کہ دونوں کو قتل کیا جائے چوتھا یہ کہ اس میں زنا بغیر ضرورت کے کیا ہے اس لئے کہ اس کی اپنی عورت موجود ہے تو اس کی سزا پتھر سے ہونی چاہیے زنا سے پورے خاندان کی توہین لازمی آتی ہے، باپ، بھائی، بہن، سب ذلیل قرار پائے تو ذلت کا بدلہ یہ ہے کہ فاعل اور مفعول دونوں کو حیوانی طریقے سے مارا جائے۔

(الحق: ج ۸۔ ش ۱ رمضان المبارک ۱۳۹۲ھ اکتوبر ۱۹۷۶ء)

جہاد اور اسلام

عنوان بالا پر علامہ موصوف کے یہ افادات پشتو زبان میں تھے مضمون کی افادیت اور حالات حاضرہ کی مناسبت سے اس کا اردو ترجمہ شامل خطبات کیا جا رہا ہے (س)

جہاد کا لغوی اور شرعی مفہوم

جہاد بہ لحاظ لغوی معنی کے جدوجہد کرنا یعنی کوشش کرنا اور زحمت و سختی برداشت کرنا اور اصطلاح شریعت میں اعلائے کلمۃ الحق کیلئے ایک اسلامی عسکری تنظیم کے تحت اپنی جان و مال قربان کرنا اور دین اسلام کے دفاع کے لئے اپنی تمام تر قوتوں اور ذرائع کو بروئے کار لانا جہاد کا یہ شرعی مفہوم مسلمان قوم کا وہ مذہبی فریضہ ہے جس کی اہمیت پر قرآن و حدیث نے بہت زور دیا ہے جیسا کہ عنقریب ''جہاد کا نقلی رخ'' پر بحث کے دوران اس کی وضاحت کی جائے گی۔

تمہید

فریضۂ جہاد کا ایک عقلی پہلو ہے اور دوسرا نقلی رخ یہاں ہر پہلو پر مفصل بحث ہوگی اور یہ واضح کرنا ہے کہ جہاد مسلمان قوم کیلئے عقلاً و نقلاً ہر دور میں ضروری اور لازمی

ہے اور اجتماعی و ملی زندگی کے تحفظ اور بحالی کے علاوہ یہ جہاد ہر مسلمان کے دل کی دھڑکن ہے۔

عقلی پہلو

ہم دیکھتے ہیں کہ انسان اور حیوان میں دو قوتیں موجود ہیں ایک قوت میل یعنی اپنی محبوب و مرغوب چیز کو میلان کرنا تا کہ اسے اپنے تصرف میں لائے یا اس سے مطلوبہ مقصد حاصل کرے چنانچہ اس چاہت کے جذبے کو قوت شہوت کہتے ہیں۔

دوسری قوت قوت غضب ہے یعنی اس کو اپنی خواہش کی تکمیل میں جو چیز مانع ہو یا تو ظلم و جبر سے اسے دفع کرے یا جیسے بھی ممکن ہو اسے مغلوب کرے چنانچہ پروردگار عالم نے ہر جاندار مخلوق میں یہ طاقتیں پیدا کی ہیں اشتہا اور چاہت کی یہ طاقت ایک نفس کی زندگی کی بحالی کا کام بھی دیتی ہے اور نسل کی بقاء بھی اسی طاقت سے ہے۔

غضبی قوت سے (یہ نفس) اپنا بچاؤ اور حفاظت بھی کرتی ہے اور اپنے مقصد کے حصول کیلئے اس کو کام میں لاتی ہے پھر اس قوت کے استعمال کے لئے خالق کائنات نے ہر حیوان کے بدن میں اس کی نوعی تناسب سے اسے ایسے اندام دئے ہیں جس کے ذریعہ وہ اپنا بچاؤ اور دفاع بھی کرتا ہے اور دوسرے حیوان پر حملہ اور جبر بھی، طیور کے پنجے گائے، بیل کے سینگ وغیرہ متعلقہ جانداروں کے آلات دفاع اور اوزار حرب ہیں۔

انسانی قوت کی وسعت اور لامحدودیت

اس تمہید کے بعد یہ حقیقت واضح ہے کہ قوت اشتہا اور قوت قہر کا استعمال ہر جاندار کا فطری حق ہے اسی خاطر خالق کائنات کی طرف سے اس کو پورا موقع دیا گیا ہے مگر اس سلسلہ میں چونکہ فطرت انسانی کی نوعیت اور حیونات سے بالکل علیحدہ نہایت اونچا اور عقل کی بنا پر عظیم پیمانے پر ہے یہی وجہ ہے کہ انسانی قوت کی قدرت اور اس کی قوتوں

کے استعمال کی حدود اور خطوط اور حیوانات کی نسبت بے حد وسیع اور لامحدود ہے اور صرف یہی نہیں کہ اس کے بدن میں اس کے پاس قوت غضب اور دفاع کا مختلف سامان موجود ہے بلکہ خارجی طور سے اسے یہ موقع حاصل ہے کہ ان دونوں قوتوں کے استعمال کا سامان عقل و خرد کی روشنی میں مکمل اور پورا کرے تو جیسا کہ انسانی محبت اور رغبت اور میل و خواہش کا سرچشمہ اور منبع قوت اشتہاء ہے اور کھانا پینا، رہنا سہنا، اوڑھنا بچھونا اور مرد و زن کا ملاپ اس کے مختلف مظاہر ہیں مکان کے بارے میں جب انسان ہر وقت سرگرم اور سرگردان رہتا ہے اسی طرح ہر دور میں اسلحہ اور آلات جنگ اور موجودہ وقت میں بے پناہ سامان جنگ جس کے ذریعہ ایک لمحہ میں عالم بشریت کا خاتمہ ہوسکتا ہے یہ تمام قوت غضب کے اثرات اور اس کی استعمال کے فطری ذرائع و آلات ہیں۔

جہاد ایک فطری حق

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ ہر صاحب مسلک انسان اپنے مسلک کی ترقی اور فروغ بہر قیمت وصول کرنا چاہتا ہے اور اس کے لئے ہر قسم کی قربانی پر آمادہ اور تیار ہے بنابرایں مسلمان بھی بحیثیت مسلمان یہ خواہش کرتا ہے کہ مذہب اسلام کا جھنڈا بلند اور کلمۃ اللہ کا بول بالا ہو گویا مسلمان کی یہ خواہش قہر و غضب اس کا فطری اور ملی حق ہے اور اس کے استعمال کا صحیح طریق کار شریعت اسلام نے اسے واضح کیا ہے یعنی اس کے فطری اور پیدائشی خواہش کے لئے صحیح خطوط اور حدود متعین کئے ہیں جو مسلمان ان حدود کی پابندی کرے اس کے ساتھ اجر و ثواب کا عہد و پیمان ہوا ہے اس مقام میں ضمنی طور پر یہ واضح کرنا بھی ضروری ہے کہ شرع اسلام کے تمام احکام انسانی طبع اور مزاج کے عین مطابق ہیں اور ان احکام کے منفی پہلو کا انسانی طبعیت کے ساتھ غیر طبعی اور خارجی تعلق ہے۔

اسلام دین فطرت ہے

ارشاد نبوی ﷺ ہے الخیر عادة والشر لجاجة (سنن ابن ماجہ: ح ۲۲۱) یعنی خیر و

صلاح طبیعت انسانی کی عادت اور معمول ہے اور شر اس کے ساتھ باہر سے پیوست ہوتی ہے اس سلسلہ میں ہمارا ایک مفصل مضمون ایک مجلّہ اسلامی اکیڈیمی کوئٹہ سے شائع ہوا ہے اس میں دس دلائل سے یہ دعویٰ ثابت کیا گیا ہے کہ اسلام دین فطرت ہے وہ مضمون نہایت ہی مفید ہے شائقین حضرات اس کا مطالعہ کریں غرض یہ کہ جہاد بھی مسلمانوں کے لئے ایک بنیادی اور فطری خصوصیت ہے اور جیسا کہ اس کو قوت اشتہاء کا صحیح موقع دیا گیا ہے اسی طرح اس کو قوت قہر کے استعمال کا بھی جائز شرعی محل میں موقع حاصل ہے اور مسلمان قوم کے لئے یہ اجتماعی، عسکری اور دفاعی محل جہاد ہے۔

جہاد نظر انداز کرنا ہلاکت اور تباہی کا ذریعہ

اس سلسلہ میں تاریخ اقوام عالم اس بات پر شاہد ہے کہ جس قوم نے اپنی دفاعی قوت کمزور کی اور دوسرے اقوام وملل کے مقابلہ میں یہ قوت استعمال نہ کی یا اس میں کوتاہی سے کام لیا تو وہ قوم سیاسی اور قومی زندگی کے لحاظ سے زندہ نہ رہی بلکہ ہلاک اور تباہ ہوئی قرآن کریم نے مسلمان قوم کی اس قسم کمزوری کو ہلاکت وتباہی سے تعبیر کیا ہے ارشاد خداوندی ہے وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ مطلب یہ کہ اگر آپ نے جہاد چھوڑ دیا تو ہلاک ہو جاؤ گے۔

جہاد پختہ یقین اور ابدی زندگی پر ایمان کی علامت

فریضہ جہاد کے متعلق قرآن وحدیث سے جو ہدایات وتعلیمات منقول ہیں انکی حیثیت سے بھی جہاد اہم ترین عبادت ہے کیونکہ واضح بات ہے کہ عبادت کی روح بندہ کا اخلاص اور جذبہ ایثار ہے جس کی وجہ سے وہ مال وجان اور تن من دھن قربان کرنے کو تیار ہے اور ایسا پختہ یقین اور قوی باور رکھتا ہے کہ میدان جہاد میں میری موت حقیقی اور ابدی زندگی کا پیش خیمہ ہے جو کہ ایک نہ ختم ہونے والا خوشگوار حیات ہے ارشاد

خداوندی ہے وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ دوسری جگہ ارشاد خداوندی ہے بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ حافظ شیرازی رحمہ اللہ نے اس ابدی زندگی کا نہایت خوبصورت نقشہ پیش کیا ہے......

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را
ہر زمان از غیب جانِ دیگر است

جہاد کیلئے قرآن کریم نے دشمن کے ساتھ مقابلہ اور مقابلہ کے لئے تیار رہنے اور اپنی طاقت کے مطابق اوروں کو مستعد رہنے کا حکم دیا ہے اللہ فرماتے ہیں وَاَعِدُّوْا لَهُمْ

غازی کا مقام حضور ﷺ کی تمنائے شہادت

اسی طرح احادیث میں بھی جہاد کے بارے میں بہت سے تاکیدی احکام وارد ہیں اور ساتھ ہی اس کے اجر وثواب کا بھی بیان ہوا ہے ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ غازی کے گھوڑے کا فضلہ اللہ کے نزدیک مشک وعنبر سے زیادہ خوشبودار اور قابل قدر ہے اور فرماتے ہیں کہ جہاد کی خاطر ایک صبح یا ایک شام جانا اللہ کے ہاں دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان جہاد میں شہادت کی تمنا کی ہے اور فرماتے ہیں **لوددت أن أقتل فی سبیل اللّٰہ ثم أحیی ثم أقتل ثم أحیی ثم أقتل ثم أحیی ثم أقتل** (مشکوٰۃ: ح ۳۷۹۰)

جاں خواہم از خدا نہ یکے بلکہ صد ہزار　　تا صد ہزار بار بمیرم برائے یار

غرض یہ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لطف ومسرت اور فرحت وبہجت کی بار بار حصول کی آرزو کی ہے جو کہ شہید کو بوقت شہادت حاصل ہوتی ہے۔

ایک دوسری روایت کا مضمون یہ ہے کہ غازی کو بوقت نزع صرف اتنی تکلیف پہنچتی ہے جتنا کہ ایک شخص کو مچھر کاٹے۔

رباط اور مرابط کی فضیلت

اسی طرح سرحدی چوکی اور مقامات پر جو متعین سپاہی اور مسلمان جان باز ہو اس کو مرابط اور اس کی ڈیوٹی کو رباط اور مرابطت کہتے ہیں مرابط کے بارے میں ارشاد ہے کہ **ومن مات مرابطًا فی سبیل اللّٰہ جری علیه عمله إلی یوم القیامة وأجیر من فتنة القبر** (المصنف عبدالرزاق :ح۹۶۱۹) خلاصہ یہ کہ مذہب اسلام کے فریضہ جہاد یعنی اس سرحدی محافظ نگران دستے کا اجروثواب قیامت تک لکھا جائے گا اور عذاب قبر سے محفوظ رہے گا گویا مذہب اسلام میں جہاد ایک اہم اور ضروری عبادت ہے اور میدان عمل میں شہید کے خون کے ایک قطرے کے ساتھ ایک گناہ بھی باقی نہیں رہتا (یعنی اس کے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے)

اسلام کا بزور شمشیر پھیلنے کے بے سروپا الزام اور جواب

اس مقام میں بعض لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہوتے ہیں کہ چونکہ اسلام نے جذبہ جہاد کی نہایت تعریف وتوصیف کی ہے ابتدائی دور میں اس جذبے سے اتنا کام لیا گیا ہے کہ جزیرۃ العرب کے ۲۴ لاکھ آبادی میں سے ۱۸ لاکھ آبادی مشرف بہ اسلام اور نور ایمان سے منور ہوگئی اور آئندہ کے لئے بھی ارشاد نبوی ﷺ ہے **الجهاد ماضٍ إلی یوم القیامة** یعنی جہاد وقتال کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا چنانچہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام دنیا میں بزور تلوار اور بہ نوک شمشیر پھیلا ہے اور اس کے پھیلاؤ میں جہاد و جنگ وجدال اور سفاکی وخون ریزی کا صرف دخل نہیں بلکہ یہ سنگ بنیاد کی حیثیت رکھتی ہیں تو شریعت اسلامیہ کا تمام خاکہ جبر وقہر اور زبردستی پر بنا ہے۔

اس غلط فہمی کا جواب یہ ہے کہ تعلیمات اسلام کی رو سے جہاد کی نوبت تب آتی ہے جب حق وانصاف کے قیام کے لئے شر کی طاقتیں سدراہ بن جائے اور اس کو مٹانے کیلئے اور کوئی قابل عمل صورت باقی نہ رہے سب سے پہلے غیر قوموں کو اسلام قبول

کرنے کی دعوت دی جاتی ہے جب وہ اسلامی حکومت کا ذمہ قبول کرے اور جزیہ دینے پر راضی ہو جائے تو اسلام کی طرف سے اسے اتنی مراعات حاصل ہوتی ہیں کہ ان کی جان ومال ایک مسلمان کی جان ومال کی طرح محفوظ ہو جاتی ہے اور اسلامی معاشرے کی تمام آئینی اور معاملاتی حقوق ایک غیر مسلم ذمی کو ایسے پیرائے میں مل جاتے ہیں جو ایک غیر مسلم کو بحیثیت مسلمان حاصل ہوتے ہیں پیغمبر علیہ السلام نے حکومت اسلام کے اس بین الاقوامی دفعہ کو ان الفاظ میں واضح کیا ہے **أموالهم کأ موالنا ودماو هم کد مائنا** ان کا مال اور ان کا خون ہمارے مال اور خون کی طرح محفوظ ہیں اور اسی طرح ان کو اپنی مذہبی رسومات کی قانونی اور مکمل آزادی ہے جو کہ اسلامی نظام حکمرانی کے ساتھ مزاحم اور متصادم نہ ہوں ارشاد نبوی ﷺ ہے **ذرهم وما یدینون** انہیں اپنے مذہبی کاموں میں آزادی ہے ان کو چھوڑ دیں غرض یہ کہ ایک غیر مسلم ذمی کے ساتھ مملکت اسلام کا اس سے اور بہتر کیا سلوک ہوسکتا ہے کہ ایک ذمی کافر کے خون ناحق پر ایک مسلمان کا قصاص لیا جاتا ہے جیسا کہ حدیث کا متن اس پر دال ہے اور اصحاب کرام اور ائمہ کا بھی یہی مسلک ہے خلاصہ یہ کہ عدل الٰہی کے قیام کیلئے ان کے ساتھ ہر ضروری، اخلاقی سلوک روا رکھا گیا ہے اور انہیں تمام شہری حقوق حاصل ہیں البتہ جنگی خدمات کے عوض ان پر برائے نام ٹیکس (جزیہ) مقرر کیا گیا ہے

قوت کا استعمال مخصوص اور محدود حالات میں

پس ان مراعات کے باوجود بھی اگر ایک کافر قوم مفاہمت پر آمادہ نہ ہو تو پھر ان کے ساتھ جہاد صرف دفع فساد کیلئے ضروری اور لازمی ہے بہر صورت یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ حق وانصاف کے نفاذ کے لئے ناساز گار فضا سے ناامیدی کی صورت میں اسلام نے جس بہتر سلوک کی تاکید کی ہے وہ اس بات کی بین دلیل ہے کہ اسلام میں

قوت کے استعمال کی اجازت مخصوص حالات اور محدود پیمانے پر ہے عرض یہ کہ مذہب اسلام کی ترویج میں جہاد کو اول اور مرکزی حیثیت حاصل نہیں بلکہ اولاً غیر اقوام پر اسلامی تعلیمات اور اخلاق وتمدن پیش کرنا ہے اور پھر کثیر تعداد میں اغیار کے خوش نصیب اور نیک بخت افراد انہیں تعلیمات کی روشنی میں اسلام قبول کرلیں اور حجت و برہان سے فائدہ لے اور تیغ وسنان کی نوبت نہ پہنچے حقیقت یہ ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نہایت پاکیزہ اور پرکشش سیرت غایت درجہ مشفقانہ اور مصلحانہ برتاؤ بے پناہ حکیمانہ اور خیر خواہانہ سلوک نے عرب میں ایسا انقلاب پیدا کیا کہ ان کے حالات وخیالات اور گفتار وکردار تمام اس پر بدل گئے سرکش اور باغی دماغ رام اور تابع فرمان ہوگئے جاہل اور ناسمجھ عرب علماء اور راہ نما بن گئے ہمارے اس دعویٰ پر تاریخ کا ہر باب شاہد عدل ہے کہ جنگ اور قتال پر اقدام نہایت بامر مجبوری ہے اور صرف ملت مسلمہ نہیں بلکہ دشمن بھی اس بات پر گواہ ہے......

ومليحة شهدت لها ضراتها

والفضل ما شهدت به الأعداء

یعنی ایک خوبصورت عورت کے حسن و جمال کا کبھی کبھی اپنی سوکن بھی اعتراف کرتی ہے حقیقتاً کمال وہی ہے کہ دشمن بھی اس کا معترف ہو۔

صلح حدیبیہ کا نتیجہ فتح مکہ

اس بارہ میں ایک تاریخی ثبوت کم از کم یہ بھی ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر مسلمانوں کی کل تعداد پندرہ سوتھی اور جب صلح ہوگئی اور مسلمانوں کے تیر ترکش میں بند ہوگئے اور جہاد کا سلسلہ وقتی طور پر معطل ہوگیا تو اس تعطل کے دوران اغیار کے دلوں میں خاموشی سے مذہب اسلام کی اتنی شہرت اور اس کی تعلیمات کی اتنی ترویج ہوگئی کہ

محض اچھی پالیسی اور عمدہ کردار کی بدولت فتح مکہ کے موقع پر دس ہزار فرزندان توحید موجود تھے پس معلوم ہوا کہ اسلام کی ترویج اور اس کی وسیع اور ہمہ گیر مقبولیت اس کی تعلیمات کی طہارت اور پاکیزگی پر مبنی ہے اور جہاد کی تب ضرورتی پیش آتی ہے جب صلح ومفاہمت حسن معاملہ اور باہمی گفت وشنید کی کوئی سبیل نہ ہو بیشک شریعت اسلام میں جبر واکراہ نہیں اور قرآن پاک میں یہ اعلان موجود ہے کہ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ یعنی اسلام میں زبردستی نہیں اب تو رشد وہدایت اور گمراہی وضلالت علیحدہ علیحدہ واضح ہیں۔

جہاد کا اصلاحی پہلو

آخر میں جہاد کے بارے میں یہ حقیقت بھی واضح کرنا ضروری ہے کہ جہاد اگرچہ بظاہر قتل وغارت خون ریزی اور تباہی ہے اور یہ بھی مسلم حقیقت ہے کہ جنگ کرنے والے ممالک، افواج اور اقوام کا مالی و جانی نقصان اس نقصان کے ۴/۵ ہے جوان افواج کی اخلاقی گراوٹ میں ہے کیونکہ جنگ کے میدان میں انسان بننے کی بجائے ہر جنگی جو یہ کوشش کرتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ خون ریز سفاک اور درندہ ہو (یعنی انسان کی طبیعت اس سے سفاک بن جاتی ہے)

لیکن اس کے ساتھ اسلامی جہاد جس غرض کیلئے کیا جاتا ہے اور اس راہ میں جو اصلاح وتعمیر زیر نظر ہے وہ ایک عام قانون اصلاح کے تحت ضروری ہے اس لئے کہ جب ایک مرکب اور مجموعہ چیز کے کسی ایک حصہ یا جز میں کسی قسم کی خرابی اور فساد پیدا ہوجائے جو اسی مرکب اور مجموعے کے اور اجزاء ہیں، فساد کا تو پھر اس مجموعے سے وہ حصہ یا انسان وحیوان سے وہ عضو بادل ناخواستہ علیحدہ کردیا جاتا ہے جس کی بناء پر اس مرکب یا حیوان کا باقی بدن اس فساد سے مامون رہتا ہے چنانچہ ایک مالی پھل دار درخت سے فاسد مزاج

شاخوں کو کاٹتا ہے تا کہ ان شاخوں کے فساد سے باقی درخت محفوظ رہے اسی طرح ڈاکٹر بھی باقی بدن کے تحفظ کے لئے اس اندام کو قطع کرتا ہے جس سے باقی صحت مند بدن میں فساد پھیلنے کا اندیشہ ہو اب یہ بات واضح ہے کہ اسلامی مملکت ایک وحدت ہے اس وجہ سے جو افراد اس کی اجتماع تقاضوں اور ضوابط کے مطابق زندگی گذارتے ہیں تو اگر چہ وہ غیر مسلم ہوں لیکن ان کا وجود تسلیم ہے لیکن جب غیر مسلم افراد اس اجتماعی وحدت میں فساد پیدا کر رہے ہوں اور نظم وضبط کیلئے خطرہ ہوں تو پھر ہر ممکن قوت کے ساتھ ان عناصر سے مسلم معاشرے کی تطہیر لازم ہے پس اس قسم کی تعمیر وتطہیر کا نام جہاد ہے۔

ابو بکر صدیقؓ کا تاریخی خطبہ

خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جہاد کے متعلق اپنے پہلے تاریخی خطبہ میں نہایت زور دار الفاظ استعمال کئے ہیں فرماتے ہیں اگر یہ اصلاحی جنگ آپ نے ترک کی تو بہت ہی خرابی اور فساد پیدا ہوگا یعنی ناپاک عناصر معاشرے کے اور افراد پر حاوی اور غالب ہوں گے بعینہٖ قرآن پاک میں ارشاد ہے اَنْ لَّا تَفْعَلُوْہ تَکُنْ فِتْنَۃٌ فِی الْاَرْضِ وَفَسَادٌ کَبِیْر غرض یہ کہ ترک جہاد فساد وفتنہ کو موقع فراہم کرنا ہے الحاصل جہاد ہر مسلمان خاص کر پاکستان مسلمان کا اہم فریضہ ہے دین ملک ناموس اور باعزت زندگی کی حفاظت جہاد پر موقوف ہے اور اگر اس فریضہ میں کسی قسم کی کوتاہی اور غفلت سے کام لیا گیا تو پھر یہ تمام چیزیں تباہ اور غلامی کی ذلت کو تیار ہو جائیں اور صرف غلامی ایک ایسی چیز ہے جس کے بارے میں کسی نے بجا کہا ہے کہ حالت نزع کا لمحہ آزادی غلامی کے کئی سالوں سے بہتر ہے یہ تو جہاد کا دُنیوی فائدہ ہے۔

جہاد کے اخروی فوائد

اور اخروی فوائد یہ ہیں کہ:

☆ منزل نزع نہایت ہی خطرناک ہے لیکن مجاہد پر بہت آسان ہے جیسا کہ مچھر نے کسی کو کاٹا ہو۔

☆ جب کوئی انسان فوت ہو جائے تو اس کی نیکی ختم ہو جاتی ہے (یعنی اس کے عمل کا خاتمہ ہو جاتا ہے) لیکن حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ مجاہد جب مر جاتا ہے تو ہر وہ نیکی جو اس نے زندگی میں کی ہوتا قیام حشر اس کے نامہ اعمال میں لکھی جائے گی۔

☆ مجاہد غازی یا مرابط جب اعلاء کلمۃ الحق کے لئے مر جائے تو عذاب قبر (جو کہ سخت ترین منزل ہے) سے محفوظ رہے گا۔

☆ میدان حشر میں اس فیصلے کا انتظار رہے گا کہ کون جنت میں جائے گا اور کس کا ٹھکانہ جہنم ہے لیکن یہ میدان بھی شہید اور مجاہد کے ہاتھ میں ہے قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ اس کے لئے جنت ہے مجاہد کا مال وجان اللہ نے جنت کے عوض لے لیا ہے گویا جہاد کے باعث اللہ کی طرف سے یہ رجسٹری ہے کہ جس نے جان و مال راہ خدا میں قربان کیا اللہ نے اسے جنت عطا فرمادی۔

دائرہ جہاد کی وسعت:

جہاد لوگ صرف جنگ کو کہتے ہیں لیکن ایسی بات نہیں بلکہ جہاد کے لئے سامان کی تیاری بھی اللہ کی راہ میں جہاد ہے یہی وجہ ہے کہ اسلامی جہاد کا دائرہ بہت وسیع ہے حدیث شریف میں آتا ہے کہ جس نے غازی کے لئے سامان مہیا کیا تو وہ بھی غازی اور جس نے غازی کے بال بچوں کی خدمت اور دیکھ بھال اخلاص سے کی تو وہ بھی غازی۔ قرآن کریم اور ارشاد ربانی ہے وَاَعِدُّوْا لَھُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّۃٍ کہ آپ دشمن کے مقابلہ کے لئے ہر قسم کا سامان تیار کریں جس پر آپ کو قوت اور برتری حاصل ہو اس سے معلوم ہوا کہ اسلحہ سازی کے کارخانوں میں جو لوگ کام کرتے ہیں وہ بھی جہاد ہے

بشرطیکہ اس میں یہ نیت ہو کہ یہ جہاد کے کام میں استعمال ہوگی اس طرح کپڑے کے کارخانے میں کام کرنے والے یہ کپڑے مجاہدین کے کام آئیں گے یہ بھی جہاد ہے اسی طرح کا شتکار جب غلے کی کاشت کرتا ہے تو وہ اگر یہ نیت کرلے کہ یہ مجاہدین کھائیں گے تو یہ بھی جہاد ہے اس لئے کہ بغیر کھائے پئے جہاد نہیں ہوسکتا اسی طرح ہسپتال میں زخمیوں اور بیماروں کا علاج اور خدمت گذاری بھی جہاد ہے اور بایں طور ریل گاڑی اور دیگر ذرائع آمد و رفت وغیرہ میں کام کرنے والے بھی مجاہدین کی صف میں شامل ہیں جب ان کی نیت یہ ہو کہ اس میں مجاہدین کو رسد اور کمک پہنچائی جائے گی اسلام میں جہاد کا دائرہ بہت وسیع ہے اور جہاد کے موقع میں حکومت کی فوج ، پولیس، صنعتی، زرعی، مواصلاتی انتظامی، نشریاتی تمام محکمہ جات جہاد کے زمرہ میں داخل ہیں۔

(ترجمہ: مولانا ابراہیم فانیؒ ماہنامہ الحق ۵/۱۷)

فتح اور غلبہ کا بنیادی ہتھیار

اتحاد، اتفاق، شجاعت، عزم اور استقلال

برموقع اجلاس دستار بندی دارالعلوم حقانیہ

فروعی اختلافات کو بھلا دینا

خطبہ مسنونہ کے بعد: برادران گرامی! میں مولویوں کو ہدایت کرتا ہوں کہ آج اسلام کے بنیادی مسائل خطرے میں ہیں صلیبیوں کی لڑائی جو شروع ہوئی تو ہم نے تمہیں کیوں تمکنت دی تھی عیسائیوں کی پادری یہ تحقیق کر رہے تھے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے پھانسی پر چڑھنے سے قبل جو روٹی کھائی تھی وہ خمیری تھی یا پتیری ایک گروہ پادریوں کا خمیری اور دوسرا پتیری پر لڑ رہا تھا اس طرح یہ نور و بشر کا مسئلہ بھی ہے یا اس قسم کے اور مسائل ہیں پرانا اسلام کوئی نہیں مانتا، اسکو تو چھوڑو بدعات سمجھو میں نے اسلام کیلئے یہ سمجھا ہے کہ دین کا دارو مدار جن بنیادی مسائل پر ہے ان کا حل ضروری ہے اور عوام کو بھی مسلمانوں کی لڑائی پیدا کرنے میں مزا آتا ہے واہ، واہ مولانا نے کیا عجیب مسئلہ کہا کیونکہ مزاج میں لڑائی ہے خود جمع ہو جاتے ہیں ایک مسئلہ آپ کے سامنے ہے یہود اور عرب کا ابھی تازہ تازہ جنگ سامنے آیا اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ

یہودیوں کی آبادی اور وسائل

یہود کا ملک بعض جگہ اس کا عرض ۱۴ میل ہے ۲۵ لاکھ آبادی ہے اور ۲۵ لاکھ انسان سو زبانیں بولتے ہیں یہ تو گویا چندہ کیا ہے تمام دنیا سے یہودیوں کا برطانیہ اور امریکہ اور فلاں فلاں ملک سے یہودی لاکر یہاں بسائے کہ مسلمانوں کے سینے پر ناسور بنے رہیں تو جس ملک میں آدمی رہتا ہے تو بولی وہاں کی بولتا ہے تو معلوم ہوا کہ یہ تو بظاہر یہود مگر درحقیقت بانت بانت کی بولی والے جمع ہیں مورخین اس پر متفق ہیں کہ بارہ نسلوں میں سے یہود کی دس نسل تو مٹ چکی ہیں دو نسلوں میں موجود یہودیوں میں پانچ فیصد یہودی ہیں باقی یہود برائے نام یہودی ہیں جیسے ہمارے ہاں مصنوعی سید کہلاتے ہیں اس طرح مصنوعی یہودی بھی بہت ہیں تو سو زبانیں ہیں انہوں نے لڑائی کی عربوں کے ساتھ جو ۱۳ حکومتیں ہیں ۱۴ کروڑ آبادی ہے اس میں ایک حکومت مصر کی تمام طاقت اور سامان جنگ اور نفوس کی تعداد اسرائیل سے زیادہ ہے اسرائیل کی آمدنی کتنی ہے کویت جو معمولی ریاست ہے اسکی پٹرول کی آمدنی اسرائیل کے تمام وسائل سے زیادہ ہے اور یہود نے حملہ کیا اور جو نتیجہ آیا وہ آپ کے سامنے ہے۔

یہود سے عداوت ایمانی فریضہ

ہمیں عرب سے ہمدردی ہے یہود سے عداوت ہمارا ایمانی فرض ہے لیکن اس واقعہ پر اس پہلو پر کبھی سوچا کہ یہ معاملہ کیوں الٹا ہے؟ میں ہمیشہ ایک مسئلہ پیش کرتا ہوں کہ جب لڑائی ہو اور ایک قوم ہارتی ہے اور ایک جیتتی ہے تو جو قوم جیتتی ہے اس نے قرآن اپنایا اور جو ہارتی ہے اس نے قرآن رد کیا پورا قرآن تو پڑھو، قرآن کے کچھ اصول ہیں جو کافر بھی مانتے ہیں آج میں چیلنج کرتا ہوں کہ عالم یا غیر عالم ہمارے سامنے تمام لڑائیوں کی تاریخ میں ایسی کوئی لڑائی پیش نہیں کرسکتا کہ دو قومیں لڑی ہوں ایک نے فتح پائی اور دوسری نے شکست

اور سبب یہ نہ ہو کہ جس نے فتح پائی اس نے قرآن اپنایا اور جس نے شکست کھائی اس نے قرآن کو رد کیا کس طرح اپنایا یہ قرآن کے بس دو اصول ہیں سینے پر لکھ دو اور دل میں بھی جگہ دے دو میں اور میرے خیال میں ضروری ہے کہ تختی نویس سے لکھوا کر سینے پر لٹکا دیں تا کہ بچپن سے اور سکول سے اس پر نظر رہے۔

اپنی زبان پر مرمٹنے والی قوم

الاتحاد، اعداد، آلات الحرب، اتفاق اور سامان جنگ کی تیاری یہ دو چیزیں لازمی ہیں تو سو ملکوں کے یہودی جو پچیس لاکھ جمع تھے ان کے اتحاد کا تو یہ عالم ہے کہ ان کی اپنی بولیاں بھی سو ہیں آج ان کی حکومت قائم ہوئی اور کل سرکاری زبان ان کی مذہبی زبان عبرانی بنی اور ہمارا انگریزی زبان سے چھوٹنا مشکل انگریز جو پاخانہ چھوڑ گئے ہیں اسکی بدبو سے ناک سڑ رہی ہے لیکن یہود نے دکھایا کہ ہم زندہ قوم ہیں اپنی تہذیب کو مرنے نہیں دیں گے جیسے مسلمان کہتے ہیں کہ ہم مسلم تہذیب والی قوم ہیں یہود کی آج خط و کتابت اور سرکاری کاروائی عبرانی زبان میں ہے جو کسی ایک ملک کرہ ارض یا کسی ایک محلّہ میں نہیں بولی جاتی جو عبرانی بولے، لیکن ۲۴ کروڑ عرب بھی عربی بولتے ہیں اور دیگر ممالک میں علماء اور طلباء دس کروڑ سے زیادہ عربی بولتے ہیں اس عربی زبان کو ہم نے نہ سرکاری زبان بنایا، نہ اردو کو اپنایا جبکہ انگریز کی پھینکی ہوئی ہڈی ہے جسے منہ میں رکھ کر چبائے جا رہے ہیں تو ایک یہ اتحاد ہے اور مسلمانوں کا اتحاد ادھر پختونستان ہے جیسا کہ آپ جانتے ہیں پھر مولویوں میں اختلاف، پیروں میں اختلاف، سیاسی پارٹیوں میں اختلاف، عوام میں بھی اختلاف، ہر طرف اختلاف ہی اختلاف ہے۔

آبِ زر سے لکھنے کے قابل جملہ

اور مجھے سید جمال الدین افغانی کا وہ فقرہ یاد آتا ہے جسے آپ نے عـــروہ

الوثقیٰ میں لکھا تھا جو آب زر سے لکھنے کے قابل ہے قاہرہ کے جامعہ ازہر میں اس نے مسلمانوں کے متعلق کہا تھا أتفق المسلمون علی ان لا یتفقوا مسلمان کسی بات پر اتفاق نہیں کریں گے ہاں صرف اس بات پر اتفاق ہے کہ ہم بے اتفاق رہیں گے۔

علم کا تقاضا اتفاق اور اتحاد

اللہ رحم کرے ہمارا چھوٹا سا قصبہ ہے اس میں دیو بند کے دس علماء ہیں ایک پرانے زمانے کے مولوی بھی ہیں کسی نے اس مولوی صاحب سے پوچھا کہ کتنے مولوی ہے تمہارے گاؤں میں اس نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ سب جاہل ہیں مولوی لوگ ہوتے تو متفق ہوتے دارالعلوم دیو بند کے زمانے میں ۳۰ سال کم وبیش پہلے ایک نظم زوالِ اسلام پر مثنوی فارسی میں لکھی تھی اس میں سب کچھ بتلایا تھا مسلمانوں کی موجودہ تہذیب والوں سے جو شکایت تھی وہ پہلے لکھا تھا کہ......

مسلم عاشق بہ رنگے مغربی
دور افتادہ زِ رنگے یثربی

یورپ کا عاشق ہے مدینہ منورہ کے رنگ سے دور ہے......

اغنیا سر مست چوں فرعونیاں
از فقیر وعالم نفرت کناں

کارخانے والوں سے مولوی چندہ مانگے تو یہ لوگ فقیر اور عالم سے نفرت کرتے ہیں اب اتفاق کا معنی جوڑنا اور جڑوانا کیسے؟ سطح ناہموار ہو تو جوڑ کیسے آئے؟

خویش راپندا شتہ مرد جلیل
بے دلیل و بے دلیل و بے دلیل

میں بڑا آدمی ہوں اتنی کروڑوں لاکھوں آمدنی ہے جبکہ آمدنی سے کیا ہوتا ہے؟

کیا بڑائی ہے اسکی؟......

شیخ ما از غرور خویش مست
ہم در مہرو وفا بر خویش مست

اصلاح کے لئے کوئی آسمان سے اترے

پھر آگے مولوی کا ذکر ہے اگر مولوی کی اصلاح نہ ہو تو کہتے ہیں کہ مولوی کی بات نہ کرو تو کیا تمہاری اصلاح کیلئے کوئی آسماں سے اترے گا؟......

مولوی رابر مولوی اندر برد
ایں سبب درملت مافرد مافرد

مولوی مولوی کے ساتھ جنگ میں لگا ہے اسی وجہ سے ملت اسلامیہ ٹکڑے ٹکڑے ہے......

زیں سبب اسلام راذلت رسید
کافر کافر! را شوکت آمد پذیر
شمس ہم بے شمس از تاریکی است
ایں سخن فہمیدنی باریکی است

سلب الغنیٰ عن نفسہ ہے اصل چیز اتفاق ہے یہود متفق اور ہم غیر متفق اب میں حیران ہوں کہ جتنے اسباب غلبے کے مسلمانوں کے پاس اس زمانے میں موجود ہیں تاریخ بشریت میں کبھی نہیں تھے۔

اعددی تفوق اور غلبہ

عددی تفوق مسلمانوں کی تعداد کتنی ہے ہم دوسروں سے پوچھتے ہیں کہ انگریز ابا! بتاؤ مسلمانوں کی تعداد کتنی ہے؟ تو وہ کم سے کم بتلاتے ہیں کہ اور سو جاؤ اٹھو نہ!

امیر شکیب ارسلان شام کے نہایت عالم ، فاضل ، اہل قلم تھے اس نے صحیح

تعداد معلوم کرنے کی کوشش کی تو ساری تعداد معلوم نہ کر سکے اور جو تعداد معلوم کی اس
کے لحاظ سے مسلمانوں کی تعداد ۸۰ کروڑ سے زائد ہے اور پھر عیسائیوں کی اصل تعداد جو
انہوں نے اپنی بتلائی تھی اپنی بڑھا دی اور مسلمانوں کی گھٹا دی یاس اور قنوطیت دکھانے
کے لئے اس نے بتایا کہ عیسائیوں کی تعداد ۵۲ کروڑ ہے تو مجموعی مسلمانوں کی تعداد کے
برابر کوئی قوم نہیں۔

شجاعت اور غلبہ

تعداد کے بعد دوسری چیز بہادری ہے مغربی اقوام میں اسوقت امریکہ دنیا کا
نمبر ایک طاقت ہے کوریا میں لڑ چکا اور ہارا ویت نام میں لڑ رہا ہے اور ہار رہا ہے اور یہ
لڑائی ایسی ہے کہ گویا امریکہ ریاست سوات یا دیر میں لڑ رہا ہے اسلئے امریکہ میں بہادری
نہیں اور مسلمانوں میں بہادری ہے وہ بہادر آتشیں اسلحہ کے سامنے کھڑی ہے کہ جدید
سے جدید اسلحہ سے بھی شکست نہیں کھا رہے۔

مسلمان قوموں میں عرب بہادر ہیں ہر مسلمان بہادر ہے بلوچ، پنجاب کے
مسلمان بہادر، افغان بہادر، مسلمانوں کی اکثر قومیں بہادر، اور یہ انگریز کے بڑے بڑے
ماہروں نے کہا کہ جتنی بہادر قومیں اسلام میں ہیں اتنی کسی مذہب میں نہیں یہ جنگ جو یہود
نے جیتی اس میں یہی چیزیں ان کے کام آئیں عددیت اور شجاعت دو چیزیں ہیں۔

پٹرول اور مسلم ممالک

تیسری چیز آجکل کے جنگ میں ''پیٹرول'' ضروری تیل ہے اور ماہرین کا کہنا
ہے کہ مسلمانوں اور عربوں کیساتھ دنیا میں جسقدر پٹرول ہے اس کا نصف سے زیادہ
صرف مشرق وسطیٰ میں ہے یعنی مسلمانوں کے پاس ہے لیکن سب سے ذلیل پھر بھی
مسلمان کیونکہ انہوں نے قسم کھائی ہے کہ کبھی ایک نہ ہونگے ایک دوسرے کے سلسلے میں
امن امن پکارتے ہیں اقوام متحدہ سے پہلے جمعیت الاقوام بنی تو اس نے دنیا میں امن کا
نعرہ لگایا نکلا امن قائم کرنے مگر کیا اس نے امن قائم کیا؟

اقوام متحدہ کی بین الاقوامی بدمعاشی

اقوام متحدہ بین الاقوامی بدمعاشوں کے فرائض انجام دے رہا ہے تمام برائی کی
ذمہ دار ہے اور اس کا روح رواں امریکہ ہے چند کتے اس نے پال رکھے ہیں چند کتوں کو
فلسطین پر چھوڑا بھارت اس کا ایک کتا اور یہود دوسرا کتا بین الاقوامی بدمعاشی شروع کی
ہے امریکہ نے انڈونیشیا میں بھی انقلاب اسطرح کرایا سو قوموں کے ممبر موجود ہیں یہود
نے جو کچھ کیا سوال یہ ہے کہ اسکو جتوایا کس نے؟ مسلمان لوگوں کو مستثنیٰ کر کے اقوام متحدہ
کے غیر مسلم ممبروں میں سے کوئی نہیں ملے گا جو برے کو برا کہے اگر ایک جج برے کو برا
نہیں کہتا تو کیا انصاف کر سکے گا؟ آخری عدالت ''عالمی ادارہ انصاف'' ہے وہ بھی برے
کو برا نہیں کہتا امریکہ کے نزدیک جو کام اچھا ہے اور حقیقت میں برا ہے تو اقوام متحدہ کہیں
ہلتی نہیں اس کی زبان گنگ ہے اور قلم شل ہے انصاف تو برے کو برا کہنے سے آتا ہے
جب یہود کی گورنمنٹ قائم ہوئی میں نے اس وقت پیشن گوئی کی تھی کہ اب امریکہ کے
برے دن آ گئے ہیں کہ ایک ملعون قوم کا ساتھ دیا اس وقت سے امریکہ کا جو وقار گرا ہے
اور گر رہا ہے اسکی کوئی مثال نہیں کوریا کی ریاست اس سے بہت چھوٹی ہے وہ لڑی اور
امریکہ کے ناک میں دم کر دیا ویت نام والے لڑ رہے ہیں اور انہوں نے شکست دی ہم
کیوں نہیں دے سکتے؟ اس نے ناممکن کو دو لڑائیوں سے ممکن بنا دیا جبکہ ان کی طاقت،
سامان جنگ، اسلحہ کا حساب نہیں تھا وہ انسان کی نفسیاتی اصول جس میں شجاعت و بہادری
،عزم و استقلال شامل ہے یہ وہ طاقت ہیں کہ دولت بھی اسکا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

فتح و امن کے تین قرآنی اصول

فتح اور امن کے لئے تین اصول قرآن نے بیان کئے ہیں اگر اس پر عمل ہوا تو
آج کامیابی ہے اور اگر دس کروڑ سال تک نہ ہو دس کروڑ سال تک دنیا جہنم ہو گی اور
علاج ہے ہی نہیں۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العلمين

احکام تشریعی وتکوینی اللہ تعالیٰ کی خصوصیت

یہ خطاب حضرت علامہ شمس الحق افغانیؒ نے عرب اسرائیل جنگ کے بعد دارالعلوم حقانیہ میں فرمایا جسے احقر سمیع الحق نے اس وقت قلمبند کیا،نوٹ کردہ اوراق سے جو کچھ میسر آسکا اسے شامل کیا یہ ایک مفکر اسلام کی طرف سے مسلمانوں کے عروج وزوال پر نہایت وقیع خیالات ہیں جو آج بھی جوں کے توں حالات میں امت مسلمہ کو دعوت فکر دے رہی ہے۔

حضرت علامہ افغانی صاحب کے خطاب سے قبل حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق قدس سرہٗ نے مختصر استقبالیہ خطاب میں حضرت علامہ کا خیر مقدم کرتے ہوئے ان کے علم وفضل پر خراج تحسین پیش کیا حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب نے استقبالیہ کلمات فرمائے جوحسب ذیل ہیں!

اکابر، اساتذہ اور شیوخ کا یادگار نمونہ

حضرت افغانی ہمارے اکابر اساتذہ اور شیوخ کے فیوضات کے حامل اور یادگار ہیں اس درجہ میں ہے کہ منقولات ،قرآن وحدیث پر مہارت تامہ اور زندگی کے موجود مسائل پر عبور رکھتے ہیں اثبات حق کا ملکہ اللہ نے ان کو دیا ہے اسوقت اگر میں یہ کہوں کہ متحدہ ہندوستان میں اسکے پائے کا عالم نہیں مبالغہ نہیں ہوگا آپ ہمیشہ ہماری سر

پرستی فرماتے ہیں بیماری کے باوجود عرض کیا کہ تشریف لائیں اور اپنی فیوضات سے ہمیں مستفید فرمائیں اور ہر شعبہ علم میں رہنمائی فرمائے ایسے مخلص علماء کا وجود بہت ضروری ہے خطبہ استقبالیہ کے بعد علامہ شمس الحق افغانی نے خطاب فرمایا

نئے فتنے اور علماء وطلباء کی ذمہ داریاں

الحمد للہ وکفی والصلوٰة والسلام علی عبادہ الذی اصطفی أما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ أَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ أَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ

مجھے چند دنوں سے امراض لاحق ہے مگر مولانا صاحب اور اساتذہ کرام کے اصرار پر یہ آیت پڑھی اسپر کچھ کہنا ہے آیت مختصر ہے مگر عالم اسلام کی تمام دینی اور دنیوی مسائل کا اس میں حل موجود ہے سارا قرآن تو بجائے خود یہ ایک فقرہ بھی کافی ہے وہ یہ کہ انفس نفس کی جمع ہے لفظی ترجمہ کہ تمہاری ذات کے اندر کیا ہے؟ اس آیت میں نہیں دوسرے میں وہ بیان ہے سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ والقرآن یفسر بعض بعضاً سے مراد یہ ہے وَفِي أَنفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ آپ کے نفس کے اندر کچھ فطری نشانیاں قدرت کے وجود پر دلالت کرنے میں اتنی واضح ہے کہ نفس تو مخفی چیز ہے وہ تو اتنے واضح کالمبصرات ہیں۔

أَفَلَا تُبْصِرُونَ کہا افلا تعلمون نہیں کہا تُبْصِرُونَ کے عقل وعلم سے غیر محسوسات معلوم ہوتے ہیں مگر وہ دلائل اتنے کہ بداہت اور انجلاء میں گویا محسوسات ہیں مگر اس کا بیان نہ کیا مگر انسانی مسئلہ خاص طور پر دور حاضر میں اللہ کے وجود کا مسئلہ اس سے علماء طلباء کو خاص طور سے تنبیہ ہوتی ہے کہ فروعات عبادات پر اکتفا کرتی ہے یہ تو فرع ہے اب تو ایسے فتنے سننے میں آئے کہ خدا کی دشمنوں اور مسلمانوں دونوں کے ہاں

مردود ہیں اثرات روس اور چین سے آرہے ہیں اور قلعہ اسلام کی حفاظت سے ہر ایک نے ہاتھ اُٹھایا بلکہ بگاڑنے کی سعی ہے سوائے چند مساکین علماء اور طلباء کے ، خدا کی اعانت سے اب تک لگے ہیں۔

انکار خدا پر مبنی کتاب

رابرٹ نے انکار خدا پر مبسوط کتاب لکھی بدقسمتی سے اردو ترجمہ بھی مسلمانوں نے کیا کہ گویا انکار کے دلائل معلوم نہ ہو تو سب کو معلوم ہو جائے تین جلدوں میں کئی سو صفحات پر مبسوط کتاب ہے ساری کتاب کے سارے بکواس جمع کریں تو اس کا خلاصہ یہ ہے کہ غیر مرئی چیزوں کو نہ مانو صرف مبصرات کو مانا کرو خدا چونکہ دکھائی نہیں دیتا اسلئے اس کا انکار کردو اس کتاب کے حوالے سے ایک متعصب پروفیسر سے ملاقات ہوئی تو اس نے سارا خلاصہ یہ بیان کیا کہ غیر مرئی کو تسلیم کرنا تو ہم پرستی ہے میں نے اسے کہا کہ خدا کے بغیر تخلیق عالم میں فیصلہ اور کام یہ ہے کہ سمع ، بصر ، ذوق ، شم ، ہضم ، اخلاق اربعہ دماغ کا سوچ و تدبر ، سب روح سے جاری و ساری ہے جس پر انسانی مشین کا دارومدار ہے جو خود دکھائی نہیں دیتا اسطرح یہ سارا جہان عرش تا فرش اللہ تعالیٰ کا کارخانہ ہے اس کی صورتحال ، تشکیلات و تدبیرات وہی کرتا ہے ذرہ بھی اسے دکھائی دیتا ہے مگر وہ خود دکھائی نہیں دیتا وَفِيٓ أَنفُسِكُمۡ خود نفس اور روح انسانی نظر نہیں آتا تو روح عالم بھی نظر نہیں آتا مگر کرتا سب وہی ہے۔

غیر مری چیزوں کا انکار ایک مناقشہ

ایک دفعہ روح پر تقریر تھی ایک ملحد نے رقعہ دیا کہ میں تو روح کو مانتا ہی نہیں میں نے کہا کہ اذا لم تستحی فافعل ما شئت جب تو بے حیا ہو جائے تو جو جی چاہے کرو میں نے کہا کہ میں صاحب رقعہ سے پوچھتا ہوں کہ تم میں روح ہے یا نہیں ہے؟ میں

نے کہا کہ جس نے روح سے نہیں نکلوایا وہی روح ہے کہا اگر مردہ ہوتے تو کہہ دیتے کہ نہیں؟ کہا نہیں میں نے کہا یہی روح ہے قرآن نے یہاں تو نفس کو توجہ دی تو ایک ملحد نے کہا کہ رابرٹ نے غیر مرئیات کا ذکر تسلیم کیا ہے؟ میں نے کہا کہ نظر مانتے ہو؟ اس نے کہا ہاں میں نے کہا کہ نظر کا طول وعرض بتاؤ کہا معلوم نہیں! میں نے کہا کہ مرئیات جس چیز سے دیکھیں وہ خود نظر نہیں آتا تو منکرین خدا کا خدا مادہ اور برق ہے جو کسی کو دکھائی نہیں دیتا وہ مردہ ہے ، بے سمجھ ہے ، علم و شعور سے عاری ہے تو اسکی نسبت معقول نہیں کہ ایسے خدا کا جو علیم و بصیر ہے کو چھوڑ کر ایسے بے وقوف کو تسلیم کرنا۔

مسئلہ نبوت

اور دوسرا درجہ مسئلہ نبوت کا ہے کہ نہیں؟ نظام نفسی سے بھی نبوت ثابت ہوتا ہے خدا کو برکات و فیضان کیلئے درمیانی وسائط انبیاء کی ضرورت نہیں کہ سب انسان انسان ہیں اس ایک آیت کا نفسیاتی مطالعہ یہ حل کرا دیتی ہے موجودہ سائنس نے ثابت کر دیا پہلے مختلف فیہ تھا کہ علم وادراک کا مرکز قلب ہے یا دماغ ؟ اکثر نے قلب اور اہل اسلام میں بعض نے عقل کو ترجیح دی تطبیق یہ ہے کہ اصل منبع قلب ہے اور یہ عقل مظہر ہے دماغ قلب میں فہم کی استعداد دماغ کو پہنچا کر دماغ اسکی تفصیلی نقشے بنا کرتے ہیں اور قلب دیگر اعضاء کے درمیان ایک واسطہ دماغ ہے اور یہ سائنس بھی تسلیم کرتی ہے اگر ہم یہاں اکوڑہ خٹک سے پشاور جانیکا ارادہ کریں تو اُٹھ کر پاؤں حرکت کریں گے سائنس متفق ہے کہ یہ حکم قلب سے دماغ میں آیا دماغ نے آگے حکم دیا دماغ تو باتیں نہیں کرتا تو کیسے حکم دیا تو کہتے ہیں جسم میں ٹیلی فون کیطرح مواصلاتی نظام ہے جیسے ہم یہاں لندن اور واشنگٹن میں اطلاع پہنچا سکتے ہیں تو قدرت نے دماغ میں خانے بنائے جیسے ''غدہ'' جس میں باریک خانے ہیں اور مختلف اعضاء کو ریشے پہنچتے ہیں ایک غدہ بصارت ہے جو

ریشوں کے ذریعے دماغ کا حکم آنکھ تک پہنچاتا ہے دوسرا پاؤں کو پانچ غدے تو عناصر خمسہ کے ہوئے دوسرا غدہ سماعت، تیسرا غدہ شم، چوتھا غدہ ذوق اور ایک عام غدہ جو سارے بدن کو احکامات دیتا ہے مجموعی تعداد ڈھائی لاکھ تار یا ریشے بدن کا احکام پہنچاتے ہیں دل و دماغ کے اعلیٰ مقاصد اور مقاصد شنیعہ کی تاثیر حرکت پر موقوف ہے اور حرکت حکم پر اور حکم اس کے پہنچنے پر قدرت نے اس کا نظام بنایا ہے۔

وحی الٰہی کا نظام

اسی طرح وحی الٰہی کا نظام ہے قلب کی طرح مرکز ذات رب العالمین ہے اور دماغ جو کام دیتا ہے وہ دوسرا ایک آلہ اور ذریعہ اس فیض کے حصول کا ہے اور غدۂ خاصہ و عامہ خمسہ اور ڈھائی لاکھ ریشوں سائنس کہتا ہے کہ ماہرین دماغ کی تحقیق کے مطابق دماغ میں اٹھارہ ارب ریشے باریک باریک ہیں کل اٹھارہ ارب تاروں میں ۸ کو بھی معلوم نہ کر سکے اس کا کیا فائدہ ہے یعنی ہمارے مجہولات بنسبت معلومات کے صفر ہیں ایک تار بھی اس میں بے کار ہو جائے تو دماغ ختم تو کیا یہ ایک بے جان مردہ برق پارے کا کام ہے؟ اس طرح انبیاء کا ایک خاص استعداد ہے جیسے آنکھ کی خاص قابلیت کان سے نہیں دکھائی دیتا کان سے سن سکتا ہے دیکھ نہیں سکتا تو فیضان الٰہی اس استعداد کے مطابق ہے اور نبوت کسبی نہیں وہبی ہے اس فیضان کے مطابق فائدہ ساری انسانیت کو ہوتا ہے اسی طرح دلیل ثبوتی سے صفات بھی معلوم ہو گئے کہ سمع و بصر دے تو خود سمیع و بصیر بھی ہے بغیر ارادہ یہ نہیں ہو سکتا ذات و صفات بھی اس دلیل سے ثابت ہوئے اس کے بعد دو اہم مسئلے ہیں۔ (۱) قانونی (۲) معاشرتی

زندگی کا قانون کون بنائے گا؟

زندگی کا قانون کون بنائے گا مغرب نے کہا ''کائنات خدا کی مگر قانون

انسان کا'' یہ ایسا احمقانہ دعویٰ ہے کہ کھیتی پر دو کو جھگڑا ہے زید نے کہا کہ تخم میری، میں نے بویا، کاٹا میں نے، سیراب کیا میں نے، دوسرے نے کہا، ہاں! لیکن زمین میری ہے اور کہے گا کہ تم نکل جاؤ بے وقوف، محنت کی کھیتی آپ کی یورپ نے یہ مذاق کیا، زمین ہوا، پانی، چاند، تارے، کشش ثقل خدا کا مگر قانون ہم بنائیں گے زمین کیلئے بھی اور انسان کیلئے بھی ہے۔

قانون حیات کا حق بھی مالک حیات کو

خدا کہتا ہے کہ قانون حیات کا حق بھی مالک حیات کو ہے اور اس کیلئے دلیل وَفِيٓ أَنفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ احکام شریعہ، احکام تکوینیہ پر قیاس کر دو خدا کی طرف سے قانون ہے کہ مواصلاتی نظام کے ذریعہ دماغ کے احکام اعضاء انسانی کو منتقل کرتے رہے وہی تعمیل کرنے سونگھنا، دیکھنا، چھکنا ایک عضو دوسرے کے فرائض ادا نہیں کر سکتا تو جس خالق نے نفس کے اندر یہ قانون بنایا یہ صرف اس کا حق ہے دوسرا اگر اس کو بدلے گا گویا میں نے خدا کی آنکھ، کان کے قانون میں تبدیلی کر دی اور اگر ناک کے اعضاء کان میں اور کان کے آنکھ میں تو سمع و بصر سب ختم ہو جائیں گے جیسا کہ عائلی قوانین میں ہوا تو وہ ترمیم بھی ایسی ہے تشریعی تبدیلیاں بھی تکوینی تبدیلیاں، فطری احکام میں تغیر جسم کی تباہی ہے تو شرعی احکام میں تغیر سے بدرجہ اولیٰ تباہی آئیگی۔

احکام تشریعی وتکوینی دونوں خدا کی خصوصیت

یہ وَفِيٓ أَنفُسِكُمْ سے مستثنیٰ نہیں بلکہ وحی ہے ان الحکم الا اللہ کہ تشریعی، تکوینی دونوں حکم خدا کی خصوصیت ہے انسان کی ایک کھوپڑی ہو یا اربوں کھوپڑیاں ہو ان کا حق نہیں إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوٓا إِلَّآ إِيَّاهُ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ یہ زندگی کا ایک

پائیدار راستہ ہے وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ جو نہ مانے اکثریت یورپ تو فرمایا!
ٹھیک ہے جاہلوں اور باطل پرستوں کی تعداد زیادہ ہوسکتی ہے مگر حق پرستوں کا راستہ نہ
چھوڑوں دو دونے چار کے بارے میں ایک ووٹ کرے اور ۹۹ ووٹ دو دونے پانچ
کہنے والوں کے ہوں تو اس سے کوئی بعید نہیں ایک غریب مولوی دو دونے چار کہنے
والے کی بات وہاں صحیح ہوگی حقائق امور خارجہ سے نہیں تبدیل ہوتے حق کے ساتھ ایک
کھوپڑی نہ ہو تب بھی حق حق ہے النار حارۃ ایک فرد مانے تو سچا ہے اور اگر ڈھائی ارب
نہ مانے تو جھوٹ ہے زندگی کے بنیادی اصول انسان کیلئے طے کرنا صرف خدا کا حق ہے
دوسرے کا کیوں نہیں؟

قانون سازی کی بنیادی شرائط

ازروئے فلسفہ جتنا سوچ بچار ہوا تو قانون سازی کیلئے بنیادی شرائط ہیں وہ
ہوں تو ہے ورنہ نہیں۔

علم تام

مأمورات کے سلسلے میں ایک چیز کو نافع سمجھے اور درحقیقت وہ ضار ہو تو
قانون مضرت پاس ہوا ممنوعات میں نافع کو منع کیا گیا تو نفع کا ازالہ ضروری ہوگا تو خیر و
شر اور نفع وضرر کیلئے مقنن اور قانون کیلئے علم تام ضروری ناقص علم نہیں۔
مثلاً شدید گرمی میں سرد لباس کے لزوم کا دفعہ اگر جون جولائی میں لایا گیا تو وہ
مضر ہوگا یا بالعکس کہ جون جولائی میں ہر شخص کو برف ضرورت ہے یہ اس وجہ سے ہو کہ یہ
علم محدود تھا ایک موسم کے ساتھ خاص تھا اور ایک موسم کا قانون اس دنیا میں دیگر ایام
میں مضر ثابت ہوسکتا ہے اور جاڑے اور گرمی میں کتنا فاصلہ ہے؟
موسم کی تبدیلی سے امور نافعہ وضارہ میں تغیر آتا ہے اس طرح انسانی زندگی

کے موسم ہیں۔ (۱) حیات دنیوی (۲) حیات برزخی
ایک سردی، دوسرا گرمی کا موسم ہے تیسرا موسم میدان حشر کا ہے چوتھا بھی ہے
استقرار فی الجنة والنار

قانون سازی کیلئے علم تام کی ضرورت

فرض کیجئے اسمبلی نے شراب کی اجازت کا بل پاس کیا اسمیں نفع اس پہلو سے
ہے کہ حکومت کو ٹیکس ملے گا دوسرے فوائد بھی بیان ہوئے مگر ۵ دنیوی موسم کیلئے مگر قبر کی
موسم کیلئے کیا ہے؟ تو قبر کے لئے راز دار اللہ تعالیٰ نے کہا! اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَ
الْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ جو بھی ایسا ہی سمجھو تو علم تام بھی قانون
ساز کیلئے ضروری ہے ورنہ اسے حق مت دو کیا یورپ امریکہ کی کالج میں ایسی ڈگری ہے
جس سے قبر کے نافعات ومضرات معلوم ہو سکے دنیا کے سارے تجربے محدود ہیں یا
آخرت کے؟
افریقہ یورپ سب براعظم یورپ کے ایک پارلیمنٹ جمع ہوں تو ان کا علم علم
تام نہیں ہوسکتا اور اللہ تعالیٰ کو فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰی دنیا اور آخرت کے سارے موسموں کا
علم تام اس کو حاصل ہے۔

قانون سازی کے لئے قدرت تامہ کی ضرورت

ہر انسان قدرت تامہ نہیں رکھتا یہ تو سب اقرار بھی کریں گے مثلاً انسان مختصر
ترین عمر موت بڑھاپا ہے مگر انسان عاجز ہے قدرت سے کہ اس کو روک سکے۔

قانون سازی کیلئے حکمت تامہ کی ضرورت

سمجھ ناسمجھ کو قانون بنانے دیں تو نافع کو مضر جیسے تھانویؒ نے ایک طبیب کا

قصہ نقل کیا ہے کہ بے روزگاری سے تنگ آکر ایک شخص نے طبیب بننا چاہا کہیں باغ میں اونٹنی کے گلے میں تربوز پھنس گیا تو اس نے پتھر اٹھا کر اونٹنی کے گلے پر دے مارا تربوز ٹوٹ گیا اور اسے اونٹنی نے نگل لیا اور ختم ہو گیا گھر آیا بیوی نے کہا کیا ہوا؟ کہا کام ہو گیا اس نے کہا ارے! دو دن میں؟ اس نے کہا ہاں دو دن میں سارا طب سیکھ لیا اتفاقاً کوئی آیا کہ فلاں عورت کا نوالہ اٹکا ہے جلدی جا کر پتھر منگوا کر گلے پر دے مارا اسی وقت وہ مرگئی لوگوں نے رپورٹ کیا چالان ہوا اس نے اعتراف کیا اور پھانسی پر چڑھ گیا۔

تو ایسی قانون سازی کہ اونٹ اور عورت کیلئے یکساں چلا دو جیسے اس مثال میں ہوا کلیات قانون اور شرح اسباب وغیرہ سب میں نے پڑھے اور پڑھائے بھی حکیم محمد حسن دیوبند کے ہاتھ کا لکھا ہوا سند طب بھی میرے پاس ہے مگر خود اپنے زکام کا علاج بھی نہیں کیا ایک نیم حکیم نے شرح اسباب دیکھ کر ویرش علیہ بذر القطونۃ قطونہ سے قطن سمجھ کو پومبہ دانہ ہوگا اسکو نسخہ میں ملا دیں۔

ایک طالب علم نے کہا منیۃ المصلی کا مشکل حل کرا دو کہا یہاں لکھا کہ انگلیوں سے استنجاء مکروہ ہے اور انگلیوں کے بغیر تو ناممکن ہے میں نے پوچھا کس نے کہا؟ اس نے کہا ہمارے مولوی صاحب نے میں نے کہا اس کو بلاؤ اسے لے آیا میں نے پوچھا کہاں لکھا ہے؟ اس نے کہا منیۃ المصلی میں لکھا ہے میں نے کہا لاؤ کتاب!

کتاب لایا تو دیکھا وکرہ الإستجاء بالفحم یعنی کوئلے سے استنجاء مکروہ ہے اور فحم کو فارسی میں انگشت کہتے ہیں۔

استنجاء بانگشت گ پر کسرہ ہے اس بے وقوف نے گ پر ضمہ کہہ کر انگلی سے تعبیر کی ایک بڑی عالم منطقی معقولی تھے پھر حدیث بھی شروع کی رجڑ میں ان کے گاؤں پر گزر رہا تانگہ خراب ہوا وہی کسی کے پاس رات بسر کرنے کیلئے گئے بڑے خوش ہوئے

صحیح کہا مشکوۃ میں کچھ شکوک ہے کہ مرقاۃ اور اشعۃ اللمعات سے بھی حل نہیں ہو سکتے۔

کہا حضور ﷺ کا ایک حدیث ہے اور ایک حدیث کے بارے میں ثلاثا ہیں میں نے کہا قالہٗ ثلاثا کہا شیخ عبدالحق نے اسکے خلاف لکھا ہے؟ میں نے کہا شیخ نے کیا لکھا ہے کہ گفت پیغمبر خدا ایں سخن را سہ بار تو بے پڑھے ترجموں کو دیکھ کر درس جاری کرانا بھی بڑی حماقت ہے۔

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ ایک اہل حدیث نماز پڑھتا تو ہلنے لگتے لوگوں نے ٹوکا کہا تم حدیث نہیں سمجھتے اور میں سمجھتا ہوں حضرت تھانویؒ سے مسئلہ پوچھا من أم قوما فلیخفف تو ترجمہ دیکھ کر سمجھا کہ ہل ہل کر نماز پڑھنے لگا ایک اہل حدیث نے مسح علی القدمین شروع کیا اور کہا کہ شاہ عبدالقادر نے بھی ترجمے میں ایسے لکھا تو کیا کروں؟ میں نے بلایا یہ ترجمہ ام التراجم ہے اور فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ دھو ڈالو اپنے منہ کو اور وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ اور ہاتھوں کو کہنیوں تک وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ اور پھیرو ہاتھ سروں پر وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ اور پاؤں کو تو وہاں منصوب کا اور یہاں مجرور کا فرق نہیں کر سکا ارباب تراجم تو تراجم کے ذریعے پڑھے لکھے بھی اسمبلی میں قانون نہیں سمجھ سکتے۔

عزیز سامعین! قانون سازی کوئی معمولی کام نہیں بلکہ قرآن وسنت پر گہری نظر کیساتھ ساتھ اس کی عصری تعبیرات پر دسترس بھی ضروری ہے آج بہت سے سطحی قسم کے لوگ بھی قانون سازی کی باتیں کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ دین کی صحیح سمجھ بوجھ اور پھر اس پر عمل کرنے کی توفیق عنایت فرمائے آمین۔

خطاب شیخ الحدیث التفسیر
حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ

مختصر تعارف

حضرت علامہ کاندھلوی شارح کتب حدیث ،سیرت وادب وفقہ' شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور' سابق مدرس دارالعلوم دیو بند اور شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ مرقدسرہٗ کے زمانۂ تدریس دیو بند کے رفیق صدیق، علم ودانش ،حکمت وتواضع ،سادگی للّٰہیت میں اکابر دیو بند کا چلتا پھرتا نمونہ (س)

اہل السنّت والجماعت
کتاب وسنت کی روشنی میں

دارالعلوم حقانیہ اور دارالعلوم دیو بند کا مسلک

یہ تقریر دارالعلوم حقانیہ کے جلسہ دستار بندی کی پہلی نشست میں بروز ہفتہ ۲ ررجب ۱۹۶۷ء بعد از نمازِ ظہر ہوئی جو اس وقت ٹیپ ریکارڈ کے ذریعہ محفوظ کرلی گئی،ایسے نازک موضوع پر حضرت مولانا مدظلہٗ نے جس انداز میں روشنی ڈالی ہے اس سے عصرِ حاضر کے تمام دینی فتنوں کی جڑ کٹ جاتی ہے اب یہ پرمغز خطاب شامل کتاب کیا جارہا ہے (س)

الحمد للّٰہ وکفی والصلوٰۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی اما بعد فأعوذباللّٰہ من الشیطٰن الرّجیم بسم اللّٰہ الرّحمن الرّحیم یَآاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقَاتِہٖ وَلَاتَمُوْتُنَّ اِلَّاوَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَاتَفَرَّقُوْا(ال عمران: ۱۰۲-۱۰۳)

مولانا عبدالحقؒ سے تعلق

یہ آیت میں نے تلاوت کی ہے، دارالعلوم حقانیہ دارالعلوم دیو بند کی طرز اور نمونہ کا ایک مدرسہ ہے ،اور یہ اس کی دستار بندی کا جلسہ ہے تو میری ہمت حاضری کی نہیں تھی مگر

ہمارے محترم بھائی حضرت مولانا عبدالحق صاحب کے اصرار سے میں حاضر ہو گیا دیوبند
کا میں بھی مدرس رہا اور آپ بھی، دونوں ایک ہی مدرسہ میں مدرس رہے اس تعلق سے
مجبور تھا اب تردد یہ ہے کہ بہت سے لوگ اس علاقہ کے میری زبان کو شاید نہ
سمجھیں تو اسلئے میرا ارادہ یہ ہوا کہ ایک مضمون جو دستار بندی کئے جانے والے طلباء
اور فضلاء اور دارالعلوم کے اساتذہ اور مدرسین اور اہل علم کے کام کا عرض کروں کہ آئندہ
چل کر بصیرت ہو۔

مضمون کا اجمالی بیان

پہلے اپنے مضمون کا اجمالی بیان کروں گا، پھر آیت کی تفصیل کروں گا دارالعلوم
دیوبند ہو یا دارالعلوم حقانیہ، دونوں اہل سنت والجماعت کے مسلک پر ہیں، اور جو اہل
سنت والجماعت کا علم ہے اس کی تعلیم و تلقین میں یہ دونوں مدرسے مشغول ہیں تو میرا
خیال ہوا کہ اس وقت جو ہم لوگ اہل سنت والجماعت کے نام سے مشہور ہیں، اس اہل
سنت والجماعت کے معنی بتلادوں اپنے طالب علموں اور دارالعلوم سے فاضل و فارغ
ہونے والے بھائیوں کو اور یہ بھی بتلادوں کہ اس علم کی حقیقت اور نوعیت کیا ہے تا کہ
بصیرت کا سامان بن جائے تو اولاً یہ جو لقب اہل سنت والجماعت کا ہے اس کا لفظی ترجمہ
بتلادوں، پھر آیت کی تقریر کروں گا تا کہ انطباق معلوم ہو جائے۔

اہل سنت والجماعت یہ وہ لفظ ہے جس کو ہم بطورِ لذت اور بطورِ فخر نعمت کے
استعمال کرتے ہیں الحمد للہ ہم اہل سنت والجماعت میں سے ہیں تو اہل سنت والجماعت
دو لفظ ہیں ایک سنت کا لفظ ہے، ایک جماعت کا سنت کے معنی ہیں نبی کریم ﷺ کے
طریقے، اور جماعت سے صحابہ کرامؓ کی جماعت مراد ہے تو اہل سنت وہ لوگ ہوئے جو
نبی کریم ﷺ کے طریقے پر اور صحابہ کرامؓ کی جماعت اور گروہ کے نقشِ قدم پر ہیں حدیث

میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں بھی بہت سے فرقے ہوئے
اور میری امت کے اندر ۷۳ فرقے ہوں گے سب کے سب ناری ہونگے، مگر ایک فرقہ
ناجی ہوگا تو صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! وہ ایک فرقے والا کون ہے؟ تو آپ ﷺ
نے فرمایا ما أنا علیه وأصحابي وہ فرقہ ناجی ہوگا جو میرے اور میرے صحابہ کرامؓ کے
طریقے پر ہے تو ما أنا علیه سے نبی کریم ﷺ کی سنت اور ما علیه وأصحابي سے
مراد ہو گیا صحابہ کرامؓ کا طریقہ۔

اہل سنت والجماعت کا لفظ پہلے ابن عباسؓ کی زبان سے نکلا

حافظ عماد الدین ابن کثیرؒ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہ جو اہل سنت
کا لفظ ہماری زبانوں پر ہے اور ہم اس کو استعمال کرتے ہیں، سب سے پہلے یہ قرآن
کریم کی مذکورہ آیت کی تفسیر میں ابن عباسؓ کی زبان سے نکلا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یٰٓاَیُّهَا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ ”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جو حق ہے اس سے ڈرنے کا“ نہ
کسی نبی ﷺ سے اللہ کا حق ادا ہو سکتا ہے، نہ کسی فرشتے اور نہ جبرائیل و میکائیل علیہما السلام
سے تو حَقَّ تُقٰتِهٖ کے معنی یہ ہیں کہ عظمت وجلال کا جتنا تقاضا ہے اس کے مطابق جتنا
ہو سکے اس سے ڈرنے کے اندر کمی مت کرو اور وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ”اور مت
مرنا مگر اسلام کی حالت میں، مرتے دَم تک“ اور آگے فرمایا وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ
”مت مرنا مگر اسلام کی حالت میں“ مطلب یہ ہے کہ مرتے دم تک اسلام پر قائم رہنا یہ
دو ہدایت ہوئی، تقویٰ کی ہدایت ہوئی اور ایمان پر قائم رہنے کی ہدایت ہوئی۔

اللہ کی رسی پکڑنے کا مطلب

اور آگے تیسرا لفظ کیا فرمایا وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ”اللہ کی رسی کو
پکڑو مضبوط سب کے سب“ اور وَّلَا تَفَرَّقُوْا ”آپس میں مختلف فرقے مت بناؤ“ تو وَاعْتَصِمُوْا
بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا کا جو لفظ آرہا ہے اللہ کی رسی، اس کے معنی یہ ہیں کہ دین کی رسی

اور شریعت کی رسی کو مضبوط پکڑو اور قرآن میں ہے فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى جس نے دین کی رسی کو پکڑ لیا لَا انْفِصَامَ لَهَا وہ راستہ اتنا مضبوط ہے کہ ٹوٹ نہیں سکتا انفصام کے معنی لغت میں انقطاع کے ہیں تو مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ ایک دن فرما رہے تھے کہ وہ دستہ ٹوٹ تو نہیں کر سکتا لیکن اگر غفلت ہوئی اور مضبوط نہ پکڑا تو ہاتھ سے چھوٹ جانے کا امکان ہے تو مختصر طریقے سے سمجھ لو کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایک تو اتحاد کا حکم دیا، دوسرا اختلاف نہ کرنے کا، آج کل لوگوں کی زبان پر یہ ہے کہ صاحب! تفرقہ مت ڈالو، وَلَا تَفَرَّقُوْا تو اس کے معنی یہ نہیں کہ دنیا میں اختلاف نہ پیدا کرو اور یہ کسی کی قدرت واختیار میں نہیں کہ دنیا میں اختلاف باقی نہ رہے اور کوئی ایسی بات نہ ہو جس سے تفرقہ پیدا ہو بلکہ اس کے معنی یہ ہیں وَاعْتَصِمُوْا حق پر مضبوط اور متفق رہو۔

تفرقہ ڈالنے کا مجرم

وَلَا تَفَرَّقُوْا، اللہ کی رسی سے علیحدہ مت ہو جاؤ، تو جو اللہ کی رسی سے جدا ہو جائے وہ تفرقہ کا مجرم ہوگا اور وہ شخص جو اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑے تفرقہ کا باعث نہیں ہے تو لوگ جو یوں کہتے ہیں تفرقہ ڈالا اسکی مثال یوں سمجھو کہ حکومت کہتی ہے کہ متفق ہو کر رہو اور تفرقہ مت ڈالو ملکوں میں، تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ملک میں تفرقہ قائم نہ کرو کہ قانون حکومت پر متفق نہ ہوں اور قانون حکومت کے خلاف مت کرو اور اگر کوئی شخص قانونِ حکومت کے خلاف کرے گا، تفرقہ ڈالنے والا سمجھا جائے گا، اگر کوئی شخص اس کا رد کرے گا تو وہ حکومت کا معین ومددگار سمجھا جائے گا نہ کہ مخالف اور اس کو یوں نہیں کہا جائے گا کہ تفرقہ ڈال رہا ہے۔

تو قانونِ حکومت پر متفق ہونا، یہ ہے اتفاق، اور قانونِ حکومت سے خلاف کرنا یہ ہے تفرقہ، تو قانونِ شریعت پر جو متفق ہیں وہ لوگ تو اللہ کی رسی کو پکڑنے والے ہیں

اور جو قانونِ شریعت کے خلاف کوئی تقریر یا تحریر لکھتے ہیں وہ تفرقے کے مرتکب اور مجرم ہیں نہ کہ وہ علماءِ حق جو رسی کو مضبوط پکڑے ہوئے ہیں۔

ناپسندیدہ اور پسندیدہ اتفاق

چور اگر متفق ہو جائیں، اگر ڈاکو متفق ہو جائیں تو کیا یہ اتفاق کچھ پسندیدہ کہلایا جائے گا؟ آج کل حکومت ہی کے عہدیداروں میں ایک گروہ ہے جو متفق ہو گیا ہے رشوت لینے پر، تو کیا ان کا یہ اتفاق پسندیدہ ہے؟ چند آیتوں کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا اے مسلمانو! ان لوگوں کے (یعنی اہل کتاب کے) مشابہ مت بنو جنہوں نے دلائل واضحہ کے بعد اللہ کے احکام میں اختلاف کیا اور فرقے فرقے بن گئے جیسے کہ یہود ونصاریٰ کے پاس حکم واضح آچکا تھا مگر انہوں نے اختلاف کیا تو حکم واضح کے بعد اختلاف کرے وہ اس وعید میں داخل ہوگا کہ أُولٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ۔

سفید چہروں والے اہل سنت اور سیاہ چہروں والے اہل بدعت

آگے ارشاد ہے: يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ اور یاد رکھو اس دن کو کہ روشن ہوں گے بعض چہرے اور بعض سیاہ تو حضرت ابن عباسؓ سے ابن کثیرؒ نے نقل کیا ہے کہ سفید چہروں سے مراد اہل سنت اور سیاہ چہروں سے وجوہ اہل بدعت ہیں بدعت کے معنی یہ نہیں ہیں جو آج کل مخصوص کئے گئے ہیں بلکہ اس کے معنی دین میں ہر نئی بات نکالنے کے ہیں، جن لوگوں نے خارجیت کی بدعت نکالی وہ بھی، جنہوں نے رفض کی بدعت نکالی وہ بھی اس میں داخل ہیں اور اولیاء اللہ کی بدعت کا دائرہ تو اس سے بھی بڑھ کر ہے۔

اولیاء اللہ کے نزدیک بدعت کے دائرہ کی وسعت

ایک دفعہ امام غزالیؒ کا "احیاء العلوم" دیکھ رہا تھا تو امامؒ نے ایک جگہ لکھا ہے کہ کھانے کے بعد صابن سے ہاتھ دھونا بدعت ہے، میں گھبرایا کہ بھئی! یہ کیسے بدعت کہا؟ تھوڑی دیر غور کیا تو معلوم ہوا کہ آدمی صابن کا استعمال کرتا ہے مرغن کھانوں کے بعد، تو امام غزالیؒ کا مطلب ہے کہ مرغن کھانے بدعت ہیں صحابہؓ وتابعینؒ کا یہ طریقہ نہیں تھا تو اولیاء اللہ کے ہاں بدعت اس درجے تک پہنچا تھا، بہت سے لوگ دعویٰ کرتے ہیں اہل سنت ہونے کا مگر صحابہؓ کی اتباع کو ضروری نہیں سمجھتے اس کے متعلق ایک کلمہ امام شاطبیؒ کا نقل کئے دیتا ہوں اہل علم کو انشاء اللہ کام دے گا۔

سنت کے معنی اور خلفاء راشدین کی سنت سے محبت

اصولِ فقہ کی چار بنیادیں ہیں کتاب اللہ، سنت، اجماع اور قیاس، تو سنت کے معنی ہیں وہ طریقہ دین کا جو ہم تک نبی کریم ﷺ سے پہنچا ہو خواہ قرآن میں اس کا ذکر ہو یا نہ ہو اس کے بعد فرماتے ہیں، حدیث میں آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا **فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين** (سنن ابن ماجه: ح ٤٢) "میری سنت کو لازم پکڑو اور میرے خلفائے راشدین کی" تو ایک سنت ہے نبی کریم ﷺ کی اور ایک صحابہ کرامؓ کی اس کا بھی اتباع واجب ہے تو یہ جو تعریف امام شاطبیؒ نے فرمائی اس پر عمل کرنا اور اس کا اتباع کرنا مسلمان پر واجب ہے، کوئی مسلمان یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ چیز قرآن کریم میں مذکور نہیں حدیث میں مذکور ہے تو میں کیسے مانوں؟ سنت کا ماننا بھی دین کا جز ہے، سنت کا ماننا بھی دین کا جز ہے اور صحابہ کرامؓ نے جو طریقہ اختیار کیا ہے، چاہیے قرآن وحدیث میں اس کا ذکر ہو یا نہ ہو۔

خلفاء راشدین کی سنت کا منکر اہل سنت نہیں

مولانا عبدالحی لکھنوی کا ایک رسالہ ہے جو نور الانوار کے آخر میں لگا ہوا ہے،

انہوں نے لکھا ہے کہ بعض لوگ عمل بالحدیث کے مدعی ہیں مگر خلفائے راشدین کی سنت کو ضروری نہیں سمجھتے حالانکہ اہل سنت والجماعت میں سے ہونے کیلئے یہ شرط ہے کہ نبی کریم ﷺ کی سنت کو بھی مانتا ہو اور خلفائے راشدین کی سنت کو بھی اگر نبی کریم ﷺ کا کوئی قائل ہے اور خلفائے راشدین کی سنت کا نہیں، تو وہ اہل سنت والجماعت میں سے شمار نہ ہوگا یہ جملہ اس لئے عرض کیا کہ بہت سے لوگ اس زمانے میں یوں کہتے ہیں کہ ہم قرآن وحدیث کو حجت مانتے ہیں اور چیز کو نہیں تو مجھے یہ بتلانا ہے کتاب اللہ کی شرح ہوتی ہے نبی کریم ﷺ کی سنت سے، ایسے ہی نبی کریم ﷺ کی سنت کی شرح اور مراد کھلتی ہے صحابہؓ کی سنت اور عمل سے تو جیسے وہاں تفریق ممکن نہیں ویسے یہاں بھی۔

شاہ ولی اللہ قدس اللہ سرہٗ نے ازالۃ الخفاء میں تصریح کی ہے کہ خلفائے راشدین کے زمانے میں جو بات طے ہوگئی وہ دین کا جز ہے اور تتمہ ہے شریعت کا، اور دلیل یہی آیت ہے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ اس کا شان نزول یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ جب ہجرت کر کے مدینہ گئے تو غسان جو علاقہ شام میں ایک ریاست تھی صحابہ کرامؓ کو معلوم ہوا کہ وہ مدینہ پر چڑھائی کی تیاریاں کر رہے تھے تو صحابہ کرامؓ پر ایک خوف طاری تھی کہ بڑی طاقت اور حکومت ہے، مدینہ پر حملہ نہ کریں، تو صحابہ کرامؓ نے ایک دن عرض کیا، یا رسول اللہ! ہم پریشان رہتے ہیں، اللہ سے دعا مانگئے تو مذکورہ آیت تسلی کیلئے نازل ہوئی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کرلیا ہے مومنین اور عمل صالح کرنے والوں سے کہ تمہیں روئے زمین کی بادشاہت عطا فرمادیں گے۔

خلافت راشدہ سے انحراف دین سے انحراف

دوسرا وعدہ یہ کیا وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ اور وہ جو زمانہ

خلافت اور حکومت کا ہے اس میں اللہ تعالیٰ ان کے دین کو مضبوط کردیں گے کہ جو اللہ نے ان کیلئے پسند کیا ہے وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا اور خوف کے بعد ان کو امن عطا کردے گا تو شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ خلافت راشدہ میں اللہ کا دین مضبوط ہوا اور وہ ایسا دین تھا جو ارْتَضٰى لَهُمْ کا مصداق تھا تو آیت کا مدلول یہ نکلا کہ خلفائے راشدین کے زمانے میں جو بات طے ہوگی وہ دینی ہوگی اور پسندیدہ ہوگی اور جو اسے نہ مانے وہ دین سے اعراض کرے گا، آیت کے آخر میں تتمہ فرمایا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ اور جو ناشکری کرے گا خلافت راشدہ کی نعمت کی وہ فاسق ہوں گے تو خلافتِ راشدہ باعتبار دین اور دنیا دونوں کے مضبوطی کا باعث بنا دین بھی مضبوط اور دنیا بھی۔

تو شاہ ولی اللہؒ نے وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمْ سے استدلال کیا کہ خلافت راشدہ میں جو بھی طے پا گیا وہ دین اور خدا کے نزدیک پسندیدہ ہوگا اس سے انحرافِ دین سے انحراف ہوگا اور ائمہ فقہاء اور متکلمین نے دلیل یہ بیان کی کہ نبی کریم ﷺ کی حدیث مشہور ہے **علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدين المهديين من بعدی** (شرح مشکل الآثار: ح ۱۱۸۶) آپ ﷺ نے خبر دی تھی کہ میرے بعد اختلاف ہوگا، تو صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! جب اختلاف پیش آوے تو ہمیں کیا حکم ہے؟ تو فرمایا علیکم بسنّتی لازم پکڑنا میری سنت کو اور سنّة الخلفاء الراشدين اور خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑنا دونوں ایک علیکم کے تحت آرہا ہے۔

معطوف معطوف علیہ کا حکم ایک جیسا

یہ ایسا ہوگیا کہ أَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ اور أٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ جب أٰمِنُوْا کے تحت اللہ کا ذکر کیا گیا اور رسول کا، تو قاعدہ یہ ہے عربیت کا اور نحو کا، کہ معطوف اور معطوف علیہ دونوں کا حکم ایک ہوتا ہے تو ایمان اللہ پر بھی فرض ہے اور رسول ﷺ پر بھی فرض ہے

اب کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ رسول ﷺ تو اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں اور مخلوق ہیں اور اللہ تعالیٰ خالق ہے، تو یہ الگ مسئلہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خالق ہے اور محمد ﷺ اللہ کے برگزیدہ پیغمبر ہیں، مرتبے کا مسئلہ الگ رہا مگر ایمان دونوں پر فرض ہے ایمان کے اندر دونوں شریک ہیں (معطوف معطوف علیہ) تو علیکم بسنّتی وسنّة الخلفاء الراشدين، علیکم کے معنی لازم پکڑو اور عمل کرو تو سنّتی اور سنّة خلفاء الراشدين دونوں پر عمل کرنا واجب ہوگا، علیکم کے تحت دونوں داخل ہیں اگرچہ نبی کریم ﷺ کے مرتبہ اور خلفاء راشدین کے مرتبے میں زمین و آسمان کا فرق ہو لیکن حکم میں ایک ہی ہیں، کوئی یہ کہنے لگے کہ میرے لئے خلفاء راشدین کی اتباع ضروری نہیں تو یہ حدیث کے خلاف ہوگا اور قاعدہ یہ ہے عربیت کا جب حکم لگایا جائے کسی مشتق پر تو اوصاف میں علیّت کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔

حدیث کے چاروں الفاظ دلیل ہیں

تو **علیکم بسنتی وسنّة الخلفاء الراشدين المهديين من بعدی** میں خلفاء کا لفظ ہے، دوسرا لفظ راشدین کا اور مہدیین کا تیسرا اور من بعدی چوتھا لفظ، یہ چاروں الفاظ دلیل کے طور پر بیان ہوئے خلفاء کے معنی کہ نبی ﷺ کے قائم مقام ہوں گے تو عقل کا تقاضا یہ ہے اور دین کا تقاضا کہ جو نبی ﷺ کا قائم مقام ہوگا اس کا حکم واجب الاتباع ہوگا اور واجب العمل، تو خلفاء کے لفظ میں دلیل ایک بتلا دی گئی۔

راشدین کا مطلب

راشدین دوسرا لفظ ہے، راشدین راشد کی جمع ہے، راشد کے معنی جو ٹھیک راستہ پر جارہا ہو قرآن کے اندر ایک جگہ اجمال ہوتا ہے تو دوسری جگہ تفصیل ہوتی ہے راشدین کے معنی میں دوسری جگہ سے عرض کئے دیتا ہوں اللہ تعالیٰ دوسری جگہ

ارشادفرماتے ہیں لَوْيُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ یہ اللہ کے نبی ﷺ اگر بہت سی باتوں میں تمہاری پیروی کرتے تو تم مشقت میں پڑ جاؤ گے وَلٰكِنَّ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ لیکن اللہ نے تمہارے دلوں میں ایمان کو محبوب بنادیا ہے وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ اور تمہارے دلوں میں ایمان کو خوبصورت بنادیا ہے وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ اور کفر کی، فسق کی اور معصیت کی کراہت اور نفرت تمہارے دلوں میں ڈال دی۔ یہ پانچ باتیں بیان ہوئیں یا تین سمجھ لو اب آگے فرماتے ہیں اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ راشد ایسے لوگ ہوا کرتے ہیں جن میں یہ باتیں پائی جائیں تو خلفاء کو جو راشد کہا گیا تو اس کا مطلب یہ ہوگیا کہ ایمان ان کو محبوب ہے، اور فسق وکفران کے ہاں قابل نفرت ہے، ایمان ان کو محبوب ہے اور کفران کو مبغوض تو جن کو اللہ تعالیٰ نے راشد فرمایا ہے ان کا اتباع بھی عقلاً وشرعاً واجب ہے تو دو صفتیں ہوئیں۔

اہتداء اور مہدیین کے معنی

آگے فرمایا مہدیین مہدی اور مہتدی میں فرق ہے، مہتدی کہتے ہیں کہ ہدایت یافتہ ہو، مہتدی باب افتعال کا اسم فاعل ہے اهتداء کے معنی اپنے قدم اٹھا کر سیدھے راستہ پر چلنا، مہتدی وہ ہے جو سیدھے راستہ پر چلے اور مہدی صیغہ اسم مفعول کا ہے اس کے معنی ہے کہ جس کو خدا کی طرف سے ہدایت کی گئی ہو، تو مہتدی کا درجہ کم ہے مہدی سے، مہدی کو ہدایت اللہ کی طرف سے القاء کی گئی اس کی ہدایت کسبی نہیں بلکہ وہبی طریقہ سے یہ ایسا ہے جیسے قرآن میں دولفظ آتے ہیں ایک مخلِصین کا، ایک مخلَصین کا مخلِصین وہ ہیں جو کوشش کر کے اپنے عمل کو اللہ تعالیٰ کے لئے خالص کریں اور خود اپنے ارادہ سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور مخلَصین وہ ہیں کہ جن کو اللہ نے اپنے ارادہ سے خالص بنادیا ہے وہ چاہے، ارادہ کرے یا نہ کرے۔

حضرت عمرؓ مراد اور مُخْلَص تھے نہ کہ مرید اور مخلِص

اور ازالۃ الخفاء میں ایک جگہ لکھا ہے کہ فاروقِ اعظمؓ جب تک مسلمان نہیں ہوئے تھے نبی کریم ﷺ کے قتل کے ارادے سے چلے اور اللہ کے نبی ﷺ کو بذریعہ وحی معلوم ہوا کہ یہ عمرؓ ایمان لانے والے ہیں اور حضور ﷺ نے فرمایا اَللّٰهُمَّ أَيِّدِ الإسلام بعمر بن الخطاب أو بأبي جهل بن هشام (المعجم الكبير: ح ١١٦٥٧) تو شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ عمرؓ مرید نہیں مراد تھے، عمر ارادہ کر کے نہیں جارہا تھا بلکہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ تھا اور فرمایا مخلِص نہیں مخلَص (لام کی فتح کیساتھ) تھا، اپنا ارادہ خالص کر کے نہیں چلا تھا بلکہ اللہ نے ان کو چن لیا تھا تو فاروقِ اعظمؓ کے متعلق اس قسم کے الفاظ ہیں اور قرآن میں جو اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ہے، ابراہیم علیہ السلام ہمارے عبادِ مخلَصین میں سے ہیں تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے جس کو اپنی طرف سے خالص بنایا ہو وہ مخلَص ہے اور جس کو اپنی طرف سے ہدایت کی ہو وہ مہدی ہے، تو خلفاء راشدین مہتدی کے درجہ میں نہیں تھے بلکہ مہدی ہدایت یافتہ تھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تو جو من جانب اللہ مہدی ہوگا تو کیا اس کا اتباع واجب نہیں ہوگا؟

من بعدی کا مطلب

آگے چوتھا لفظ مِنْ بَعْدِيْ کا ہے، یہ عام ہے بعدیت زمانی کیلئے بھی اور بعدیت رتبی کیلئے بھی، کہ جن کا رتبہ میرے بعد ہوگا ان کا اتباع بھی کرو گے تو اہل سنت والجماعت کیلئے ضروری ہے کہ نبی کریم ﷺ کے طریقہ کو بھی مانے اور خلفائے راشدین کے طریقہ کو بھی یہ تو میں نے اہل سنت والجماعت کے معنی عرض کردیئے ایک مختصر سی بات اور عرض کرتا ہوں یہ جو ہمارے اسلامی اور دینی مدرسوں میں علم پڑھایا جاتا ہے اس کا کچھ مختصر سا حال ذکر کرتا ہوں، اس کا حال یوں سمجھئے کہ آنحضرت ﷺ کی ذات بابرکات جو

ہے وہ منبع ہے علم وحکمت کا،آپ ﷺ کی زبان سے علم کا چشمہ جاری ہوا اور صحابہؓ نے اس کو لے لیا،صحابہؓ کے بعد وہ علم پہنچا تابعین کو۔

انبیاء کرامؑ سے صحابہ کرامؓ کی عددی مناسبت

اس کے بعد دوسری بات خیال میں یہ رکھئے کہ حدیث میں آیا ہے،ابوذر غفاریؓ کی روایت میں ہے کہ ابوذر غفاریؓ نے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ! کتنے پیغمبر آئے دنیا میں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار،تو پوچھا ابوذر غفاریؓ نے یا رسول اللہ ﷺ! ان میں رسول کتنے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہ تین سو تیرہ، ایک حدیث تو یہ یاد رکھئے، پھر آگے بیان کروں گا اور ایک حدیث صحیح بخاری میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ **يدخل الجنة من أمتي سبعون ألفاً بغير حسابٍ هم الذين لايسترقُون ولايتطيرون وعلى ربهم يتوكلون** (صحيح بخاري: ح ٦٤٧٢) ستر ہزار میری امت کے لوگ بلاحساب وکتاب جنت میں داخل ہونگے یہ تین حدیثیں سننے کے بعد ایک چوتھی حدیث اور خیال میں رکھئے! **إن العلماء ورثة الأنبياء** (سنن ابی داؤد: ح ٣٦٤١) کہ علماء جو ہیں انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں اور ایک روایت ضعیف ہے، بعضوں نے موضوع اور بعضوں نے ضعیف کہا ہے، **علماء أمتي كأنبياء بني إسرائيل** ”میری امت کے علماء انبیاء بنی اسرائیل کے مشابہ ہیں“ یہ روایات متفرق طور پر آپ کے سامنے عرض کر دیئے۔

اب نبی کریم ﷺ سب سے آخری نبی ہیں اور آپ نے فرمایا کہ **لقد أوتيتُ علوم الأولين والآخرين** (خريدة العجائب، سراج الدين الحلبي) ”اولین وآخرین کو جو علوم عطا کئے گئے تھے ان کا مجموعہ مجھ کو عطا کیا گیا ہے“ تو مجھے خیال آیا کہ رسول کریم ﷺ تو تمام انبیاء علیہم السلام کا خلاصہ لب لباب ہیں جو حکمتیں اور علوم کل انبیاء علیہم السلام کو عطا کئے گئے وہ آپ ﷺ کی تنہا ذات بابرکات میں جمع کر دیئے گئے۔

آپ کے بعد درجہ ہے صحابہ کرامؓ کا تو جنگ بدر میں تین سو تیرہ ہیں صحابہؓ، جتنا

رسولوں کا عدد ہے تین سو تیرہ، وہی عدد صحابہؓ کا ہو رہا ہے جنگ بدر میں اور تمام صحابہؓ وتابعینؒ کا اتفاق ہے کہ بدریین کا درجہ صحابہؓ میں سب سے بڑھ کر ہے سب سے پہلا غزوہ جنگ بدر کا ہے، اس میں صحابہؓ کی تعداد ۳۱۳ ہے،اس کے بعد غزوۂ تبوک میں صحابہؓ کی تعداد ستر ہزار ہے حافظ عراقی نے الفیہ میں لکھا ہے ......

والعد لا يحصرهم فقد ظهر

سبعون ألفاً بتبوك وحضر (التبصره والتذكره)

ستر ہزار صحابہؓ کی جماعت غزوۂ تبوک میں تھی اور جب آپ حجۃ الوداع کیلئے تشریف لے گئے ہیں تو محدثین نے یہ لکھا ہوا ہے (حافظ ابن حجرؒ وغیرہ نے) کہ کل صحابہؓ کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار تک پہنچی تو میرا گمان یہ گزرا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نمونہ ہیں انبیاء علیہم السلام کا اور ایک لاکھ چوبیس ہزار جو انبیاء کرام علیہم السلام کا عدد ہے، وہ صحابہؓ کا عدد ہو گیا اور جو ۳۱۳ رسولوں کا عدد تھا، وہ بدریین کا عدد ہو گیا اور غزوۂ تبوک میں جو ستر ہزار ہیں یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کے متعلق ارشاد فرمایا کہ ستر ہزار جنت میں بغیر حساب وکتاب داخل ہوں گے۔

حضور ﷺ سے جذب شدہ علم کی صحابہؓ اور تابعینؒ کے ذریعے حفاظت وتکمیل

اب تمام علم جو نبی کریم ﷺ کی ذات میں تھا وہ جذب ہو گیا، صحابہ کرامؓ میں آکر کہ اب اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے نبی اٹھ گئے دنیا سے، اس کے بعد صحابہ کا گروہ آیا اور تابعین کا گروہ بھی صحابہؓ کے ساتھ ہی ساتھ چلا ۸۰ھ میں امام ابوحنیفہ پیدا ہوئے کہ صحابہ میں سے پانچ سات باقی تھے اس وقت روئے زمین پر، سات آٹھ صحابہ کا ذکر کتب حدیث میں آتا ہے ابوحنیفہ کو ان کی زیارت نصیب ہوئی اور تابعیؒ کے لقب سے مشرف ہوئے۔

۱۱۰ھ جب آیا تو تقریباً صحابہؓ سب اٹھ چکے تھے اور جو اکابر تابعین تھے وہ بھی

دنیا سے رخصت ہو چکے تھے اور جو اوساطِ تابعینؒ تھے وہ بھی جا چکے تھے اور جو چھوٹے صغار تابعینؒ تھے وہ باقی تھے، اب کیا ہوا؟ اللہ کے نبی ﷺ کا قرن گزر گیا اور صحابہؓ کا قرن گزر گیا اور تابعین کا قرن بھی گزر گیا جنہوں نے صحابہؓ کی جوتیاں اٹھائی تھیں اب شریعت مکمل ہوگئی کہ نبی کریم ﷺ کے اقوال وافعال بھی ساری امت کو پہنچ گئے اور صحابہؓ کے اور خلفاء راشدین کے طریقے بھی امت کو پہنچ گئے اب علم مکمل ہو چکا ہے **وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ**، اب شریعت کا علم جو تھا وہ مکمل ہو گیا، اب اللہ تعالیٰ کی عنایت اور توجہ ادھر ہوئی کہ یہ علم جو نبی ﷺ کا ہے وہ جمع ہونا چاہئے، تو شریعت کے علم کی طرف اللہ کی عنایت اور توجہ مبذول ہوئی۔

محدثین اور فقہاء کے ذریعہ شریعت کے الفاظ و معانی کی حفاظت

تو شریعت دو چیزوں کا نام ہے، شریعت کے ایک الفاظ ہیں اور ایک معنی ہیں اب قرآن ہے اس کے ایک الفاظ ہیں اور ایک معنی ہیں، حدیث ہیں اس کے ایک الفاظ ہیں اور ایک معنی ہیں تو اللہ تعالیٰ نے دو گروہ کھڑے کئے، ایک محدثین کا گروہ کھڑا کیا اور ایک فقہاء کا گروہ کھڑا کیا، محدثین نے الفاظ حدیث کی حفاظت کی اور الفاظ شریعت کو امت تک پہنچایا اور فقہاء نے معانی شریعت کو سمجھایا۔

ابوحنیفہؒ کی چالیس رکنی مجلس فقہاء اور تدوین فقہ

اللہ تعالیٰ نے ابوحنیفہؒ کے قلب میں القاء کیا کہ تو نبی کی شریعت کے معانی کو سمجھا تو ابوحنیفہ کی تیس پینتیس برس کی عمر تھی ابوحنیفہؒ کے حلقہ درس میں چالیس علماء تھے جن میں اولیاء بھی تھے، محدث بھی تھے، صوفی بھی تھے، فقہاء بھی اور اذکیاء بھی تھے، سب کو جمع کر کے اس علم فقہ کو مدون کیا امام طحاویؒ نے نقل کیا کہ چالیس آدمیوں کی مجلس تھی اس میں امام ابو یوسفؒ، امام محمد بن حسنؒ، امام زفرؒ، امام حسن بن زیاد بھی شامل تھے امام

ابو یوسفؒ، امام احمد بن حنبلؒ کے استاد ہیں اور امام محمدؒ، یحییٰ بن معینؒ کے استاد ہیں، احمد بن حنبلؒ اور یحییٰ بن معینؒ امام بخاریؒ کے استادوں سے تھے امام محمدؒ جو کتاب لکھتے تھے اس کو یحییٰ بن معینؒ قلمبند کرتے تھے اور لکھتے تھے۔

امام شافعیؒ، امام محمدؒ کے شاگرد ہیں، امام ابوحنیفہؒ کے شاگردوں میں رہے، امام محمدؒ، امام ابوحنیفہؒ کے انتقال کے بعد امام مالکؒ کی خدمت میں پہنچے، غرض امام ابوحنیفہؒ نے چالیس علماء کی مجلس میں فقہ کو مدون کیا۔

ابوحنیفہؒ مدون فقہ و علم کلام

ابواب فقہیہ کتاب الطہارۃ سے لے کر آخر تک اور یہ تو مدون کیا علم فقہ کو، بعد میں، فقہ اکبر اور فقہ اوسط یہ ابوحنیفہؒ کے رسالے ہیں جن کو املاء کرایا، امام ابوحنیفہؒ نے مدون کرایا جهمّیه، معتزلہ اور خوارج کے رد میں، تو علم کلام کو مدون کرنے والے سب سے پہلے ابوحنیفہؒ ہیں اور علم فقہ کو مدون کرنے والے بھی ابوحنیفہؒ ہیں۔

شیخ جلال الدین السیوطیؒ کا ایک رسالہ ہے "تبییض الصحیفة فی مناقب امام ابی حنیفةؒ" اس میں لکھا ہے کہ سب سے پہلے شریعت کا علم امام ابوحنیفہؒ نے مدون کیا، اور امام مالکؒ نے امام ابوحنیفہؒ کی فقہ کو دیکھ کر موطا لکھا ہے اور اس کے بعد امام شافعیؒ آئے اور امام شافعیؒ نے ابوحنیفہ کی فقہ کو اور امام مالکؒ کے مؤطا کو دیکھ کر فقہ کی بنیاد قائم کی، تو ابوحنیفہؒ کی فقہ سے استفادہ کرنے والے امام مالکؒ بھی ہیں اور امام شافعیؒ بھی ہیں اور احمد بن حنبلؒ بھی ہیں تو ابوحنیفہؒ نے علم فقہ کو اور علم کلام کو مدون کیا۔

ابوحنیفہؒ اور ساتھی آئمہ کی بادشاہ وقت کی آزمائش

ایک دن بادشاہِ وقت نے ارادہ کیا کہ علماء کو قاضی بناؤں تو مسعر بن کدامؒ اور امام ابوحنیفہؒ اور سفیان ثوریؒ اور قاضی شریحؒ، یہ چاروں دوست تھے آپس میں ان کے

نام گرفتاری کے وارنٹ جاری ہوگئے کہ ان کو پکڑ کے لاؤ، یہ بھاگے پھرتے تھے، تو ایک دن تنہائی میں یہ چاروں دوست جمع ہوئے اور کہا کہ بھئی ! کیا صورت کریں خلاصی کی، تو ابوحنیفہؒ نے کہا کہ میں اپنا تخمینہ بتائے دیتا ہوں کہ ہوگا کیا تمہارا؟ فرمایا کہ میں تو مصیبت میں مبتلا ہوں گا اور کہا کہ یہ مسعر بن کدامؒ چھوٹ کر آجائے گا عہدہ قضاء کی تکلیف سے، اور سفیانؒ روپوش ہوجائے گا اور یہ قاضی شریحؒ قاضی بنے گا ابوحنیفہؒ کو بلایا بادشاہ نے کہ آپ عہدہ قضاء کو قبول کرلیجئے، فرمایا کہ میں اہل نہیں ہوں بادشاہ نے کہا آپ اس کے اہل ہیں، آپ کو قبول کرنا پڑے گا امام ابوحنیفہؒ نے کہا خدا کی قسم میں قبول نہیں کروں گا، بادشاہ کو کہا کہ اگر میں اپنی بات میں سچا ہوں کہ میں اہل نہیں ہوں، تب تو مجھے رہا کردیجئے اور اگر میں جھوٹا ہوں تو جھوٹا آدمی عہد قضاء کے قابل نہیں، مجھے کیوں قاضی بناتے ہو؟ بالآخر ابوحنیفہؒ کو جیل خانہ میں ڈال دیا گیا اور سفیان ثوریؒ روپوش ہوگئے، مسعر بن کدامؒ کو بلایا گیا یہ بھی بڑے زاہد عابد تھے اور ابوحنیفہؒ کے شاگردوں میں سے تھے اور دوستوں میں سے بھی تھے اور بخاری میں ان سے روایتیں ہیں، مسعر بن کدامؒ کی، تو ان کے تذکرہ میں ہے کہ مسعر بن کدامؒ کو جب بادشاہ نے بلایا تو کہا السلام علیك یا امیر المؤمنین انہوں نے کہا وعلیکم السلام اس کے بعد پوچھا کیف حالك امیر المؤمنین کا مزاج کیسا ہے؟ انہوں نے کہا بحمد اللّٰہ انا بخیر الحمد اللہ میں خیریت سے ہوں پھر پوچھا کیف حال دوابك وحمیرك آپ کے اصطبل کے گھوڑوں اور خچروں کا کیسا مزاج ہے؟ یہ جو سوال کیا بادشاہ کو غصہ آیا، اس نے کہا ھذا مجنون أخرجوہ اس دیوانے کو باہر نکال دو، ان کو جب باہر نکال دیا تو کہنے لگے ذٰلِكَ مَاكُنَّا نَبْغِ میری تمنا یہ تھی کہ مجھے نکال دیا جائے، یہ بھاگ گئے وہاں سے تو یہ علم ہے علماء اہل سنت والجماعت کا، اولیاء تھے، اتقیاء تھے اور عباد وزہاد تھے، اللہ تعالیٰ نے ان

کے علم کو ہم تک پہنچایا، اب یہ ہمارے مدرسوں میں جو علم پڑھایا جاتا ہے یہ انہی ائمہ مجتہدین کا علم پڑھایا جارہا ہے۔

امت کی تلقی بالقبول وجہ تقلید بنی

بعض لوگ تنقید کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ کا کہیں نام آیا ہے کسی حدیث میں، کہ تم ابوحنیفہؒ کی تقلید کرتے ہو، تو جواب اس کا یہ ہے کہ امام بخاریؒ کا نام اور امام مسلمؒ کا نام بھی تو کسی حدیث میں نہیں آیا ہے کہ تم بخاری کی کتاب کو أصح الکتب بعد کتاب اللّٰہ مانتے ہو، جواب یہ ہے کہ امت کے صلحاء وعلماء نے قبول کیا اس کتاب کو اسلئے ہم نے اس کو أصح الکتب مان لیا، تو امت کی تلقّی بالقبول یہ بھی ایک دلیل ہے تو جیسے علماء وصالحین نے اس کتاب کو قبول کرلیا ایسے ہی ابوحنیفہؒ، مالکؒ اور شافعیؒ کو بھی قبول کرلیا اور ان کی تقلید پر بھی امت متفق ہوگئی اور جامع ترمذی میں حدیث گزر رہی تھی شاہ صاحب کے درس میں، آپؒ نے فرمایا کہ قیامت کے دن تمام انبیاء کی امتوں کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی جس میں اسی (۸۰) صفیں میری امت کی ہوں گی اور فرمایاؐ وأنا أکثرھم تابعاً سب سے زیادہ اتباع کرنے والے اور پیرو میرے ہوں گے، یعنی ایک سو بیس میں سے دو تہائی نبی کریم ﷺ کے پیرو ہوں گے اور ایک تہائی باقی انبیاء علیہم السلام کے پیرو ہوں گے۔

دو تہائی امت ابوحنیفہؒ کی پیرو

تو شاہ صاحبؒ فرمانے لگے امام ابوحنیفہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہی معاملہ ہے کہ امت محمدیہ میں سے دو تہائی امت محمدیہ ابوحنیفہؒ کے پیرو ہیں اور ایک تہائی کے اندر مالک وشافعی واحمد بن حنبل رحمہم اللہ سب شریک ہیں۔

تو بھئی! اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ علم ہم تک پہنچایا ہے اور یہ مدرسے جو ہیں دین

کے ان میں صحابہؓ وتابعینؒ کا علم پڑھایا جاتا ہے، اب اس سے آگے ایک نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ تمام ائمہ مجتہدین کا اور محدثین کا اتفاق یہ ہے کہ صحابہؓ کے دائرہ سے باہر جانا جائز نہیں اگر صحابہؓ میں اتفاق ہوگیا ہے تو ان کے اتفاق پر عمل کرنا واجب اور ضروری ہوگا یہ صحابہؓ اور تابعینؒ شارح ہیں نبی کریم ﷺ کے۔

حضور ﷺ پر ایمان کل انبیاء پر ایمان اور انکار کل انبیاء کا انکار

اور مجددؒ صاحب کا کلام عارفانہ ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا **كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ** تو اس امت محمدیہ کو خیر الامم فرمایا تو کہا کہ حضور ﷺ خیر الانبیاء ہیں آپ تمام انبیاء کے کمالات کے جامع ہیں اور امت محمدیہ کمالات امم کی جامع ہے اور جس نے حضور اکرم ﷺ پر ایمان قبول فرمایا اس نے گویا کل پیغمبروں پر ایمان لایا۔ اب اس کا نتیجہ فرماتے ہیں کہ جس نے حضور ﷺ اور آپ کی شریعت کا انکار کیا وہ بدترین کافر ہے اس نے گویا کل انبیاء کا انکار کیا تو ائمہ اربعہ کے مذاہب پر عمل کرنے کے اندر کل شریعت پر عمل ہے اور کل انبیاء کی اتباع ہے اور کل انبیاء کی انوار و برکات اس میں شامل ہیں تو بھائی! اپنے اپنے احباب کو نصیحت کرتا ہوں اور وصیت، کہ یہ علم جو اللہ نے تم کو اس مدرسے کی برکت سے عطا کیا یہ خلاصہ ہے کل انبیاء کے علوم کا اور خلاصہ ہے علم کے شریعت کے۔

امام بخاری ہر ترجمۃ الباب میں صحابہ وتابعین کے اقوال نقل کرتے ہیں

اور جہاں تک ہوسکے صحابہؓ کے دائرہ سے باہر مت جایئے، جتنے لوگ فقہ کے منکر ہیں، امام بخاریؒ کے تو قائل ہیں، میں تمہیں بخاریؒ ہی کی مثال پیش کئے دیتا ہوں، امام بخاریؒ کا طریقہ ہے کہ ترجمۃ الباب قائم کریں گے اور اس کے بعد صحابہؓ اور تابعینؒ کے اقوال نقل کریں گے تاکہ معلوم ہو جائے کہ ان حضرات نے دین کو کس طرح سمجھا

ہوا ہے، تو بخاریؒ کے تمام تراجم ان صحابہؓ کے اقوال سے بھرے پڑے ہیں، تو معلوم ہوا کہ صحابہؓ اور تابعینؒ کے اقوال کے بغیر کوئی دین نہیں سمجھ سکتا اور علماء کا اتفاق ہے کہ چھ کتابیں حدیث کی سب میں سے زیادہ معتبر ہیں اس طریقے سے علمائے امت کا اتفاق ہوگیا کہ قابل تقلید چار امام ہیں اور پانچواں امام نہیں ہے، علماء نے کتابوں میں لکھا ہے کہ ائمہ اربعہ کے بعد امام ابن جریر طبریؒ نے دعویٰ کیا اجتہاد کا مگر لوگوں نے ان کی اتباع اور پیروی نہیں کی، امام بخاری کے متعلق اختلاف ہے علما کا، کہ یہ مقلد تھے یا مجتہد تھے، بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ امام شافعیؒ کے مقلد تھے۔

معانی حدیث کیلئے فقہاء، الفاظ حدیث کے لئے محدثین

اور بعض کہتے ہیں کہ مجتہد تھے، مان لو کہ مجتہد تھے تو سوال یہ ہے کہ مجتہد تو تھے جیسے سفیان ثوریؒ اور عبداللہ ابن مبارکؒ تھے مگر ان سب کا مذہب کتابوں کے اندر نقل نہیں ہوتا اور ائمہ اربعہ کا ہوتا ہے اور نہ کوئی دنیا میں ان کا پیرو موجود ہوا تو معلوم ہوا کہ معانی حدیث کے امام ابوحنیفہؒ اور مالکؒ سے سمجھتے ہیں اور الفاظ حدیث محدثین سے، جامع ترمذی کتاب الجنائز میں ہے **الفقهاءُ وهم أعلم بمعاني الحديث** (ترمذی: ح ۹۹۰)
''یعنی فقہاء معانی حدیث کو زیادہ سمجھتے ہیں''

شیخ الہند کا قول اتباع فقہاء کا نہ کہ رواۃ حدیث کا

حضرت شیخ الہندؒ نے ایک بہت عجیب لفظ فرمایا، قرآن میں ہے **أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ** تو فرمایا کہ شریعت دو چیزوں کا نام ہے ایک الفاظ اور ایک معنی کا، تو فرمایا مقصود معنی ہے اور الفاظ مقصود کا ذریعہ ہیں اور کہا کہ اطاعت مقصود ہے اور وہ معنی پر عمل کرنے سے ہوتی ہے اور معنی سے سمجھی جاتی ہے، جو فقہاء نے سمجھا ہے اس لئے ان کا اتباع کرنا ہوگا اور جو الفاظ روایت کرتا ہے ان کا اتباع نہیں کرنا ہوگا ایک شخص

جلالین پڑھاتا ہے عالم ہے باضابطہ، اور حافظِ قرآن ہے اورایک حافظِ قرآن ہے مگر وہ شرح جامی اور مختصر پڑھا ہوانہیں ، ایک شخص قاری ہے سبعہ کا بلکہ عشرہ کا ، مگر قرآن کی تفسیر سے واقف نہیں تو معانی کو جو زیادہ جانتا ہوتو معنی کے بارہ میں اس کا قول معتبر ہوگا یا قاری کا؟ تو ابوحنیفہؒ کا قول معتبر ہوگا اور امام بخاریؒ وغیرہ کا قول ان کے مقابلے میں معتبر نہ ہوگا،اور یہ سب حضرات جو ہیں امام بخاریؒ وغیرہ، یہ شاگرد ہیں احمد بن حنبلؒ اور یحییٰ بن معینؒ کے اور وہ ابوحنیفہؒ کے شاگردوں کے شاگرد ہیں اور امام شافعیؒ شاگرد ہیں محمد بن الحسنؒ کے۔

دنیا میں علم وحکومت اہل سنت والجماعت کی وجہ سے

اس لئے یہ تو ہمارا علمی احسان ہوا کہ یہ حکومت ہے دنیا کے اندر تو یہ خلفائے راشدین کی بدولت ہے تو اہل سنت والجماعت کو یہ نعمت عطا فرمائی کہ دین بھی دیا اور حکومت بھی ،اور بغیر اہل سنت کے حکومت کا نام ونشان نہیں، ابوبکر،عمر،عثمان رضی اللہ عنہم کے زمانے میں تمام علاقے فتح ہوئے اور حضرت علیؓ کے زمانہ میں کوئی علاقہ فتح نہیں ہوا۔

اہل ایران حضرت عمرؓ فاتح ایران کی روٹیاں کھا رہے ہیں

ایک دفعہ میں نے وعظ میں کہا کہ یہ شیعہ لوگ حضرت عمرؓ پر باغ فدک کا اعتراض کرتے ہیں کہ انہوں نے فدک چھین لیا میں نے کہا کہ باغ تو تھا بہت سے میل دو میل کا ہوگا، ہزار دو ہزار درخت ہوں گے، قیمت دو لاکھ ۲۰ لاکھ لگاؤ مگر یہ بتلاؤ کہ یہ جو ایران ہے یہ کس کا فتح کیا ہوا ہے؟ عمرؓ ہی کا تو فتح کیا ہوا ہے جس کی روٹیاں کھا رہے ہو اب بھی قیمت ادا ہوتی یا نہیں ہمارے ایک دوست بیان کیا کرتے تھے جو اب انتقال کر گئے کہ میری ایک بھینس تھی جس کا دودھ میں ایک بڑی بی بی کو بھیجا کرتا تھا،اس کے پڑوسی نے بیان کیا کہ یہ بڑی بی بی ہر رات کو اٹھتی ہے تہجد کو اور تمہارے لئے بددعا کرتی

ہے ہاتھ پھیلا کر تو اسے یقین نہ آیا کہ میرا قصور کیا ہے کہ میرے لئے یہ بددعا کرتی ہے تو اس نے کہا کہ میرا کوٹھا اور بڑی بی بی کی چھت ملی ہوئی ہے،رات کو آکر میرے پاس رہو میں تجھے اس کی بددعا بتلادوں گا،وہ رات کو سویا تہجد پڑھ کر بڑی بی بی نے ہاتھ پھیلا کر بددعا کی،دودھ والے اور اس کے بھینسوں کو،اس کو یقین آگیا کہ یہ میرے لئے بددعا کرتی ہے،اگلے دن اس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا اماں میں نے سنا ہے کہ آپ میرے لئے بددعا کرتی ہیں تو بڑی بی بی نے بے تکلف کہا ہاں میں تیرے لئے بددعا کرتی ہوں اس نے پوچھا آخر میرا قصور کیا ہے؟ میں تو ہر روز دودھ ہدیۃً بھیجتا ہوں تو کہا تیرا قصور یہی ہے کہ تیرے پاس بھینس ہے اور میرے پاس نہیں تو حضرات شیعہ ابوبکرؓ،عمرؓ کو اسلئے کوستے ہیں کہ انہیں کا دودھ پیتے ہیں اور انہیں کو بددعا دیتے ہیں،تو علم جو ہے دنیا میں وہ بھی اہل سنت والجماعت کی بناء پر ہے اور حکومت بھی، پاکستان میں جو حکومت ہے،ترکستان میں حکومت ہے اور یہ ایران تو بعد میں اس کے اندر کوئی بادشاہ ہوگیا ہے اصل میں یہ حضرت عمرؓ کا فتح کیا ہوا ہے تو اب میں دعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ اہل سنت والجماعت کے مسلک پر قائم کرادے۔

وأخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين

(ماہنامہ الحق: ج ۳ ش ۱،نومبر ۱۹۶۷ء)

خطبات

حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ

مختصر تعارف

قائد جمعیت علماء اسلام المتوفی ۱۳ اکتوبر ۱۹۸۰ء محقق مدرس مصنف نباض مبصر و مفکر زعیم ملت ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام و وفاق المدارس العربیہ، مفتی و شیخ الحدیث قاسم العلوم ملتان ۔ (س)

نفاذِ شریعت کا فریضہ اور ہماری ذمہ داریاں

تبلیغ دین میں کوتاہی کے اسباب اور اسکا علاج

ہری پور سنٹرل جیل میں زمانہ اسارت کے دوران حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہٗ قائد قومی اتحاد و سربراہ جمعیۃ العلماء اسلام نماز جمعہ سے قبل دو ڈھائی ہزار اسیرانِ شریعت سے پُر حکمت خطاب فرماتے ۵/اپریل ۱۹۷۷ء جمعۃ المبارک کو کی گئی یہ تقریر احقر نے اسارت ہری پور کے دوران قلمبند کی اور اسے حتی الوسع حضرت مفتی صاحب کے الفاظ میں پیش کیا جا رہا ہے نظامِ شریعت اسلامیہ کے قیام و نفاذ کے لئے یہ خطاب پوری ملت مسلمہ کیلئے آج بھی دعوتِ غور و فکر اور دعوتِ عمل ہے (س)

الحمد للّٰہ وکفٰی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی أما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَؕ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَاللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ

دعوت اور تبلیغ قرآن کی روشنی میں

محترم بزرگو اور بھائیو! میں نے آپ کے سامنے قرآن کریم کی ایک آیت تلاوت کی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب فرما کر یہ حکم دیا کہ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ کہ آپ پہنچا دیں ہر وہ حکم، ہر وہ بات جو تمہاری

طرف نازل کی گئی ہے تمہارے پروردگار کی طرف سے، اے پیغمبرﷺ! جو جو احکام پروردگار کی طرف سے آپ پر نازل کئے گئے ہیں وحی کے ذریعہ سے ان احکام کو لوگوں تک پہنچا دو وَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلۡ فَمَا بَلَّغۡتَ رِسَالَتَهٗ اگر آپ نے یہ کام نہ کیا اور میرے احکام کو لوگوں تک نہ پہنچایا، تو آپ نے میری رسالت، میری پیغمبری، میرا پیغام لوگوں تک نہیں پہنچایا جو آپ کے ذمہ ایک عظیم کام ہے وَاللّٰهُ يَعۡصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اور اللہ آپ کو لوگوں سے بچائے گا اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الۡكٰفِرِيۡنَ اللہ تعالیٰ کافروں کو ہدایت نہیں کرتا اس آیت سے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر لازم کر دیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی تبلیغ کرے، تبلیغ دین اور لوگوں کو معروفات کا حکم کرنا اور برائیوں سے روکنا، یہ پیغمبرانہ مشن ہے۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر احادیث کی روشنی میں

میرے محترم دوستو! اگر ایک شخص یہ دیکھتا ہے کہ برائی ہو رہی ہے، لوگ غلط راستوں پر چل رہے ہیں تو فرض ہو جاتا ہے کہ اس برائی کو روکا جائے چنانچہ ایک حدیث میں آتا ہے جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا **من رأى منكم منكراً فاستطاع أن يغيره بيده، فليغيره بيده ،فإن لم يستطع ، فبلسانه فإن لم يستطع فبقلبه وذلك أضعف الايمان**(سنن ابن ماجه :ح ۴۰۱۳) ''جو شخص کسی برائی کو دیکھے تو برائی کو اپنے ہاتھ سے بدل دے، قوت اور طاقت سے اس برائی کو ختم کر دے قوت سے نہیں روک سکتا تو پھر اس کو زبان سے بدل دے اور کہے یہ برائی ہے اس کو چھوڑ دو اگر زبان سے روکنے سے بھی کمزور ہے تو پھر دل سے اس کو بُرا مانے اور یہ کمزور ترین ایمان ہے''

اور فرمایا کہ اس کے بعد دل میں بھی برا نہیں سمجھتا تو اس کے دل میں کوئی ایمان نہیں یعنی رائی کے برابر بھی ایمان نہیں غرض یہ کہ ایک شخص برائی کرتا ہے دوسرا اسے روکے گا تو پھر برائی ختم ہوگی اور اگر کوئی ایسا نہ کرے تو برائی بڑھتی جائے گی۔

بنی اسرائیل کی حیلہ جوئی اور نافرمانی

قرآن کریم میں بنی اسرائیل کا واقعہ ذکر ہے۔

وَسۡئَلۡهُمۡ عَنِ الۡقَرۡيَةِ الَّتِىۡ كَانَتۡ حَاضِرَةَ الۡبَحۡرِۘ يَعۡدُوۡنَ فِى السَّبۡتِ اِذۡ تَاۡتِيۡهِمۡ حِيۡتَانُهُمۡ يَوۡمَ سَبۡتِهِمۡ شُرَّعًا وَّيَوۡمَ لَا يَسۡبِتُوۡنَ لَا تَاۡتِيۡهِمۡ كَذٰلِكَ نَبۡلُوۡهُمۡ بِمَا كَانُوۡا يَفۡسُقُوۡنَ

اے میرے پیغمبر! ذرا ان سے پوچھیں کہ اس بستی کے لوگوں کا حال کیا تھا جو سمندر کے کنارے پر تھی، یہ بنی اسرائیل کی بستی تھی، اللہ تعالیٰ نے اس بستی والوں کو ان کے دین کے مطابق ہفتہ کے دن مچھلیوں کے شکار سے روک دیا لیکن منع کرنے کے باوجود انہوں نے خیال کیا کہ جب مچھلیاں ہیں تو ہم کیوں شکار نہ کریں، حیلہ تلاش کیا کہ اس کو ہم ہفتہ کے دن بھی کھائیں، لیکن شریعت کی اجازت نہ تھی، ادھر اللہ نے ان کا اس طرح امتحان لیا کہ ہفتہ کے دن مچھلیاں سمندر کی سطح پر اوپر آجاتی تھیں اور باقی دنوں میں غائب ہو جاتی تھیں وَّيَوۡمَ لَا يَسۡبِتُوۡنَ لَا تَاۡتِيۡهِمۡ جس دن وہ چھٹی نہ کرتے تو مچھلیاں اوپر نہ آتیں تو انہوں نے ایک حیلہ کیا کہ سمندر کے کنارے ایک تالاب بنایا اور اسکی طرف سمندر کے پانی کیلئے راستہ بنایا وہ ہفتہ کے دن تالاب میں چلے جاتے تھے اور شام کو وہ سمندر کے راستہ کا پانی بند کر دیتے تھے وہ واپس سمندر میں نہ جا سکتیں اور اتوار کے دن تالاب سے مچھلیاں پکڑ لیتے، اور پھر چھ دن استعمال کرتے ان کا خیال تھا کہ ہم نے ہفتہ کے دن شکار نہیں کیا لیکن یہ ایک مذاق تھا، واقعہ میں انہوں نے مچھلیوں کو بند کر کے شکار تو کر ہی لیا، نافرمانی کر لی لیکن اس کے باوجود وہ خوش تھے یہ عمل ان کا جاری تھا کہ اس وقت ایک جماعت نے شکار کرنے والوں سے کہا کہ یہ کیا کر رہے ہو؟ تم تو نافرمانی کرتے ہو ان کو منع کرنے کیلئے انہیں مقابلہ میں آنا پڑا، اس دوران میں ایک

تیسرا گروہ تھا، انہوں نے منع کرنے والوں سے کہا کہ تم انہیں کیوں روک رہے ہو، اللہ تعالیٰ نے ان کو عذاب دے دینا ہے یہ ہلاک ہو جائیں گے تم کیوں روکتے ہو، لیکن انہوں نے جواب میں کہا وَ اِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمَانِ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ کہ ہم اپنے پروردگار کے سامنے ایک عذر پیش کرنا چاہتے ہیں اور شاید یہ لوگ اللہ سے ڈرنے لگیں کہ قیامت میں جب پیش ہوں گے اور اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ کیوں نہ روکا تو ہم جواب میں عذر پیش کر دیں گے اور یہ بھی امید ہے کہ یہ لوگ شاید ہمارے کہنے سے رک جائیں۔

برائی کے بارے میں تین گروپ

تو تین گروپ بن گئے (۱) گناہ کرنے والا (۲) روکنے والا (۳) روکنے والوں کو منع کرنے والا مگر یہ بھی اس برائی کو برا سمجھ رہے تھے، یعنی خاموش گروپ پھر فیصلہ اللہ کا کیا ہوا؟ اللہ تعالیٰ نے صرف ایک گروہ کو بچایا کہ جو روک رہے تھے۔

نافرمان گروپ اور حکم کی خلاف ورزی کرنے والوں پر بھی عذاب آیا، اور جو خاموش تھے درمیان میں وہ بھی عذاب میں مبتلا ہوئے اور وہ گروہ جو اللہ کے حکم سے نافرمانی دیکھ کر مقابلہ میں آیا ان کو بچا لیا گیا۔

حضور ﷺ کی دی گئی کشتی کی مثال

ایک حدیث میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کشتی کی مثال دی ہے دریا میں جس کے دو درجے ہیں ایک اوپر کا ایک نیچے کا، کچھ لوگ اوپر سوار تھے، اور قاعدہ ہے کہ کشتی میں سوار رہوں تو دریا سے پانی لینے والے اوپر سے ایک ڈول ڈال کر دریا سے پانی لیتے ہیں اوپر والے تو ڈول ڈال کر نکال لیتے مگر اندر والے اوپر جا کر پانی کے لئے ڈول ڈالتے ہیں تو اوپر والوں نے کہا کہ تم ہمیں ہر وقت پریشان کرتے ہو اس

لئے اوپر آنے سے انہیں روک دیا نیچے والوں نے مجبوراً سوچا کہ جب یہ لوگ ہمیں اجازت نہیں دیتے تو ہم نیچے سے کشتی میں ایک سوراخ لگا دیں گے اور اس سے پانی لیں گے انہوں نے کلہاڑا دے مارا تو حضورِ اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اگر اوپر کے لوگ آ کر ان کا ہاتھ پکڑ لیں، انہیں روک دیں تو اوپر اور نیچے والے دونوں غرق نہیں ہوں گے لیکن اگر وہ کہیں کہ یہ ان کا اپنا حصہ ہے ہم کیوں روکیں اور سوراخ کرنے دیا، ہاتھ نہ پکڑا، تو سوراخ سے پانی آ کر اوپر اور نیچے دونوں کو غرق کر دیگا یہ مثال حضور ﷺ نے دی کہ جو لوگ گناہ اور غلطی کرتے ہیں دوسرے لوگوں نے آ کر زبردستی نہ پکڑا، برائی سے نہ روکا تو جرم کرنے والے اور جو نہ پکڑیں دونوں غرق ہو جائیں گے اور خدا کا عذاب دونوں پر یکساں آئے گا حضور ﷺ نے مثال دیکر کتنا واضح فرما دیا کہ کسی برائی والے کو جب بھی دیکھو اس پر ہاتھ ڈال کر اسے روکو دونوں بچ جاؤ گے ورنہ دونوں نہ بچ سکو گے اس لئے برائیوں سے روک کر خدا کے احکام لوگوں تک پہنچانا نبوت کا پروگرام اور مشن ہے جب نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد اب قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا تو اب نبوت کا مشن کون چلائے گا؟ چودہ سو سال تو ہو گئے، آگے دنیا کب تک رہے گی تو یہ مشن یہی مسلمان چلائیں گے جن کے پاس دین ہے علم ہے وہ اہل ہیں، پیغمبر کے وارث ہیں حدیث میں ہے ان الأنبياء لم يؤرثوا دينا راً ولا درهماً أنما ورثوا العلم (سنن ابن ماجه : ح ۲۲۳)

مال اشرفی روپے کچھ بھی پیغمبر کے وراثت کا مال نہیں ہوتا ان کی وراثت کیا ہے؟ علم! جو ان کے مشن کو آگے چلائے وہی پیغمبر کا وارث ہے۔

پاکستان اور دین میں حیلہ جوئی

آج خدا کے دین میں احکام میں حیلہ جوئی ہو رہی ہے جیسے کہ یہودیوں نے مچھلیوں کے شکار میں حیلہ بنایا تو اللہ کا عذاب ان پر آیا اس طرح اگر تم لوگ آگے بڑھ کر

برائیوں کو نہیں روکو گے تو یقیناً خدا کا عذاب سب کو لپیٹ میں لے گا آج ہمارے ملک پاکستان میں کیا خدا کے دین کے احکام میں حیلے نہیں ڈھونڈے جا رہے؟ کھلم کھلا نافرمانی نہیں ہو رہی ہے؟ اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ خدا کا دین آج یہاں پر نافذ نہیں آپ نعرے تو لگاتے ہیں کہ پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ مگر یہ نہیں سوچتے کہ یہاں دین اسلام پر بننے والے ملک میں ایک بھی قانون اسلام کا نافذ نہیں کیا محمد الرسول اللہ ﷺ کا ایک حکم بھی نافذ ہوا؟ ایک بتا دو تو میں مانوں۔

نعرۂ پاکستان ادھورا تھا

میں کہتا ہوں کہ یہ جو نعرہ پاکستان کا مطلب کیا کا لگا، یہ نعرہ اصل میں ادھورا تھا، لا الہ الا اللہ تو کہہ دیا مگر محمد الرسول اللہ نہیں کہا تو اللہ تو ہے ایک یہ تو ٹھیک ہے، اسے عیسائی بھی، یہودی بھی مانتے ہیں پھر پاکستان کا مطلب صرف لا الہ الا اللہ کہہ کر بات کیا ہوئی؟

جب تک محمد الرسول اللہ ﷺ کا نظام یہاں نہیں لائیں گے تو ایمان مکمل نہیں ہو گا ادھورے کلمے سے کوئی مسلمان نہیں ہو سکتا یہودی بھی لا الہ الا اللہ کہتے ہیں مگر محمد الرسول اللہ ﷺ کو نہیں مانتے اگر پورا کلمہ نہیں تو پاکستان کا مطلب حاصل نہیں ہو سکتا انگریزوں کا قانون یہاں پر رائج ہے مرزائیوں کا مسئلہ ہے، منکرین حدیث موجود ہیں یہاں سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ ہم نے کلمہ ادھورا پڑھا ہے جب تک آپ قصد نہ کریں کہ ہم پاکستان میں محمد الرسول اللہ ﷺ کا نظام لائیں گے اور کفر الحاد اور زندقہ کو اور اس کے نظاموں کو درہم برہم کریں گے اسلام کا عادلانہ نظام لائیں گے، اس وقت تک ہمارے مسائل حل نہیں ہوں گے۔

تبلیغ میں کوتاہی کے تین اسباب

غرض یہ کہ قرآن کریم کی آیات یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ

میں نبی کو حکم ہوا دین کے پہنچانے کا تو جب انسان دین کے پہنچانے میں کوتاہی کرتا ہے تو تین وجوہات ہیں:

(۱) دین کے احکام کو دنیا تک پہنچانے کی اہمیت اور اس کے فرض وجوب اور لزوم کا احساس نہیں ہوتا سوچتا ہے کہ ٹھیک ہے یہ کوئی اتنا اہم مسئلہ نہیں جسے زندگی کا مشن بنا لیا جائے۔

(۲) کوتاہی کی دوسری وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ جب آپ پورے دین کو پھیلائیں گے، آپ کیلئے مصیبت بنے گی دشواریوں اور مشکلات کے پہاڑ راستے میں حائل ہو جائیں گے۔

تبلیغ سے حضور ﷺ پر شدائد

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نبوت سے پہلے لوگوں کے محبوب تھے، ہر دلعزیز تھے، مگر جب آپ ﷺ نے اللہ کا دین پہنچانا شروع کیا اور اللہ نے حکم دیا کہ یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ جب یہ بات ہوئی پھر کیا ہوا؟ اپنے بھی دشمن، گھر میں بھی دشمن، باہر بھی دشمن، اپنے چچا ابولہب ان کے مقابلہ میں میدان میں آئے، آپ دین کی طرف بلاتے اور ابولہب کہتے تبا لك الهذا دعوتنا أو الهذا جمعتنا ہلاکت ہو آپ کی (العیاذ باللہ) اس لئے آپ نے اکٹھا کیا تھا اللہ تعالیٰ نے تَبَّتْ یَدَاۤ اَبِیْ لَهَبٍ وَّتَبَّ میں اس کا جواب دیا کہ ہلاک ہو گیا ابولہب لوگ راستہ میں کانٹے بچھا رہے ہیں، مسجد حرام میں آپ تشریف لے گئے، قرآن مجید پڑھ رہے ہیں، بدبختوں نے آپ کو پکڑ لیا گلے میں چادر ڈال دی اور چادر کو اتنا مروڑا کہ آواز بند ہو گئی، آنکھیں باہر نکل آئیں جناب صدیق رضی اللہ عنہ نے آ کر کہا اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰهُ "ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو صرف اللہ کو اپنا رب پکارتا ہے" لوگ انہیں اس قدر پیٹتے کہ خون بہنے لگتا اچھے

خاصے خوش وخرم تھے مگر دین کے پھیلانے میں خون بہانے کے خطرات درپیش ہوئے تو ان مشکلات کے سامنے کون ٹھہرے، آدمی ہمت ہار جاتا ہے جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر مکہ میں ۱۳ سال اور مدینہ میں دس سال جو مشکلات سامنے آئیں اگر میں اسکی تفصیل بیان کروں تو کلیجہ پھٹ جائے، آپ کے ساتھیوں، جانباز اور مخلص سچے ساتھیوں پر جو گذری ان مشکلات کو سن کر انسان گھبرا جاتا ہے باہر نکلو دین کے لئے حق کے لئے تو قید و بند ہے، جیل ہے گولیاں چلتی ہیں، آنسو گیس کے سامنے آنا پڑتا ہے لاٹھی چارج ہوتا ہے اور گھر میں چونکہ آرام سے بیٹھنا ہوتا ہے، اس لئے لوگ دین پھیلانے کے لئے میدان میں آنے سے اور مقابلہ کرنے سے کتراتے ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام کی ہمت استقامت

(۳) تیسری وجہ یہ ہے کہ جب دین کے نافذ ہونے کی جدوجہد ہو رہی ہو مگر کوئی مانتا نہیں جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو برس تبلیغ کی دین کو پھیلانے کی سعی کی مگر کوئی آدمی مانتا نہیں اور جب بالکل نہیں مانتا حتی کہ اپنی بیٹا بھی کافر ہے تو ایسے وقت مایوسی آجاتی ہے، انسان ہمت ہار جاتا ہے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہمت قابل داد ہے کہ اتنا عرصہ تبلیغ کرتے کرتے بھی مایوس نہ ہوئے، آخر جب وہ قوم عذاب کی مستحق ٹھہر گئی، تب دعا کی کہ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّنَهَارًا فَلَمْ یَزِدْهُمْ دُعَآءِیْٓ اِلَّا فِرَارًا میں نے اس قوم کو رات دن بلایا اتنا ہی یہ بھاگے۔

وَاِنِّیْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ فِیْٓ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِیَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا جب بھی ان کو دعوت دیتا ہوں یہ انگلیاں اپنے کانوں میں ٹھونس دیتے ہیں، منہ چھپا لیتے ہیں اور کفر پر اصرار کرتے ہیں، نہیں مانتے، یا اللہ! اب میں کیا کروں؟ تو اس کے بعد انہوں نے کہا اے میرے پروردگار! رَّبِّ لَا

تَذَرْ عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ دَیَّارًا یا اللہ! ان سب پر عذاب بھیج دے، ساڑھے نو سو برس کی تبلیغ سے بھی یہ ٹھیک نہیں ہوئے، تو عذاب آنے لگا مگر ایک بات اللہ نے فرمائی کہ پیغمبر کی طبیعت میں شفقت تھی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَا تُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ان ظالموں کے بارہ میں سفارش مت کروانہوں نے لازماً غرق ہوجانا ہے، طوفان آیا، پانی آیا نوح علیہ السلام کشتی بنا رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا کہ جو لوگ آپ کا ساتھ دے چکے ہیں انہیں اپنے ساتھ بچانا فرمایا وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْیُنِنَا وَوَحْیِنَا ہماری وحی اور ہمارے حکم کیساتھ اسے بناؤ ہم دیکھ رہے ہیں وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَیْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ گذرنے والے مذاق کر رہے تھے کہ اس دیوانے کو دیکھو کیا کر رہا ہے۔

حضرت نوح جواب میں فرماتے کہ ایک دن ایسا آرہا ہے کہ ہم تمہارے ساتھ مذاق کریں گے نوح علیہ السلام کا اپنا لڑکا کافروں میں تھا، پانی میں ڈوب رہا تھا تو نوح علیہ السلام نے اس لڑکے سے کہا یٰبُنَیَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِیْنَ وَ اے بیٹے! ہمارے ساتھ شامل ہو جاؤ کافروں کا ساتھ مت دو اس نے کہا کہ قَالَ سَاٰوِیْٓ اِلٰی جَبَلٍ یَّعْصِمُنِیْ مِنَ الْمَآءِ میں کسی اونچی چوٹی اور پہاڑ کی پناہ لے لوں گا! نوح علیہ السلام نے کہا قَالَ لَا عَاصِمَ الْیَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ آج اللہ کے عذاب سے بچانے والا اللہ کے سوا کوئی نہیں پھر ایک لہر آئی فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِیْنَ اور اسے غرق کر کے لے گئی خدا نے نوح علیہ السلام کو منع کیا تھا اور فرمایا تھا کہ تو سفارش مت کر میں تمہیں اور تمہارے اہل کو بچالوں گا تو نوح علیہ السلام کو تھوڑا سا بہانہ مل گیا کہ بیٹا بھی تو میرا اہل ہے تو اس کی سفارش کی کہ یہ میرا بیٹا بھی میرا اہل ہے اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ آپ کا وعدہ سچا ہے مگر آگے سفارش کرنے سے ڈرتے ہیں اور کہتے ہیں وَ اَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِیْنَ فیصلہ آپ کو کرنا ہے، بات تو کر ہی لی اللہ تعالیٰ نے فرمایا قَالَ یٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْئَلْنِ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فرمایا

یہ تمہارا اہل نہیں اس کے اعمال تیرے طرح نہیں اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ ایک سید پیغمبر کی اولاد جب پیغمبر کے طریقوں پر عمل نہیں کرتا اس کا رشتہ پیغمبر سے کٹ جاتا ہے پیغمبر کی اولاد کا رشتہ اس وقت تک قائم رہے گا کہ وہ ان کے طریقوں پر چلتا ہے غرض یہ کہ جب دین کا پھیلانے والا جب منزل پر نہیں پہنچ سکتا تو مایوس ہو جاتا ہے ہمت جواب دے جاتی ہے۔

تینوں وجوہات کا آیت قرآنی سے جوابات

تو یہ تین وجوہات ہیں تبلیغ نہ کرنے کی اس لئے اللہ تعالیٰ نے جب اس آیت میں دین کو پھیلانے کا حکم دیا تو تینوں کا جواب دے دیا کہ:

(۱) دین کی تبلیغ کی اہمیت اتنی ہے کہ اگر نہ کیا تو فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ پیغمبرانہ مشن ناکام ہوجائے گا تو یہ کتنا اہم مسئلہ ہوا؟ اب کیسے اہمیت کا احساس نہ ہوگا؟

(۲) مشکلات، قید و بند، قتل و شہادت کا جواب اللہ نے دیا کہ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ لوگ تم پر غالب نہیں ہوں گے، خدا تمہاری حفاظت کرے گا۔

(۳) اور انکی بات کا جواب کہ لوگ ساتھ نہ دیں گے، تو کہا کہ تمہارا اس سے کیا کام یہ تو اللہ کے ہاتھوں میں ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ کوئی مانے نہ مانے یہ تمہارا کام نہیں۔

ہمارا کام دین کے نظام عدل کے لئے سعی ہے

غرض یہ کہ جب آج آپ دین کو عملاً نافذ کرنا چاہتے ہیں شریعت کا نظام لانا چاہتے ہیں تو اس میں کوئی کوتاہی نہ کریں صرف پیٹ پالنا تو حیوان کا کام ہے اسے اللہ تم سے زیادہ دیتا ہے صبح تم بھی اور بیل بھی اکٹھے کھیت میں کام کرنے جاتے ہو سارا دن تم بھی اور بیل بھی چرتا ہے، شام کو اکٹھے آجاتے ہو اور گھر آکر بیل باندھ کر اس کے چارہ پانی ہر چیز کا تم انتظام کرتے ہو تو بیل کے ساتھ برابر کا یا اس سے زیادہ کام کرتے ہو اور

کھانا اس کو پہلے ملتا ہے اور تمہیں بعد میں تو پیٹ پالنا تو کوئی بڑا کام نہیں انسان کا کام دین کو اور دین کے نظام عدل کو پھیلانا ہے، انسان پر ظلم ہو رہا ہو، لوگ ظلم کی چکی میں پس رہے ہوں تو اسلام کا نظام عدل نہیں آسکتا اس کے لئے دن رات ایک کر کے کام کرو گے صحابہ کرامؓ نے قربانیاں دیں، ۲۳ برس میں دین کو اپنایا اور پھیلایا اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا آج میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لئے اسلام بحیثیت نظام حیات کے پسند کر لیا مشکلات کے باوجود چلنا پڑتا ہے یہ سیڑھیاں ہیں تم کامیاب ہوگے گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہم نے اللہ کے حکم کے مطابق دین پھیلانے کے لئے تمام قوتیں صرف کرنی ہیں یہ جیل میں پڑا رہنا تو معمولی بات ہے، میں کہتا ہوں دین کے لئے گولی بھی کھانی پڑی تو آپ تیار رہیں گے۔غرض یہ کہ محنت سے قربانی سے گھبراؤ نہیں، ہمت نہ ہارو اور جو مقصد لے کر آئے ہو اسی کو سامنے رکھو۔

فرنگی نظام کو شکست دینا ہے

آپ کہیں گے کہ ۳۰ سال سے ہم لڑ رہے ہیں ایک اچھے نظام کو لانے کیلئے فرنگی نظام کو شکست دینے کے لئے، مگر وہ تو اسی طرح قائم ہے، فرق یہ ہے کہ فرنگیوں کا رنگ سفید تھا اور یہ کالے ہیں قانون وہی ہے، زبان وہی ہے، تہذیب وہی ہے، طور طریقے وہی ہیں، سب کچھ وہی ہے وہ اصلی تھے، یہ نقلی ہیں بتاؤ اصل اچھا ہوتا ہے یا نقل اچھا ہوتا ہے؟ اس لئے کہتے ہیں کہ ان سے تو انگریز اچھے تھے تو اصلی اور نقلی کا فرق ہوتا ہے گورے اچھے ہوتے ہیں یا کالے؟ کیا فرق ہے ان کی آنکھیں نیلی اور ان کی کالی ہیں تو انگریز سے ہماری دشمنی کیوں تھی؟ اس کے قانون سے اس کی حکومت سے اس کے خلاف اسلام طور طریقوں سے ہماری دشمنی تھی اور وجہ یہ تھی کہ ان کی تہذیب سے اس کے مذہب سے ان کے ظلم و تشدد سے ہمیں نفرت تھی اگر کالے چمڑے والا وہی سب کچھ

کرے انہی قوانین کو اپنائے اسی تہذیب کو اختیار کرے تو اس سے بھی ہماری دوستی نہیں ہوسکتی ہم اصول سے دشمنی کرتے ہیں، اشخاص سے نہیں تو تیس سال سے آپ محنت کر رہے ہیں، آپ شاید مایوس ہو جائیں مگر آپ پھر بھی کامیاب ہیں، آپ اس راستے پر چلتے ہیں اور دین اللہ کے حکم کے مطابق نہیں آتا تو وہ اللہ جانے گا ہمارا تو فرض ہے اسی راستہ پر چلتے رہنا، یہاں تک کہ خدا کا نظام قائم ہو کوئی ہدایت قبول نہ کرے تو یہ اللہ کے ہاتھ میں ہے تو فرمایا کہ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ۔

مایوس نہیں ہونا

ہم بالکل مایوس نہیں ہیں جب تک جان میں جان ہے یہ قافلہ رواں دواں رہے گا مایوسی ہرگز نہیں، کوئی یہ بات دل میں نہ لائے کہ لوگ ساتھ نہیں دے رہے اور اب تو ساتھ بھی دے رہے ہیں تو پھر مایوسی کی کوئی بات ہی نہیں بی بی سی سے معمولی سی خبریں آجاتی ہیں تو آپ کے چہرے پژمردہ ہو جاتے ہیں، اور ذرا جلوسوں کی خبریں زیادہ آئیں تو چہرے تازہ ہو جاتے ہیں تو ساتھ دینے نہ دینے سے فرق پڑتا ہے مگر یہ ظاہری چیزیں ہیں، آپ گھبرائیں نہیں، انشاء اللہ قافلہ منزل پر پہنچے گا۔

لوگ پوچھتے ہیں کہ بات چیت ہورہی ہے، میں کہتا ہوں کہ بات چیت اگر ہوئی بھی تو آپ کے مطالبات کے حق پر ہوگی، ہم دیکھیں گے کہ کوئی سودا نہ ہو قوم کی اس عظیم قربانی سے کوئی غداری نہیں کی جائے گی۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله ربّ العٰلمين

(ماہنامہ الحق جولائی ۱۹۷۷ء)

اسلامی ممالک میں اسلامی قانون سازی

اسلام آباد کی بین الاقوامی نفاذِ شریعت کانفرنس میں خطاب

اسلامی سیکرٹریٹ سعودی عرب کے زیر انتظام اسلام آباد میں منعقد ہونے والے بین الاقوامی نفاذ شریعت کانفرنس میں ۱۰/۱۱ اکتوبر ۱۹۷۹ء کی شام کو حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نے حسب ذیل خطاب فرمایا وقت کی کمی کی وجہ سے پورے طور پر وہ اپنے خیالات کا اظہار نہ کر سکے یہ تقریر اسی وقت ماہنامہ الحق کے لئے نوٹ کی گئی یہ سہ روزہ کانفرنس اسمبلی ہال میں منعقد ہوئی اس نشست کی صدارت امارات متحدہ عربیہ کے چیف جسٹس جناب شیخ عبدالعزیز آل مبارک ابوظہبی فرما رہے تھے اب حضرت مفتی صاحب کی وہ تقریر شامل خطبات کی جارہی ہیں ...... (س)

کلمات تشکر

خطبہ مسنونہ کے بعد! جناب صدر محترم، علماء کرام، مندوبین حضرات! سب سے پہلے میں انتظامیہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے مجھے یہاں پر اپنے خیالات کے اظہار کا موقع عطا فرمایا اور جو باہر سے علماء وفقہاء پاکستان تشریف لائے ہیں ان کا بھی خیر مقدم کرتا ہوں۔

نت نئے مسائل اور اس کا حل

میں متفرق طور پر چند باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آج عالم اسلام میں اسلامی نظام کے قیام اور اسلامی قانون کے تنفیذ کا ایک جذبہ ابھرا ہوا

ہے کسی بھی اسلامی ملک میں آپ جائیں تو ایک ہی بات مشترک طور پر محسوس کی جاسکتی ہے کہ کیا وجہ ہے کہ مسلم آبادی کا اجتماعی نظام اسلام کے اصول کے مطابق نہیں ہے اس بات سے ہر شخص پریشان اور مضطرب ہے اس سلسلہ میں کافی مشکلات بھی ہیں زمانہ آگے جارہا ہے جسے کوئی روک نہیں سکتا ہے نئے نئے مسائل پیدا ہورہے ہیں اور چودہ سوسال سے زمانہ نئے مسائل پیدا کرتا چلا آرہا ہے ان پر فقہی انداز سے سوچنا اور ان کے لئے قانون وضع کرنا، یہ ایک مشکل مرحلہ ہے جسے ہم نے عبور کرنا ہے۔

اس میں سب سے بنیادی مسئلہ ہے رجوع الی کتاب اللہ وسنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا تو بنیاد و مآخذ قرآن وسنت ہوا اس کے بعد ہمیں فقہاء کے اجتہادات اور امت کے اجماع سے بھی استفادہ کرنا ہے اگر چودہ سو سال میں کسی وقت بھی امت نے کسی ایک مسئلہ میں اجماعی طور پر کوئی فیصلہ کیا تو اس کے بعد اس کو بدلنے کا کسی کو بھی اختیار نہیں کتاب وسنت کے بعد اجماع امت کا ایک اہم مقام ہے جسے ہم نے ملحوظ رکھنا ہے فروعی مسائل میں فقہاء کے مجتہدات اور نظائر ہمارے سامنے ہیں تو واضح صورت حال ہمارے سامنے آجاتی ہے۔

قانون سازی میں وسیع الظرفی

پھر یہ ضروری نہیں کہ ہر ملک میں ایک ہی قسم کا قانون ہو اگر کسی جگہ امام ابو حنیفہؒ کے مقلدین ہیں اور ان کی فقہ پڑھنے پڑھانے والے ہیں وہاں ان کی کتابیں کثرت سے ہیں فقہ حنفی کے علماء موجود ہین جن سے رجوع کیا جاسکتا ہے تو وہاں کا قانون فقہ حنفی کے مطابق ہوگا امام شافعیؒ مصر میں ٹھہرے تو وہاں اکثر لوگ شافعی المذہب ہیں ان کی کتابوں کے پڑھنے پڑھانے والے ہوں گے ان کی کتابیں وہاں رائج ہوں گی تو وہاں کا قانون اگر فقہ شافعی کے مطابق ہو تو اس میں حرج کی کوئی بات نہیں مغرب، الجزائر وغیرہ میں فقہ مالکی پر بھروسہ کیا جاسکتا ہے جو لوگ مجتہدات مالک

کے مطابق فتوی دیتے ہیں اگر فقہ مالکی کے مطابق قانون ہو تو وہاں کے مزاج کے عین مطابق ہوگا جہاں پر حنابلہ کی تعداد زیادہ ہے جیسے سعودی عرب میں، علماء حنابلہ کثرت سے ہیں تو اگر وہاں فقہ حنبلی ہو تو ہمیں محسوس نہیں کرنا چاہئے ہر ملک کے معتقدات کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

پاکستان اور فقہ حنفی

جہاں تک پاکستان کا مسئلہ ہے تو یہاں غالب اکثریت فقہ حنفیہ کے مطابق ہے یہاں پورا ذخیرہ کتب حنفی کا موجود ہے باقی فقہاء کے مجتہدات کا ذخیرہ اتنا یہاں نہیں نہ اتنے علماء وفقہاء ہیں کہ جن سے رجوع کیا جائے تو لازماً فقہ حنفی کو ترجیح دی جائے گی یہاں دستور پاکستان میں ہم نے صرف کتاب وسنت کو قانون سازی کا ماخذ قرار دیا ہے جس کے مطابق قانون سازی ہوگی الغرض ہم کسی نزاع میں نہیں نہ ہمارا ذہن الجھا ہوا ہے فقہ حنفی میں اگر کوئی مسئلہ نظر نہ آیا تو کسی اور مذہب سے بھی استفادہ کر سکتے ہیں اس میں ممانعت نہیں ہے۔

اجتہاد کی شرائط

مگر سوال یہ ہے کہ یہ کون کرے؟ اجتہاد کے تمام شرائط سے بڑھ کر اہلیت، تقویٰ، طہارت خدا ترسی ہو جو اپنے آپ میں یا اپنے اجتہادات میں کسی معمولی غلطی کو محسوس کرے تو اس سے فوراً رجوع کرسکیں میں سمجھتا ہوں اس وقت ہمارے ملک میں یا کسی بھی ملک میں ایک شخص بھی ایسا نہیں جس میں اجتہاد کی یہ ساری شرائط ہوں کوئی ایک شخص متخصص فی الحدیث ہے ایک شخص فقہ اور افتاء میں متخصص ہے کوئی تفسیر کے علوم میں متخصص ہے تو کوئی لغت عربی میں اگر یہ سب اکٹھے ہو کر کوئی فیصلہ کریں تو ہم سمجھتے ہیں کہ یہ تمام متخصص شخص واحد مجتہد کی طرح ہے اس طرح ان کے اجماعی مسائل وآراء کو قبول کیا جائے تو ہمارے مسائل حل ہوسکتے ہیں۔

ماہنامہ الحق اکتوبر ۱۹۷۹ء

دعوت وعزیمت علماء حق کا فریضہ اور مقام

ہماری جماعت کونسا نظام چاہتی ہے ؟

۱۰رشعبان ۱۳۸۹ھ/ ۱۹۶۹ء کو حضرت مولانا مفتی محمود صاحب اپنے دورۂ پشاور کے دوران دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے نماز ظہر کے بعد دارالعلوم کی مسجد میں خطاب فرمایا اس سے قبل ربیع الاوّل میں بھی ایک سفر کے دوران حضرت مفتی صاحب نے اپنی ایک تقریر میں علماء حق کے فرائض اور جمعیت کے معاشی اور سیاسی پروگرام پر روشنی ڈالی تھی ہم آج کی فرصت میں علماء اور اہل علم کے فرائض سے متعلق ان ہر دو تقریروں کا کچھ حصہّ پیش کررہے ہیں......(س)

دارالعلوم حقانیہ مشترکہ سرمایہ،علماء حق کا صحیح ادارہ

میرے طالب علم بھائیو! میں آج اس عظیم دینی درسگاہ میں آپ سے ملاقات کررہا ہوں ، یہ دارالعلوم' دارالعلوم حقانیہ ہم سب مسلمانوں کا ایک مشترکہ دینی سرمایہ ہے ، اللہ تعالیٰ اس مدرسہ اور سب مدارس دینیہ کو ترقی عطافرمائے ، یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ دین کی حفاظت فرماتے ہیں، تقسیم کے بعد دینی علوم کی حفاظت کا بظاہر اسباب کوئی ایسا ذریعہ نہ تھا جس پر دین کی حفاظت ہو جاتی ملک تقسیم ہوا ، دارالعلوم دیو بند سہارن پور ، دہلی کے بڑے بڑے درسگاہ وہاں رہ گئے ، اور پاکستان میں ایک بھی بڑا مدرسہ نہ تھا تو

اللہ تعالیٰ کے وعدہ حفاظت کے مطابق ان علاقوں میں یہ مدارس عربیہ قائم ہوئے اور آج ہم دیکھتے ہیں کہ پاکستان میں جو بڑے بڑے مدارس موجود ہیں ان میں سرفہرست دارالعلوم حقانیہ نے اکابر کی سرپرستی کے تحت بالخصوص شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہٗ العالی کے اہتمام میں بہت جلد ترقی کی ۔

دارالعلوم حقانیہ بارآور باغ اور ہمارا اپنا گھر

اور آج یہ ایک باغ ہے جس کا پھل سارے ملک بلکہ بیرون ملک افغانستان و ایران میں لوگ کھاتے اور فائدہ اٹھاتے ہیں ، میں آپ کو اس عظیم دینی ادارہ میں علم حاصل کرنے پر مبارک باد دیتا ہوں کہ آپ ایک صحیح اور علماء حق ومسلک اہل سنت سے وابستہ ادارہ میں اپنی علمی پیاس بجھاتے ہیں ہم جو یہاں آتے ہیں تو اسے اپنا گھر سمجھ کر اور اپنے گھر میں انسان ہر وقت آتا ہے ۔

تحصیل علم برائے رضائے الٰہی نہ کہ حصول دنیا

اس وقت میں یقیناً بہت تھکا ہوں ، مگر دل چاہتا ہے کہ تمہارے ساتھ کچھ باتیں کروں بھائیو! آپ اپنے گھر بار چھوڑ کر یہاں آئے تو آپ کے سامنے صرف ایک ہی مقصد ہے کہ دینی علوم حاصل کریں کیونکہ اس وقت آپ پر تمام عہدے اور منصب بند ہیں ، فراغت کے بعد تمہیں اس ملک میں نہ جج کی کرسی ملے گی ، نہ قاضی ومفتی کا کوئی مقام حاصل ہوگا ، پچھلے زمانہ میں علماء کو ہر قسم کے عہدے اور منصب حاصل تھے ، تو بعض طلبہ کی نیت اچھی اور بعض کی بری ہوسکتی تھی ، اور یہ تقسیم نیات کی بناء پر شائد وہاں صحیح ہو سکتی کہ انما الأعمال بالنیات الخ مگر اس وقت میرا یقین ہے کہ شاید ایک طالب العلم بھی اس مدرسہ میں ایسا نہ ہوجسکی نیت تحصیل علم سے حصول دنیا ہو حدیث میں آتا ہے کہ وہ شخص تحصیل علم میں لگا رہے جس سے صرف رضائے الٰہی حاصل ہوسکتی ہے پھر بھی وہ

اسے دنیاوی اغراض کیلئے حاصل کرے ایسے شخص پر جنت کی خوشبو بھی حرام ہوگی مگر آپ
پر تو دنیوی اغراض سب منقطع ہو گئے ہیں۔

دین پر چاروں طرف سے حملے

مگر آپ یہ سمجھ لیں کہ اس زمانہ میں دین پر ایک بڑا تنگ اور سخت وقت آیا
ہے دین پر چاروں طرف سے حملے ہو رہے ہیں ملحدین، یورپ کے مستشرقین اور ارباب
اقتدار درحقیقت سب دین پر حملہ آور ہو رہے ہیں، آج دین مجروح اور مظلوم ہے اور
امداد کے لئے مسلمانوں کو پکار پکار کر بلا رہا ہے، تو دین کی امداد تو سب کو کرنی ہے، مگر
طلباء و علماء دین کا خاص طور سے فریضہ ہے کہ دین کی حمایت کریں اور اس راہ میں
نقصان کو نقصان نہ سمجھیں کیونکہ ہم دین کے نام پر کھاتے ہیں دین کی خدمت کے نام پر
ہماری ساری آمدنی ہمارے گھروں میں بسنے والوں کے جسم کا کپڑا اور لباس دین کے نام
پر ہے کہ اس خدمت کی وجہ سے ہمیں حاصل ہوتا ہے، حتیٰ کہ یہ لوگ جو ہماری عزت و
احترام کرتے ہیں یہ بھی دین کی وجہ سے ہے ایک عالم، اجنبی اور نابلد کسی گاؤں پہنچ
جائے اور ان لوگوں کو صرف یہ معلوم ہو کہ یہ عالم دین ہے تو اس کا احترام اور مہمانی محض
دین کی وجہ سے ہوتی ہے، تو ایسے لوگوں کا تو فرض ہے کہ دین کی حمایت و حفاظت میں
اپنی جان تک قربان کر دیں، تو اگر آپ نے بعد از فراغت دین کی خدمت نہ کی اور تمام
فتنوں اور ملحدین کے مقابلہ میں سینہ سپر نہ ہوئے تو یاد رکھئے! کہ تم نے نہ صرف دنیا بلکہ
اخرت بھی ضائع اور برباد کر دی اور یہ زندگی کچھ زندگی نہیں جب مرنا یقینی ہے تو جو موت
دین کی حمایت میں آجائے شہادت کی موت ہے اور ہزار درجہ گھر کی چارپائی پر مرنے
سے بہتر ہے تو آج مضبوط عزم اور قلب سے طے کر لو کہ ہمارے سامنے سوائے دین کی
حفاظت کے اور کچھ نہ ہوگا۔

حضور ﷺ کی زندگی کا اتباع عبادت، جہاد ہر باطل کے مقابلے میں کرنا

آج عام طور پر ایک تاثر ہے علماء اور عوام دونوں میں کہ تقویٰ اور تقدس
طہارت اور بزرگی کی سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ انسان گھر یا حجرہ اور مسجد میں بیٹھ
کر اللہ اللہ کرے، کسی سے کام نہیں، سیاست میں دخل نہیں دیتا، ایک کونے میں بیٹھا ہوا
ہے لیکن میں آپ سے یہ کہوں گا کہ بزرگی درحقیقت اتباع سنت کا نام ہے، نبی کریم
علیہ السلام کی زندگی پر کسی نے عمل کیا وہی طریقے اختیار کئے تو یہی بزرگی ہے، اب
دیکھئے کہ ہمارے حضور ﷺ صرف حجرہ میں بیٹھے ہوئے تھے؟ یہ بالکل صحیح ہے کہ آپ ﷺ
اللہ کی عبادت کرتے تھے، رات بھر کھڑے رہتے یہاں تک کہ حتی تورمت قدماہ
قدم مبارک سوجھ جاتے، پاؤں پھٹ جاتے، سجدہ میں پڑے رہتے اور سجدہ میں اللہ کا
قرب حاصل ہوتا ہے أقرب مایکون العبد الی ربه فی السجود یہ بالکل صحیح ہے، مگر
نبی کریم اس کے ساتھ ساتھ بدر کے مقام پر فوجوں کے کمانڈر بھی تھے، غزوہ احد میں
تمام ساتھیوں کو خاص خاص مقامات پر متعین کیا اور ایک بڑا سے بڑا فوجی ماہر اس سے
بہتر مقامات کا تعین نہیں کر سکتا جو حضور ﷺ نے فرمایا حضور ﷺ کفار کا مقابلہ بھی کرتے
تھے، ان کے وفود سے بھی ملتے تھے، قیصر روم وغیرہ کو سفراء بھی بھیجتے تھے، دحیہؓ کے ہاتھ
مختصر پیغام بھیجا اسلم تسلم اگر اطاعت قبول نہ کی تو بچنا مشکل ہے، حضور ﷺ کے بڑی
بڑی حکومتوں سے تعلقات بھی تھے، صحابہ کرامؓ سے امور ملکی میں مشورے بھی فرماتے،
عشاء کے بعد حضرت صدیقؓ کے ساتھ خصوصی مشورے تمام مسلمانوں کے نظم کے سلسلہ
میں لیا کرتے، حضرت عمرؓ بھی ساتھ ہوتے، ان تمام امور کو کنٹرول کرنا اور صالح نظام
ملک میں قائم کرنا ملک سے مفاسد، الحاد و زندقہ بے دینی کے ہر نظام کا مقابلہ اور اسے
شکست دینا یہ بھی حضور ﷺ کا کام رہا۔

تارک عبادات اور تارک جہاد ایک جیسا فاسق

اب اگر کوئی شخص نماز چھوڑ دے تو فاسق ہے کہ اس نے فرض چھوڑ دیا، یہی شخص جو نماز روزہ حج کی پرواہ نہ کرے اور جہاد کرتا رہے، اور ایمانی جذبہ کی بیداری میں کئی تحریکوں میں ایسے لوگ میدان جہاد میں سب سے آگے ہوتے ہیں مگر اعمال صالحہ میں کمزور ہوتے ہیں مگر نظام عبادات کے تارک ہونے کی وجہ سے وہ شخص فاسق ہے اسی طرح ایک شخص نماز روزہ حج کرتا ہے، تہجد گزار بھی ہے مگر باطل نظام بے دینی کی اشاعت اور باطل کی قوت دیکھتا ہے، مگر اس کے مقابلہ کے لئے میدان میں نہ اترے اور ہو عالم جبکہ اس پر تو فرض عین ہوتا ہے، فرض کفایہ ہی نہیں بے دینی کی رفتار جتنی تیز ہو اس کا مقابلہ بھی اسی تیزی سے ہونا چاہئے مگر یہ شخص اس سے بے پرواہ ہو بدن میں رگوں میں حرکت نہ آئے گویا سراسر بے غیرت ہو جائے کہ دین کی شکست اور بے دینی کی اشاعت پر بھی اس میں حرارت نہیں آتی تو ایسا غازی بھی جو تارک فرض (امر بالمعروف ہے) ہے، اسی طرح فاسق ہے، جس طرح وہ غازی جو جہاد کرتا تھا، مگر نماز روزہ نہیں پڑھتا تھا، کیا فرق ہے ایک فرض اس نے اور ایک فرض اس نے ترک کیا یہ نا ممکن ہے کہ پوری اتباع سنت نہ ہو اور دل میں نور آجائے، ولایت حاصل ہو، یہ نور نہیں ظلمت ہے، یہ استدراج ہے، تو صاف ستھری بات تو یہ ہے کہ اہل علم سوچ لیں کہ اگر باطل کا نظام ختم نہ کیا اور حجروں میں بیٹھے رہے تو اس سے جنت حاصل نہ ہو سکے گی أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوا حَتَّىٰ يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَىٰ نَصْرُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ قَرِيبٌ یہ دنیا امتحان کی جگہ ہے، محنت اور کوشش کرنی ہے آرام سے بیٹھنے سے جنت نہیں ملے گی، ہر بے دین کا مقابلہ کرو گے، میدان میں نکل آؤ۔

اہل علم کا گھمنڈ

پھر یہ بھی ملحوظ رہے کہ وہ فاسق شخص جو تارک عبادات ہے مگر جہاد کرتا ہے، ہو سکتا ہے کہ اس کو کچھ نہ کچھ احساس اپنی بے دینی کا ہو جائے اور آخری وقت میں نماز روزہ کی کمی محسوس کرے، تو بہ کرے اور اللہ بخشدے مگر اہل علم تو اس گھمنڈ میں ہوتے ہیں کہ ہم تو دن بھر عبادت میں مشغول ہیں، اللہ اللہ کرتے ہیں، یہ تو جنت میں اپنے لئے خیمے گاڑے ہوئے دیکھتا ہے تو اسے اس کوتاہی کا شعور اور کمی کا احساس ہی نہیں ہوتا تو یہ تو بے تو بہ مرجائے گا، اور وہ دوسرا شخص جنت میں پہنچ جائے گا۔

جمعیت علماء اسلام اور اس کا مقصد

دوسری بات یہ عرض کرنی ہے کہ اس وقت جمعیت علماء اسلام اکابر علماء کی وہ جانشین جماعت ہے جسے حضرت مولانا درخواستی صاحب جو نمونہ اسلاف ہیں یا ان جیسے دیگر اکابر کی قیادت حاصل ہے اس جماعت کا مقصد صرف اسلام ہے یہ چاہتی ہے کہ اس ملک میں اسلام کا جامع نظام سیاسی ہو یا معاشی، قانونی ہو یا معاشرتی تمام نظام اس ملک میں اسلام کے اصولوں پر جاری کر دیا جائے۔

جمعیت پر سوشلزم کے الزامات

مگر بعض لوگ ان علماء کو بدنام کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ سوشل ازم کے حامی ہیں میں ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ علماء کی یہ جماعت اسلام کے سوا ہر ازم، ہر نظریہ، اور ہر گروہ پر لعنت کہتی ہے، علماء کا مطالبہ اسلام کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟ یہ جماعت اس ملک میں یہی چاہتی ہے کہ دین کا نظام اس ملک میں قائم ہو، اللہ کا کلمہ بلند ہو۔

ان حالات میں جمعیت علماء اسلام نے یہ محسوس کیا کہ سوشلزم کے نعرے جو

درحقیقت اس وقت کی غلط اور ظالمانہ نظام کے ردعمل کا نتیجہ ہے کہ بعض لوگوں نے مزدور اور غریب وکسان کے نام پر تحریک شروع کی، مزدور کی غربت اور اضطراب سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انہیں اپنے جھنڈے تلے جمع کرنا چاہا کہ آیئے! بڑے سرمایہ دار اور جاگیر داروں سے چھین کر تمہیں زمین کارخانے سب دیدیں گے، تمہیں بڑی بڑی تنخواہیں دیں گے غریبوں کے دلوں میں بعض آقاؤں کے خلاف جذبہ تو ضرور موجود ہے کیونکہ ملازم اور مزدور سے اکثر برا سلوک ہوتا ہے، اخلاقی لحاظ سے کہ ملازم آقا کے برتن میں پانی نہ پی سکے اس بستر، کرسی اور چارپائی پر اسکا بیٹھنا حرام ہو الغرض ایسا سلوک تو حیوانات سے بھی نہیں ہوسکتا ہے تو ایسے لوگوں میں سرمایہ دار آقاؤں کے خلاف جو جذبہ موجود ہے خودغرض اسی جذبے سے غلط فائدہ اٹھا کر انہیں جمع کر لیتے ہیں یہی سوشلزم ہے۔

درد کا علاج اسلام ہے نہ کہ کوئی ازم

اسلام میں موجودہ مروجہ سرمایہ داری نظام اور ناجائز زراندوزی کی گنجائش نہیں، حدیث میں ہے کہ یہ غلام تمہارے بھائی ہیں اگر اللہ نے انہیں تمہارے ہاتھوں میں دیدیا تو ان کے ساتھ کھانے پینے پہننے میں وہی سلوک کرو جو اپنے ساتھ کرتے ہو اور ایسے کام ان کے سپرد نہ کرو جنہیں غریب نہ کرسکیں یہ لوگ امانت دار بھی ہوتے ہیں اور اخلاق میں بھی اونچے مگر ان کا جرم یہ ہے کہ یہ غریب ہیں لیکن اگر ہم اسلام کا معاشی نظام قوم کے سامنے پیش کردیں تو پھر یہ لوگ کبھی سوشلزم کا نام نہ لے سکیں گے، جب درد کا علاج اسلام میں مل جائے تو اوروں کے پاس انہیں جانے کی کیا ضرورت ہے۔

(الحق: ج۵ ش۲، شعبان رمضان ۱۳۸۹ھ نومبر ۱۹۶۹ء)

علماء کی عزت وزارتوں سے نہیں مقاصد کے حصول سے ہے

۱۹۷۳ء میں حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نے سرحد کے وزارت عالیا سے استعفیٰ دے دیا اس کے بعد ۵ مارچ کو قومی اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کیلئے اسلام آباد جاتے ہوئے حسب معمول دارالعلوم حقانیہ رک گئے طلبہ کے اصرار پر جامع مسجد دارالعلوم حقانیہ میں خطاب کیا اور سرحد کی وزارت علیا سے استعفیٰ دینے پر روشنی ڈالی اس وقت احقر نے اس خطاب کو قلمبند کیا۔ (س)

ہماری سیاست مروجہ سیاست نہیں

خطبہ مسنونہ کے بعد!

محترم علماء وطلباء عزیز! آج میں حسب معمول اس راستے سے پنڈی جارہا تھا آج ۴ بجے عصر میں قومی اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کیلئے روانہ ہوا، چاہا کہ آپ حضرات سے ملاقات کروں اور آپکی خدمت میں حاضر ہوں آپکی یہ ایک پرانی عادت ہے کہ جو آجائے اسکو نہیں چھوڑتے اور مفت نہیں چھوڑتے میں تو مفتی ہوں اور ہر چیز مفت مانگتا ہوں لیکن آپ مفت چائے بھی نہیں پلاتے اسکی قیمت وصول کرتے ہیں یہ تمام ہمارے بچے ہیں ان کی خواہش کے سامنے آپکے سامنے کھڑے ہوا آپ کا دل

چاہتا ہوگا کہ اسوقت میں آپ سے ملک کے سیاسی تبدیلیوں پر بات کروں مگر ہماری
سیاست مروجہ سیاست نہیں ہم اس ملک میں درحقیقت ایک انقلاب لانا چاہتے ہیں ہم
نے فرنگیوں سے جان چھڑائی مگر فرنگیوں کے اولاد کے اب بھی غلام ہیں آزادی کی جنگ
اب بھی جاری ہے اور جب تک یہ قوم اپنے آپ کو حقیقی معنوں میں فرنگی تہذیب سے
آزاد نہ کردے آزاد نہیں کہلا سکتے ۔

پاکستان کی سیاست میں امریکہ کی مداخلت

جو حکومت آئے اس کے خلاف لوگ متحد ہو جاتے ہیں کہ اس کے مظالم سے
جان چھڑالیں اور چھوٹ جائیں تو خوشی مگر اس کے کارنامے دیکھ کر ایک دو ماہ دیکھ کر
پہلے رحم اللہ النباش الاول کے مطابق پہلے کو اچھا سمجھتے ہیں ہر آخری اول سے بدتر ہوتا
ہے آج لوگ علانیہ کہتے ہیں کہ اس سے تو فرنگی کی حکومت بہتر تھی اور اب یحیٰی خان بھی تو
لوگوں کو اچھا لگنے لگا یہ رجحان اس وجہ سے ہے کہ حکومت بیرونی اشاروں پر چلتی ہے
حکمران امریکہ، برطانیہ کے اشاروں پر چلتا ہے اپنی مرضی پر نہیں چل سکتا انقلاب باہر
سے آتا ہے اگر میں یہ کہوں کہ اس ملک میں ایک حکومت بھی اپنی مرضی سے بنی ہے نہ
ٹوٹی ہے سوائے امریکہ کی مرضی کے تو کیسے ملک چل سکے گا۔

مملکت پاکستان کی ابتر صورتحال

سرحد اور بلوچستان کی حکومت امریکہ اور برطانیہ کے خلاف کھڑے تھے ساری
عمران کی زندگی ان لوگوں کی (جمعیت اور نیپ) برطانوی سامراج کے خلاف گزری وہ
کب چاہتے تھے کہ ان دو صوبوں میں حکومت ان کی ہو مگر جب بنی تو ہر قسم کے مشکلات
پیدا کئے ہڑتالیں کرائی گئیں مظاہرے کرائے ان کے ہاتھ پیسے دیتے تھے لیکن ان سب
کچھ کے باوجود ہم اپنی تدبر سے اس پر قابو پاتے رہے وثوق سے کہتا ہوں کہ ان

مخالفتوں کے باوجود اتنا امن و امان ان صوبوں میں تھا اتنا سندھ پنجاب میں نہیں
بلوچستان میں مرکزی حکومت نے حالات خراب کردیئے آج لسبیلہ میں ڈرامہ رچایا جارہا
ہے بزنجو نے چیلنج کیا کہ صرف ۴ افراد کے علاوہ پانچواں قتل نہیں مگر حکومت کو ناکام کہہ کر
ہٹادی گئی اور سندھ میں لسانی مسئلے پر ہزاروں افراد قتل ہوئے ،مزدوروں پر فائرنگ ہوئی
راولپنڈی میں عیسائی غیر مسلم اقلیت کی جلوس پر گولی چلائی گئی ،کراچی میں کرفیو نافذ رہا،
یہاں لسبیلہ میں چھوٹے سے علاقہ میں کراچی سے مسلح لوگ لائے گئے ،ملائشیاء مرکزی
ملیشا اور پولیس مرکزی حکومت کی مرضی پر واپس ہوگئی مفسدین آخر کامیاب ہوگئے ۔
بالآخر عوام کو کہا کہ خود جا کر اپنی حفاظت کرو بغاوت فرو کردیں قومی لشکر بنانے
کا بہانا بنایا گیا لاہور پولیس کی ہڑتال کی موقع پر پنجاب پولیس کو کہا گیا کہ ان سے
بندوق لے لو اب پی پی پی کے گارڈ مسلح عوامی فورس سڑکوں ، پلوں وغیرہ کی چیکنگ کرتی
ہے یہ تو سب کچھ گوارا یہ تو محبان وطن اور وہ لوگ کہ اپنے علاقے کے امن کیلئے میدان
میں آئے ہیں وہ باغی اور قبائلی لشکر ٹھہرے اور یہ کیسی تقسیم ہے اور یہاں روسی اسلحہ کا
ڈرامہ کھیلا گیا ہم سمجھ رہے تھے کہ اسکی پشت پر کیا ہے اب آپ سوچیں کہ روس کا اسلحہ
بلوچستان اور سرحد میں آتا ہے پہلے تو اسکی حاجت کیا ہے؟ روسی ٹینک یا میزائل جہاز
آتے تو بات بن سکتی تھی کیونکہ وہ ہمارے پاس نہیں اگر بندوق پستول آئے اس سے تو
پہلے ہی سے ہمارے علاقے بھرے ہوئے ہیں اگر یہ چاہیں ایک رات میں دس ٹرک
فراہم کرسکتا ہوں یہ برآمد شدہ اسلحہ اگر ہمارے اسلحہ سے زیادہ قوی اور مؤثر نہ ہو تو پھر
مقابلہ کریں۔

پھر روس سے اسلحہ آتا ہے عراق کے نام پر وہاں سے کراچی ، اسلام آباد اور
یہاں سے بلوچستان کیسے آیا؟ جبکہ روس کے سرحدات فرنٹیر گورنمنٹ کیساتھ لگے ہوئے

ہیں چترال کے راستے لاسکتے ہیں افغانستان کا سارا سرحد ہمارے ساتھ ہے بلوچستان
سے ساحل بحر مکران تک پانچوں میل پھیلا ہوا ہے جہاں نہ چوکی ہے نہ پولیس۔
وہاں سے نہیں آسکتا تھا؟ یہ کیسا ڈرامہ ہے پھر اسکی گاؤں گاؤں نمائش ہو رہی
ہے کہ انکوائری کریں گے مگر نہیں ہوئی پھر لسبیلہ اور کراچی کے ضلع متصل ہیں کراچی سے
ہزار میل اسلام آباد کبھی تالپور کبھی لورالائی ایک اسلحہ ہزاروں مریض ،اصول یہ ہے کہ
چوری کا سامان جس کے گھر پکڑی جائے وہی چور ہوتا ہے مرکزی یا وفاقی حکومت میں
پکڑا جائے گا تو مطلب ہوگا کہ وفاق خود چور ہے مولانا کوثر نیازی کہتا ہے کہ اول دن
سے ہمارے علم میں تھا مگر ہم دیکھنا چاہتے تھے کہ انجام کیا نکلتا ہے اور وزیر داخلہ ایسا
ناکام وزیر کیوں استعفیٰ نہ دیں اب تو صوبائی اختیارات کا مسئلہ نہیں نفس وجود کا مسئلہ
ہے اگر اختیارات مکمل مل جائیں مگر ایک منٹ میں برطرف کیا جا سکتا ہے تو یہ کیا خود
مختاری ہے اگر پنجاب کی حکومت بلاوجہ غیر جمہوری طریقوں سے اس طرح معطل کی جاتی
تو اسکے لئے بھی استعفیٰ دیتے اس طرح ڈسٹرکٹ بورڈ کیطرح حکومت نہیں کرتا کیونکہ
میں عوام کا منتخب نمائندہ ہوں پھر شہنشاہ اعظم مجھے ایک منٹ میں نکالیں۔

وزارت کی تکلیف دہ ایام

مجھے وزارت کا مزہ نہ آیا میری زندگی کے تکلیف دہ دن وہی تھے بے آرامی
کے دن تھے صحت بگڑی مرکز نے کام کرنے نہیں دیا چاہیے تھا کہ میں پہلے یہ استعفیٰ دے
دیتا میں کمبل چھوڑنا چاہتا تھا مگر وہ نہیں چھوڑتا۔
اگر نکل آتے تو پھر کہتے اب زریں موقع کیوں ہاتھ سے گیا اور کیوں چھوڑ دیا
حضرات! ہم تو ایک مقصد، اسلام کیلئے گئے تھے اور اگر یہ نہیں ہوسکتا تو پھر کیا کرنا تھا؟
میں نے ساتھیوں سے کہا تھا کہ اگر ایسا موقع آیا تو استعفیٰ دیکر آپکو مطلع کروں گا۔

اب موقع آیا ہے کہ غیر ملکی طاقتوں کے کہنے پر یہ لوگ ہمیں حکومت نہیں کرنے
دیتے ہم نے عملاً احتجاج کیا اور حکومت سے نکل کر پاکستان میں نیا باب کھولا پاکستان میں
اسطرح وزارت چھوڑنے کی یہ پہلی مثال ہے استعفیٰ دینے کے ایک گھنٹہ بعد وزیر قانون
پیرزادہ اور مصطفیٰ کھر نے فون کر کے ملاقات کی سعی کی شیر باز مزاری اور بھٹو نے
درخواستیں کیں کہ استعفیٰ واپس کرو دنیا کو معلوم ہوا کہ مجھ سے واپس لینے کی منت سماجت
کی گئی مگر جب تک صوبائی حکومتوں کے تحفظ کا یقین نہیں دلایا گیا اور جب تک غیر آئینی
اقدامات واپس نہیں لیے جاتے اس وقت تک ہم حکومت نہیں لیتے یہ ہے ہمارا موقف پھر
مرکزی وزارتوں کا سودا ہونے لگا کل اناء یترشح بمافیہ اور کہا گیا کہ اس کومت چھوڑو
اسلم خٹک اور پی پی کے ساتھ وزارت بنالو میں نے کہا وزارت پر سودا نہیں کر سکتے۔

اگر وزارت مقاصد کے حصول میں معاون نہ ہو تو استعفیٰ ہی بہتر

اگر وزارت مقاصد کیلئے معاون ہو تو کریں گے نہیں تو چھوڑیں گے میرے
خیال میں سارے قوم نے اس فیصلہ کا خیر مقدم کیا ہے آج کے وزیر اور گورنر ہٹ جانے
کے بعد کوئی اسے سلام نہیں کرتا لاہور کے شاہراہوں پر بہت سارے وزیر پھرتے ہیں
جن پر سلام لوگ اپنی توہین سمجھتے ہیں ہماری عزت وزارتوں سے نہیں ہماری عزت اس
دنیا میں بھی پائیدار ہے اور عنداللہ ویسے ہی ہے میری عزت وزارت کے بعد اور بڑھ گئی
ہے پھر کیوں استعفیٰ پر خفا ہو جاؤں؟ الحمدللہ کہ دور وزارت میں کسی سے برا کیا نہ فائدہ اُ
ٹھایا نہ مکان لیا نہ ایک مرلہ چیلنج کرتا ہو دنیا کو کہ اگر میرا محاسبہ کریں موجود گورنر کو کہتا ہوں
کہ منہ قابو رکھو اگر ہم نے منہ کھولا تو پھر رہنے کی جگہ نہیں ملے گی شرم بھی نہیں آتی کہ
فوجی لباس اس نے پسند کیا تھا ہم قوم میں مغربیت کے خلاف ایک شعور پیدا کرنا چاہتے
ہیں اور میں کہتا ہوں کیا شراب پھر آزاد کروں تاکہ پتہ چلے کہ یہ ظالم کیسے ہیں اور وہ

ظالم کیسے شکایت کے باوجود اس عرصے میں اتنے کام ہوئے کہ پاکستان بننے کے بعد نہیں ہوئے تھے عمداً غلطی نہیں کی اسلحہ لائسنس دیئے تو کیا خلاف قانون کیا؟ جب حق بھی تھا اکثر بلا لائسنس اسلحہ پھراتے تھے یہ حالات تھے کہ گولڈ اینڈ گن استعمال ہو رہا ہے دباؤ آ رہا ہے ترغیب دی جا رہی ہے انسان کی انسانیت کا امتحان ہو رہا ہے اگر یہ پورا پاکستان میرے نام الاٹ کر دو تو خدا کی قسم ضمیر کے خلاف ایک قدم بھی مجھ سے نہیں اُٹھوا سکو گے اگر یہی حرکات کرتے رہے تو مزاحمت کریں گے اور اتنی مزاحمت کریں گے کہ اگر میں نہ رہوں تو آپ بھی نہیں رہیں گے۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العٰلمين

خطاب

حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ

مختصر تعارف

مولانا مرحوم ۱۸۹۶ء میں بمقام بفہ ضلع ہزارہ جناب حکیم سید گل صاحبؒ کے گھر پیدا ہوئے مڈل پاس کیا اور ابتدائی دینی تعلیم بھی علاقہ میں حاصل کرتے رہے استعداد بڑھ گئی تو ۱۹۱۵ء میں مرکز علم و ہدایت دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا اس چشمۂ فیض سے فیضیاب ہوتے رہے یہاں تک کہ ۱۹۱۹ء میں علامہ انور شاہ کشمیریؒ، مولانا رسول خان ہزارویؒ، مولانا اصغر حسینؒ، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، علامہ ابراہیم بلیاویؒ جیسے اساطین علم وفضل سے سند حدیث حاصل کی نہایت ذکی اور قوی الاستعداد تھے پورے دورۂ حدیث میں دوسری پوزیشن حاصل کی علامہ قاری محمد طیب قاسمی جیسے مشاہیر معاصرین درس نے ان کے دورِ طالب العلمی کی صلاحیت اور قابلیت کا اعتراف کیا فراغت کے بعد کچھ عرصہ اپنے مادر علمی دارالعلوم دیوبند ہی میں معاون استاذ کے طور پر مامور رہے پھر اساتذہ کی خواہش پر جمعیۃ العلماء ہند کی تنظیم کے سلسلہ میں ہندوستان کا دورہ کیا، دوسال تک ایک ہندو ریاست "سمستان گدوال" میں تبلیغ اسلام میں مصروف رہے اور مسلمانوں میں غیر اسلامی رسم و رواج کے خلاف بھی نبرد آزما رہے دبستان شیخ الہندؒ سے وابستگی اور قریبی تعلق کی وجہ سے مغربی سامراج بالخصوص برطانیہ سے نفرت و عداوت گویا گھٹی میں پڑ گئی تھی۔ (س)

حقیقی عزت حق پر استقامت میں ہے

مولانا ہزارویؒ کا شیخ الحدیث مرحوم کے ہاں آنا جانا دارالعلوم حقانیہ کے قیام سے قبل بھی جاری رہا اس اثناء میں بہت سے خطبات ہوئے جو کسی نے قلمبند نہ کئے خوش قسمتی سے مولانا ہزاروی کا یہ خطاب دارالعلوم کے قدیم دارالحدیث میں ۱۹۷۱ء میں ہوا میرے ہاتھ سے قلمبند شدہ خستہ مسودے سے جتنا کچھ سمجھ میں آسکا، اُسے شامل کتاب کیا جارہا ہے...... (س)

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره و نؤمن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا من يهده الله فلا مضّل له ومن يضلله فلا هادی له أما بعد فاعوذبالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم قال الله تعالىٰ وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّ لَعِبٌ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِیَ الْحَیَوَانُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ (العنکبوت:٦٤)

کلمات تشکر

میرے معزز بزرگو اور بھائیو! آپ کی محبت کی قدر کرتے ہوئے حاضر ہوگیا، ورنہ اس ارادے پر نہیں آیا آپ کا اصرار اکابر سے کچھ سننے کے شوق کے جذبے نے مجبور کردیا کہ اپنے مقصد سے قبل آپ سے چند باتیں کہہ دوں، مجھے شرم محسوس ہورہی ہے، ایسے اجلہ علماء اکابر کی موجودگی میں عرض کروں۔

حقیقی عزت

آپ کو معلوم ہے کہ آپ اور ہماری عزت کوئی چیز نہیں **وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ** (المنافقون:۸)

عزت وجاہت پسندی زندگی کا مقصد نہیں، اپنی عزت کچھ شے نہیں عزت یہ ہے کہ اللہ اور رسول، دین وکعبہ، مسجد وعلم دین اور اسلام کی عزت ہوجائے ذاتی حوالے سے اگر عزت ہوجائے ہم آپ کی عزت اس لئے چاہتے ہیں کہ اس سے دین کی ارتقاء ہے اگر آپ کا وقار کم ہوا تو دین کا وقار ختم ہوگا ہم سے کوئی ایسا فعل صادر نہ ہو' جس سے دین کا وقار ختم ہوجائے حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ **كل ابن آدم خطاء وخير الخطائين التوابون** (ترمذی: ح ۲٤۹۹) جو غلطیوں سے توبہ کرے' ابوجہل سے نہ کہو کہ جہل پر قائم رہے آپ ناراض نہ ہوں کہ یہ خرتوب (گدھا پن) ہے گدھے سے کوئی زیادہ پٹھان نہیں ریل سیٹی بجاتا ہے، وہ جگہ چھوڑتا ہے حق پر استقامت اور پشتوانانیت، میں کافی فرق ہے۔

ابوجہل نے اپنے سر کاٹنے کے بارے میں کہا کہ نیچے سے کاٹ دو تاکہ گردن نمایاں رہے اور فرعونیت قائم رہے اور لوگ کہیں کہ سردار کا سر ہے اور میں اچھا لگوں......

ہر گناہے کہ کئی درشب آدینہ کنید
تاکہ از صدر نشیناں جہنم باشی

حق پر استقامت اور تلقین

وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ (العصر:۳)

حق کہو اگر مصائب حائل ہوں تو **تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ** اور استقامت کی تلقین کروگے صبر کا معنی قناعت ہے' ایک شخص قرآن کو گالی دے' حدیث نہ مانے' اوپر سے یہ کہتے ہیں کہ

صبر کرو‘ عقائد بدل دیں تو کہتے ہیں کہ صبر کرو ایک عورت کو اغوا کرتا ہے تو کہتے ہیں کہ صبر
کرو، اس لئے ایک دو تین طلاق دو تسریح باحسان اگر دین واسلام کی توہین خدا کے غضب
کو دعوت دیتی ہے اللہ تعالیٰ اس گروہ کو قائم رکھے، جو مقصد حیات پر کاربند رہے آپ تو مان
لیں گے مگر کالج والے اور لیڈر نہیں مانتے حیات زندگی کھیل کود ہے۔

خدا کا فضل مگر دین کا ذکر تک نہیں

اور درحقیقت آخرت کی زندگی اصل زندگی ہے لیڈر کہتے ہیں کہ روٹی کپڑا اور
مکان عیش وعشرت ہے نہ پوچھیں کہ کیسی گزرتی ہے‘ بڑا خدا کا فضل ہے‘ کوٹھی ہے‘ لڑکی
موجود ہے‘ چار لڑکے ہیں‘ تھانیدار ہیں‘ بڑا خدا کا فضل ہے مگر دین کا نام تک نہیں آتا اگر
اس کو کہہ کر روپیہ دیا جائے‘ ایک بنگلہ اور ایک موٹر کار لے لو بدلے میں اسلام چھوڑ دو، تو
چھوڑ دو گے؟ بعض لوگوں نے اسلام چھوڑ دیا ہے یہ صدارت لے کر کھا جاتے تھے‘ ہم
صدر کی ایماء پر ڈھاکہ گئے تھے‘ اُسی دن گئے اور رات گئے آئے ہم نے بین الاقوامی
تجارت کے خلاف باتیں کیں‘ تو ہم نے اس کو قائل نہیں کیا میں نے کہا کہ مرکزی
وزیر اعظم تو آپ کے ہوں گے آپ سب وزراء مقرر کرلیں‘ آپ بنگال کو بہترین فوائد
پہنچا سکتے ہیں بلکہ اس سے زیادہ پروقار ہوسکتا ہے پھر شام کو اس نے کہا کہ میں منافقت
نہیں کرسکتا کہ کل میں تبدیلی کروں گا۔

اسلام کے قوانین سے مذاق

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ
تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ
ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا (النساء:۵۷) اس آیات سے حاکیت اسلام کی طرف اشارہ ہے،
عزیزان گرامی! آج اسلام کے خلاف نئے نئے شبہات پھیلائے جارہے ہیں‘ اسلامی

قوانین بالخصوص حدود وقصاص کا مذاق اڑایا جارہا ہے‘ ایک جگہ اسلام کے قانون رجم کا
ذکر آیا اور رجم بالاحجار ہوتا ہے اور یہ کہ یہ معقول سزائیں ہیں‘ تو روشن خیالوں نے کہا کہ
مولانا ہزاروی سٹون سٹون کرتے ہیں کہ پتھر سے سنگسار کرنا ہے‘ میں نے کہا کہ کیا
پھولوں سے سنگسار کرنا ہے‘ کہا کہ اسمبلی میں کل کہنا ہے مرچ مصالحہ بھی لگاؤ اور سنگساری
کا تصور کرلو پہلے کہ ایک تو موت ہے ایک نوعیت خاص ضروری ہے دوسری بات تو ہے
نہیں تو شادی شدہ مرد یا عورت کے زنا کا شرعی ثبوت ہو تو یہ نوعیت اور پتھروں سے
کیوں؟ کہا کہ دونوں کو بُرا سمجھتے ہیں‘ میں نے کہا کہ سزائے موت اس لئے ہے کہ اسلام
دین فطرت ہے اس سزا کا فلسفہ کہ زنا کی حقیقت یہ ہے کہ زنا کار یہ نطفہ محل نکاح کی جگہ
محل سفاح میں ڈالتا ہے یعنی منکوحہ سے ہم بستری ہوجاتی تو ایک زندہ انسان پیدا
ہوجاتا‘ قوائے عادی کے مطابق اب زنا کی صورت میں وہ ختم ہوا کہ پہلے تو ضبط تولید کر
کے اسے زندہ رہنے دیتے نہیں ولادت ہو تو شرم وحیا کے وجہ سے اسے مار دیتے ہیں
تو مولود عن الزنا حقیقتاً یا حکماً مقتول ہوگیا پھر یہ عادت سرایت کرتی ہے‘ معاشرہ میں پہلے
ایک ہوا پھر دس بیس چالیس تک اس شخص نے اس عمل سے دلالۃ علی الشر کیا اور قتل کا
تسبب بنا۔

اسلام دین فطرت ہے

اہم بات یہ ہے کہ اسلام دین فطرت ہے اگر فطرت مسخ نہ ہو تو زنا پر قتال ہوتا
ہے، بیٹی ہو بہن ہو، بھانجی ہو، جس سے بھی ہو تو یہ قتل وفساد کا موجب بنا یہ تیسرالمسبب
ہوا تو لازم ہوا کہ زانی کو موت کی سزا ضروری ٹھہری، زیادہ سے زیادہ یہ کہ اس نے قتل
تین شکلوں سے کیا، تو وہ اتنا قوی نہیں تو جواب یہ ہے کہ اس نے زنا بلا ضرورت کیا کہ
شادی شدہ تھا تو جرم میں کمزور پہلو بھی ہو تو تین اور اسباب نے اسے قومی کردیا اب تو

پتھروں سے مارنے کی وجہ یہ ہے کہ معناً یا صورتاً یا سبباً قتل ہوا تیسرا جرم یہ کہ توہین خاندان ہوا، مزنیہ کا باپ دادا بھائی بہن سب حقیر ہوئے ، اس کی بہنیں متہم ہوکر نکاح سے رہ جاتی ہیں تو ذلت اور بدنامی کا ایک عام دائرہ اس خاندان کے اردگرد کھچ گیا تو موت موت کا بدلہ ہوا اور ذلت کا بدلہ یہ ہوا کہ اسے حیوان کی طرح ذلت سے قتل کیا جائے اور یہ کام پتھروں سے ہوسکتا ہے کہا کیوں؟

انگریز کا بنایا ہوا ناقص قانون

انسداد جرائم کے لئے جو کچھ کیا تو کیا انسداد ہوا کم ہوئے یا بڑھ گئے۔جیل بھرے ہیں معلوم ہوا کہ انگریز کا بنایا ہوا قانون ناقص اور بیکار ہے۔

ایک مصری عالم کی تصنیف ہے الشبہات حول الاسلام جدید شبہات پر لکھا ہے کہ خلفاء راشدین سے چارسو ہجری عباسیوں کے ایک خاص دور تک ۴ سو برس تک ایک وسیع مملکت میں جو تیونس، مراکش، سمرقند و بخارا کا شعر، چین روس، افغانستان ، عراق اور افریقہ تک پھیلی ہوئی تھی، ان چارسوسال کے اندر اسلامی قانون کے برکت سے ٦ چوریاں ہوئیں، جس پر چھ ہاتھ کاٹے گئے یعنی چارسوسال میں ڈیڑھ ہاتھ۔

فرنگی جو بھی کہے اگر ایک قتل ثابت ہوا ور ورثاء نے کلاً بلا استثناء قصاص مانگا تو قاتل کو قتل کردو وہ بھی عام مجمع میں لوگوں کے سامنے کہ سب اس سے عبرت لیں اگر قصاص معاف ہوا کلاّ یا بعضاً یا کوئی نوعیت شبہ العمد ہوتو دیت دے اور وہ بھی معمولی نہیں، سواونٹ ایک اندازے کے مطابق تین ساڑھے تین سوتولے سونا، یا اس کے برابر قیمت تو کتنا بن گیا؟

اسلامی حدود وتعزیرات کوظلم کہنے والے

سورج جرم سماوی ہے، اس میں ایندھن کتنا جلتا ہوگا اور ایک دن ختم ہوجائے گا۔

اِذَا الشَّمۡسُ کُوِّرَتۡ وَاِذَا النُّجُوۡمُ انۡکَدَرَتۡ (التکویر۱:۲) اِنَّا کُلَّ شَیۡءٍ خَلَقۡنٰهُ بِقَدَرٍ (القمر:۴۸) ہر چیز اندازہ میں ہے، اب سورج کے مقابلہ میں آسمان کی وسعتوں کا اندازہ کرلو جو آسمان کی فضاؤں میں ایک روٹی رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی اس پر فخر کرتا ہے کہ وَالسَّمَآءَ بَنَیۡنٰهَا بِاَیۡدٍ وَّ اِنَّا لَمُوۡسِعُوۡنَ (الذاریات:٤٦)

جملہ اسمیہ لام تاکید سے موکد کرکے فرمایا وَّ اِنَّا لَمُوۡسِعُوۡنَ ہماری وسعتوں کی کوئی حد نہیں (مولانا سے مخاطب ہوکر بِاَیۡدٍ کی تفسیر کسی نے ہاتھوں سے بھی کرائی ہے، یا صرف قوت مراد ہے یہ سوال میں نے مولانا سے اس لئے کہا کہ سمجھنے کے لئے دین کی بات پوچھنے میں شرم نہ کرو، اپنے علم کے اضافہ میں قُلۡ رَّبِّ زِدۡنِیۡ عِلۡمًا فرمایا) میں نے ایک بزعم خود عالم سے پوچھا کہ وَقَرۡنَ فِیۡ بُیُوۡتِکُنَّ میں قرن وقار سے ہے یا قرار سے ہے حضرت اوپر نیچے دیکھتے رہے اور خاموشی رہے سَرِّحُوۡهُنَّ کا پوچھا حضرت پھر خاموش رہے، پھر حضرت سے پوچھا کہ کلوروفام دے کر ہاتھ کاٹا جائے؟ یا بغیر نشہ دینے کے تو حضرت پھر لاجواب مگر حدود کو ظلم کہتے تھے، رٹی ہوئی کتابوں کے علاوہ کچھ نہ کہہ سکے، پھر الزام مجھ پر ایسے کہ یہ تو عمر بھر حضرت تھانویؒ کو گالیاں دیتے رہے استغفراللہ کیا آپ جانتے ہیں کہ ہم نے تو عمریں گزاری ہیں، گنگوہ اور تھانہ بھون کی آبرو کیلئے اور دعویدار یہ بنتے ہیں اور یہ بعض وہ تھے جن کا تعلق اتحاد العلماء سے تھا یہ اتحاد العلماء ہے یا اتحاد اللؤم آٹوگراف پر چراغ نے کیا لکھا ہے، میں نے کہا کہ حضرت درخواستی اسے مت کہئے خدا خفا ہوتو عقل بھی گر جاتی ہے، چراغ نے لکھا تھا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلۡتَنۡظُرۡ نَفۡسٌ مَّا قَدَّمَتۡ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ (الحشر:۱۷) ظاء کے بجائے ذال سے لکھا تھا میرے ساتھ کیمرہ ہوتا تو فوٹو لے لیتا بات آئی لیڈروں سے کہ پوچھو تو نے کل کیلئے کیا تیاری کی ہے؟ وَلۡتَنۡظُرۡ نَفۡسٌ وقفة

چھ نکات کا کون مجرم؟

خان قیوم نے ڈھاکہ جاتے ہوئے بیان دیا کہ جغرافیائی حالات کا تقاضا ہے کہ مجیب کے چھ نکات سب مان لو اب چھ نکات کا مجرم وہ ہے یا میں؟ یا مفتی صاحب؟ کوئی ایک بیان چھ نکات کے حق میں پیش کر دیا جائے مجھے قوم نے اس لئے منتخب کیا تھا کہ جب بھی صدر صاحب قومی اسمبلی کا اجلاس بلائیں تو ضرور جا کر حق کی آواز بلند کریں گے چور وفادار ہو گئے اور ہم غدار (طلبہ کو اشارہ کر کے فرمایا اتنی فوج ہماری ہوگی اور ہم کسی ایرے غیرے نتھو خیرے سے ڈریں گے)۔

فکر آخرت اور عروج

قال رسول اللهﷺ من جعل هموم همًا واحداً كفاه الله سائر همومه ومن تشعبت به الهموم واحوال الدنيا لم يبال الله في اى اوديتها هلك او كما قال عليه السلام

جس نے سارے هموم اور غموم اور مهمات کو ایک هم بنایا ہم الأخرة کفی الله اس کے سارے هموم کا ذمہ دار اللہ ہے تمہیں اس حدیث سے معلوم ہو سکے گا کہ عرب نے کیوں ساری دنیا کو زیر کیا' اس کی وجہ یہی تھی کہ کفی اللہ عن همومه وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ. وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ م بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (نور:۵۵)

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ (عنکبوت:۴۷) خدا کا وعدہ نہیں بدلتا' ہم بدل چکے ہیں' اور تمام مسلمانوں کا

مقصد آخرت ہے یا دنیا؟ روٹی زندگی کے لئے ہے اور زندگی خدا کیلئے قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَ نُسُكِيْ وَ مَحْيَايَ وَ مَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (انعام: ۱۶۲) میں نے جو کچھ کہنا تھا قرآن نے کہہ دیا یا نہیں' مجھے ایک لاکھ سے زائد انبیاء کے مقابلہ میں یہ سارے لیڈر خس و خاشاک معلوم ہوتے ہیں' انبیاء کی دکھائی راہ صحیح ہے یا ان شرابیوں زانیوں کی جب تک جان میں جان ہے ہم شرابی ڈانسر بے غیرت لوگوں کو لیڈر نہیں مانیں گے کہ عورت نچوائے اور ہمارا لیڈر بنے کفر کے مقابلہ میں ڈھیٹ کھڑا ہوا رہیں گے اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ ارشاد ہوا: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا حدیث میں ہے لا تتمنوا لقاء العدو اور اِذَا لَقِيْتُمْ جب مقابلہ شروع ہو جائے تو ایسے جم جاؤ کہ كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ کہ پیچھے ہٹنے کا نام نہ لو اور فرمایا فاذکروا الله کثیرًا میدان جنگ کا ذکر ہے کہ وہاں اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرو گے' کافر تو میدان جنگ میں غم غلط کرنے شراب پیتا ہے' خدا کو یاد نہیں کرتا مگر مومن ذکر کرتے ہیں وَ مَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اور آگے ہے وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا

اطاعت کرو جھگڑے نہ کرو وَ تَذْهَبَ رِيْحُكُمْ تمہارا رعب ہی ختم ہو جائے گا' بزدل اور کمزور ہو کر تمہاری پھونک نکل جائے گی وَ اصْبِرُوْا اور ثابت قدم رہو گے' آگے سیدھا جنت ہے' ہندو تو اللہ کیلئے نہیں لڑتا ...... آگے ہے' اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ان شرائط کا لحاظ رکھو گے تو میں تمہارے ساتھ ہوں وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّ رِئَآءَ النَّاسِ وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ (انفعال:۴۶)

اب یہ منفی احکام ہیں لوگوں کو ڈرانے کے لئے' اکھڑ خان بن کر چلتے ہیں الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (الاعراف: ۴۷) قرآن کا نہ کوئی زیر بدل سکتا ہے نہ زبر بدل سکتا ہے۔

حجاج بن یوسف کی راسخ العقیدگی

حجاج بن یوسف سب ظالموں پر بھاری ہوگا گویا اس امت کی یہ چیز بھی بھاری ہے خضر اور موسیٰ علیہما السلام کا قصہ پڑھو' پیغمبر کوئی غلط چیز دیکھ کر چپ نہیں رہ سکتا ان کی لائن اور تھی اور حضرت خضر کی شاید اور کوئی قتل نہیں کرسکتا مگر حضرت خضر نے قتل کیا تو اس کی لائن دوسری تھی' فرمایا وَ مَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِیْ پھر ایک گاؤں میں موسیٰ وخضر پہنچے تو اسْتَطْعَمَآ اَهْلَهَا اس کے باشندوں سے کھانا طلب کیا اس سے طلبہ کا مسئلہ بھی حل ہوگیا کہ روٹی مانگنا جائز ہے مگر مسافر کے لئے' ضرورت کی وجہ سے اس کا جواز نکل آیا۔

فَاَبَوْا گاؤں والے بڑے تیز تھے' مہمان نوازی سے انکار کردیا خود حضرت خضر نے ایک گرتی ہوئی دیوار کو کھڑا کردیا' حضرت موسیٰ نے کہا کہ گاؤں والے سے اس کے عوض کچھ لینا چاہئے تھا، حضرت خضر نے کہا قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَ بَيْنِكَ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَالَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا

مفسرین کہتے ہیں کہ یہ گاؤں انطاکیہ تھا تو قرآن میں انطاکیہ والوں کی بدنامی تا قیامت جاری رہے گا انہوں نے اتفاق کیا کہ اس بدنامی کو ہٹا دیا جائے تو جمع ہوکر حجاج بن یوسف سے درخواست کی ہر جرمانہ یا تاوان ادا کردیں گے مگر قرآن کریم کے لفظ ابوا کا ایک نقطہ لگا کر بدل دیا جائے' اس طرح فابوا کے بجائے فاتوا کردیں تو مطلب یہ ہوگا انہوں نے میزبانی کی نقطہ ایک اور کروڑوں روپے کی پیشکش تو ان کا مقصد حاصل ہوجائے گا حجاج نے کہا میں قرآن کے ایک نقطہ بدلنے کیلئے تیار نہیں۔

آج قرآن کے ساتھ مذاق کیا جاتا ہے' یہ بڑے خنزیر ہیں جو شریعت اور شعائر دین' حدود اللہ سے مذاق کرتے ہیں، تو حجاج عقیدہ سے برا نہیں تھا ظلم کا عمل برا تھا یہ تو قرآن بدلتے ہیں' معانی بدلتے ہیں' تحریف کرتے ہیں' یہ سو درجے حجاج سے

بڑے ہیں' اللہ حضرت کو صحت دے اللہ تعالیٰ دارالعلوم حقانیہ کو ترقی دے اللہ اس کے اعوان وانصار میں اضافہ واور عالم اسباب میں ایسے افراد لائے کہ اس کے منصوبے تکمیل تک پہنچا دیں یہ باتیں سنی بھی توان مدارس کی برکت ہے' اس صوبہ سرحد میں اللہ تعالیٰ اسلام کی حکومت قائم کرے جو اسے نافذ و جاری رکھے اللہ تعالیٰ دارالعلوم کا یہ مجمع قائم دائم رکھے۔

خطبات

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف بنوریؒ

مختصر تعارف

حضرت بنوری علم و فضل کرامت و شہامت نجابت و عزیمت عبقری شخصیت علامہ انور شاہ کشمیری کے چہیتے تلمیذ جامعۃ العلوم بنوری ٹاؤن کے بانی قادیانیت کے خلاف جدوجہد کرنے والی مجلس عمل اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے سربراہ کسی تعارف و تعریف سے بے نیاز بقیۃ السلف بزرگ۔ (س)

انبیاء کرام کی وراثت کی حفاظت کی ضرورت

ملک کے گوشہ گوشہ سے اکابر علم و فضل جامعہ دارالعلوم حقانیہ تشریف لاتے ہیں اور طلباء جامعہ ان کی زیارت اور اس سے کچھ سننے کے متمنی ہوتے ہیں آج سے چالیس سال قبل علم اور فضل فقہ اور معارف کا گنجینہ جامعہ حقانیہ کو تشریف لا کر طلبہ کے مجمع سے خطاب فرمایا اور ذیل میں مولانا محمد یوسف بنوری صاحبؒ کی ارشاد فرمودہ آخری یادگار تقریر دی جارہی ہے جسے مولانا عبدالحلیم کلاچوی صاحبؒ (استاذ حقانیہ) نے ٹیپ ریکارڈ کی مدد سے قلمبند کیا یہ تقریر مئی ۱۹۷۶ء میں دارالحدیث کے وسیع ہال میں کی گئی تھی ......(س)

نحمده و نستعينه و نستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه و نعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيّات أعمالنا من يهده الله فلا مضل لهٗ ومن يضللهٗ فلا هادى له واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له وأشهد ان سيدنا ومولٰنا محمداً عبده و رسوله أرسله بالحق بين يد ى الساعة بشيراً و نذيرا صلى الله عليه وعلى آله وأصحابه وأتباعه وعلماء أمته وصالح عباده و بارك وسلم تسليماً كثيراً كثيرا أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ

تمام اعمال کی بنیاد اخلاص ہے

محترم بھائیو اور معزز سامعین! میں پشتو بھول گیا ہوں پشتو نہیں آتی اگر چہ اپنی زبان ہے مگر تھوڑی استعمال ہوتی ہے ویسے بھی مقرر اور خطیب نہیں ہوں لیکن جو کچھ آتی تھی وہ بھی بھول گیا ہوں بہر حال تقریر کرنے کیلئے نہیں بیٹھا میں اس پر مامور ہو گیا ہوں اس لئے ایک نکتہ بیان کرتا ہوں جتنے بھی دین کے کام ہیں یا دین کے نام پر ہو رہے ہیں اگر ان میں اخلاص اور خدا تعالیٰ کی رضاء نہ ہو تو وہ خدا تعالیٰ قبول نہیں کرتا تم جتنی بھی ترقی کر لو جتنے بھی بڑے عالم بن جاؤ، جتنے بھی بڑے فاضل بن جاؤ، علامہ زمان اور علامہ دہر بن جاؤ، نہایت فصیح و بلیغ خطیب بن جاؤ، اعلیٰ مقرر بن جاؤ، مصنف بن جاؤ، مفتی بن جاؤ، اگر اس میں اخلاص اور خدا تعالیٰ کی رضاء نہ ہو اور مقصود اس میں خدا تعالیٰ کی رضاء نہ ہو تو یہ سب کچھ بیکار ہے حق تعالیٰ کے نزدیک وہ چیز کھوٹی ہے جس میں اخلاص نہ ہو مسند احمد، ابن ماجہ، ابوداؤد کی حدیث ہے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ "وہ علم جس سے حق تعالیٰ کی رضاء حاصل ہو سکتی ہے اگر انسان اس سے دنیا کی کوئی متاع حاصل کرے تو جنت کی ہوا اس پر نہ لگے گی" اتنی سخت وعید آئی ہے۔

انبیاءؑ کی وراثت

یہ انبیاء علیہ السلام کے علوم ہیں یہ مدارس جن میں آپ اور ہم بیٹھے ہیں ان کا دعویٰ ہے اور یہ ارادہ ہے کہ ہم نبوت کے علوم جاری کرتے ہیں ان کی وراثت کی حفاظت کرتے ہیں اور ان کے وارث ہم بنتے ہیں اور ہم طلباء اس ارادہ سے آتے ہیں یاد رکھو! علوم نبوت کا پہلا قدم، بسم اللہ یہ ہے کہ صرف اللہ کی رضاء ہو اگر آپ کا ارادہ یہ

ہے کہ میں اچھا عالم بن جاؤں، اچھا مصنف، شیخ الحدیث ہو جاؤ، مفتی اور استاد بن جاؤ، اونچی تنخواہ مل جائے تو یہ تمام چیزیں آپ کو پیچھے ڈالنے والی ہیں اور اس میں برکت پیدا نہ ہوگی پھر تو یہ وراثت انبیاء نہ ہوئی بلکہ وراثت دنیا ہوئی آپ سے اور ہم سے تو پھر وہ لوگ مبارک ہیں جو مزدوری کرتے ہیں، تجارت کرتے ہیں، دکانداری کرتے ہیں، زراعت کرتے ہیں، دنیا کے جو کام ہیں کرتے ہیں، اور دنیا کماتے ہیں خدا کے نزدیک وہ بہت اچھا ہے جو کسب حلال کرتا ہے نفقہ کے لئے مال کماتا ہے ان طریقوں سے جو اللہ نے کسب مال کے لئے پیدا کئے ہیں جائز قرار دیئے ہیں ان طریقوں کو یہ اختیار کرتا ہے یہ شخص نہایت سعید مبارک ہے بہ نسبت اس آدمی کے جو دین کی چیز کو دنیا کا ذریعہ بناتا ہے۔

شقی و بدبخت انسان

ایک بچے کے ہاتھ میں قیمتی یاقوت، جوہر، زمرد ہے اور اسے پتھر سمجھ کر دوکاندار سے دو پیسوں کی چیز گڑ چنے لے آئے تو آپ کہیں گے کہ اس نے کتنا ظلم کیا ہے، کیا تکلیف دہ واقعہ ہے کہ گویا لاکھوں کی چیز چند پیسوں پر دیدی قسم ہے اللہ کی ذات کی کہ وہ شخص جو بخاری کی حدیث پڑھاتا ہے، اور قرآن پڑھاتا ہے اور دین کا عالم بنتا ہے اور وہ پھر دنیا کا ارادہ کرتا ہے اس سے نچلے درجہ کا شقی اور بدبخت نہیں ہے یہ اس بچے سے ہزار درجہ زیادہ احمق ہے۔

تصحیح نیت ضروری ہے

اس وجہ سے آپ اپنی نیت صحیح کر دو مقصد آپ کے علم کا اللہ کی رضاء ہے اور

اخلاص ہے وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ حُنَفَآءَ آپ بالکل ایک طرف حنیف بنیں۔

حنیف کا معنی

حنیف کا معنی ہمارے حضرت الاستاذ مولانا انورشاہ صاحبؒ فرماتے تھے کہ شیخ فریدالدین عطارؒ جو مولانا روم سے پہلے بہت بڑا بزرگ ولی اللہ گذرا ہے مولانا جامیؒ اس کے حق میں کہتا ہے......

ہفت شہر عشق را عطار گشت
ماہنوز اندر خم یک کوچہ ایم
عطار روح و سرائی دو چشم
ماپس سرائی و عطار آمدہ ایم

بہرحال شیخ فریدالدین عطارؒ کی ایک کتاب ہے ''منطق الطیر'' عجیب کتاب ہے اس میں ایک شعر ہے فارسی میں، ہمارے استاد مولانا انورشاہ صاحبؒ فرماتے تھے کہ حقیقت میں اس شعر میں ترجمہ حنیف کا ادا ہوا ہے وہ کہتا ہے......

از یکے گو و از دوئی یکسوئے باش
یک دل و یک قبلہ ویک روئے باش
از یکے گو و از دوئی یکسوئے باش
یک دل ویک قبلہ ویک روئے باش

(دوبار شعر حضرت نے پڑھا ہے اس لئے دوبار لکھا گیا ہے)

ظاہر و باطن اللہ کے لئے بنا دو حق تعالیٰ کے تمام انبیاء تمام صالحین عباد تمام مامور ہیں اس پر کہ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ اور اگر اخلاص نہ ہو اور حنیف نہ ہو تو خَسِرَ الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃَ

رضاء الٰہی

اللہ کی رضاء جنت سے بھی اعلیٰ چیز ہے تمام نعم جنت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے ہم اگر یہ کوشش کریں کہ سند جلدی مل جائے اور ہم مولانا بن جائیں فاضل اکوڑہ خٹک بن جائیں، فاضل حقانیہ بن جائیں، بڑی جگہ میں لگ جائیں، سکول میں، کالج میں، مدرسہ میں مدرس مفتی ہو جائیں، اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔

دین کا دفاع

آپ کا مقصد یہ ہے کہ آپ مجاہد بن جائیں، سپاہی بن جائیں، دین کی خدمت کیلئے اور دین کے مورچہ کا دفاع کریں وراثتِ انبیاء کے آپ محافظ ہیں، سپاہی ہیں آپ کے پاس مال و دولتِ دین کی جو آئی ہے اسکی پہرہ داری کرو اگر آپ بھوک سے مر بھی جائیں تب بھی آپ کا فرض ہے کہ اسکی حفاظت کریں۔

نصیحت خاص

اس وجہ سے آپ کو اور ہم کو تمام اساتذہ کو بزرگوں بھائیوں کو یہ نصیحت خاص ہے کہ نیت صحیح کرو مقصد صرف دین بنا دو اللہ کی رضاء بنا دو پھر آپ کہیں گے کہ فزت و رب الکعبہ خدا کی قسم میں کامیاب ہو گیا ہوں اللہ کی رضامندی کا مقصد حاصل ہو گیا تو آپ کامیاب ہو گئے اسکے بعد اگر اللہ چاہیں گے تو آپ مدرس، عالم، مولانا محدث بن جاؤ گے ورنہ کامیاب تو آپ ہو گئے ہر حال میں اس لئے چاہئے کہ ہم نیت صحیح کر دیں مقصد مدارس کا یہ تھا کہ ہم وارث انبیاء بن جائیں ان الأنبیاء لم یورثوا دیناراً ولادرھماً وانما ورثوا العلم (سنن ابن ماجہ : ح ۲۲۳) انبیاء کی جو وراثت ہے وہ علم ہے اس کے محافظ بن جائیں اگر یہ مقام حاصل ہو جائے تو بہت اونچا مقام ہے فرشتے آپکے قدموں کے نیچے پر بچھائیں گے، ادب واحترام کی وجہ سے، کتنا اونچا مقام ہے......

نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز
قیمت خود ہر دو عالم گفتہ

دنائت وخساست

کتنی دنائت ،خساست ،شقادت اور کتنی محرومی ہے کہ اتنی اونچی جگہ ملنے کے باوجود ہم سودوسو کی نوکری کو ترجیح دیں اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔

اس وجہ سے أوصیکم بتقوی اللّٰہ مقصد یہ ادارہ مدارس عمارات انتظام نہیں ہے بلکہ مقصد اللہ کی رضاء ہے ، ہم ضعفاء ہیں ہم کمزور ہیں ہمارے اکابرؒ نے جو مشقت اور جو تکالیف اٹھائی ہیں ان کے برادشت کی ہم میں طاقت نہیں اس لئے اللہ ہماری کوتاہیوں کو معاف فرما دے آمین ہم آج عہد کرتے ہیں کہ دین کی خدمت کیلئے تیار رہیں گے اللہ تعالیٰ دین کی خدمت کرنے والوں کے درجات بلند فرماوے آمین ۔

دعاء صحت

اللہ تعالیٰ مولانا عبدالحق صاحب کو شفاء کاملہ عطاء فرماوے ، دین کی مزید خدمت کی توفیق نصیب کرے اللّٰھم اھدنا وسددنا اللّٰھم علمنا ما ینفعنا و زدنا علما وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

(ضبط ''مولانا عبدالحلیم کلاچوی مدرس حقانیہ)

(الحق ج ۱۳،ش ۲، ذی الحجہ ۱۳۹۷ھ نومبر ۱۹۷۷ء)

علم دین کے حصول کا مقصد

یہ تقریر حضرت العلامہ مولانا محمد یوسف بنوری صاحب مہتمم مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیو ٹاؤن صدر وفاق مدارس العربیہ پاکستان ۲۶ رذیقعد ۱۳۶۵ھ بمطابق ۶/ مارچ ۱۹۶۷ء بوقت گیارہ بجے دوپہر دارالعلوم حقانیہ کے دارالحدیث میں مدرسین حضرات و طلباء دارالعلوم کو ارشاد فرمائی، اس تقریر کی اہمیت کے پیش نظر تمام مدارس عربیہ کے طلباء مدرسین علماء کرام کے افادۂ عام کے خیال سے شامل خطبات کیا جارہا ہے......(س)

الحمد للہ وکفی وصلوٰۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ

علم دین کا رتبہ

میرے محترم بھائیو! اس وقت آپ جس مقام پر فائز ہیں یہ کوئی معمولی مقام نہیں ہے در حقیقت آپ کا مقام حصول علم کا وہ بلند مقام ہے جو تمام مقاموں سے بلند وارفع ہے۔

علم دین کی تاریخ

اس وقت اگر آپ تاریخ پر نظر دوڑا کر تمدن جدید اور علوم جدیدہ کی ابتداء

معلوم کرنا چاہتے ہیں تو اس کی عمر زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ صدی سے آگے نہیں مغربی علوم کے علاوہ اشترا کی فلسفہ کا عمر بھی اس سے کم ہے لیکن آپ جس علم کے حصول میں غریب الدیاری کی زندگی گذار رہے ہیں اس کا چشمہ اس قدر پرانا ہے کہ اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے اس لئے کہ علم جس ذات کا صفت ہے وہ اپنے ذات کے اعتبار سے قدیم ہے قدیم العلم خلاق البرایا تاہم جس وقت سے تاریخ انسانی کا آغاز ہوا ہے اس وقت سے اس مقدس فریضۂ علم کی جان پہچان نوع انسان کو حاصل ہوا ہے۔

چنانچہ قرآن مجید نے علم دین کی تاریخ کی معرفت ان الفاظ سے ارشاد فرمایا ہے وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام اشیاء کا علم مرحمت فرمایا گویا اس آیات شریف میں علم دین کی ابتداء بتا کر معلوم ہوا۔

علم دین کی فضیلت

اس طرح اس مختصر آیات میں دو باتیں مدنظر رکھنی چاہیے اوّل یہ کہ علم دین کا معلم اوّل حق تعالیٰ جل مجدہٗ بذات خود ہے دوم یہ کہ علم دین کا دارومدار وحی ربانی پر ہے ان دونوں وجوہ سے علم دین کی فضیلت تمام دنیوی علوم سے بڑھ کر ہیں اور اس فضیلت کے اعتبار سے ہر شخص پر علم دین کا حصول لازم ہوا ہے۔

علم دین کے حصول میں نیت کی صفائی

عزیزان محترم! آپ نے جس علم کے حصول کے لئے جس قدر دور دراز سفر اختیار کیا ہوا ہے اور ان مصائب و تکالیف کو برداشت کر کے پہلی چیز جو مطلوب ہے نیت کی صفائی ہے اس لئے کہ علم دین کے حاملین انبیاء کرام علیہم السلام ہیں اور ان کا شیوہ قرآن مجید کے الفاظ میں اس طرح بیان کیا گیا ہے اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ . وَمَآ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ یعنی ہر نبی کا فرمان یہ ہے کہ میری مشن تبلیغ وحی کا اجر اللہ تعالیٰ جل

شانہٗ پر ہے اور مخلوق سے کسی قسم کا بدلہ نہیں لیتا لہذا آپ سب حضرات علم دین کے حصول کے وقت اس بات کو دل سے نکالیے کہ علم دین کو حاصل کر کے خطیب، مقرر، لیڈر بن کر خواہشات نفس کو پورا کریں گے۔

علم دین کے حصول کا مقصد

اب یہاں پر میں ان چار نکات کو بیان کر کے علم دین کے حصول کا مقصد بتا تا ہوں تا کہ ہر طالب علم کو حصول علم کا مقصد معلوم ہو جائے وہ چار نکات یہ ہے۔

(۱) اخلاص (۲) عمل صالح (۳) استعداد (۴) صبر

(۱) اخلاص

حصول علم کے وقت سب سے پہلی چیز اخلاص ہے اخلاص کا مفہوم اس قدر عام ہے کہ ادنیٰ ادنیٰ چیز کو شامل ہو کر ہر جگہ اس کا ظہور بہر حال ہونا چاہیے طالب علمی کے زمانہ امتحانات میں اعلیٰ نمبر لے کر سند فراغت میں اخلاص کو ٹٹولا جا سکتا ہے اگر ایک طالب علم امتحان اس نیت سے دیتا ہے کہ میں امتحان میں زیادہ نمبرات حاصل کر کے دیگر ساتھیوں پر بڑائی، کبر ونخوت ظاہر کروں گا تو اس جگہ اخلاص کا فقدان آ کر رہے گا اس طرح فراغت کے بعد دستار فضیلت باندھ کر لوگوں میں اپنی امتیازی شان اور کروفر سے پیش آئے گا تو یہ بھی ذلت ورسوائی کا باعث بن کر حصول علم کے مقصد کے خلاف ہوگا۔

(۲) عمل صالح

دوسرا مقصد حصول علم کا عمل صالح ہے چنانچہ ہر طالب علم کو عمل صالح کا خیال رکھنا چاہئے اس کو سمجھنے کے لئے یوں سمجھئے کہ اخلاص و ایمان ایک چابی ہے اور عمل صالح اس چابی کی دانت ہے پس جو چابی دانت سے خالی ہو وہ ہرگز کسی تالے کو کھول نہیں سکتا

لہذا آپ جس علم کو جس اخلاص کے ساتھ حاصل کرنا پسند کرتے ہیں تو اس علم کو جگہ جگہ تک پہچانا بھی آپ کے فرائض میں داخل ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے تعریف و تحسین فرمائی ہے جو علم کو حاصل کر کے دوسروں کو پہنچانے کے بندوبست میں لگا رہتا ہے ارشاد فرمایا گیا **نضر اللّٰہ امرأ سمع منا حدیثاً فحفظه حتی یبلغه** (سنن ابی داؤد:ح ۳٦٦۰) "اللہ تعالیٰ خوش رکھتا ہے اس شخص کو جو میری قول کو سنتا ہے اور اس کے بعد اس کو یاد کر کے دوسرے شخص کو اس طرح پہنچانے کا انتظام کرتا ہے جس طرح اس نے سنا ہے"
یہاں پر عمل صالح کا مقصد علم حاصل کرنے کے بعد علم دین کی تبلیغ ہے اور یہ بات ہر طالب علم کو مدنظر رہنا چاہیے۔

(۳) استعداد

تیسری نمبر پر حصول علم میں استعداد ہے استعداد ایک ایسا ملکہ ہے جس کو حاصل کرنے کے بعد ہر طالب علم کو موقع ومحل کے مطابق دین حق کا ترجمانی کرنی ہوگی تا کہ اس کے ذریعہ ہر شخص کو معتدبہ فائدہ دیا جا سکے استعداد میں فصاحت کلام، طرز ادا، اسلوب تفہیم، اظہار مافی الضمیر کیلئے نہایت ضروری ہے زبان کے سلالت کے علاوہ تحریر میں جاذبیت نفاست کے ذریعہ دین حق کی ترجمانی کی جائے۔

استعداد یہ بھی ہے کہ جن علوم کو جس زبان کے ذریعہ پڑھا گیا ہے اس زبان کے بولنے پر قادر ہوتا کہ علم دین کے رموز واسرار کو مخالفین کے ذہن میں بٹھایا جا سکے۔

اس وقت استعداد کی اشد ضرورت اس لحاظ سے کہ چاروں طرف دین حق کے خلاف ایک عظیم سیلاب موج مارتا ہوا چلا آرہا ہے اور ایک ایسے کشتی میں ہم بیٹھے ہوئے ہیں کہ اس کا پار لگانا نہایت مشکل ہے یہ کشتی شب دیجور میں موج تلاطم کے اندر باد مخالف میں چکرائی نظر ہے کہ اس کا ملاح سویا ہوا ہے اور یہ بغیر لنگر چل رہا ہے اندریں

صورت یہ کشتی غرق ہونے سے کیسے بچ نکلے گی اس بناء پر ضرورت ہے کہ استعداد میں مہارت کاملہ پیدا کر کے تقریر وتحریر میں سمجھانے کا سلیقہ ہر طالبعلم کو حاصل ہو، نیز ماضی میں فلسفہ یونانی کے دوران جس طرح علم کلام وضع ہوا تھا اسی طرح استعداد کے تحت جدید علم کلام سے طلباء مدارس عربیہ آراستہ ہو کر مغربی اور اشترا کی فلسفہ کا مقابلہ کرنا چاہیے۔

(۴) صبر

ہر طالبعلم مبتدی ومنتہی سب کو ان تمام مراحل سے گزرتے ہوئے صبر و رضا کے ساتھ ہر اذیت وتکلیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنا چاہیے (مولانا محترم نے صبر اختیار کرنے کے لئے طائف کا وہ دل دہلانے والے واقعہ کا ذکر فرمایا جو سرکار مدینہ ﷺ کے ساتھ طائف میں پیش آیا تھا)۔

(آپ نے فرمایا کہ) مکہ معظّمہ سے جس وقت آنحضرت ﷺ امن و امان حاصل کرنے کے لئے طائف تشریف لے گئے تو ان بے حس کفار ومشرکین نے وہاں پر دو رویہ کھڑے ہو کر آنحضور ﷺ پر سنگباری کا باڑ چلایا اور اس حالت میں حضور ﷺ لہولہان ہو کر شدت تکلیف سے بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے اس حالت کو دیکھ رب العزت نے حضرت جبرائیلؑ کے ساتھ عذاب کے دو فرشتے حضور ﷺ کی امداد کے لئے بھیجے اور حضرت جبرائیلؑ نے آنحضرت ﷺ کو درخواست کر کے بتایا کہ اگر آپ حکم دے تو یہ دونوں فرشتے طائف کے پہاڑوں کو ملا کر سب کفار ومشرکین کو کچل کر رکھ دیں گے اور آئندہ ان کا نام ونشان نہیں رہے گا یہ ایک ایسا موقع تھا کہ اگر حضور ﷺ کی جگہ اور کوئی ہوتا تو فرشتوں کی درخواست کو منظور کر کے ان کو عذاب کی چکی میں پیس دیتے لیکن حضور ﷺ نے اس موقع پر صبر واستقامت سے کام لے کر اس طرح ارشاد فرمایا کہ رہتی

دنیا تک ہمارے لئے مشغل راہ بنے گا۔

آپ نے فرمایا کہ اے اللہ! میری قوم کو ہدایت فرما یہ نہیں سمجھتے اگر یہ لوگ نور ایمان سے منور نہ ہوں گے تو آئندہ ان کی اولاد ایمان لے آئیں گے یہ ہے حضور ﷺ کا وہ مقام جنھوں نے اس مقام کا اظہار ان الفاظ سے کیا ہے ما اُوذی نبی قبلی مثل ما اوذیت مجھ سے پہلے کوئی نبی اذیت رسانی سے اس طرح دو چار نہیں ہوا ہے جس طرح مجھ اذیت پہنچائی گئی ہے۔

تکالیف پر صبر واستقامت

اس تاریخی واقعہ میں ہم کو مصائب پر صبر و استقامت کا سبق ملتا ہے اور تمام مقاصد کے حصول میں صبر کامیابی کا زینہ ہے (آپ نے طلباء کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا) کہ یہ چار بنیادی نکات حصول علم کا مقصد ہے جن کو سورۃ العصر میں بیان کیا گیا ہے ارشاد ہوتا ہے وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ”قسم ہے زمانے کی بے شک انسان گھاٹے میں ہے مگر وہ جو ایمان لے آئے ہیں اور نیکو کار ہیں اور وہ جو حق پر قائم رہ کر حق کی تلقین کرتے رہے اور وہ جو حق کے رستہ میں تکالیف برداشت کرنے پر صبر کر کے صبر کی تلقین کرتے رہے“ اس سورت میں ایمان سے مراد اخلاص ہے اور ایمان واخلاص آپس میں ہم معنی ہے۔

(تقریر کے اختتام پر حضرت مولانا نے ملک کے تمام طلباء کو مبارک باد پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ) علم کی روشنی جس مبارک سرزمین سے دنیائے عالم میں پھیلی تھی آج وہاں پر علم کی روشنی بجھ رہی ہے اور آپ کے ملک میں یہ مدارس عربیہ تمام شہروں میں جگہ جگہ چراغ محفل بن کر جل رہے ہیں جن پر آپ جیسے حضرات پتنگوں کا ہجوم دیوانہ وار جمع نظر آتے ہیں مدینہ منورہ میں اس وقت علم کا ایک مرکز بنا ہے لیکن جہاں تک میری معلومات کا

تعلق ہے تو اس یونیورسٹی میں طلباء کو قیام وطعام کی جو آسائشیں فراہم ہیں وہ یہاں کے ایک وزیر کو میسر نہیں لیکن علمی لحاظ سے وہاں کے نجدی مسلک کے دو چار مسائل ہیں جس پر طلباء کا قیمتی وقت ضائع کیا جاتا ہے استوا علی العرش اور دیگر متشابہات کو اپنی اصلی معانی میں پیش کر کے اپنے مسلک کو آگے لانا فریضہ سمجھتے ہیں اور ان کے قلب ودماغ کو تعصب اور تنگ نظری نے گھیر رکھا ہے اس بناء پر وہاں کوئی ٹھوس علمی استعداد پیدا نہیں ہوسکتا اور آپ کا یہ ملک بساغنیمت ہے جہاں معیاری طور پر ٹھوس علمی قابلیت کیلئے ہر جگہ مدارس قائم ہے اس بناء پر آپ اگر علم دین کا وہ مقصد جس کو ہم نے مختصراً چار بنیادی نکات سے پیش کیا ہے اس کو پیش نظر رکھ کر اپنی تعلیمی دور کو ان کے مطابق استوار کر دے تو انشاء اللہ اس اندھیرے میں آپ ہدایت کا چراغ جلا کر تمام ملک کو روشن کر دیں گے اور مستقبل میں آپ اس ملک کی قیادت سنبھال سکیں گے۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العٰلمین

ضبط وترتیب: مولانا سعدالدین مردانی

حصول علم کے مقاصد اور شرائط اربعہ

حضرت علامہ محمد یوسف بنوری نے دارالعلوم حقانیہ میں طلباء سے مختصر خطاب کیا جسے احقر نے مرتب کیا اور اب شامل کتاب کیا جا رہا ہے...... (س)

الحمد للہ و کفی والصلوٰۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِمَنْ کَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَی السَّمْعَ وَهُوَ شَهِیْدٌ

انبیاء کرام کے وارثوں کی محنتوں کا محور تبلیغ اور اصلاح قوم

میرے محترم بھائیو! تدریس، تبلیغ، تقریر، تحریر اور تصنیف اس کی ضرورت بہت ہی ہے بروقت اس کو ادا کر سکیں انبیاء روٹیوں اور تنخواہوں کے لئے در بدر ٹھوکریں نہیں کھاتے تھے تبلیغ، اصلاح کیلئے پھرتے رہے حضرت نوح علیہ السلام فرماتے ہیں قَالَ رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّنَهَارًا اب اگر علماء کے یہ مقاصد نہ ہو ہماری یہ سب مساعی، عمارات، کتب خانے، درسگاہیں سب بیکار ہوں گے خَسِرَ الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةَ ذٰلِکَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ صبر و استقلال ہو، مصائب سہنے کا حوصلہ ہو کہ تمہارے قدم دعوت حق، ابلاغ حق میں سست نہ پڑ جائیں۔

خطرناک سیلاب میں مقاصد کا تعین

دنیا پر عظیم الشان خطرناک سیلاب آ رہا ہے جو بہت قریب ہے اور وہ مختلف شکلوں میں خود آ رہا تھا مگر تدابیر اور منصوبہ بندیوں کے ذریعے اسے جلد لایا جا رہا ہے تاکہ راستے سے عقبات ہٹا کر جلد راستہ دیدیا جائے اور اس کے لئے کروڑوں روپے لندن اور امریکہ سے یہاں لگ رہے ہیں اسلام پر تاریخ میں اتنا شدید دور آزمائش نہیں آیا اگر ایسے وقت میں غفلت کی روش اختیار کی گئی تو وہ غالب والی بات ہوگی......

ہوا مخالف بشب دار موج طوفان خیز شکستہ لنگر کشتی نا خدا خوفت است

ہوا مخالف موجیں طوفان خیز خطرہ کشتی کے غرق ہونے کا ستارہ بھی نظر نہیں آ رہا یہ ہوشیار کشتی بان لنگر ڈال دیتا ہے کہ کم از کم غرق ہونے سے بچ جائے۔

پھر نا خدا بھی سویا ہوا ہو یا اللہ! ایسی حالت میں بچنے کی کیا امید ہے ہم جا رہے ہیں مکہ اور رخ ہوا لندن اور جاپان کیطرف اگر یہ مقاصد اس ترتیب سے رہیں تو ان درسگاہوں کی مثال ایسی کشتی جیسی ہے کہ ہم نے ایسے حالات میں انہیں سیلاب کے تھپیڑوں کے سپرد کیا اس سے زیادہ واضح مثال پیش نہیں کر سکتے اگر ہم نے اس پر عمل کیا تدابیر اختیار کی تو مسافر کو منزل تک پہنچانے کی صلاحیت پیدا ہو سکے گی ورنہ ان کا مقصد سوائے بازاری تجارت کے کچھ نہ ہوا اور یہ سب مساعی رائیگاں چلی گئی۔

دینی مدارس دین کی بقاء کا ذریعہ

دنیا میں صرف یہ مدارس باقی ہیں کہ دین کی بقاء کا ذریعہ ہیں جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ ہی لیں یہاں پانچ سو ریال کا تو طالب علم کا بستر ہے موٹر ہیں ائیر کنڈیشنر مکانات ہیں اندر علم کچھ نہیں مخلص طلباء نے یہاں آ کر کہا مصر و شام وغیرہ سے بھی اس کے تعلیم کا درجہ نہایت کمزور ہے نجدی تنگ دل اسپر مسلط ہیں دونوں اس کے بڑے

اتفاق سے نابینا ہیں من کان أعمی فی الدنیا فهو فی الآخرة أعمی۔

دونوں اس کے مصداق ہیں استواء، نزول، وسعود، خیز، ضحک وغیرہ شطحی الفاظ معانی متعارف پر محمول کرنے میں لگے ہیں ولو شاء اللّٰه استقر الخ بحمد للہ یہاں علماء ربانیّین ہیں اخلاص کے کارخانے اچھے بنے ہیں بس اسمیں اچھے افراد کار تیار کیجئے اور آپ (۱) تصحیح نیت (اخلاص) (۲) عمل صالح (تقوی) (۳) علمی استعداد (۴) صبر و استقلال کو اپنائیں اور اسی پر استقامت سے عمل پیرا رہیں اس کیلئے سورۃ عصر میں اشارہ کیا گیا وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ دنیا کے اقوام عظیم الشان تباہی میں ہیں ایمان کی تعبیر اخلاص سے میں نے کی جو تقریباً ایک ہی ہے وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ عمل صالح وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ علمی ابلاغ، اشاعت، تصنیف اور تالیف وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ صبر و استقلال جس قوم میں، عالم میں، طالب علم میں، مہتمم میں اور مدرس میں یہ چیزیں نہ ہوں تو وہ تباہی میں ہوگا اگر ہم نے زندگی میں یہی دستور العمل تجویز کیا تو امید ہے کامیابی کا ابر رحمت اس دنیا میں پہلے سے زیادہ پھیلے گا سخت اندھیرے میں تھوڑی سی روشنی اچھی لگتی ہے الحاد و تحریف، فسق اور کفر کی ظلمت اتنی عام ہے کہ معمولی عمل پر نصرت ہی نازل ہوگی جسکی نظیر پہلے نہ تھی اس تھوڑی سی روشنی کیوجہ سے تقرب الی اللہ حاصل ہوگا عن انسؓ عن النبی ﷺ یرویه عن ربه قال اذا تقرب العبد الی شبراً تقربت الیه ذراعاً واذا تقرب منی ذراعاً تقربت منه باعاً واذا أتانی مشیاً أتیته هرولةً (صحیح بخاری:ح۷۵۳۶) "حضرت انسؓ روایت ہے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اپنے رب سے روایت کیا کہ اللہ پاک فرماتا ہے کہ جب بندہ مجھ سے ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس سے قریب ہوتا ہوں اور جب بندہ مجھ سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے تو میں اس سے دو ہاتھ قریب ہوتا ہوں اور جب وہ میرے پاس پیدل چل کر آتا ہے تو میں دوڑ کر آجاتا ہوں" بالکل آج وہی دور ہے اور وہ شخص اسکا مصداق ہے یہ میرا پیغام ہے اسلئے حاضر ہوا ہوں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للّٰه رب العالمین

خطبات

حضرت مولانا احتشام الحق تھانویؒ

مختصر تعارف

پاکستان کے مشہور سیاسی و مذہبی راہنما، بیمثال خطیب، دارالعلوم الاسلامیہ ٹنڈو الله یار کے بانی، جیکب لائنز کراچی کے خطیب۔ وفات ۱۱/اپریل ۱۹۸۰ء

علماء حق کا شیوہ

یہ تقریر دارالعلوم حقانیہ کے جلسہ دستار بندی کی تیسری نشست میں ۱۸/۷ اکتوبر ۱۹۶۷ء کی درمیانی شب کو حضرت مولانا احتشام الحق تھانویؒ نے ارشاد فرمائی اور اپنے مخصوص انداز میں موجودہ حالات کے تقاضوں کی روشنی میں علماء حق کے مقام اور ذمہ داریوں پر تنبیہ فرمائی جسے احقر سمیع الحق نے ضبط اور مرتب کیا (س)

الحمد للّٰہ وکفی والصلوٰۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ أما بعد فأعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى الَّذِىْ خَلَقَ فَسَوّٰى وَالَّذِىْ قَدَّرَ فَهَدٰى وَالَّذِىٓ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰى سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓى اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفٰى وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى

آغاز سخن

جناب صدر! حضرات علماء کرام اور معزز حاضرین جلسہ! آج پاکستان کی مشہور ومعروف دینی درسگاہ دارالعلوم حقانیہ اور اس کے سالانہ جلسہ میں ہم اور آپ سب جمع ہیں اور یہ ہمارا اجتماع بہت بڑا مبارک اجتماع ہے، جس میں مختلف اطراف اور سمتوں سے فارغ التحصیل علماء بھی جمع ہیں اور اپنے اکابر اور بزرگ بھی نظر آتے ہیں۔

جلسہ میں مولانا عزیر گل اور دیگر اکابر کا اجتماع

پاکستان میں ایسی دینی درسگاہیں دوچار ہی ہیں کہ جن میں اپنے وہ اکابر اور بزرگ بھی نظر آتے ہیں جنہوں نے دارالعلوم دیوبند کے اندر اپنا وقت اور اپنی خدمات دیں، آج وہ بڑی کامیابی کیساتھ ان دینی درسگاہوں کو چلا رہے ہیں اور بالخصوص میں تو جب بھی اس علاقہ میں آتا ہوں تو میرے دل میں پہلے سے یہ خیال ہوتا ہے کہ میں ایسے خطے میں جارہا ہوں جہاں اپنے اکابر سے تعلق رکھنے والی شخصیتیں اور بزرگ کافی تعداد میں نظر آئیں گے اور ان کی زیارت ہوگی، چنانچہ ابھی ابھی ایک کافی عرصہ کے بعد حضرت مولانا عزیر گل صاحبؒ کی زیارت ہوئی جو ابھی یہاں تشریف رکھتے ہیں اور خاکساری اور تواضع کی وجہ سے اصرار کے باوجود کرسی پر تشریف نہیں لائے، ان کو دیکھ کر مجھے بڑی خوشی ہوئی اسلئے کہ یہ ان اکابر اور بزرگوں میں سے ہیں جنہوں نے حضرت شیخ الہندؒ کے ساتھ رفیق کی حیثیت سے وقت گزارا ہے اور ہر شخص ان کے چہرے کو دیکھ کر سمجھ سکتا ہے کہ کسی اللہ والے کے ساتھ ان کی رفاقت نصیب ہوئی ہے۔

بزرگوں کی صحبت کا اثر

حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ مہاجر مکی نے مکے میں حرم کے اندر کسی صاحب کو دیکھا اور بہت دیر تک ان کو دیکھتے رہے، یہاں تک کہ جب انہوں نے سلام کیا تو آپ اٹھ کر وہاں تشریف لے گئے اور فرمایا آپ ہندوستان سے تشریف لائے ہیں؟ انہوں نے کہا جی ہاں میں ہندوستان سے آیا ہوں، حضرت حاجی صاحب نے فرمایا کہ آپ کیا کسی بزرگ، کسی اللہ والے سے بیعت ہیں؟ انہوں نے کہا کہ میں کسی بزرگ سے بیعت تو نہیں لیکن کوئی پندرہ سال کا زمانہ گزارا ہے کہ میری فلاں بزرگ سے ملاقات ہوئی تھی، حضرت حاجی صاحب نے فرمایا وہ جو پندرہ سال قبل صرف ایک مرتبہ

ملاقات ہوئی اس کے اثرات اوراس کا نور اب تک آپ کی پیشانی پر چمک رہا ہے توجنہوں نے بزرگوں کے ساتھ رفیق کی حیثیت سے وقت گزارا ہے،یقیناً ان کی ہر بات ، ہرادا سے اور چہرے بشرے میں وہ نورنظر آتا ہے جو اپنے اکابر بزرگوں میں تھا بہرحال مجھے یہاں آنے میں اس بات کی بھی خوشی ہوتی ہے کہ اپنے اکابر سے تعلق رکھنے والے حضرات کی زیارت ہوگی۔

اس مدرسہ کا سرچشمہ مولانا محمد قاسمؒ اور مولانا گنگوہیؒ ہیں

جہاں تک اس مدرسہ کا تعلق ہے جس کے جلسے میں آپ جمع ہیں یہ دراصل تقریباً ڈیڑھ صدی پہلے جن اللہ والے بزرگوں نے دین کی خدمات کا سلسلہ شروع کیا تھا اس کی یہ ایک کڑی ہے،اور یہ درسگاہ بھی اسی سے وابستہ ہے،میری مراد ہے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ،حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ جنہوں نے سب سے پہلے ہندوستان میں دینی مدرسوں کی بنیاد رکھی ۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد جب مسلمان مایوس ہوگئے کہ اب ہم شاید انگریز کو نہ نکال سکیں گے اورآخری کوشش وہ ہوئی ہے کہ جب حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ سپہ سالار کی حیثیت سے انگریزوں سے جنگ کرتے ہیں حضرت مولانا گنگوہیؒ اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بھی ساتھ ہیں اورایک وہ بزرگ بھی ساتھ ہیں جن کا نام آپ نے سنا ہوگا حضرت حافظ ضامن صاحب شہید علیہ الرحمۃ یہ بھی ساتھ تھے اورانگریزوں کا تعاقب کرتے ہوئے کافی دور تک دوسرے قصبے تک پہنچادیا انگریز وہاں ایک تحصیل کی عمارت میں بند ہوگئے اورانہوں نے غالباً اس کی اطلاع کرائی کہ ان کو اورکوئی کمک پہنچ جائے حاجی صاحبؒ نے یہ مشورہ کیا تھا کہ آج اس تحصیل پر حملہ کرکے ان انگریزوں کو یہاں سے ختم کرنا ہے،حضرت حافظ ضامن صاحب فرمانے لگے کہ حضرت! ان شاء اللہ یہ تحصیل تو صبح تک فتح ہوجائے گی لیکن ہم نہیں رہیں گے،سب سے پہلے جو حملہ کیا ہے تو گولی لگی حضرت

حافظ صاحب کو،اوروہ وہیں گر گئے اورشہید ہوئے،یہی وہ بزرگ ہیں جن کے بارے میں میں نے مولانا تھانویؒ سے سنا ہے کہ کوئی شخص ان کی قبر پر فاتحہ پڑھنے گیا تو آواز آئی کہ جا کسی مردے کی قبر پر فاتحہ پڑھ۔

دین کی حفاظت کیلئے ہمارے اکابر کے مساعی

حضرت مولانا نانوتویؒ اور دیگر حضرات نے یہ طے کیا کہ اب اس ملک میں مسلمان غلام کی حیثیت میں زندگی گزاریں گے،فاتح قوم کی طرف سے جو جو طریقے اختیار کئے جائیں گے، اس میں اندیشہ ہے کہ مسلمان اپنے دین،اپنے عقائد اوراپنی روایات کی حفاظت نہیں کرسکیں گے لہٰذا یہ طے کیا کہ ایک ایسی درسگارہ بنائی جائے جس میں ایسے افراد پیدا ہوں جو پیٹ سے پتھر باندھیں لیکن یہ کہ مسلمانوں کے عقائد،افکار، ان کے مستقبل اوران کی دین کی حفاظت کریں،یہ علماء کی کوششیں اورتقریباً ڈیڑھ صدی کی تاریخ بتلارہی ہے کہ ان لوگوں نے بڑی بڑی تکلیفیں اورمشقتیں اٹھائیں اورآج تک ہندوپاکستان کے مسلمانوں کی جس طرح انہوں نے دین کی حفاظت کی اس سے اندازہ لگتا ہے کہ سارے ممالک اسلامی میں پھر جایئے آپ کو اتنا دین نہیں ملے گا، جتنا ہندو پاکستان کے مسلمانوں میں نظر آرہا ہے ،یہ انہی علماء کی بدولت ہے جنہوں نے بوریوں اورچٹائیوں پر بیٹھ کر علمِ دین کی حفاظت کی ہے۔

مولانا عبدالحقؒ کو خراج تحسین

تو میں یہ عرض کررہا تھا کہ یہ دارالعلوم حقانیہ اورحضرت مولانا عبدالحق صاحب براہ راست اسی درسگاہ سے تعلق رکھتے ہیں اوریہ درسگاہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے مجھے بڑی خوشی ہے کہ مولانا نے اس علاقے کے اندر علم دین کی اشاعت میں بہت نمایاں کام انجام دیا ہے اورالحمدللہ اطراف واکناف کے لوگ یہاں علم دین حاصل

کرنے کیلئے جمع ہو رہے ہیں اور ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے حق تعالیٰ نے حضرت مولانا کے ہاتھوں سے ایک چھوٹا سا دیوبند یا اس کے نمونے پر ایک ادارہ قائم کیا، حق تعالیٰ اور زیادہ ترقی عطا فرمادیں اور اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ خدمت کی توفیق عطا فرمادیں جس وقت مجھ سے کہا گیا کہ میں بھی جلسہ میں کچھ عرض کروں تو میں نے یہ بات پیش کی تھی کہ دراصل حضرات علماء کافی تعداد میں تشریف رکھتے ہیں ان کے بیانات ہوں گے اس کی ضرورت نہیں ہے کہ میں کوئی لمبی چوڑی تقریر کروں صرف شامل ہونے کیلئے، برکت کے خیال سے جی چاہتا ہے کہ تھوڑی دیر آپ کی خدمت میں کچھ عرض کروں، زیادہ وقت نہیں لیتا، وقت زیادہ ہوگیا ہے، دوسرے میرے بعد بھی علماء حضرات آپ کو خطاب فرماویں گے، تیسرے یہ کہ میرے گلے میں تین چار روز سے تکلیف ہے، اسی وجہ سے میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لے سکوں گا، اور میرا یہ خیال تھا کہ میں ایک مختصر سا ارشاد سرکار دو عالم ﷺ کی تلاوت کر کے اس کا ترجمہ کروں گا لیکن ایک صاحب کا پرچہ آیا جس میں فرمائش تھی کہ قرآن شریف کی کچھ آیتیں تلاوت کروں اسلئے میں نے سورۃ اعلیٰ کی تلاوت کی۔

دو باتیں

میں اصل میں مختصر طریقے پر صرف دو باتیں کہنا چاہتا ہوں، ایک تو ان نوجوان صالح علماء سے تعلق رکھتی ہے جو آپ کے دارالعلوم سے فارغ ہو چکے ہیں اور اب ان پر دین کی بھاری ذمہ داری ڈال دی گئی ہے وہ اپنے اپنے علاقوں میں جا کر دین کی خدمت انجام دیں گے جن میں سے بہت سوں کی دستار بندی آج بھی غالباً ہو چکی یا کل بھی ہوگی یا اس جلسہ کے کسی وقت میں ان کی دستار بندی ہوگی۔

علم اور دستارِ فضیلت کے تقاضے

دستار بندی ایک قسم کا شرف ہے، اعزاز ہے اور یقیناً اس سے آپ کا دل

بڑا خوش ہوگا جس کے سر پر دستار فضیلت سجائی جاتی ہے اس کے دل سے پوچھئے اور ہونا بھی چاہئے کہ اللہ جب کسی نعمت کی توفیق دے تو قدرتی طور پر اس سے خوشی ہوتی ہے، یہ کیا کم انعام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم دین کے حصول اور پھر اسکی تکمیل کی توفیق دی یہ کوئی کم انعام نہیں، بڑی نعمت ہے،، بہت سے لوگ اس زمانہ میں ایسے بھی ہیں جو آپ کی اس مصروفیت اور تعلیم کو اعتراض کی نگاہ سے دیکھتے ہیں کہ آپ نے اپنا وقت ضائع کر دیا اور مختلف طریقوں سے آپ کو چھیڑتے ہیں کسی کالج کے طالب علم نے کسی عربی کے مولانا صاحب سے پوچھا تھا کہ مولانا صاحب! ذرا یہ بتایئے کہ آسمان پر ستارے کتنے ہیں؟ مولانا صاحب نے کہا بھئی! مجھ کو یہ نہیں بتایا گیا ہے کہ آسمان میں ستارے کتنے ہیں میں نے آپ کے سامنے جو بات صحیح صحیح تھی کہہ دی وہ کہنے لگے صاحب! آپ قوم کی رہنمائی کس طرح کریں گے، ابھی تک آپ کو یہ پتہ نہیں کہ آسمان میں ستارے کتنے ہیں؟ اور وہ جتنا الزام دے سکتے تھے دیا لیکن علمِ دین پڑھنے کے بعد اگر انسان جھوٹ بولنے میں جری نہیں تو کم سے کم ذہین تو ضرور ہو جاتا ہے، اس نے فوراً یہ بات کہی کہ مہربانی کر کے ذرا آپ بھی بتایئے کہ سمندر میں مچھلیاں کتنی ہیں؟ وہ کہنے لگے، مجھ کو تو میرے پروفیسر صاحب نے یہ نہیں بتایا تو انہوں نے فوراً کہا صاحب! ابھی تو فرش کا علم پورا نہیں ہوا تو عرش کی باتیں آپ کہاں سے کرتے ہیں، وہ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ نے اپنا وقت صحیح مصرف میں نہیں لگایا لیکن اس کے باوجود آپ کے والدین اور آپ کو اللہ نے یہ توفیق عطا فرمائی کہ آپ نے اپنی زندگیوں کو دین کیلئے وقف کیا، حقیقت میں یہ کام اللہ کا انعام ہے اور پھر تکمیل کی توفیق عطا فرمائی پھر ایسے اللہ والوں اور بزرگوں کے ہاتھوں سے، تو اللہ ان کی لاج رکھے گا اور اس لاج کی وجہ سے اس دستارِ فضیلت کی وجہ سے آپ کی اور دین کی عزت قائم کرے گا، اس میں خوشی ہوتی ہے، اس سے آپ کا دل مسرور ہے۔

سطحی مسرتوں کے نیچے ذمہ داریوں کے پہاڑ

لیکن بہت سی مسرتیں ایسی بھی ہیں کہ وہ سطحی ہوتی ہیں جب انسان اس کی حقیقت پر غور کرتا ہے تو وہ ایک گہری فکر میں چلا جاتا ہے آپ نے بارہا دیکھا ہوگا محلوں میں شادی ہوتی ہے، ایک نوجوان کو ہار پہنا کر، اچھے کپڑے پہنا کر اور بعض لوگ افتخار کیلئے ایسا بھی کرتے ہیں کہ گھوڑے پر بٹھا کر اس کی بارات لے جاتے ہیں، اس وقت آپ اس دولہے کے دل کو ٹٹولیں تو وہ اندر سے بڑا خوش ہوتا ہے کہ میں آج نوشہ بنا ہوا ہوں لیکن اس بیچارے نے یہ کبھی غور نہیں کیا کہ میرے یہ سارے عزیز رشتہ دار اچھے کپڑے پہنا کر یہ کون سا پہاڑ ذمہ داری کا میرے سر پر ڈال رہے ہیں، اور اگر اس کو یہ معلوم ہوجائے کہ نکاح کے بعد میرے اوپر کتنا بوجھ اور پہاڑ میرے اوپر ڈال دیا جائے گا تو میرا خیال ہے وہ بارات والوں سے چھپ کر گھوڑے سے بھاگ جائے کہ میں نہیں جاتا۔

حضرت علیؓ میں ظرافت کے ساتھ حکمت

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو اللہ تعالیٰ نے ظرافت بھی عطا فرمائی تھی اور حکمت بھی، حضرت مولانا تھانویؒ فرمایا کرتے تھے کہ یہ دونوں باتیں کم جمع ہوتی ہیں، عام طور پر جن کی طبیعت میں حکمت غالب ہو ظرافت نہیں ہوتی اور جن کی طبیعت میں ظرافت غالب ہو حکمت سے زیادہ واسطہ نہیں، حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے اندر دونوں صفتیں جمع تھیں۔

نکاح کے بارے میں بدو سے مکالمہ

کسی بدو نے ان سے سوال کیا کہ یا امیر المومنین! ماذا النکاح نکاح

کیا ہے؟ حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ سرور شہر ایک مہینہ مسرتوں کا ہے، خوشیوں کا مہینہ ہے، مطلب یہ ہے کہ اس تقریب کا آغاز فرحتوں سے ہوتا ہے بدو نے سوال کیا یا أمیر المومنین! ثم ماذا؟ اس کے بعد کیا؟ حضرت علیؓ نے اس کا قافیہ ملاتے ہوئے ظرافت کے ساتھ فرمایا، نکاح کی دوسری منزل کا نام لزوم مہر عرب میں طریقہ یہ ہے کہ اب اس کے بعد مطالبہ کیا جاتا ہے کہ لائیے! مہر ادا کیجئے، نوشہ کو پہلی مرتبہ یہ خیال ہوتا ہے کہ ہم نے تو خوشی خوشی قاضی کی مجلس میں قبول کیا تھا یہ پتہ تو نہیں تھا کہ جیب سے رقم بھی نکالنی ہوگی، اس بدو نے پھر سوال کیا یا أمیر المؤمنین! ثم ماذا ؟ اس کے بعد کون سی منزل آتی ہے؟ حضرت علیؓ نے جواب دیا اور پھر قافیہ برابر رکھا کہ تیسری منزل کا نام غموم دہر، فرمایا اب اس کے بچے ہوجاتے ہیں، کہیں دوائیں کہیں کپڑے، سارے زمانے کا غم اس پر آپڑتا ہے، فرمایا مسرت سے جس تقریب کی ابتداء ہوئی تھی اس کی تیسری منزل اب آگئی اس بدو نے سوال کیا یا أمیر المومنین! ثم ماذا؟ تو حضرت علیؓ جھک گئے اسلئے کہ جب انسان بوڑھا ہوجاتا ہے تو اس کی کمر جھک جاتی ہے۔

کسی کتاب میں میں نے واقعہ پڑھا تھا کہ کوئی ستر، اسی سال کے بوڑھے جن کی کمر جھک گئی تھی، ان سے بچوں نے شرارت سے پوچھا کہ بڑے میاں یہ کمان کتنے کی خریدی ہے؟ تو اس بیچارے نے بڑی سادگی سے کہا کہ جب میری عمر کو پہنچ جاؤ گے تو مفت میں ہی مل جائے گی حضرت علیؓ نے جھک کر فرمایا آخری منزل کا نام ہے کسور ظہر کہ کمر ٹوٹ جاتی ہے۔

مختصر لفظ مگر ذمہ داریوں کا بوجھ

قاضی کی مجلس میں جاتے وقت آپ نے کیا یہ سوچا تھا کہ ذمہ داریاں پوری کرتے کرتے کمر جھک جائے گی، لیکن وہ ایک مرتبہ آپ نے کہہ دیا تھا کہ قبول کیا تو لفظ کتنا مختصر

ہے؟ مگر ذمہ داریاں ساری زندگی کی ہے دہلی میں ایک صاحب کی شادی ہوئی، لڑکی ذرا کچھ پڑھی لکھی تھی، اگلے دن لڑکی نے ایک فہرست تیار کر کے شوہر کے پاس بھیج دی کہ اتنے برتن، اتنا فرنیچر، اتنا لباس اور اتنے سامان کی یہ چیزیں آئیں گی شوہر صاحب پریشان ہوگئے اور کہا کہ خدا کی قسم میں نے تو تجھے قبول کیا تھا فہرست نہیں قبول کی تھی اور اگر یقین نہ ہو تو چل میں قاضی سے پوچھواؤں اس نے کہا کہ یہ جو آپ نے لفظ قبول کیا اس کی وجہ سے یہ سب چیزیں آپ کے ذمہ ہوگئیں یہ تو ابھی پہلی قسط ہے، ابھی تو کتنی اور فہرستیں آئیں گی تو میں یہ بات عرض کر رہا تھا کہ عنوان کتنا مختصر ہے، ذمہ داریاں بہت ہیں یہ نہ سمجھئے کہ یہ جو لفظ قبول جتنا مختصر ہے اتنی ہی مختصر ذمہ داری بھی ہے۔

مختصر لفظ مگر پوری زندگی کا عہد

حضرت مولانا تھانویؒ کے ہاں ایک صاحب تشریف لائے اور انہوں نے آ کر کچھ اپنی پریشانیاں بیان کیں مولانا نے فرمایا کہ بھئی! تم چالیس دن تک یٰسین پڑھ لیا کرو گیارہ مرتبہ چالیس دن کے بعد وہ صاحب تشریف لائے اور کہا کہ صاحب چالیس دن ہوگئے آپ کی ہدایت کے مطابق پڑھتا رہا لیکن کوئی حالات میں فرق نہیں آیا، حضرت کو فراست سے اندازہ ہوا کہ غالباً اس نے صحیح طریقے سے نہیں پڑھا، تو دریافت کیا، اس نے کہا کہ میں اس طرح پڑھتا تھا یٰسین، یٰسین، یٰسین، گیارہ مرتبہ حضرت نے سن کر فرمایا! اللہ کے بندے یہ لفظ یٰسین مختصر سا عنوان ہے اس کا مطلب ہے پوری سورت کی تلاوت، اس طریقے سے ہم جو اسلام کا کلمہ پڑھ کر کہتے ہیں کہ اے اللہ! ہم نے تیری اطاعت اور بندگی کو قبول کیا، لفظ کتنا مختصر لیکن آپ کو معلوم ہے کہ ہم نے یہ کام اپنی پوری زندگی خدا کی مرضیات کے مطابق ڈھالنے کا عہد کر لیا ہے۔

یہ علماء جن کی دستار بندی ہوئی ہے ان کے اوپر کس قسم کی ذمہ داریاں ڈالی

گئیں حدیث میں آتا ہے **العلماء أمناء الدين مالم يخالطوا الأمراء فإذا خالطوا الأمراء فهم لصوص الدين فاحذروهم** اس سے یہ معلوم ہوجائے گا کہ علماء پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔

خوئے دل نوازی کی ضرورت

دوسری بات یہ کہ عام مسلمانوں کو علماء کے ساتھ قدردانی اور تکریم کس قسم کا برتاؤ چاہئے، یہ بھی ہماری ذمہ داری ہے کہ ہمارا تعلق خلقِ خدا سے کس نوعیت کا ہو؟ اسلئے کہ بعض اوقات ہماری درشتی اور خشونت کی وجہ سے بہت سے لوگ آپ سے فیض نہیں حاصل کر سکتے کسی نے صحیح کہا ہے کہ......

کوئی کارواں سے چھوٹا کوئی بدگماں حرم سے
کہ امیرِ کارواں میں نہیں خوئے دلنوازی

کچھ ذمہ داریاں ہماری بھی ہیں، لیکن کچھ عام مسلمانوں کی بھی ہیں، کہ ان کو قوم کے رہنماؤں اور علماء کے ساتھ کس قسم کا برتاؤ چاہئے لیکن پہلے آپ کو یہ بتاؤں علماء کسے کہتے ہیں، یہ چیز کوئی پڑھانے کی نہیں، عالم کی جمع علماء ہے، علم والوں کو عالم کہتے ہیں۔

فتنہ الفاظ کا زمانہ

یہ زمانہ فتنہ الفاظ کا زمانہ ہے جو لفظوں کے اصلی معنی تھے ان کی بجائے یار لوگوں نے اپنی طرف سے معنی ڈال دیئے مثال کے طور پر مساوات، جیسے کہ ابھی حضرت مولانا شمس الحق افغانی صاحب فرما رہے تھے مساوات، معنی اس کے برابری کے ہیں لیکن آج اگر کسی سے پوچھئے کہ صاحب! آپ کی نظروں میں مساوات کا کیا معنی ہے تو کہیں گے کہ ایک عورت کو بالکل اس قسم کے کام کرنے کی اجازت دی جائے جو کام مرد انجام دیتے ہیں، اگر آپ ملازمتیں کرتے ہیں، مگر عورتوں کو آپ ملازمت کی اجازت

نہیں دیتے، اگر آپ فوج کی خدمات انجام دیتے ہیں مگر فوج کے اندر عورت کو ملازمت کی آپ نے اجازت نہ دی تو یہ روشن خیال کہیں گے کہ آپ نے مساوات کا خون کر دیا اس لئے میں نے عرض کیا مساوات کا معنی اسلام میں کیا ہے؟ مساوات کا معنی ہے حقوق میں برابری، عمل میں برابری۔

مرد اور عورت کے حقوق میں مساوات

حقوق تین قسم کے ہیں، جان کا، مال کا، عزت کا، کیا شریعت اسلامیہ نے یا مسلمانوں نے کبھی عورت اور مرد کی جان میں فرق کیا؟ عورت کی جان اتنی ہی قیمتی ہے، اسلام کے اندر جتنی کہ مرد کی ہے، کوئی فرق نہیں، اور مال عورت کی ملکیت اور مرد کی الگ ہے شادی ہوجانے کی وجہ سے بھی اس کی ملکیت ختم نہیں ہوتی، عزت اور آبرو میں میرا یہ خیال ہے کہ شاید عورت کو حق زیادہ ملا ہوا ہے، شریعت کے اندر اسلئے کہ اس کی عزت جو ہے وہ نگینے کی چمک دمک اور آب وتاب کی طرح ہے اس میں اگر فرق آجائے تو اس کا بہت نقصان ہوتا ہے تو آپ مجھے بتائیں کہ ان تینوں میں جب شریعت نے برابری رکھی تو اس کا نام ہے مساوات لیکن یہ آپ کو کس نے بتا دیا کہ ذمہ داری اور عمل کے اندر برابری کا درجہ دیں، اور اگر اسی کا نام مساوات ہے تو کل کوئی خاتون کہے گی کہ تین ماہ میں بچہ حمل میں اٹھائے پھری اب تین ماہ تمہیں اٹھانا ہوگا مرد کہیں گے کہ تین ماہ ہم نے نماز پڑھائی اب عورتوں کو اتنا عرصہ نماز پڑھانی چاہئے اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ درحقیقت خدمات میں اور عمل کے اندر کبھی مساوات نہیں ہوتی تقسیم کار ہوا کرتی ہے، حقوق ہوتے ہیں۔

عدالت اور انصاف مگر قانون ظالمانہ

ایسے طریقے سے عدالت اور انصاف کا لفظ ہے، آج دنیا سے پوچھئے کہ تمہاری

نظر میں عدل وانصاف کے کیا معنی ہیں؟ وہ آپ کو کچھ اور بتائے گی لیکن شریعت اسلامیہ سے پوچھئے وہ صحیح معنی آپ کو بتائے گی کہ اس کا مطلب کیا ہے آپ کی نظر میں عدل اور انصاف کے معنی یہ ہیں کہ جیسا قانون موجود ہے، اس قانون کے مطابق فیصلہ کرنے کا نام انصاف ہے اور بعض اوقات وہ بھی نہیں ایک تنقید نگار جج تھے کیانی صاحب میں نے اخبار میں پڑھا تھا کہ کسی شخص نے ان سے کہا انکی عدالت میں، کہ صاحب! میں تو یہاں انصاف کی امید لے کر آیا تھا کہ یہ عدالت ہے لیکن میرے ساتھ تو ظلم ہو رہا ہے اس نے کہا آپ غلط سمجھے یہ کچہری ہے، یعنی انصاف کی توقع تو عدالت سے کرنی چاہئے، کچہری سے نہیں، انصاف ہو یا ظلم ہو کچھ ہو، یہاں تو کاغذات جو موجود ہیں فیصلہ ان کے مطابق ہی ہوگا لیکن شریعت کہتی ہے کہ یہ انصاف اسلئے نہیں کہ اگر وہ قانون ظالمانہ ہے تو اس کے مطابق فیصلہ کیسے ہوسکتا ہے؟ وہ فیصلہ بھی ظالمانہ ہوگا، لہذا عدل کیلئے پہلی شرط یہ ہے کہ جس قانون کے مطابق فیصلہ دیا جا رہا ہے وہ منصفانہ ہو اور قانون منصفانہ نہیں ہوسکتا، جب تک کہ وہ قانون اللہ کے حکم کے مطابق نہ ہو اگر خدا کے حکم اور قانو ن کے مطابق فیصلہ ہوتا ہے تو وہ انصاف ہے، لیکن دنیا نے ظالمانہ قانون کے مطابق فیصلہ کا نام بھی انصاف رکھ دیا، میں نے کہا یہ فتنہ الفاظ کا زمانہ ہے۔

علم اور فن میں فرق

اسی طریقے سے علم کسے کہتے ہیں؟ اس زمانہ میں لوگوں نے جس کا نام علم رکھا ہے وہ فن ہے فن اور چیز ہے، علم اور چیز ہے، اگر دستکاری سکھانے کیلئے ڈاکٹری یا انجینئرنگ پڑھانے کیلئے اگر کوئی درس گاہ قائم ہوتی ہے تو ہم دیکھتے ہیں کہ آیتیں وہی پڑھی جاتی ہیں جن میں اللہ نے علم کو ترغیب دی ہے، اور کہا جاتا ہے کہ یہ ہماری مادرِ علمی ہے، یہ ہماری علمی درسگاہ ہے، حالانکہ معاف کیجئے اگر آپ انجینئر یا مستری بن گئے تو آپ نے فن سیکھا ہے علم

نہیں سیکھا آپ ہوائی جہاز، ٹیلی فون، یا اور قسم کی مشین بنانے لگے تو یہ فن ہے اس کو علم نہیں کہہ سکتے ،اگر کوئی شخص اعلیٰ درجہ کا فرنیچر بناتا ہے تو آپ سمجھئے کہ وہ دراصل اعلیٰ درجہ کا مستری اور دستکار ہے،لیکن اس کو علم نہیں کہا جاتا،فن کہا جائے گا اور علم اسے کہتے ہیں کہ جس کی معلومات اور ہدایات کے ذریعہ آپ کا دل اور توجہ خدا کی طرف مبذول ہو جو خدا کی معرفت تک آپ کو لے جائے،اس کو کہتے ہیں علم اور یہ بھی یاد رکھئے ! کہ علم معیارِ فضیلت ہے ،فن معیار فضیلت نہیں،اگر آج امام فخر الدین رازیؒ ہوتے تو کیا کوئی ہوائی جہاز اڑانے والا پائلٹ ان سے یہ کہہ سکتا ہے کہ آپ کو صرف تفسیر کبیر لکھنا آتی ہے،تو یہ کہا جائے گا کہ ہوائی جہاز اڑانا معیار فضیلت نہیں علم معیارِ فضیلت ہے امام فخر الدین رازیؒ کے پاس علم ہے، تمہارے پاس فن ہے فرمایا......

علم چہ بود آنکہ رہ بنما یدت
زنگ گمراہی زدل بزدایت

جو چیز خدا کی طرف آپ کو متوجہ کرے اس کو کہتے ہیں علم آپ کو خوش ہونا چاہئے کہ اللہ نے آپ کو فن نہیں علم دیا ہے،فن سے چیزیں بنتی ہیں اور علم سے انسان بنتے ہیں، دنیا کے بڑے بڑے فلسفی دنیا کی چیزیں بنانے کے طریقے آپ کو بتاتے ہیں، انبیاء کرام ولی اللہ عارف بنانے ، قطب اور غوث بنانے ، بڑے بڑے بزرگ بنانے کیلئے آپ کو طریقے بتا رہے ہیں اس لئے میں نے عرض کیا کہ آپ کو خوش ہونا چاہئے کہ اللہ نے آپ کو علم عطا فرمایا دوسرے لفظوں میں یہ سمجھئے کھانے پینے کا دھندا کھانے کمانے کے بتانے والی چیزیں فن کہلاتی ہیں، اور آخرت سنوارنے والی چیزیں علم کہلاتی ہیں۔ ہماری باتیں روشن خیالوں کی نظروں میں ’’ملاؤں‘‘ کی باتیں ہیں لیکن اگر وہ بات کسی جج نے کہی ہو تو آپ کو ماننا چاہئے اکبر الہ آبادی جو جج بھی ہیں اور انہیں کے زمانے میں

ہندوستان کی مختلف درسگاہیں قائم ہوئیں جن میں سے دیوبند کی درسگاہ بھی ہے، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ بھی ہے، ندوہ بھی ہے،اور اکبر الہ آبادی کی تشخیص جو ہوتی ہے وہ بہت صحیح ہوتی ہے، آیئے ! ان کی زبان سے سنئے کہ انہوں نے درسگاہوں کو کیا کیا خطابات عطا فرمائے......

ہے دل روشن مثال دیوبند
اور ندوہ ہے زبان ہوشمند
ہاں علی گڑھ کی بھی تم تشبیہ لو
ایک معزز پیٹ بس اس کو کہو

قرآن میں اہلِ شکم اور اہلِ علم کا ایک واقعہ

مجھے قرآن کریم کا ایک واقعہ یاد آیا کہ جس میں اللہ نے کچھ لوگوں کو اہلِ شکم کہا ہے اور کچھ کو اہلِ علم اور ظاہر ہے کہ دونوں ہی کھاتے پیتے ہوں گے، دونوں ہی کاروبار بھی کرتے ہوں گے، تبھی تو زندہ تھے فرمایا کہ إِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِ وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَآ إِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْءُ بِالْعُصْبَةِ أُولِي الْقُوَّةِ قارون کا واقعہ بیان ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اتنے خزانے اس کو عطاء فرمائے تھے کہ اس کی کنجیاں ایک جماعت کی جماعت اٹھائے جایا کرتی تھی جب وہ اپنے ساز و سامان اور طمطراق کے ساتھ جلوس لے کر نکلتا تھا تو قرآن کریم کے الفاظ سنئے فرمایا کہ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ یعنی جب وہ جلوس لیکر نکلتا تھا تو بڑی چمک دمک اور آب و تاب کے ساتھ لوگ دیکھتے تھے۔

خس وخاشاک یا فولاد کا پہاڑ

بعض لوگ ایسے ہیں کہ جب بھی ہوا چلتی ہے تو ہوا کے رُخ پر اُڑ جاتے ہیں ، جہاں ذرا سا ریلا پانی کا آجاتا ہے وہ اس ریلے میں بہہ جاتے ہیں،ان کی حیثیت قوم میں خس

وخاشاک کی طرح ہوتی ہے اوراس زمانہ میں اپنی شرمندگی کو مٹانے کیلئے لوگوں نے نام
رکھا ہے ترقی کا کہ زمانہ کی رفتار کے ساتھ ساتھ چلنے کا نام ترقی ہے، حالانکہ اسلام اس قسم
کی ترقیات کو نہیں بتاتا، وہ کہتا ہے کہ ہم اپنا راستہ خود بخود تجویز کرتے ہیں، اپنے طریقے
خود قائم کرتے ہیں، اور زمانہ کی رو اگر تمہیں بہا کے لے جانا چاہے تو تم فولاد کا پہاڑ بن کر
کھڑے ہو جانا، زمانے کی رو میں مت بہنا بلکہ زمانے کا رُخ تبدیل کرنا۔

تو جس وقت قارون جلوس لے کر نکلتا تھا تو لوگوں کے منہ میں پانی
آ جاتا تھا، اور لوگ کہتے تھے کہ اے اللہ! یہ تو نے قارون کو اتنے خزانے دیئے ہیں کم سے
کم دو چار خزانے ہمیں بھی دے دے، قارون کی طرح بھی مالدار اور دولت مند بنا دے
اور یہ کون لوگ تھے؟ قرآن کریم کے الفاظ ہیں الَّذِیْنَ یُرِیْدُوْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا جس
کا ترجمہ یہ ہے کہ جن لوگوں نے دنیاوی زندگی کو اپنی مراد بنا لیا تھا نصب العین اور مقصد
بنا لیا تھا جن کا مقصدِ زندگی اس سے زیادہ نہ تھا کہ کھاؤ پیو آرام کرو، وہ کہتے تھے کہ ہم بھی
قارون ہو جائیں تو اچھا ہے وہ تو بڑا صاحب نصیب معلوم ہوتا ہے۔

اللہ والے ان چیزوں سے کبھی متاثر نہیں ہوتے

جہاں تک اس جلوس کے طمطراق اور چکا چوند کا تعلق تھا یا درکھیئے اللہ والے ان
چیزوں سے کبھی متاثر نہیں ہوئے، اللہ والوں کی نظر کس چیز پر ہے؟ فرمایا......

غرور تھا نمود تھی ہٹو بچو کی تھی صدا
اور آج تم سے کیا کہوں لحد کا بھی پتہ نہیں

جہانگیر نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو گوالیار کے قلعہ میں بند کیا تھا
آج حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مزار پر فاتحہ پڑھنے والوں کا تانتا بندھا ہوا ہے لیکن ایسے
کتنے لوگ ہیں جن کو یہ بھی خبر ہے کہ جہانگیر کا مقبرہ کہاں ہے؟ میر تقی میر ہندوستان کے

ایک شاعر گزرے ہیں فرمایا......

کل پاؤں ایک کاسئہ سر پر جو آپڑا
یکسر وہ استخواب شکستہ سے چور تھا
کہنے لگا کہ دیکھ کے چل راہ بے خبر
میں بھی کبھی کسی کا سرِ پُر غرور تھا

تو نے میرے اوپر پاؤں رکھ دیا، میرے اوپر تو کبھی تاج رکھا جاتا تھا اور کبھی ہار
ڈالے جاتے تھے آج تو نے اس پر جوتا رکھ دیا اور وہ چور چور ہو گیا، تو اللہ والے کبھی ان
چیزوں سے متاثر نہیں ہوتے۔

گورنر جنرل غلام محمد کا لطیفہ

ہمارے پاکستان کے سابق صدر سے سابق گورنر جنرل مسٹر غلام محمد صاحب
جنہوں نے ایک زمانہ میں بڑی ترنگ کے ساتھ یہ بات کہی تھی کہ پاکستان کا آئین
قرآن وسنت کے مطابق نہیں ہوگا، اور میں اس کے لئے گولی کھانے کیلئے تیار ہوں مگر کسی
مسلمان نے جواب میں یہ کہا تھا کہ معاف کیجئے گا کسی مسلمان کی جیب میں ایسے پیسے
بیکار نہیں پڑھے جو وہ آپ کے اوپر گولی چلا کر ضائع کرے گا، آپ کی اتنی حیثیت بھی
نہیں ان کا واقعہ لکھا ہے کہ ایک مرتبہ کسی پاگل خانہ کے معائنہ کرنے کیلئے گئے تو کسی پاگل
نے دور سے دیکھ کر کہا کہ ایک اور آ گیا، انہیں یہ سن کر بڑا غصہ آیا، دل میں سوچنے لگے کہ
اس نے میری بڑی اہانت کی ہے جب یہ قریب پہنچے تو کہا کہ میں پاکستان کا گورنر جنرل
ہوں تو اس نے کہا پہلے ہم بھی ایسا ہی کہا کرتے تھے، آپ بھلا بتلایئے کہ قارون کا جلوس
اور طمطراق اور اس کی یہ شان وشوکت سے اللہ والے کیسے متاثر ہوتے ہیں، یہ تو وہ طبقہ تھا
جو ان کے جلوس کو دیکھ کر متاثر ہوا، آگے ہمارے فارغ التحصیل طلبہ کو جن کو اللہ نے

دولت علم عطا فرمائی ہے ان کا ذکر ہے فرمایا وَقَالَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا جن کو اللہ نے علم عطا فرمایا تھا وہ کہنے لگے کہ ارے ظالمو! تم نے اگر خزانے مانگے تو قارون کے مانگے اگر مانگنے تھے تو آخرت اور ثواب کے خزانے مانگتے، یہ کیا تم نے مانگ لیا؟ یہ قارون کی حیثیت کچھ نہیں دنیا کے خزانے کچھ حقیقت نہیں رکھتے قرآن کریم کے الفاظ آپ کے سامنے ہیں، انیسویں پارہ میں یہ رکوع موجود ہے قارون کے جلوس کو دیکھ کر جس طبقے کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ ہم بھی دولت مند ہو جائیں ان کو اللہ نے اہلِ علم نہیں کہا اور جنہوں نے آخرت کی بات کہی ان کو اللہ تعالیٰ نے اہل علم کہا ایک بات اور سن لیجئے، یہ لوگ جنہوں نے اپنے آپ کو ترقی یافتہ کہا بڑے ہوشیار اور چالاک ہوتے ہیں، آگے جا کر جب قارون اور اس کا خزانہ اور محل خدا کے حکم سے زمین میں دھنسنے لگا اور لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تو ان لوگوں نے جنہوں نے دعا کی کہ اے خدا! ہمیں بھی قارون بنا دے اب کہنے لگے لَوْلَا أَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا اے اللہ! تیرا لاکھ لاکھ شکر کہ تو نے ہمیں قارون نہیں بنایا ورنہ ہم بھی آج زمین کے اندر جاتے۔

علماء دین کے امین ہیں ان کے پاس کونسی امانت ہے؟

خیر تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ دراصل علم وہ ہے جو آخرت کا راستہ دکھائے، خدا کی معرفت کا طریقہ آپ کو بتلائے اور علم وہ ہے جو آپ نے یہاں کی درسگاہوں میں حاصل کیا اس سے معلوم ہوا کہ علماء سے مراد وہ ہیں جو قرآن وسنت کے حامل ہوں جنہوں نے اپنے اساتذہ سے قرآن وسنت کے علوم حاصل کئے، علماء سے وہ مراد ہیں۔ حدیث میں ایسے علماء کو اُمناء الدین کہا گیا، اُمنا جمع ہے امین کی، ان کے پاس کونسی امانت ہے؟ دین کی امانت ہے بلکہ حقیقت میں دین ہی کو امانت کہا گیا ہے إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ

ہم نے دین کی امانت آسمان اور زمینوں پر پیش کی تو اس آیت میں دین کو ایک بہت بڑی امانت کہا گیا ہے، جو اللہ کی ان کے پاس ہے، اور یاد رکھئے کہ کبھی کبھی انسان خود تو چھوٹا ہوتا ہے مگر امانت بہت بڑی ہوتی ہے اور جب امانت بڑی ہو تو اس کو اپنے چھوٹے پن کا خیال نہیں ہوتا امانت کے بڑے ہونے کا خیال ہوتا ہے، مطلب یہ کہ ایک عالم کو یہ سمجھنا چاہئے کہ میں اپنی ذاتی حیثیت میں چاہے غریب ہوں چاہے میری آمدنی کم ہے لیکن میرا مرتبہ اس امانت کی وجہ سے جو اللہ نے مجھے عطا فرمائی ہے، بادشاہوں سے بھی بڑا ہے۔

امانت کی عظمت کی وجہ سے خلق خدا سے بے نیازی

اور جب وہ یہ سمجھے گا تو دو باتیں اس میں پیدا ہوں گیا یک تو خلقِ خدا سے بے نیازی، وہ خلقِ خدا کے پیچھے پیچھے نہیں پھرے گا بلکہ خلقِ خدا اس کے پیچھے پیچھے جائے گی اسلئے کہ یہ اپنے آپ کو ان سب سے اونچا اور ممتاز سمجھتا ہے اللہ نے جو قیمتی چیز ان کے ہاتھوں میں عطا فرمائی ہے وہ امانتِ دین ہے۔

عالمِ دین کا مقصدِ وجود اظہارِ حق ہے

اور دوسری بات ان میں یہ پیدا ہوگی کہ اس امانت کی بڑی بڑی ذمہ داریاں ہیں جن میں پہلی ذمہ داری حق بات کا اظہار کرنا ہے کہ عالم کا کام یہ ہے کہ جب مسئلہ بتائے تو بغلوں کو جھانک کر نہ بتائے، یاد رکھئے! عالم کا کام یہ ہے کہ جب کبھی حق کی ترجمانی کا سوال پیدا ہو ہچکچائے نہیں، حق بات واضح بیان کرے اور اگر عالم نے حق بات نہ کی تو ایک شخص نے ایک بڑا جملہ لکھا ہے کہ اگر نمک کے اندر نمکینی باقی نہ رہے تو دنیا کی کونسی چیز ہے جو اسکو نمکین بنائے گی، اس کا مطلب یہ ہے کہ عالم کا تو کام ہی یہ ہے کہ قرآن وسنت کی صحیح ترجمانی کی جائے اور جب عالم اس کی ترجمانی نہ کرے تو جو اس کے وجود کا مقصد تھا وہ فوت ہو گیا۔

آپ کب علماء حق بن سکیں گے

اس لئے علماء کی دو قسمیں کردی گئیں ایک علماء حق اور علماء ربانی کہلاتے ہیں اور دوسرے علماء سوء کہلاتے ہیں اور میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ علم دین حاصل کرنے کے بعد جب آپ اللہ والوں کی جوتیاں سیدھی کریں گے،ان کی صحبت میں آپ کچھ دن گزاریں گے تو انشاء اللہ آپ کا شمار علماء ربانی اور علماء حق میں سے ہوگا اور اگر آپ کو اپنے علم پر غرور اور ناز رہا،اور آپ نے ان اکابر کی جوتیاں سیدھی نہیں کیں تو اندیشہ ہے کہ کہیں آپ کا علم آپ کو گمراہ نہ کردے۔

تاریخ میں علماء سوء کی مثالیں

ایسی مثالیں تاریخ میں موجود ہیں،ملا مبارک ناگوری جس کی آگرے کے اندر بڑی یونیورسٹی تھی،بڑا مدرسہ تھا اور مولانا مناظر احسن گیلانی نے لکھا ہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانی کا دو یا تین واسطوں سے شاگرد تھا بڑا عالم ہے،لیکن اس کے دل میں خوفِ خدا نہیں،خشیت الٰہی نہیں،اللہ کے دین اور اس کے علم کو دنیاوی اغراض کے لئے استعمال کرتا ہے بڑے بڑے تلامذہ اور شاگرد ہیں جن میں ملا عبدالقادر بدایونی بھی ہیں،اس زمانے میں انہوں نے اپنے گھر کے اندر بیٹھ کر تاریخ لکھی ہے اور تاریخ لکھ کر اپنے گھر پر مرگئے ہیں بعد میں جب وقت آیا ہے تو وہ تاریخ چھپی ہے،جہاں اپنے استاد کا ذکر آیا ہے وہاں بہت بڑے الفاظ میں ذکر کیا ہے وہ الفاظ کیا ہیں فرمایا......

تو اے مرد سخن پیشہ زبہر چند مستی دون
زدینِ حق بماند ستی بہ نیروئے سخن دانی

طلاقت لسانی اور زور بیان کی وجہ سے خدا کے دین سے اعراض کیا، تیرا لقب ہے مرد سخن پیشہ باتیں بنانا تیرا کام ہے......

چہ سستی دیدی ازسنت کہ رفتی سوئے بے دینان
چہ تقصیر آمد از قرآن کہ گشتی گرد لامانی (سنائی)

سنت اور قرآن میں تجھے کیا قصور نظر آیا کہ جو تو نے رکابی اور پلیٹ کو اپنا مذہب بنالیا اور جو وقت کے تقاضے تھے ان کے ساتھ ساتھ چلنے لگا اسلئے میں نے عرض کیا کہ تاریخ میں ایسے واقعات موجود ہیں۔

امام ابوحنیفہؒ کے زمانہ کے چالیس چور درباری علماء

مولانا مناظر احسن گیلانیؒ نے لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کے زمانے میں چالیس علماء نے دستخط کر کے خلیفہ کو دیئے تھے کہ خلیفہ معصوم ہوتا ہے،اور حضور! جو کچھ آپ سے غلطی اور گناہ ہو جائے،خدا کے ہاں کوئی گرفت نہیں،مولانا گیلانیؒ نے اپنی زبان میں لکھا ہے کہ یہ تاریخ اسلام کے ''چالیس چور'' تھے علی بابا چالیس چور کا قصہ آپ نے سنا ہوگا لکھا ہے کہ ایک دستاویز امام ابوحنیفہ کے سامنے پیش کی گئی دستخط کرنے کیلئے انہوں نے کہا کہ دستاویز پر دستخط کرنے کے معنی ہے شہادت دینا،جب واقعہ میرے سامنے ہوا نہیں تو اس پر دستخط کیسے کرسکتا ہوں،خلیفہ نے کہا اور اتنے علماء نے جو دستخط کردیئے ہیں،امام ابوحنیفہؒ نے کہا کہ انہوں نے غلط کئے،خلیفہ کو غصہ آیا،اس نے علماء کو بلوایا دربار میں،ان سے پوچھا کہ یہ تم لوگوں نے دستخط کیوں کئے ان لوگوں نے اقرار کیا کہ حق بات تو وہی ہے جو ابوحنیفہؒ کہہ رہے ہیں اس لئے میں عرض کررہا ہوں کہ ایک بہت بڑی امانت ہے اگر عالم نے شریعت کی ترجمانی کا حق ادا نہیں کیا اور واقعتاً اگر اس نے اس کو چھپالیا ہے تو اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دین میں خیانت کی ہے۔

اظہارِ حق کیلئے نرمی اور حکمت ضروری ہے

ہاں یہ بات ضرور ہے کہ اظہارِ حق نرمی اور ملاطفت کے ساتھ ہو،اس لئے کہ

عنوان کا بڑا اثر ہوتا ہے ایک ہی بات ہے اگر آپ نے سخت لفظوں میں کہہ دی تو آپ نے ہلچل پیدا کردی،نرمی سے کہہ دی تو دلوں میں اتر گئی انوریؔ کا مشہور واقعہ ہے کہ انوری دربار میں گیا جاکر قصیدہ سنایا بادشاہ نے خوش ہوکر کہا کہ ایک شاہی گھوڑا اسے دے دو انعام میں اور یہ شاعر و ادیب بے چارے غریب ہوتے ہیں ان کے پاس پیسہ نہیں ہوتا ،تو اس نے شاہی گھوڑا دیا اور انوریؔ نے اپنا سر پکڑ لیا کہ میاں یہاں تو اپنے کھانے اور پہننے کیلئے کچھ نہیں گھوڑے کو کہاں سے کھلاؤں اور کہاں سے پہناؤں،سردی کا زمانہ تھا گھوڑا دروازے سے باہر باندھ دیا،سردی کی وجہ سے گھوڑا رات کو مرگیا،اب انوریؔ کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اب میں خلیفہ کو جاکر کہوں کیسے؟ اگر یہ کہوں کہ حضور! واہ آپ نے اچھا گھوڑا جو مریل گھوڑا تھا آپ نے مجھے دیدیا تو ۲۴ گھنٹے کا نوٹس مل جائے گا کہ نکل جاؤ ہماری سلطنت سے ،لیکن اگر کہوں تو کس طریقے پر؟ انوریؔ کی سمجھ میں آگئی بات،دربار میں گیا اور جاکر یہ کہا کہ آج بھی میں آپ کی شان میں قصیدہ لکھ کے لایا ہوں اجازت دیجئے،بادشاہ نے اجازت دیدی،انوریؔ نے اپنا قصیدہ شروع کیا اور قصیدہ کیا ہے،گھوڑے کے مرنے کی خبر اسے دے رہا ہے کہا......

شاہ اسپے با انوریؔ بخشید
باد صرصر بگرد اُو نہ رسید

واہ واہ بڑا تیز رفتار،بڑا اچھا گھوڑا آپ نے دیا جس کی نسل بھی بہت اعلیٰ تھی، خوب تعریف کی آگے کہا......

ایں چنیں بود تیز دررفتار
درشبا شب بآخرت برسید

حضور! ہمیں تو اتنا تیز رفتار نہیں چاہئے تھا،آپ نے اتنا تیز رفتار دے دیا وہ

تو ایک ہی رات میں آخرت کو پہنچ گیا،بادشاہ بڑا خوش ہوا اور کہا معلوم ہوتا ہے کہ گھوڑا مرگیا،شاید اس کے پاس سازوسامان نہیں تھا حکم دیا کہ دوسرا گھوڑا دو اس کے ساتھ کھانے پینے کا سامان بھی آپ نے اندازہ لگایا کہ عنوان کتنا اعلیٰ درجہ کا اختیار کیا گیا،عنوان پر بڑا انحصار ہے،ایک عورت کنویں پر پانی بھر رہی تھی کسی نے کہا کہ اے میری ماں! مجھے پانی پلادے،عورتیں بیچاری بڑی رحم دل ہوتی ہیں اس نے اپنا گھڑا چھوڑ کر اسے پانی پلادیا اسلئے کہ اس نے ماں کہہ دیا،ایک دوسرے صاحب تشریف لائے اور کہا اے میرے باپ کی جورو! مجھے پانی پلا دے،وہ مارنے کو دوڑی ، اب وہ منطقی تھا،پوچھنے لگا کہ یہ بتادے کہ باپ کی جورو اور ماں میں فرق کیا ہے تو بھائی یہ مسئلہ منطق سے طے ہونے والا نہیں اصل میں یہ ہے کہ عنواں آپ کا بہتر ہونا چاہئے حدیث میں آتا ہے **بشروا ولاتنفّروا ویسرّوا ولاتعسّروا** (صحیح مسلم :ج ٦) تو میں نے عرض کیا کہ ایک امانت اللہ تعالیٰ نے آپ کو دی ہے اور اس امانت کا سب سے بڑا حق جس سے خطرہ ہے وہ خود سرکار دوعالم ﷺ نے فرمادیا **مالم یخالطوا الأمراء** ’’جب تک امراء سے مخالطت نہ کریں‘‘۔

امراء کون ہیں؟

اور امراء کے کیا معنی ہیں؟امراء جمع ہے امیر کی،اور امیر کے معنی عام طور پر جو لئے جاتے ہیں،حاکم اور بادشاہ،افسر،صاحبِ اثر،صاحبِ رسوخ،ان کو امراء کہتے ہیں یہ اس لئے میں نے کہا کہ آج ایک جھگڑا اور بحث روشن خیالوں نے یہ بھی چھیڑ رکھی ہے کہ **اولو الامر** کون ہیں؟ اور جہاں کوئی سرکاری حکم آتا ہے تو کہتے ہیں کہ مولانا صاحب! **اولو الامر** کی تو اطاعت کرنی چاہئے،ان بے چاروں کو یہ نہیں معلوم کہ ذرا تفسیر تو تم اٹھا کر دیکھو کہ علماء نے **اولو الامر** تو لکھا ہی علماء کو ہے،مفسرین نے لکھا ہے کہ **اولو الامر**

وہ ہیں کہ جو صاحب فتویٰ کہلاتے ہیں جو جائز وناجائز اور حلال وحرام کی ترجمانی کرتے ہیں اور قرآن وسنت کو سمجھتے ہیں لیکن چلئے! دوسری تفسیر کی بناء پر اولو الأمر ان کو بھی مان لیا جائے حکام کو بھی، لیکن یہ کس مسخرے نے کہہ دیا کہ قرآن میں اولو الأمر کی اطاعت کا حکم ہے، قرآن میں کہیں اولو الأمر کی اطاعت کا حکم نہیں۔

اولو الامر کی اطاعت کب ضروری ہے؟

قرآن کریم میں جو حکم ہے، وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو، اور رسول اللہ کی اطاعت کرو اور اولو الأمر کی، تو دونوں جگہ لفظ اطاعت موجود ہے، اللہ کے ساتھ بھی، رسول کے ساتھ بھی، اولو الأمر کے ساتھ لفظ اطاعت نہیں، اٹھا کر دیکھئے! قرآن کریم کو، اس کا مطلب یہ ہے کہ اصل اطاعت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اگر اولو الأمر اللہ اور اس کی رسول کی اطاعت نہیں کرتا تو اس کی اطاعت نہیں اسلام میں، جس کا مطلب یہ ہے کہ **لاطاعة لمخلوقٍ فی معصیة الخالق** (مشکوٰۃ: ح ٣٦٦٩) ”کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں کہ جس میں خالق کی نافرمانی آتی ہو“ خیر میں نے یہ کہا کہ امراء سے مراد حکام، اہل دولت، صاحبِ اثر ورسوخ ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ علماء مخالطت نہ کریں، مخالطت کے معنی یہ نہیں کہ آپ ان سے نہ ملیں، ان کی شکلوں کو دیکھ کر بھاگ جائیں، حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے مجلس میں بڑے بڑے مضامین اور بڑے بڑے نکات حل کئے جاتے تھے، کسی شخص نے مولانا سے سوال کیا اور مولانا نے فرمایا کہ بھئی! یہ تم نے بڑا اہم سوال کیا ہے، اللہ نے اس کا جواب ابھی ابھی میرے دل میں ڈالا ہے، سوال یہ ہے کہ شریعت میں حکم دیا گیا ہے کہ بُروں کی صحبت سے بچو اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ نیکوں کی صحبت میں بیٹھو، تو فرمایا کہ حکم تو دونوں سرآنکھوں پر ہیں لیکن ہمارا خیال یہ ہے کہ یہ دونوں حکم جمع نہیں ہوسکتے، اس لئے کہ جب کوئی برا آدمی آپ کی صحبت میں آکر بیٹھے گا تو آپ بھاگ جائیں گے کہ میں بروں کی صحبت میں

نہیں بیٹھتا، حضرت مولانا تھانویؒ نے فرمایا کہ اس کا جواب یہ ہے کہ اصل میں مخدوم کا اثر خادم پر ہوتا ہے، خادم کا اثر مخدوم پر نہیں پڑتا۔

علماء مخدومانہ حیثیت برقرار رکھیں

یہ بات یاد رکھئے! کہ جو آدمی مخدومانہ حیثیت رکھے گا وہ خادموں پر اثر ڈالے گا اور جو خود ہی اپنے آپ کو خادم بنائے گا وہ مخدوموں پر کبھی اثر نہیں ڈال سکتا، فرمایا کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ علماء کو چاہئے کہ اہل رسوخ، اہل سلطنت اور جتنے بھی بااثر افراد موجود ہوں ان کے ساتھ نیاز مند اور خادم کی حیثیت اختیار نہ کریں بلکہ اپنی مخدومانہ حیثیت کو برقرار رکھیں اسلئے کہ اگر یہ خود خادم بن گئے تو ان کے اثرات ان کے اوپر نہیں پڑیں گے، اس لئے یہ نہیں کہا کہ آپ ان سے نہ ملیں، آپ ملیں ان کے پاس بھی جائیں، ملاقات بھی کریں، لیکن یہ نکتہ یاد رکھئے گا کہ اپنی مخدومانہ حیثیت جو اس امانت کی وجہ سے آپ کو خدا نے دی، اس کو خراب نہ کریں، اس مخدومانہ حیثیت کو جب تک تم باقی رکھو گے انشاء اللہ اس وقت تک دین سے فائدہ پہنچے گا اور جس وقت اس میں خادمانہ حیثیت اختیار کرلیں گے تو اصل چیز ختم ہوجائے گی، اس لئے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا **فهم لصوص الدين فاحذروهم** فرمایا کہ اب یہ دین کا امانت دار نہیں بلکہ دین کا ڈاکو ہوگیا ہے، رہزن ہے دین کا، تو ایک طرف تو یہ معلوم ہوا کہ اہل علم کو اللہ نے ایک امانت دی ہے، اس امانت کی وجہ سے ان کو اپنی حیثیت اور رتبے کو سمجھنا چاہئے دوسری طرف عام مسلمانوں سے یہ بات عرض کی جاتی ہے کہ جب یہ حضرات دین کے امانت دار ہیں، دین کا جھنڈا ان کے ہاتھ میں ہے تو آپ انکی ذات اور شخصیت کو نہ دیکھیں، ان کی آمدنی کو نہ دیکھیں، ان کے لباس کو نہ دیکھیں، بلکہ اس بات کو دیکھیں کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی کتنی قیمتی امانت ان کے ہاتھ میں ہے، آپ ان کے ساتھ کوئی ایسا برتاؤ نہ کریں جس سے ان کی مخدومانہ حیثیت مجروح ہوتی ہو۔

عالم جیسا بھی ہواس کی تعظیم وتکریم ضروری ہے

حضرت مولانا تھانویؒ کا ایک ارشاد سنئے ! فرمایا کہ اگر کوئی عالم غلط ہوتواس کے فتویٰ پر چاہے عمل نہ کرومگر عزت ضرور کرو،اور مثال کیسی دی،فرمایا کہ اگر کسی پریس میں قرآن کریم چھپ رہاہے اور غلطی سے غلط چھپ گیا تووہ قرآن جو غلط چھپا ہے وہ قابل تلاوت تونہیں ہے لیکن خبردار! یاد رکھنا اسے پاؤں کی ٹھوکر مارنا جائز نہیں،تعظیم وتکریم اسلئے کہ خدا کا کلام ہے،فرمایا کہ اس طریقے سے آپ نے بے توقیری کی تواس کی وجہ سے عام طور پر اہل دین کی عظمت دلوں سے ختم ہوجائے گی،اور بہت سے لوگ جو عظمت کوختم کرنا چاہتے ہیں،طرح طرح کے الفاظ اورالقاب سے یاد کرتے ہیں۔

ٹیپوسلطان شہیدؒ جن کی بڑی ہیبت تھی،جب انگریزوں نے چاہا کہ انکی عظمت ختم ہوجائے توانہوں نے اپنے کتوں کا نام ٹیپو رکھا،خلافت اورخلیفہ کا لفظ اسلام میں ایسا تھا کہ اس کی ہیبت چھاجاتی تو آپ نے دیکھا کہ اس کے اثر کوختم کرنے کیلئے حجامت بنانے والے کوخلیفہ کہنے لگے،اس طریقہ سے جب لفظ عالم کی عظمت کوختم کرنا چاہتے ہیں توکوئی مولانا اورمولوی کی جگہ مسٹر لکھنے کا خواہش مند ہے،کوئی ملا لکھنے کا اورکوئی اوردوسرے طریقے سے یاد کرتا ہے یاد رکھئے ! یہ لوگ دراصل دین کے خلاف ہیں اوردین کی عظمت ختم کرنا چاہتے ہیں اسلئے میں نے عرض کیا کہ اگرآپ علماء کی تعظیم وتکریم کریں گے تووہ دراصل دین کی ہوگی میں زیادہ وقت آپ کانہیں لوں گا،بس یہی کلمات عرض کرنا تھا دُعا کیجئے ! کہ اللہ تعالیٰ ہم اورآپ سب کوعمل کی توفیق عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین

(الحق: ج ۳،ش ۳، دسمبر ۱۹۶۷ء)

اسلاف امت کی کامیابی کا راز

یکم ستمبر ۱۹۶۵ء بمطابق ۴؍ جمادی الاوّل ۱۳۸۵ھ کو تھانوی مدظلہ کی دارالعلوم میں آمد ہوئی دارالعلوم سے باہر حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ اساتذہ واراکینِ مدرسہ اورطلبہ نے ان کا خیرمقدم کیا اس کے بعد دارالعلوم کے دارالحدیث میں ایک مختصر استقبالیہ تقریب میں ان کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا گیا حضرت مولانا تھانوی نے دارالعلوم کے مختلف شعبوں مثلاً دارالتدریس، دفتر، کتب خانہ، دارالاقامہ، جامع مسجد، مطبخ وغیرہ کا معائنہ فرما کر از حد مسرت کا اظہار فرمایا سپاسنامہ کے جواب میں حضرت مولانا نے مختصر تقریر ارشاد فرمائی ،اب وہ تقریر شامل خطبات کی جارہی ہیں......(س)

الحمدللہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

دارالعلوم حقانیہ کی دینی تعلیمی اورتبلیغی خدمات

محترم بزرگو اور میرے عزیز بھائیو طلبۂ علم دین !دارالعلوم حقانیہ ایک طویل عرصہ سے پاکستان کے مختلف حصوں میں خاص طور سے صوبہ سرحد اور افغانستان وقبائل میں جو دینی اور تبلیغی خدمات سرانجام دے رہا ہے آنے والا وقت ہم سے زیادہ اس کی قدر کرے گا اور انشاء اللہ تاریخ میں اس کے کارناموں کوسنہری حروف میں لکھا جائے گا جبکہ اس کی تاسیس اور بنیادی مرحلہ تھا تو میں حاضر ہوا تھا اب بھی جب کبھی اس علاقہ کے احباب سے ملاقات ہوتی ہے تو حالات دریافت کرتا اور سلام ودعا بھیجتا رہتا ہوں ایسی حالت ہوتی ہے جیسے کسی محبوب سے گزرہوتا ہے...... ؏ صبا پیام رسانید

اب میں دوبارہ ایسے وقت میں آیا ہوں کہ دارالعلوم حقانیہ عروج پر ہے اور اس کا ہر شعبہ ترقی پر ہے ہم سب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکرگزار ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس سے زیادہ ترقیات سے نوازے۔

گوشہ گوشہ میں فیض دیوبند

سپاسنامہ میں کچھ باتیں میرے بارہ میں کہی گئی ہیں بات یہ ہے کہ بزرگ جب اٹھ جاتے ہیں تو چھوٹوں کے ساتھ لوگ بڑوں جیسا سلوک کرتے ہیں ہم خود چھوٹے ہیں مگر بزرگوں کی نسبت ہے اللہ تعالیٰ یہ نسبت تادیر قائم و دائم رکھے وہ اکابر اور بزرگ جن کے ناموں پر اور جن کی نسبت سے یہ درسگاہیں قائم ہیں صرف ہندوستان و پاکستان نہیں بلکہ دنیا کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جہاں ان کی یادگاریں اور فیض نہ پائے جاتے ہوں میں جب ۱۹۵۶ء میں چین گیا تو وہاں ایک عالم سے ملاقات ہوئی جن کا نام یوسف الجرانی تھا ان سے جب تعارف میں پاکستان کا ذکر کیا گیا تو وہ بے چارے پاکستان کے لفظ سے ناآشنا تھے انہوں نے کہا کہ دہلی سے آئے ہو؟ پھر انہوں نے کہا کہ ہم دیوبند کو نہ صرف پہچانتے ہیں بلکہ یہاں ہمارے علاقہ میں جتنے علماء وفضلاء ہیں وہ سب دیوبند ہی کے فیض یافتہ ہیں میری آنکھوں میں خوشی کے آنسو آئے کہ یا اللہ ہمارے اکابر کا فیض کہاں کہاں پہنچا دنیا کے گوشہ گوشہ میں انہوں نے علم پھیلایا......

ذهب الذين يعاش في أكنافهم
وبقيت في خلفٍ كجلد الأجرب

اکابر کی کامیابی کا راز زہد وتقویٰ

ہمارے اکابر کی کامیابی کی ایک وجہ یہ تھی کہ ان میں اتنا زہد اور تقویٰ تھا کہ لوگ سمجھتے کہ صحابہؓ جیسے ہیں گویا ان کی ذات دین کی نشانی تھی اور دوسری بات یہ تھی کہ

انہوں نے باطل سے کبھی مفاہمت نہ کی بلکہ دیوار بن کر سینہ سپر ہوئے آج اس وقت یہ چیزیں ہم میں مفقود ہوتی جارہی ہیں اس وقت بھی تمام فرقے موجود تھے مگر لوگ بلا امتیاز ان کو بزرگ اور روحانی پیشوا سمجھتے تھے آج ان ہی بزرگوں کے نام پر ہم زندہ ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح طور پر ان اکابر سے وابستہ رکھے اور ان کی روح ہمارے اعمال میں کارفرما ہو میں آخر میں حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہٗ اور دیگر اساتذہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے میری یہ عزت افزائی کی جس کا میں لائق نہ تھا اللہ تعالیٰ آپ سب کو ترقیات سے نوازے۔

وصلى الله تعالىٰ على خير خلقه محمد وآله واصحابه اجمعين

(الحق: ج ۱، ش ۱ جمادی الثانی ۱۳۸۵ھ اکتوبر ۱۹۶۵ء)

خطبات

حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب

مختصر تعارف

حضرت مولانا احمد علی لاہوری کے روحانی اور دینی جانشین قابل فخر فرزند اخلاص وللّٰہیت عجز وانکسار تواضع وشرافت کا جیتا جاگتا نمونہ خدام الدین کے سربراہ دیوبند میں حضرت شیخ سے تلمذ کا شرف حاصل کیا اور پاکستان میں اپنے استاذ کی موجودگی کو غنیمت سمجھتے ہوئے راہ ورسم اور عقیدت و احترام کا سلسلہ مرتے دم تک جاری رکھا حضرت شیخ الحدیث کے نگاہ میں محبوبیت اور قدر ومنزلت کا مقام رکھتے تھے ناچیز راقم الحروف سے بھی بھائی اور صدیق حمیم جیسا سلوک کرتے فتغمدہ اللّٰہ برحمتہ عزیمت واستقامت اور حمیت دینی میں اپنے اسلاف مولانا سندھی مولانا دین پوری مولانا امروٹی اور اپنے عظیم والد کے روایات کو قائم رکھا۔ (س)

ذکر......شکر......دُعا

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے جلسہ دستار بندی میں ۱۸/اکتوبر ۱۹۶۷ء کو یہ تقریر حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب نے ارشاد فرمائی۔

اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں

بزرگانِ محترم! معزز حاضرین، اساتذۂ کرام وطلباء عزیز! اللہ تعالیٰ کے اس امتِ محمدیہ ﷺ پر جو بے انتہاء احسانات ہیں واقعہ ہے کہ ان کی گنتی اور شمار بھی ناممکن ہے وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَاتُحْصُوْهَا میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ انہوں نے ہمیں اشرف المخلوقات بنایا اگر مرغی بناتے، مچھر بناتے، تو ہم کیا کر سکتے تھے پھر آج دنیا میں دہریہ ہیں، کمیونسٹ ہیں، کئی کئی گمراہ ہیں، اللہ کا شکر ہے کہ ہمیں اللہ نے مسلمان بنایا پھر کئی قسم کے گناہوں میں لوگ مبتلا ہیں، اللہ کا شکر ہے کہ ہمیں اس نے اللہ والوں کے ساتھ وابستگی نصیب فرمائی قدرِ نعمت بعد از زوال، شکر، ذکر، دعا یہ تین ہی تو قرآن کی اصل تعلیمات ہیں، ہماری عبادات میں سے ذکر گیا تو شکر بھی چلا اور دعا بھی، تعلیم دین کی کمی ہے، عام انسان نہ اللہ کو پہچانتے ہیں نہ اس کے دین کو، اصلی علوم کو بھولے ہوئے ہیں اور دنیوی علوم کو رٹ لیتے ہیں......

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

حضورﷺ کی اتباع ہم سب پر فرض ہے

حضورﷺ کی اتباع ہم پر فرض ہے،علم ہی سے اللہ نے ہمیں فوقیت دی،عظیم المرتبت سنت علم سے ہمیں نوازا گیا،لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج بیس سال ہوئے پاکستان بنے ہوئے دنیا کی قومیں چاند کو چھو رہی ہیں،ستاروں پر کمندیں ڈال رہی ہیں اور ہمارے نوجوان آج تک رسول اللہﷺ کے مقام پیدائش سے بھی ناواقف ہیں۔

اسلام کی بنیادوں سے واقفیت لازمی ہے

اپنے بزرگوں کے طفیل اللہ نے ہمیں حج نصیب فرمایا،آج لوگ لندن کی سیاحت تو کرتے ہیں مگر حج کو نہیں جاتے سِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ حج کیلئے اگر جائیں تو وہاں کالے ، گورے،امیر ،غریب ، مالکیہ ،شافعیہ ، حنبلی، نقشبندی، سہروردی، وہاں سب جمع ہوتے ہیں، مختلف لباس پہننے والے چینی، جاپانی، انڈونیشی، ترک، تاتار، انڈین سب ایک ہی قسم کے لباس کفن بردوش عرفات میں ایک ہی صدا بلند کرتے نظر آتے ہیں، لبيك اللّهم لبيك لبيك لاشريك لك لبيك إن الحمد والنعمة لك والملك، لاشريك لك (بخاری: ۱۰۴۹) یوں معلوم ہوتا ہے کہ سب مردوں،عورتوں کا ایک ہی لباس ہے اور ایک ہی زبان ہے،مگر جونہی حج ختم ہوا، سب اپنے اپنے لباس میں پھر نظر آنے لگتے ہیں۔

اگر آپ امریکہ، فرانس، جرمنی، اٹلی کے حالات کی تحقیق کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ جناب رسول اللہﷺ کی آمد کے بعد علماء عرب نے حقیقی تصانیف کیں اور علوم پھیلائے لیکن افسوس کہ جو کل ہمارے شاگرد تھے وہ آج ہمارے استاد ہیں،علم اگر

ہمارے دوست کے پاس ہے تب بھی اس کو حاصل کرنا چاہئے،اگر دشمن کے پاس ہے تب بھی یہ ہماری گم گشتہ متاع ہے لیکن ہم نے یورپین نظام کی نقالی کی اور امریکہ کے نقش قدم پر چلے،اسلامی نظام سے ہم نے بے اعتنائی برتی مسلمان اللہ کے دین کیلئے لڑتا ہے،مگر یورپ نے گزشتہ دونوں جنگیں تہذیب وتمدن کے نام پر لڑیں آج مسلمان کہلانے والوں میں سے اکثریت کا کلمہ ہی درست نہیں ہے،میں نے ایک یورنیورسٹی کے طلبہ سے مذاق کے طور پر کہہ دیا کہ جو نماز جنازہ یا دعائے قنوت سنادے تو میں دس روپے انعام دوں گا،کوئی بھی نہ تھا جو سنا سکتا،ایک استاد نے کہا کہ میں ۳۰ سال سے استاد ہوں سچ کہتا ہوں مجھے بھی دعائے قنوت اور نماز جنازہ میں فرق نہیں آتا عید کی نماز کی تکبیریں ہو رہی ہوتی ہیں اور مسلمان رکوع چلے جاتے ہیں انگریز سے ہم نے کہا تھا تمہارا دین الگ ہے ہمارا تمدن الگ ہے اسلئے ہمیں الگ خطہ حاصل ہونا چاہئے لیکن جو ہم نے اس خطہ میں اپنے تمدن اور دین کی ترویج واشاعت کیلئے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے وہ اظہر من الشمس ہیں۔

دینی اقدار پر نت نئے حملے ہو رہے ہیں

آج دین پر ہی شک ہو رہا ہے،رسول اللہﷺ کی احادیث پر اعتماد نہیں صحابہ کرامؓ پر اعتراضات،خلفائے راشدین کی تعلیمات کو سکولوں ،کالجوں کے نصاب سے کھرچ کھرچ کر نکالا جا رہا ہے کیا یہ مسلمانی کا دعویٰ کرنے والوں کو زیب دیتا ہے؟ ہم سائنس اور ٹیکنالوجی کے مخالف نہیں ہیں ہم تو کہتے ہیں کہ ہماری قوم ہر شعبہ میں ترقی کرے مگر اس کے ساتھ ساتھ اللہ اور اس کے رسول کو نہ بھولے......

دین ہاتھ سے دے کر اگر آزاد ہو ملت
ہے ایسی تجارت میں مسلمان کا خسارہ

نفاذ اسلام تمام مسائل کا حل

شمس العلماء حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی نے رات کتنا عمدہ خطاب فرمایا کہ اقوامِ عالم کی برادری میں اگر قانون اسلام کو رائج کیا جاتا تو سارے مسائل حل ہوجاتے، نہ نسلی امتیاز رہتا، نہ کالے گورے کی لڑائیاں ہوتیں، نہ کشت وخون ہوتے، نہ دنیا بھوکی مرتی نہ روٹی کی صدائیں آتیں، انہوں نے صحیح فرمایا کہ ہمارے نمائندوں کو خوف آتا ہے کہ اگر ہم نے اسلام کی بات کہہ دی تو رجعت پسند کہلائیں گے حضرت الاستاذ مولانا عبدالحق صاحب مدظلہٗ کو خدادن بہ دن غیبی امداد سے نوازے، اللہ تعالیٰ ان کے علوم وفیوض سے طلباء کو جرعہ نوشی کی توفیق عطا فرمائے، اور دین کا چرچا اطراف واکناف عالم میں کرتے پھریں، کل سے اتنا عظیم اجتماع ہو رہا ہے، سارے چہرے متشرع مقطع نظر آتے ہیں کل ساری رات روحانی علم وعرفان کی بارش ہوتی رہی جو آئے ہیں وہ سیراب ہوکر گئے ہیں، اللہ تعالیٰ اس مدرسہ کو تا قیامت قائم ودائم رکھے اور اس کے معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا أن الحمد للّٰہ رب العٰلمین

(ماہنامہ الحق فروری ۱۹۶۸ء ش ۵)

معرکہ حق و باطل

مورخہ ۲۰ رذی الحجہ ۱۳۸۶ھ بمطابق یکم اپریل ۱۹۶۷ء بروز ہفتہ جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب امیر انجمن خدام الدین لاہور مختصر دورہ پر دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک تشریف لائے اس وقت اتفاق سے دارالحدیث کے وسیع ہال میں دارالعلوم کے ایک فارغ التحصیل مولوی جان محمد صاحب ساکن ڈبری تھانہ لکبندہ تحصیل فورٹ سنڈیمن، ضلع ژوب کی دستار بندی کی تقریب تھی آپ نے بھی شرکت فرمائی اور دستار بندی فرماتے وقت اپنے کندھوں سے چادر اتار کرانہیں عطا فرمائی دستار بندی دستار کے پیچ باری باری اکابر علماء دارالعلوم اور حضرت مدظلہٗ نے دیئے حضرت اقدس نے اس موقع پر نہایت عمدہ تقریر فرمائی جو ٹیپ ریکارڈ سے من وعن منتقل کر کے شامل کتاب کیا جارہا ہے۔

ازل سے حق وباطل کی آویزش

خطبہ مسنونہ کے بعد! بزرگان محترم ومعزز حاضرین، اساتذہ گرامی وطلبۂ عزیز! اللہ تعالیٰ کا جس قدر بھی شکر ادا کریں کم ہے کہ دنیا میں عموماً اور عالم اسلام میں خصوصاً اسلام کی جڑیں کاٹنے کے لئے جہاں بڑے بڑے دشمنان اسلام اور اُن کے ساتھ ساتھ دول مغرب کی ریشہ دوانیاں مصروف عمل ہیں وہاں علمائے حق بھی موجود ہیں اللہ تعالیٰ

نے جہاں ابلیس لعین اور اُس کے حاشیہ برداروں پانچ سواروں کو کھلی چھٹی دی، وہاں اس نے بعض انسانوں کو پیغمبر بنا کر ارسال فرمایا تو گویا ازل سے تا امروز حق و باطل کی یہ آویزش جاری ہے مبارک ہیں وہ لوگ جن کو اللہ نے سلسلۂ حق کی کڑی بنایا اور باطل کا قلع قمع کرنے کیلئے مامور فرمایا۔

دینی مدارس کے فضلاء، طلباء اور نصرت خداوندی

یہ دینی مدارس کے فضلاء علماء روکھا سوکھا کھا کر اور موٹا چھوٹا پہن کر قرآن و حدیث کے علوم سے اپنے سینوں کو منور کرتے ہیں ان میں سے کل کوئی محدث ہوگا، کوئی فقیہ ہوگا، کوئی مرشد اور ہادی ہوگا اور کوئی مسجد و محراب کو زینت بخشے گا اور کوئی منبر کا خطیب ہوگا اور اسلام کی توقعات پوری کر دکھائے گا إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ہمارے اساتذہ مبارکباد کے مستحق ہیں قانون اسلام کیلئے قربانیاں دینا یہ کوئی معمولی کام نہیں ہے، یہ کار پیغمبراں ہے، میں آپ حضرات کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ بوریہ نشینوں کو اللہ تعالیٰ نے اس ارفع و اعلیٰ مقصد کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کیلئے چن لیا۔

اللہ تعالیٰ کی رحمتیں آپ ہی لوگوں کے ساتھ ہیں اللہ کی رحمتیں ہامانوں، قارونوں، فرعونوں اور نمرودوں کے ساتھ نہیں ہیں دیکھنے میں آپ کمزور ہیں مگر نصرت حق آپ کے ساتھ ہے غیبی طاقتوں سے آپ کی مدد کی جائے گی نہ مجھ میں کوئی صلاحیت ہے نہ کوئی کمال، اللہ تعالیٰ ہمارے ان بزرگوں کو سلامت رکھے، ہم نے تو انہی حضرات سے تھوڑا بہت علم سیکھا ہے، ورنہ ہماری کیا حقیقت ہے......

جمالِ ہم نشین در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

اپنے شیخ اور استاد حضرت مولانا عبدالحق کا ذکر

چند دن دیوبند رہنے کا شرف حاصل ہوا میری آنکھیں ان کے اثرات سارے پاکستان میں دیکھ رہی ہیں حضرت مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم میرے دیوبند کے استاذ ہیں یہاں قریب ہی زیارت کاکا صاحب نوشہرہ کے قرب و جوار میں ہے، وہاں پر بھی ایک بزرگ اسی نام سے موسوم ہیں حضرت مولانا عبدالحق نافع گل صاحب (مولانا موصوف اب وفات پا چکے ہیں) وہ بھی میرے استاذ ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بھی سلامت رکھے وہ حضرت مولانا عزیر گل صاحب اسیر مالٹا اور تلمیذ خصوصی حضرت شیخ الہندؒ کے بھائی ہیں جن دنوں ہم لوگ دیوبند پڑھا کرتے تھے تو طلبہ ظرافت کے طور پر امتیاز کیلئے کہا کرتے تھے کہ ایک مولانا عبدالحق صاحب نافع گل ہیں تو دوسرے مولانا عبدالحق صاحب انفع گل ہیں یعنی حضرت شیخ الحدیث کو ہم لوگ ان دنوں انفع گل کہا کرتے تھے یہ جملہ زبان زد عام ہوگیا حضرت کو بھی طلبہ سے بڑی محبت تھی بقول حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب (جو میرے استاذ ہیں حدیث کے) ہمیں آج لوگ اچھے الفاظ سے جو یاد کرتے ہیں تو اس میں ہمارے اکابر کے اخلاق کریمانہ کا ہی اثر ہے......

ایں سعادت بزور بازد نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

حقانیہ سے حقیقی محبت

مجھے اس درسگاہ سے حقیقی محبت ہے جب سنتا ہوں کہ حضرت شیخ الحدیث صاحب بیمار رہتے ہیں تو دکھ ہوتا ہے باوجود طرح طرح کے عارضوں میں مبتلا ہونے کے بھی یہ مالی کی طرح اس باغ کو پانی دیتے رہتے ہیں ابھی ابھی جس جملے کا حضرت نے ذکر فرمایا کہ ہم ایک دارالعلوم دیوبند سے تنگ تھے کہ آج ہر شہر میں دارالعلوم ہوگیا

ہے یہ ایک بہت بڑی طاقت نے کہا ہے انڈونیشا کی مثال ہمارے سامنے ہے وہاں پر
اسلام کے خلاف خفیہ مہم چلی اور کیمونزم کو برسراقتدار لانے کی سعی کی گئی مگر اللہ تعالیٰ نے
اسلام کو ختم کرنے والوں کو ختم کر دیا اور حق کا بول بالا رہا اسلام کی حفاظت کرنے والا خود
خالق کائنات ہے اللہ تعالیٰ نے وہ طاقت سلب کرنی ہے کہ کوئی قرآن میں تحریف لفظی کر
سکے ظاہر ہے کہ انہی علماء اسلام کو جنہیں علماء دیوبند کہا جاتا ہے یا فضلائے حقانیہ جو دیو
بند ہی سے ملحق ہے، اللہ تعالیٰ نے یہ شرف بخشا ہے کہ یہ ہر باطل سے ٹکر لیتے ہیں۔

مولانا عبدالحق اور اللہ کی دستگیری

حضرت مولانا عبدالحق صاحب کل دیو بند میں استاذ تھے تو آج دارالعلوم
حقانیہ میں ہیں وہی افکار ہیں وہی علوم ہیں اگر چہ یہاں پر وہ پشتو میں تعلیم دیتے ہیں اور
وہاں اردو میں دیتے تھے، تاہم زبان بدلنے سے افکار و علوم نہیں بدل جاتے، میں تو
حضرت کی تقریر سن کر حیران ہو رہا تھا کہ دن رات آپ کا معمول پشتو بولنے کا ہے مگر
باوجود بیماری کے اور شاید ہی آجکل کبھی دن میں اردو بولنے کا موقع ملتا ہو تعجب ہوتا ہے
کہ کھڑے کیسے ہوتے ہیں، دوائیاں کھا کر تو اٹھتے بیٹھتے ہیں اور چند منٹ میں کتنی فصیح و
بلیغ اور جامع تقریر فرمائی ان کے چہرے مہرے سے شکل و شباہت سے وجاہت اور
سطوت ٹپکتی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے سب پر دھاک بیٹھی ہوتی تھی
مگر حالت یہ ہے کہ پیٹ پر پتھر باندھ رکھتے تھے یہی حال یہاں ہے اکابر کے نقش قدم
پر چلتے ہوئے جنگل میں منگل بنا دیا ہے نہ کسی سرمایہ دار کی مدد ہے نہ کوئی ایڈ ہے، نہ
گرانٹ ہے بس سراپا اخلاص ہی اخلاص ہے جن اداروں کی پشت پر حکومتیں ہوتی ہیں
اور وہ بڑی بڑی رقمیں دیتی ہیں، اُن سے بھی اتنا کام نہ ہوا جو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے
فضل سے ایک مرد درویش سے لے لیا ان لوگوں کا کام کچھ بھی نہیں ہوتا مگر پروپیگنڈا

بہت ہوتا ہے اور ادھر حالت برعکس ہے ''آفتاب آمد دلیل آفتاب شپرہ چشم'' کے سوا باقی
سب اس کا مظاہرہ کرتے ہیں دینی مدارس واقعتاً بڑا کام کر رہے ہیں۔

حقانیہ بقول قاری طیب دیو بند ثانی

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ایک خالصتاً دینی درسگاہ ہے اس سے بڑھ کر اور
کوئی مقدس سرزمین ہو سکتی ہی نہیں، جہاں انوار الٰہی برس رہے ہیں، ہر وقت قال اللہ و
قال الرّسول کے غلغلے بلند ہو رہے ہیں، انوار نبوی ﷺ موسلا دھار بارش کی طرح برس
رہے ہیں استاذ مطالعہ کر رہے ہیں طلبہ محو علم ہیں مولانا محمد طیب صاحب نے ٹھیک فرمایا
تھا کہ دارالعلوم حقانیہ دیو بند کا ایک حصہ ہے، یہ حقیقت میں دیو بند ہے چراغ سے چراغ
جلتا ہے، انشاء اللہ یہاں سے جرعہ نوشی کرنے والے اطراف و اکناف عالم میں دین
مصطفوی ﷺ کا غلغلہ بلند کریں گے......

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغِ مصطفوی ﷺ سے شرار بولہبی

یہ کشمکش حق و باطل تو ہمیشہ سے رہی ہے، آج بھی ہے اور آئندہ بھی رہے گی
اگر شیاطین کے حواری اسلام کی مخالفت کے منبع ہیں تو یہ دینی مدارس اللہ کے رسول ﷺ
کے غلاموں کے مراکز ہیں اگر سورج نہ ہو تو ظلمت کا پتہ نہیں چلتا اللہ تعالیٰ اس عظیم
درسگاہ کو قیامت تک قائم رکھے اللہ تعالیٰ ہمارے شیخ کو تادیر سلامت با کرامت رکھے۔

مولانا سمیع الحق باپ کا عکس جمیل

مولانا سمیع الحق صاحب میرے بھائی ہیں اللہ تعالیٰ اُن کو اپنے عالی مرتبہ
باپ کا عکس جمیل بنائے...... ع نرم دمِ گفتگو، گرم دمِ جستجو
مجھے اُن سے بے حد محبت ہے غریبانہ مزاج اور مہمان نواز ہیں مجھے شرم محسوس

ہوتی ہے کہ اپنے استاذ کے سامنے لب کشائی کرتا ہوں جب بھی میں یہاں آتا ہوں اپنی سعادت سمجھ کر آتا ہوں یہاں پر کوئی سوات سے آیا ہے کوئی دیر اور چترال سے ، بلکہ یہ حضرات پاکستان کے کونے کونے میں علوم الٰہیہ کی شمعیں روشن کریں گے جسطرح ندی نالوں سے پانی لیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس دارالعلوم سے بھی علوم نبوی ﷺ کے دریا بہائے اور دوسرے مدارس اس مدرسہ سے جاری کرے اور ہم زیادہ خوش ہوں آپ حضرات کو اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر بار چھوڑ کر موٹا جھوٹا پہن کر یہاں سے جرعہ نوشی کی توفیق عطا فرمائی ہے اللہ تعالیٰ بھر پور حصہ عطا فرمائے اور اپنے اپنے علاقے میں جا کر اسی طرح دین کے چمکتے ہوئے ستارے بننے اور نور ہدایت پھیلانے کی توفیق ارزانی فرمائے۔

اہل حق و باطل کی متوازی پٹریاں اور مولانا احمد علی لاہوری کا ارشاد

حضرت والد بزرگوارؒ فرمایا کرتے تھے جس طرح ریل کی دونوں پٹریاں کراچی سے لنڈی کوتل تک متوازی چلتی ہیں، اسی طرح جہاں اہل حق ہوں گے وہاں باطل بھی مقابلے پر چلے گا ایک پٹڑی کو پیغمبروں کی گذرگاہ تصور کر لیجئے اور دوسری کو شیطان اور اس کی ذریت کی گذرگاہ دینی مدارس کو اللہ تعالیٰ سدا ہی قائم رکھے اور ترقی عطا فرمائے اللہ تعالیٰ ان کی غیب کے فیض سے مدد فرمائے، کسی کا دست نگر نہ بنائے، توکل سے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے کسی مالدار کے وعدے وعید پر تکیہ کرنے سے بچائے، جن لوگوں نے دارالعلوم حقانیہ کی تعمیر و ترقی میں حصہ لیا انہوں نے جنت میں اپنا ٹھکانا بنا لیا اور جنہوں نے دینی مدارس کی توہین کی انہوں نے اپنا گھر جہنم میں بنا لیا اللہ تعالیٰ ان کو توبہ کی توفیق عطا فرمائے کسی شخص کے چاہنے سے دینی مدارس کا وجود ختم نہیں ہوسکتا یہ انشاء اللہ ترقی کرتے چلے جائیں گے اور ان چراغوں کو پھونکوں سے نہیں بجھایا جا سکتا، افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جو دینی مدارس خلق خدا کی بے پناہ خدمت کر رہے

ہیں اُن کے متعلق تو طرح طرح کی باتیں بنائی جاتی ہیں اور بوگس مدرسوں کیلئے ہر جگہ چندوں کی فراہمی ہو رہی ہے ایسے بوگس مدرسوں کو دین حقہ کے علمبرداروں کے مقابلہ میں لانا کس قدر شقاوت ہے اللہ کے بندوں نے دینی مدارس کو بھی نہیں بخشا لیکن یاد رکھنا چاہیئے، اللہ تعالیٰ کی پکڑ بھی بڑی شدید ہے......

ع دیر گیر و سخت گیرد مرترا

إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ حق کے نام کو مٹانے کیلئے جو بھی آگے آئے گا، وہ خود مٹ جائے گا طاغوتی طاقتیں ہمیشہ ذلیل ہوئی ہیں، انشاء اللہ اب بھی باطل ہی ذلیل ہوگا سمع خراشی کیلئے معافی چاہتا ہوں میں اپنے دل کی بات چھپا نہ سکا اور جو کچھ محسوس کیا عرض کر دیا آپ حضرات کی دعاؤں کا طالب ہوں، سیہ کار ہوں، ایک ادنیٰ طالب علم ہوں حضرت شیخ الحدیث نے تو بہت کچھ فرما دیا مگر میں سچ عرض کرتا ہوں کہ اپنے آپ کو میں بقول علامہ اقبال......

ع زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن

کے مصداق سمجھتا ہوں بہر حال میں ان اکابر کی دعاؤں کا محتاج ہوں اور آخر میں پھر عرض کرتا ہوں کہ جو لوگ دینی مدارس کی اعانت کرتے ہیں وہ اپنی نجات کیلئے کریں مدرسوں پر احسان نہ سمجھیں، یہ تو اپنے آپ پر احسان ہے اللہ تعالیٰ ان مدارس کی غیب سے نصرت فرمائے آمین۔

ضبط و ترتیب: جناب محمد عثمان غنی بی اے

(الحق ج ۱۲،ش ۹، جولائی ۱۹۷۷ء)

خطاب

حضرت مولانا کوثر نیازی صاحب

مختصر تعارف

مولانا مرحوم شاعر،ادیب،صحافی،عالم ومصنف اوراعلیٰ پایہ کے خطیب ،اعلیٰ صلاحیتوں کے مالک، سیاسی داؤپیچ،وقت کے نبض پر ہاتھ رکھنے والے باکمال انسان تھے ذوالفقارعلی بھٹو کے دور میں پارٹی اور پارلیمانی امور میں اعلیٰ مقام اورمرتبہ کی ذمہ داریوں کو نبھایا کئی اخبارات اوررسائل کے مدیر رہے سینٹ کے ممبر بنے اور کئی سال میرے سینٹ کے ساتھی آخر میں جونیجو کے دور میں اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین کے منصب کو رونق بخشی محبت وتعلق کے روابط کو آخر تک استواررکھا مجلس علم کی ہوا، ادب اور شعروشاعری یا سیاست کی رونق محفل و بزم ہوتے اللہ تعالیٰ محاسن کے صدقے کوتاہیوں سے درگزر فرماوے۔ (س)

نئی ذمہ داریاں نئے تقاضے

مورخہ ۱۱رجولائی ۱۹۶۶ءکو لاہور کے جناب مولانا کوثر نیازی صاحب (مدیر شہاب لاہور) دارالعلوم تشریف لائے دارالعلوم میں قیام کے دوران تعلیمی اور انتظامی شعبے اور تعمیراتی کام دیکھ کر بے حد محظوظ ومسرور ہوئے بعد از نماز عصر جامع مسجد دارالعلوم کے وسیع صحن میں طلبہ دارالعلوم کی طرف سے انہیں سپاسنامہ پیش کی گیا جس کے جواب میں مولانا موصوف نے ذیل کا خطاب فرمایا جو مولانا کی گہری بصیرت ، تجربہ اور دینی وفکری پختگی کا غماز ہے تجدید دین کے نام پر دین میں جدت طرازی کرنے والوں کے بارہ میں مولانا کے ارشادات ایک ایسے آزمودہ کار کے خیالات ہیں جو خودکافی عرصہ صاحب البیت رہا ہے......(س)

دارالعلوم اور بانی دارالعلوم کو خراج تحسین

خطبہ مسنونہ کے بعد! مجھے آج دارالعلوم میں آنےکا موقع ملا یہ میری بہت بڑی سعادت ہے اور آج میری دیرینہ آرزو پوری ہوئی میں سالہا سال سے آپ کے دارالعلوم اور حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم کی عظیم شخصیت سے متاثر ہوں ، اور وہ خدمات جلیلہ جو حضرت مولانا اور یہ ادارۂ دینِ حق کی بجا لا رہا ہے ،شروع سے اس کا قدر دان ہوں حقیقت یہ ہے کہ جو زمانہ جا رہا ہے ، اور جس طرح حالات ہمیں گھیرے ہوئے ہیں اور دین حق کو فتنوں کا جو سامنا ہے ان میں ایسی بزرگ ہستیاں مغتنماتِ زمانہ میں سے ہیں اور کبھی کبھی خیال آتا ہے کہ جب یہ لوگ بھی نہ رہے تو ہمارا کیا بنے گا وہ جو

شاعر نے کہا تھا حضرت شیخ الحدیث کا وجودِ مسعود بھی ان میں سے سمجھتا ہوں کہ......

ہمارے بعد اندھیرا رہے گا
بہت چراغ جلاؤ گے روشنی کیلئے

میرے بارہ میں جو ذرہ نوازی آپ لوگوں نے فرمائی، بغیر تصنع اور بناوٹ کے کہتا ہوں کہ میرے اندر ان خصوصیات کا سینکڑواں بلکہ ہزارواں حصہ بھی موجود نہیں علماء ربانییّن کا ادنیٰ خادم اور ان کے خاکِ قدم کو سرمۂ چشمِ بصیرت اور نجات کا باعث سمجھتا ہوں اگر کوئی متاع اور اندوختہ میرے پاس ہے تو یہی ہے میں کچھ تقریر کا ارادہ نہیں رکھتا آپ اہلِ علم ہیں میں خود آپ سے سیکھنے آیا ہوں، بس ایک رشتہ کی بناء پر کہ میں ایک ادنیٰ طالب علم ہوں کچھ باتیں جو میں نے جدید حلقوں میں بیٹھ کر اور شہری زندگی میں رہ کر محسوس کی ہیں عرض کرتا ہوں، خدا کرے کہ آپ حضرات آئندہ زندگی میں اسے ملحوظ خاطر رکھیں پہلی بات یہ ہے کہ آپ پر اللہ نے بڑا فضل و کرم کیا ہے آپ اپنے مقام کا شعور کر لیں۔

دین کا طالب علم احساس محرومی سے دور رہے

اکثر علم دینیہ کے طالب علم احساسِ کمتری میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور محسوس کرتے ہیں کہ......

یارانِ تیز گام نے محمل کو جا لیا
ہم محو نالۂ جرسِ کارواں رہے

ان کا خیال ہوتا ہے کہ دنیا نے ترقی کی شہرت، عزت اور دولت پائی اور ہم ان لوگوں سے فروتر ہیں بحیثیت جماعت اور ادارہ اور آپ کے اس نسبت دینی کے عرض کرتا ہوں کہ آپ کو احساسِ کمتری میں کبھی مبتلا نہ ہونا چاہئے اللہ نے آپ پر اتنا بڑا کرم فرمایا کہ جو علوم اللہ اور رسول صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار اور ہمارے ائمہ سلف کی وراثت ہیں ان کے حصول کا شرف خدا نے آپ کو تخصیص کا درجہ دیا یہ زمانہ جو گزر رہا

ہے اس میں ترکِ دنیا کی مذمت کی ضرورت نہیں کبھی ضرورت تھی جبکہ تقویٰ اور دین کا دور دورہ تھا اور لوگ چاہتے تھے کہ دنیا کے علائق سے الگ ہو کر عبادت کے لئے گوشہ گیر ہو جائیں مگر اب مادیت اور مادہ پرستی کا دور دورہ ہے یہ ڈیڑھ بالشت پیٹ سارے جہاں کا احاطہ کئے ہوئے ہے ماضی اور مستقبل کا سارا جائزہ پیٹ کیلئے لیا جارہا ہے روپیہ پیسہ اور عیش وعشرت لوگوں کا منتہائے مقصود بنا ہوا ہے غرض سارے عالم میں فساد اس طلبِ دنیا کے لئے ہے اور یہی وہ رجحان تھا جس کے بارے میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ ہر امت کے لئے ایک فتنہ ہوتا ہے اور میری امت کے لئے فتنہ دنیا ہے دنیا تو ہر زمانہ میں پرکشش رہی مگر جو رعنائی، زیبائی، کشش، اس کے اندر اس زمانہ میں پیدا ہوئی وہ پہلے نہیں تھی پہلے زمانہ میں لوگوں کو ان سواریوں کا تصور نہیں تھا، جو آج میسر ہیں ماکولات ومشروبات اسی طرح لباس میں وہ تنوع اور رنگا رنگی نہیں تھی جو آج کے مادہ پرست دور میں ہے غرض یہ مال جس طرح آج باعثِ آزمائش ہے پہلے نہیں تھا مال و دولت آج کا سب سے بڑا فتنہ ہے اور ترکِ دنیا اور رہبانیت کا خطرہ بہت کم ہے۔

فانی اور لافانی عزت

آپ یہ خیال نہ کریں کہ دنیا عزت اور اقتدار لئے جارہی ہے آپ کو اللہ نے دنیا طلبی سے محفوظ رکھا قناعت کا جذبہ اور زندگی عطا فرمائی اپنے اور رسول کریم ﷺ کے علوم کا وارث بنایا اس سے بڑی عزت اور کیا ہو سکتی ہے؟ لوگوں کے پاس جو اقتدار ہے وہ زوال پذیر اور پانی کے بلبلہ کی مانند ہے کل جو کرسی پر تھے آج ان کا نام لینا بھی جرم اور داخل دشنام ہو چکا ہے ان کا حکم صرف جسموں پر چلتا ہے دلوں پر نہیں آپ کا حکم اس زمانہ میں بھی جسموں پر نہیں بلکہ دلوں پر چلتا ہے اصل دولت دولتِ آخرت ہے اور اس دولت کے مقابلہ میں دنیا کی نسبت یہ ہے جیسے کوئی بہتے ہوئے سمندر میں انگلی ڈال دے، اور کچھ تری اس کی انگلی پر لگ جاوے آپکی مثال تو بحرِ مواج کی مانند ہے......

ایں	سعادت	بزور	بازو نیست
تانہ	بخشند	خدائے	بخشندہ

آپ اس شعور کو تازہ رکھ کر اس دارالعلوم سے فارغ ہوں میں نے آج کے مختصر قیام کے دوران جو کچھ دارالعلوم میں دیکھا جو سنا تھا اس سے بڑھ کر پایا اور میں نے جو جائزہ لیا، اس بناء پر کہتا ہوں کہ مستقبل قریب میں انشاء اللہ یہ دارالعلوم پاکستان میں وہ حیثیت حاصل کرلے گا، جو برصغیر پاک و ہند میں دارالعلوم دیو بند کا ہے۔

زمانہ نازک مسائل کا ہے نزاعی مسائل کا نہیں

اس لحاظ سے یہاں سے فارغ ہونے والوں کی ذمہ داری اور بھی نازک ہوگی جب آپ یہاں سے نکلیں تو آپ کے علم کے ثمرات لوگوں پر منکشف ہونے چاہیں جس کے لئے اہم اور پہلی بات یہ ہے کہ زمانہ کی نزاکت کا خیال رکھیں یہ زمانہ نازک مسائل کا ہے یہ زمانہ الحاد اور دہریت میں مبتلا ہے وہ نزاعی مسائل جو اصل کی حیثیت نہیں رکھتے ، قابلِ التفات نہیں وسیع ماحول کو پیش نظر رکھئے آج لوگوں کو خدا، رسالت، ایمان بالغیب اور آخرت جیسی باتیں سمجھانی ہیں وہ مسائل جو جدید معاشی نظام کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں غربت اور افلاس، بے چینی اور اضطراب بڑھ رہا ہے لوگ متلاشی ہیں کہ کوئی ایسا مکمل اور صحیح نظام ان کے سامنے رکھ دیا جائے جن میں ان مسائل اور مشکلات کا حل ہو وقت کے پیٹ سے جو مسائل پیدا ہو رہے ہیں تصویر، بنکنگ ، عطیہ خون اور سرجری اور خدا جانے کیا کیا مسائل ہیں، جن کے حل کیلئے ذہنی افق کو وسیع کرنا ہوگا۔

دلآویز فتنوں کا مقابلہ

دارالعلوم سے نکلنے کے بعد آپ کو ہر طرف سے ایسے فتنوں کا مقابلہ کرنا ہوگا جو بظاہر بڑی دلآویزی رکھتے ہیں خوبصورت انداز تبلیغ اور بلند بانگ دعاوی ہوں گے قسم قسم

کی کتابوں اور رسائل سے آپ کو متاثر کرنا چاہیں گے، ان کی اندازِ گفتگو، چال ڈھال غرض ہر چیز ابتلاء اور آزمائش والی ہوگی مگر اسکی حیثیت اس چونہ گچ قبر کی ہوگی جس کے اندر کا مردہ کافر ہو اور باہر سے آرائش و زیبائش کیا گیا ہو میں اپنے طویل تجربات کی بنیاد پر کہتا ہوں کہ تمام صلاح فلاح صرف اور صرف سلف صالحین کے اتباع میں ہے اسلام سائنس نہیں کہ اس میں طرح طرح کی اختراعات اور ایجادات کئے جائیں سائنس کی دنیا میں تو ایسے دعوے قابل تعریف ہیں اور لوگ اس پر واہ واہ کرسکتے ہیں۔

اسلام چاند وسورج کی طرح قدیم ہے تجدید کا محتاج نہیں

مگر اسلام میں اگر کوئی شخص کہتا ہے کہ یہ چیز آج میں نے پہلی بار پیش کی، اسلافؒ سے بھی ایسا کام نہ ہوسکا تھا تو ایسا کہنے والا شخص گمراہ ہے اسلام اتنا قدیم اور پرانا ہے، جس طرح آدمؑ اور جس طرح یہ چاند یہ سورج یہ ہوا اور یہ دنیا پرانی ہے اور جس طرح پرانی ہونے کے باوجود یہ چیزیں آج بھی زندگی کا سرچشمہ ہیں اس طرح اسلام ہزاروں سال کے باوجود آج بھی ہزاروں جدتوں کا حامل ہے اس کے بارہ میں کسی بلند بانگ دعوے والوں کی طرف ہرگز التفات نہ کیجئے بلاشبہ کار تجدید واحیائے دین اسلام میں ہوتا رہا ہے اور ہر دور میں مجدد دین پیدا ہوتے رہے مگر اس کی حیثیت جدّت طرازی کی ہرگز نہ تھی مجدد دین امت نے پرانی صداقتوں کو نئے اسلوب اور وقت کی اندازِ بیان میں ڈھال کر پیش کیا مگر جو شخص خود یہ دعویٰ کرے کہ یہ باتیں صدیوں کے بعد پہلی بار پیش کی جارہی ہیں تو سمجھئے کہ یہ شخص ملت کی کشتی کو منجدھار کی طرف لے جارہا ہے کجا کہ اسے باہر نکال دے۔

تحزب اور تفرق اور تجدید دین کا زعم

اتحادِ اسلامی کو پارہ پارہ کرنے کیلئے وہ تحزب اور تفرق جس میں حق کو اپنے اندر محدود کرلیا جائے اور یہ کہا جائے کہ اصل اسلام اگر ہے تو ہم ہی میں ہے اور اصل اسلام کا

کام تو صرف ہم ہی کر رہے ہیں اور ساری صلاح وفلاح ہم ہی میں محدود ہے اور صالحین امت اور مجدد دین امت نے اگر جماعت اور تنظیم نہیں بنائی تو غلط کیا تو ان لوگوں کا یہ تحزب ملت اور دین کی بربادی کا باعث ہے میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ پوری تاریخ میں کسی مجدد نے کبھی اقتدار حاصل کرنے کیلئے تنظیم اور جماعت نہیں بنائی یہ لوگ ان سب پر اعتراض کرتے ہیں کیا ایسا تو نہیں کہ وہ کام جو صالحین امت سے کبھی نہ ہو سکا اس میں دین کی کوئی حکمت مضمر ہو، تا کہ ان کا کام اصلاح کی بجائے فساد کا باعث نہ ہو اور آج ثابت ہوا کہ اس طرح کے کام اتحاد کی بجائے ملت میں تحزب اور اصلاح کے بجائے فساد کا باعث ہوئے اور مسائل سلجھنے کی بجائے اور الجھ گئے ان فتنوں کے علاوہ قادیانیت کا فتنہ بھی پورے زور پر ہے اس کے وسیع ذرائع اور لامحدود وسائل ہیں اور اسکی جڑیں بہت گہری ہو رہی ہیں اسکی سرکوبی اور ازالہ اور مقابلہ کیلئے بھی آپ لوگوں کو علمی ونظریاتی لحاظ سے مستعد ہونا ہے۔

نیا زمانہ، نیا اسلوب نئے تقاضے

اسی طرح دیگر زبانوں میں بھی اپنی ہمت اور محنت سے مہارت حاصل کیجئے جس میں اسلام کی تبلیغ کی ضرورت پیش آسکتی ہے تقابلی مطالعہ کیجئے، نئے نظاموں کا نئے مسائل کا اور پھر اسلام سے ان کا حل تلاش کیجئے، آپ حضرات کو بڑی محنت اور مشقت اٹھانی ہوگی اور وقت، ماحول، نفسیاتِ انسانی، کو مدنظر رکھ کر سوچنا ہوگا نیا اسلوب پیش کرنا ہوگا قدیم حلقوں کے علاوہ جدید حلقوں میں بھی دینِ حق کا چرچا کرنا ہوگا اس کے علاوہ علماء حق کا فریضہ ہمیشہ سے حکومت وقت کا محاسبہ اور محتسب رہنے کا ہے علماء حق کبھی اقتدار اور دنیاوی وجاہت کے طالب نہیں رہے سب سے پہلے یہ ثابت کیا کہ ہمیں کچھ نہیں چاہئے لیکن اگر دین میں تحریف اور دجل وتلبیس سے کام لیا گیا تو ہم جانوں پر کھیل کر اس کی حفاظت کریں گے یہ دور بلاشبہ سیاست کا ہے اور اسلام دین اور سیاست کو الگ نہیں سمجھتا مگر جو سیاست اس زمانہ میں چل رہی ہے اس کا یقیناً دین سے کوئی تعلق نہیں۔

موجودہ سیاست اور دین

اور جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی کی صورت سامنے ہے اس سیاست نے ایسے جذبات پیدا کئے کہ سینے اقتدار کی بھٹیاں بن کر رہ گئیں أنا خیر منہ، ابلیس کا دعویٰ تھا مگر اس الیکشنی سیاست کی بنیاد ہی اس دعویٰ پر ہے اور اس دعویٰ ابلیس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

مجدد الف ثانیؒ اور طریق اصلاح

حضرت مجدد الف ثانیؒ نے جہانگیر کے سپہ سالار مہابت خان کو جب اس کو بغاوت کی سوجھی، جیل سے لکھا کہ مہابت خاں ہم کو تخت واقتدار نہیں بلکہ اصلاح درکار ہے، اس مشورہ نے جہانگیر کو بھی گرویدہ کر دیا اور ننگے پیر حضرت مجدد کے ہاں حاضری دینے لگا اس جذبہ اصلاح وخیر خواہی نے جہانگر کو بدل دیا اور جب ان کے پند ونصائح سے متاثر ہوا تو شراب نوشی تک چھوڑ دی علماء کبھی اقتدار کے طالب نہیں رہے مگر حق بات کہنے میں بھی کبھی کوتاہی نہ کی بلکہ......

اور حق بات تہ تیغ کریں گے
یہ جرم اگر ہے تو سرِ دار کریں گے

اصلاح کے جذبہ کی ضرورت ہے اور جب آپ عملی زندگی میں قدم رکھیں تو قرآن وسنت کے ان سرچشموں کو گدلا نہ کیجئے، ہر حال میں کلمہ حق کہیے مگر ایک مخلص اور خیر خواہ کی حیثیت سے۔

عیسائی مشنریوں سے سبق لیں

آخر میں اتنا عرض کروں کہ تبلیغ آپ کا فریضہ، آپ کا مشن ہے آپ ان عیسائی مشنریوں کو دیکھئے جن کا جال دنیا میں پھیلا ہوا ہے انہوں نے بے سروسامانی سے مشن کا آغاز کیا اس کا پہلا مشنری جو ۱۷۷۸ء میں کلکتہ آیا، ایک موچی کا لڑکا تھا، اس نے تجویز پیش کی کہ

چاردانگ عالم میں عیسائیت کا پرچار کیا جائے وہ ہر گلی کوچہ گیا ہر گرجہ میں چندے کے لئے ہاتھ پھیلائے کہ ہندوستان روانہ ہو سکے اس تمام محنت کے بعد اسے کل ساڑھے تیرہ شلنگ چندہ ملا حالانکہ اس وقت اس سفر کے لئے اسے کم ازکم ۵۰ پونڈ کی ضرورت تھی اس نے جہاز والوں کو منت سماجت کر کے راضی کیا اور کہا کہ میں تمہاری ہر قسم کی خدمت کروں گا، جوتے صاف کروں گا مگر مجھے ہندوستان لے چلو چنانچہ اس نے یہاں آکر عیسائی مشنری کا پودا لگایا جو آج ایک مضبوط درخت بن چکا ہے اور اس کے کانٹے برابر ملت مسلمہ کے دامن کو تار تار کر رہے ہیں اپنے حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ کی مثال سامنے رکھئے جن حالات میں انہوں نے دارالعلوم کا آغاز کیا ہوگا میرا اندازہ ہے کہ اس وقت کچھ بھی ان کے پاس نہ ہوگا نہایت بے سر و سامانی میں ارادہ کیا ہوگا مگر نیک نیتی ، اخلاص اور جدوجہد زادِ راہ تھا تو آج اس عظیم ادارہ کی شکل میں دارالعلوم موجود ہے لاکھوں روپے لگ گئے اور انشاء اللہ آئندہ کروڑوں خرچ ہوں گے مگر آپ لوگ دین کی اشاعت اور تبلیغ کے لئے نیک نیتی سے کام شروع کریں گے تو خدا کی مدد یقیناً ساتھ ہوگی وہ کبھی بھی اپنے بندوں کو زاد راہ سے مایوس نہیں کریں گے مولانا محمد علی جوہرؒ نے کیا خوب کہا کہ مشکلات اور بے سر و سامانی سے نہ گھبراؤ تم نے نہیں دیکھا کہ راستہ پر چلنے والے کو حد نظر سے آگے سڑک ختم ہوتی دکھائی دیتی ہے اور محسوس ہوتا ہے کہ ایک خاص حد سے آگے سڑک بند ہے مگر جب آدمی چلتا ہے تو محدود راستہ کھلتا نظر آتا ہے...... بڑھتے چلو خدا کا نام لیکر آگے بڑھتے چلو

(الحق: ج ۱۔ش ۱۱، ربیع الثانی ۱۳۸۶ھ، اکتوبر ۱۹۶۶ء)

خطبات
مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحبؒ

مختصر تعارف

حضرت قاضی صاحب قدس سرہ دارالعلوم دیوبند کے اجلہ فضلاء میں سے اور حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی کی شخصیت میں ڈوبے ہوئے عاشق زار حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری کے خلیفہ اجل جامعہ مدینہ اٹک ماہنامہ الارشاد اور اوائل میں دارالاشاعۃ والتبلیغ شمس آباد اٹک کے بانی، ساری عمر دعوت وارشاد روحانی اصلاح کے ساتھ قرآن کریم کے درس وتدریس کا مشغلہ عشق کی حد تک جاری رہا صاحبزادگان میں مولانا ارشد الحسینی، مولانا راشد الحسینی، مولانا ابراہیم ثاقب سب بھائی حقانیہ کے چشمہ فیض سے فیضاب ہیں۔ (س)

دینی مدارس کی عظمت

اور ہمارے اسلاف کا کردار

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں رورل اکیڈمی پشاور میں مقیم حکومت پاکستان کے سینئر آفیسرز کا ایک گروپ ماہ اکتوبر ۱۹۸۱ء کے اواخر میں چند روز کیلئے بہ غرض مطالعہ حاضر ہوا تا کہ دینی ماحول میں بھی چند روز گذار کر وہاں کے ماحول سے متاثر ہو سکے اس موقع پر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب قدس سرہٗ کے ارشاد کے مطابق ایک نشست میں ہمارے مخدوم حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی صاحب قدس سرہٗ نے مندرجہ ذیل خطاب سے مہمانان گرامی کو نوازا۔

دین اور دنیا

خطبہ مسنونہ کے بعد! معزز حاضرین کرام! شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں مذکور مندجہ ذیل دعا اتنی عظیم ہے کہ شارع علیہ السلام نے اس کے پڑھنے کا مطاف کے اندر حجرِ اسود کے قریب پڑھنے کا حکم دیا ہے رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ط اس سے ایک اور اہم چیز واضح ہو جاتی ہے کہ مسلمان کا مطمع نظر کیا ہونا چاہئے؟ کہ دنیا بھی اللہ کی مرضی کے مطابق گذرے اور قیامت بھی اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق ہو۔

دینی مدارس کا کردار

اب میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک اسلامی مملکت کے حصول میں دینی مدارس کا کیا کردار ہو سکتا ہے؟ آپ سب پڑھے لکھے حضرات ہیں اور مجھ سے بہتر جانتے ہیں کہ جب کسی وطن کے حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے مذہبی بنیادوں پر کیونکہ دنیا میں ہر حکومت نظریاتی ہے میرا اپنا نظریہ ہے آپ کا اپنا نظریہ ہے ہر انسان کا ایک نظریہ ہے وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا (البقرہ: ۱۴۸) قرآن میں آتا ہے ہر ایک کا اپنا اپنا نظریہ ہے دنیا میں جتنی بھی مملکتیں قائم ہیں یا ہوتی رہتی ہیں یا ہوتی رہیں گی سب ایک نہ ایک نظریے پر ہوتی ہیں وہ خواہ وہ نظریہ آسمانی ہو یا انسانی ہو خدا کو نہ ماننے کا بھی تو نظریہ ہے نا؟ کوئی نہ کوئی نظریہ پیش کیا جاتا ہے ہم اپنے وطن پاکستان کی مثال لے سکتے ہیں پاکستان کے حصول میں سب سے جو بنیادی وجہ ہے جس پر کامیابی ہوئی وہ یہی ہے کہ مسلمانوں کی تعداد بڑی کافی ہے اسلامی حکومت کے مٹ جانے کے بعد مسلمانوں نے جو ترقی کی اپنے عددی اعتبار سے وہ اتنی موثر اقلیت تھی کہ وطن کو تقسیم ہونا پڑا تو اب سوچنا یہ ہے کہ جب اسلامی حکومت بھی چلی گئی تو حکومت کوشش کرتی مسلمانوں کی تعداد بڑھانے میں تو یہ درمیان میں عرصہ گذرا ہے اس عرصہ میں مسلمانوں کی تعداد کو کس نے بڑھایا کس نے مسلمانوں کا تحفظ کیا؟ تو یہی کہنا پڑے گا کہ اسلامی مدارس نے اگر یہ مکاتیب نہ ہوتے، یہ مساجد نہ ہوتیں، یہ خانقاہیں نہ ہوتیں، یہ دین پڑھانے والے نہ ہوتے تو کیا برصغیر میں مسلمانوں کی تعداد بڑھ سکتی تھی؟

اسلامی مدارس کی خدمات

آپ سب پڑھے لکھے دوست ہیں، آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ جس بنیاد پر یہ وطن عزیز حاصل کیا گیا ہے، برصغیر کی تقسیم کی گئی، وہ کیا بنیاد تھی؟ کہ اس ملک میں کلمہ

پڑھنے والوں کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ اگر چہ وہ اقلیت میں ہیں لیکن اتنی اقلیت موثرہ ہیں کہ وہ الگ وطن مانگتے ہیں اور ان کو الگ وطن دینا پڑا تو یہ تعداد جو تھی کس نے بنائی انہی مدارس نے بنائی آخر دین کے پھیلانے والے ، دین کو محفوظ کرنے والے تو یہ مدارس اور مکاتیب ہی تھے اور میرے عزیزو! آپ لکھے پڑھے دوست ہیں میں آپ سے کیا عرض کروں؟ ہندوستان میں ایک ہزار سال تک تقریباً مسلمانوں کی حکومت رہی ہے اس ایک ہزار سال کے عرصہ میں بڑے مدرسے کھلے اور انگریز کے زمانے میں تو بڑے مدارس تھے سب مکاتیب کی شکل میں تھے کسی میں قرآن مجید پڑھایا جاتا تھا ترجمہ تو خیر نہیں تھا کسی میں فقہ کی چند کتابیں تھیں قرآن کا ترجمہ سب سے پہلے شاہ ولی اللہ نے کیا یعنی قرآن مجید کا ترجمہ نہیں پڑھایا جاتا تھا سب سے پہلے جو ترجمہ ہے اس برصغیر میں شاہ ولی اللہ دہلوی نے کیا فتح الرحمٰن کے نام سے پہلے ترجمہ ہی نہیں تھا قرآن شریف کا ناظرہ قرآن شریف پڑھاتے تھے یہ بھی بہت بڑی چیز تھی ایک ہزار سال تک برصغیر میں مسلمانوں کی حکومت رہی اور اس عرصے میں ایک بھی اتنا عظیم ادارہ قائم نہ ہوسکا جو سارے علوم وفنون پڑھائے، مکاتیب تھے، مدارس تھے، اپنی اپنی نوعیت تھی لیکن جامع جسے کہتے ہیں وہ صرف دارالعلوم دیوبند تھا جس کو قائم ہوئے آج ایک سو سال سے زیادہ عرصہ ہوگیا ہے اس مدرسے میں جو تعلیم دی گئی یا اب بھی جو دی جاتی ہے یہ جامع تعلیم ہے جتنے ہمارے علوم اسلامیہ ہیں سارے کے سارے پڑھائے جاتے ہیں تو اسلامی سلطنت کے چلے جانے کے بعد بھی دین کو جس نے محفوظ رکھا، مسلمانوں کے عقیدے کو جس نے محفوظ رکھا، ان کی اسلامیت کو محفوظ رکھا، وہ دینی مدارس تھے جن میں ممتاز ترین کام جو ہے وہ دارالعلوم دیوبند کا ہے۔

دینی مدارس کا اہتمام

حضرت نانوتویؒ کا ارشاد گرامی ہے کہ حکومت تو جا چکی اب مسلمانوں کے

ایمان کا تحفظ کیا جائے چنانچہ وہ تحفظ ہوا اور الحمد للہ بڑے اچھے طریقے پر ہوا اور پھر ان دینی مدارس سے پھر آگے چل کر جو علماء نکلے، صلحاء نکلے، فصحاء نکلے، مناظر نکلے اور اسی دینی مدرسے کی ایک شاخ دارالعلوم حقانیہ بھی ہے اب تقسیم کے بعد آپ حضرات خود سوچیں کہ تقسیم وطن کے بعد اگر ایسے چھوٹے چھوٹے دینی مدارس نہ ہوتے تو وہ لوگ جو اپنی علمی پیاس بجھانے کیلئے ہندوستان جایا کرتے تھے اب تو وہ آنا جانا ختم ہو چکا تھا یہ دارالعلوم حقانیہ اس برصغیر ہی میں نہیں بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ سارے عالم اسلامی میں ایک ممتاز حیثیت رکھتا ہے اس میں علوم کی تدریس ہے، علوم کا سمجھانا ہے، لکھنا لکھانا، ہر اعتبار سے دینی خدمت ہورہی ہے اور یہ اتنا بڑا قومی پلیٹ فارم ہے اور یہ جو اتنے بڑے محسن ہیں اتنے بڑے محسن کوئی نہیں ہیں آپ سمجھیں ایک بہتر بڑا دنیا دار اگر دنیا سے چلا جاتا ہے تو قوم کیلئے کچھ نہیں چھوڑ کر جاتا، قوم کو کیا دے جاتا ہے؟ اگر کوٹھیاں ہیں تو اس کی اپنی ہیں، ملیں ہیں تو اس کی اپنی ہیں، بینک میں پیسہ ہے تو اس کا اپنا ہے قوم کو اس نے کیا دیا؟ یا اسی طرح مختلف شعبے جو ہیں ان کے سربراہ اگر دنیا سے جاتے ہیں تو قوم کو کیا دے کر جاتے ہیں؟ بہت کم ایسے لوگ ہیں جو خیراتی ادارے قائم کر کے جاتے ہیں جن سے قوم فائدہ اٹھاتی ہے لیکن یہ لوگ؟ مثلاً مولانا صاحب کو آپ دیکھ لیں ہمارے مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم کو آپ دیکھ لیں انہوں نے قوم کو کیا دیا ہے؟ کئی ادارے بنوا دئے، کئی ہزار موذن دئے اور کئی ہزار کتابیں تصنیف ہورہی ہیں ہوتی چلی جائیں گی اتنی عظیم بلڈنگیں قوم کو دیں اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا میں اور بھی کئی دین کے کام ہورہے ہیں جامعہ ازہر ہی کو آپ دیکھ لیں مصر میں جامعہ ازہر دنیا کی بہت بڑی یونیورسٹی ہے مگر وہ بھی حکومت کے تعاون سے چل رہی ہے اس کے اوقاف ہیں اساتذہ کی بڑی معقول تنخواہیں ہیں وظائف دئے جاتے ہیں ان کی سرپرستی حکومت کرتی ہے

لیکن یہ دینی مدارس یہ جو ہمارے وطن میں ہیں ان کی سرپرستی کون کرتا ہے؟ ان مدارس کے مہتمم حضرات آپ حضرات سے، اور لوگوں سے پیسہ پیسہ جمع کرتے ہیں اور اس پیسے کو اس ایمانداری اور دیانت داری کے ساتھ صرف کرتے ہیں کہ مدارس بن جاتے ہیں، مساجد بن جاتی ہیں مکاتیب بن جاتے ہیں تو یہ مدارس پہلے ہی تھے، اب بھی وہی کام کر رہے ہیں جو کام استحکام وطن کے لئے ضروری ہیں۔

نظریے کا تحفظ

اگر کسی اسلامی مملکت کا حصول ہو گیا مثلاً پاکستان ہمارا وطن ہے یہ اسلامی نظام کے نعرہ ہائے بلند کے تحت حاصل ہو گیا اب اس وطن میں اگر بجائے اسلامی نظریات کے لا دینی نظام کا پرچار شروع ہو جائے تو اس وطن کا حاصل ہونا اور نہ ہونا برابر ہو جائے گا اسپین کی مثال آپ کے سامنے موجود ہے ہسپانیہ میں آٹھ سو سال مسلمانوں نے حکومت کی اب اتنا کچھ ہوا ہے یہ بھی شاہ فیصل مرحوم کی کوشش تھی جو اب بار آور ہوئی ہے کہ سپین سے جو عرب لوگ بھاگ گئے تھے ان کو ان کے خاندان واپس لانے کی اجازت مل گئی ہے پرسوں اخبار میں تھا آٹھ سو سال تک جہاں حکومت کی اس کا ایسا زوال ہوا کہ ہسپانیہ میں آج سے تقریبا پچاس سال پہلے بلکہ چالیس، بلکہ تیس سال پہلے کی بات ہے کہ وہ لوگ یہ نہیں کہتے تھے کہ میں مسلمان ہوں اپنے آپ کو مسلمان کہنا بھی جرم تھا اب کچھ سال ہوتے ہیں کہ سپین میں اسلام کو سچائی کے طور پر تسلیم کر لیا گیا ہے اگر کوئی اپنے آپکو مسلمان کہے تو وہ کہہ سکتا ہے یعنی جس ملک میں آٹھ سو سال مسلمانوں نے حکومت کی اس ملک میں اسلام کا نام لینا بھی جرم ہو گیا اور یہ نتیجہ کیوں تھا؟ وہاں مکاتیب اسلامی نہیں تھے، مدارس نہیں تھے۔

دینی مدارس اور مکاتیب قرآنیہ کی خدمات

ہمارے اس وطن میں انگریز نے دو سو سال حکومت کی ہے اور وہ حکومت ایسی کی ہے کہ بڑے جبر کیساتھ حکومت کی اور ایسی تجاویز بروئے کار لائی گئیں کہ مسلمانوں کو عیسائی بنا دیا جائے، مرتد کر دیا جائے تا کہ ہماری حکومت کامیاب ہو سکے وہ کیوں کامیاب نہ ہو سکے؟ یہ دینی مدارس، یہ اسلامی مکاتیب، یہ دینی کتابیں آڑے آئیں انہوں نے مسلمانوں کے دل اور دماغ پر ایسا قبضہ کیا ہوا تھا کہ مسلمان گنہ گار تو ہو سکتا ہے لیکن دین کو چھوڑ دے؟ یہ نہیں ہو سکتا ہم خود گناہ گار ہیں مگر ایک گناہ گار سے گناہ گار مسلمان بھی یہ نہیں برداشت کر سکتا کہ اسے کہا جائے کہ تو غیر مسلم ہے ایک انسان کے عقیدے کے خلاف کوئی بات کی جائے تو وہ ہرگز گوارا نہیں کر سکتا یہ ساری کی ساری محنتیں کس کی تھیں؟ ان دینی مدارس کی تھیں دینی مکاتب کی تھیں یہ ہمارے ذہن میں ویسے ہی ڈال دیا گیا ہے کہ دین اور دنیا الگ الگ ہوتے ہیں اسی لئے میں نے قرآن حکیم کی محولا بالا آیت پڑھی ہے دنیا اور دین الگ الگ شعبے ہیں یہ غلط بات ہے دین اور دنیا ایک ہی چیز ہے دونوں ایک گاڑی کے پہیے ہیں اور یہی بات امام الانبیاء کے زمانہ میں بھی تھی بعد میں اب بھی ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اگر وہ صوفی تھے، سالک تھے، رات کو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں محو رہتے تھے تو دن میں وہ جہاد کرتے تھے اگر وہ مجاہد تھے تو ساتھ ہی وہ مبلغ بھی تھے اگر مبلغ تھے تو ساتھ سپاہی بھی تھے یعنی سارے صفات صحابہؓ میں تھے تبھی تو اسلام پھیلا ورنہ تو آپ پڑھے لکھے دوست ہیں مجھے حجاب آتا ہے آپ دیکھ لیں کوئی بھی ایسا نظریہ ہے مجھے بتائیں جو دس سال میں پھیلا ہو اور ایسا پھیلا ہو کہ اقوام عالم پر چھا جائے یہ اشتراکیت کو آپ دیکھیں، مارکس نے اس کی بنیاد رکھی لینن نے اسے پھر پروان چڑھایا اور پھر اس نے اپنے پتے شاخیں نکالی ہوں تقریباً سو سال کے عرصہ میں اس نظریے کو پھیلانے کیلئے کوشش کی گئی لیکن امام

الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم، جب آپ ﷺ کی عمر چالیس سال ہے آپ ﷺ نے دعوت نبوت کا من جانب اللہ اعلان فرمایا کہ آپ اللہ کے نبی ہیں تیرہ سال تک مکہ مکرمہ میں رہے اور یہ وہ زندگی ہے جو سفر کی زندگی ہے، مشقت کی زندگی ہے، کوئی وہاں کام نہیں ہو سکا سوائے عقیدے کی اصلاح کے تیرہ سال تک لا إله إلا الله محمد رسول الله پڑھایا کہ عقیدہ پختہ ہو جائے پھر دس سال آپ ﷺ، مدینہ منورہ میں رہے اور دس سال کے عرصہ میں ۳۵ جنگیں لڑیں نبی کریم ﷺ نے چھوٹی بڑی ملا کر ۳۵ جنگیں تو سال میں کتنی ہو گئیں؟ چار تو سال میں جنگیں ہو گئیں دنیا کے ایک عظیم ترین انسان کو سال میں چار دفعہ سخت جنگیں لڑنی پڑیں تو بتائیں کہ وہ کامیاب ہو گا کہ ناکام ہو گا؟ بظاہر تو ناکام ہونا چاہئے لیکن اس دس سال کے عرصے کے بعد جب امام الانبیاء اس دنیا سے تشریف لے جاتے ہیں تو ایک لاکھ مربع میل کے آپ مالک ہیں آپ کی حکومت دس لاکھ مربع میل تک ہے تو اگر حضور ﷺ اس دنیا کے سامنے یا جس طرح ہمارے ذہن میں ایک تصور ہے کہ یہ تمدن کیا ہے؟ کہ دنیاوی زندگی سے الگ تھلگ ہو جانا تو پھر دس لاکھ مربع میل تو کیا ایک میل بھی نہ لیتے اسلام دونوں چیزوں کو جمع کرتا ہے دین کو بھی اور دنیا کو بھی قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے مذمت کی ان لوگوں کی جو فقط دنیا مانگتے ہیں فرمایا میں تو دین بھی دے سکتا ہوں آخرت بھی دے سکتا ہوں دونوں دے سکتا ہوں تو دونوں دین ہیں۔

ہمارے اسلاف

ہمارے گذشتہ سلاطین کی تاریخ آپ دیکھ لیں اس برصغیر میں فرخ سیر قرآن کا حافظ تھا علاؤ الدین خلجی قرآن کا حافظ تھا اورنگ زیب قرآن کا حافظ تھا، عالم تھا اس کے علاوہ بھی کئی سلاطین گذرے ہیں تیمور خود بیٹھ کر سنتا تھا مناظرے اور یہ جج ہوتا ہے ایک مناظرہ کرایا تیمور نے علامہ تفتازانی اور دوانی کے درمیان اس پر کہ اُولـٰئك میں کونسا

استعارہ ہے؟ تو تیمور نے تفتازانی کو کامیاب کیا ان کے مقابل کو ناکام کیا یعنی تیمور فیصلے کیا کرتا تھا علماء کی ان بحثوں میں میرے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ دین اور دنیا دونوں ساتھ چلتے ہیں یہ تو ویسے ہی کہا گیا کہ جی اگر دین کی طرف آئے تو دنیا نہیں ملے گی، اگر دنیا کی طرف آئے تو دین نہیں ملے گا نہیں بڑی لمبی فہرست ہے ہمارے پاس ایک طرف وہ فلسفی ہیں ایک طرف وہ حافظ حدیث ہیں ایک طرف وہ مجاہد ہیں ایک طرف وہ مصنف ہیں ایک طرف وہ مبلغ ہیں ایک طرف وہ بہت بڑے صناع ہیں ابن رشد فلسفی ہے بہت بڑا فلسفی گذرا ہے جسے یورپ بھی مانتا ہے اتنا بڑا فقیہہ ہے اس نے ایک کتاب بھی لکھی ہے بدایة المجتهد یہاں پڑی ہو گی یعنی مذاہب میں جو اختلافات ہیں، بہت ہی اہم موضوع ہے ایک مسئلے میں کتنے قول ہیں مثلاً سر کا مسح ہے اس میں کتنے اقوال ہیں امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ سارے سر کا مسح کرو امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ دو تین بال ہوں تو تب بھی خیر ہے، ہمارے امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ سر کے چوتھے حصے کا مسح کرو میں ایک مثال دیتا ہوں ابن رشد نے بدایة المجتهد کی دو جلدوں میں وہ سارے مسائل جمع کر دئے جن میں ائمہ کا اختلاف ہے تو اتنا بڑا عالم ہو گا نا؟ ایک طرف تو وہ اتنا بڑا فلسفی ہے اور ایک طرف وہ اتنا بڑا فقیہہ ہے اور پھر اس کو مؤطا امام مالک پورا زبانی یاد ہے ہمارے ہاں ایک دینی کتاب ہے حدیث کی مؤطا امام مالک، ابن رشد کو پورا مؤطا امام مالک زبانی یاد ہے یہ دو تین مثالیں ہیں اس لئے آپ کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں کہ ہمارے ہاں یہ جو اختلاف رکھا گیا یہ کوئی پالیسی تھی کسی کی کہ ان کو آپس میں نہ ملنے دیا جائے یہ بالکل غلط ہے۔

شیخ الہند اور علی گڑھ

ہمارے شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ مولانا محمود حسن، اسیر مالٹا جب وہ مالٹا سے واپس

تشریف لائے تو علی گڑھ تشریف لے گئے اور وہاں جو خطبہ دیا وہ چھپا ہوا موجود ہے آپ نے اس خطبے میں فرمایا کہ تمہارے پاس اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ میرے درد کے غمخوار بہ نسبت دینی مدارس کے تم میں زیادہ ہیں تو انہوں نے ویسے ہی یہ بات نہیں کی کہ یہ وہی یونیورسٹی علی گڑھ ہے کہ جس کو غیر اسلامی طاقتیں دور کر رہی ہیں اُسے قریب لایا جائے کیونکہ ہم سب آپس میں کلمہ پڑھنے والے ہیں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا، ہم دونوں اسلام کی طاقتیں ہیں اس کے بعد پھر جامعہ ملیہ کا وجود ہوا آپؒ کا مقصد یہ تھا کہ دونوں مدارس کے امتزاج سے ایک بہت اچھا ذہن پیدا ہو۔

حضرت لاہوریؒ کی وسیع الظرفی

اس لئے میرے دوستو اور میرے عزیزو! دین میں مسلمان سارے کے سارے شریک ہیں ہم سب کلمہ پڑھنے والے ہیں کوئی کس رنگ میں ہیں کوئی کس رنگ میں ہیں سپاہی سب ہیں ہمارے اس دور حاضر کے امام لاولیاء مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک بہت اچھا واقعہ ہے میں عرض کر دوں ڈاکٹر سید عبداللہ کو آپ سب حضرات جانتے ہوں گے اللہ انہیں سلامت رکھے بہت ہی اچھے آدمی ہیں بہت بڑے ادیب ہیں یہ حضرت لاہوریؒ کے شاگرد ہیں یہ ایک جماعت تھی جس میں علامہ علاؤ الدین صدیقی، ابو الحسن علی ندوی، قاری محمد طیب صاحب دارالعلوم دیو بند کے مہتمم، ڈاکٹر سید عبداللہ صاحب یہ سارے حضرات ہم سبق تھے لاہور میں ڈاکٹر صاحب نے خود یہ واقعہ لکھا ہے اخباروں میں چھپ چکا ہے کہ میں حضرت کے پاس جب پڑھا کرتا تھا تو ان کی صحبت کا مجھ پر اثر تھا کہ میں نے داڑھی چھوڑی ہوئی تھی جتنا زمانہ میں ان کے پاس رہا یا آنا جانا رہا، تو میری داڑھی تھی بعد میں کچھ ایسے واقعات ہوئے، انسان ہیں، ہم سب سے غلطیاں ہوتی رہتی ہیں یہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں تو شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ میں نے داڑھی صاف کر دی بال

اتار دئے ''فارغ البال'' ہو گیا تو مجھے اب حجاب آتا تھا کہ میں مولانا صاحب کے پاس کیسے جاؤں؟ کافی وقت گذر گیا میں مولانا کے پاس اس لئے نہ گیا کہ مجھے حجاب آتا تھا کہ میرے شیخ، میرے استاذ مجھے کیا کہیں گے؟ کہیں گے کہ تو پروفیسر ہو گیا اورنٹیل کالج کا تو اب اس نے یہ کام کیا؟ اتفاق کی بات ہوئی کہ ایک شادی میں حضرت مولانا بھی تشریف لائے اور میں بھی وہاں مدعو تھا میں مولانا سے چھپ کر پیچھے کی طرف بیٹھ گیا یہ علمی جو رشتہ ہے نا؟ یہ بہت بڑا رشتہ ہے اور بدیشی طاقتوں نے اسے تڑانے کی کوشش کی ہے تو استاد اور شاگرد میں ایک رشتہ تھا اور میرے دوستو اور عزیزو! یہ آپ کو دینی مدارس میں ملے گا اور کسی جگہ نہیں ملتا، کم ملتا ہے، ہوتا ہے مگر کم ملتا ہے، ہوتا ہے وہاں بھی، کسی جگہ کوئی سیمینار ہوا پچھلے دنوں (غالباً اسلام آباد میں) نئی صدی کے استقبال کے سلسلہ میں، تو اس میں برصغیر کے سارے دانشور اکٹھے ہوئے، باہر سے بھی آئے تھے، بھارت سے بھی آئے تھے، ہمارے صدر صاحب بھی ایک اجتماع میں آئے ایک نشست میں، تو سب سے آپ ملے، مصافحہ کیا، لیکن ایک شخص تھے جن کو آپ نے گلے لگایا، معانقہ کیا، اور کافی دیر تک ان سے باتیں کرتے رہے اور ان کو دعوت دی کہ میرے پاس جو صدارتی محل ہے اس میں آپ قیام کریں تو وہ کون تھے جنہیں سینے سے لگایا؟ مولانا سعید احمد صاحب اکبر آبادی فاضل دیو بند، دلی میں آپ پڑھتے تھے ان کے پاس، کلاس ہوتی تھی، پھر یہاں پڑھا، ان کا احترام کیا، معانقہ کیا اور ان کو دعوت دی کہ آپ میرے پاس قیام کریں یہ استادی شاگردی کا رشتہ اسلام ہی سکھاتا ہے تو حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ اس مجلس شادی میں تشریف لائے تو ڈاکٹر سید عبداللہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں ان سے چھپ کر بیٹھا تھا، تو شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ مولانا اپنی نشست سے اٹھے اور سیدھے میرے پاس آ گئے اور فرمانے لگے بیٹا! آپ کیوں چھپ کر بیٹھے ہیں؟ بات سنو! ان لوگوں کی باتیں بڑی

اونچی ہوتی ہیں یہ بہت اچھے لوگ ہوتے ہیں جی فرمایا بیٹا! آپ بھی اسلام کے سپاہی ہیں، میں بھی اسلام کا سپاہی ہوں تم بے وردی ہو اور میں باوردی ہوں ہم دونوں اسلام کے سپاہی دیکھا جوڑا نا جی؟ توڑا تو نہیں نا؟ اگر نہ دیکھتے اور فرماتے عبداللہ شاہ! ہٹ جاؤ، دفع ہو جاؤ، تم نے داڑھی منڈا ڈالی وغیرہ لیکن نہیں، اٹھ کر ان کے پاس خود تشریف لے گئے پاس جا کر بیٹھے اور فرمایا بیٹا مجھ سے شرمانے کی کیا بات ہے؟ تم بھی اسلام کے سپاہی ہو، میں بھی اسلام کا سپاہی ہوں میں باوردی ہوں تم بے وردی ہو خدام الدین میں یہ واقعہ چھپا ہے کتنا بڑا یہ فلسفہ ہے۔

مسلمان بیک وقت دین و دنیا کے کام کر سکتا ہے

تو محترم حضرات! ہم سب الحمدللہ مسلمان ہیں آپ پاکستان گورنمنٹ کے سربرآوردہ اہلکار ہیں آپ کو دینی مدارس کے دورہ کے لئے منتخب کیا گیا ہے آپ کی جو صلاحیتیں ہیں وہ بھی مسلم ہیں اگر آپ کے اندر دینی صلاحتیں زیادہ اجاگر ہوں گی تو ان کا فائدہ آپ کو ملے گا اور آپ کے ماتحتوں کو ملے گا جہاں آپ جائیں گے وہاں فائدہ پہنچے گا ہمارے پچھلے دور کا ہر تاجر، تاجر بھی تھا مبلغ بھی تھا ہر حکیم مبلغ بھی تھا حکیم بھی تھا ہر معمار، معمار بھی تھا اور مبلغ بھی تھا یہ ہمارے جتنے علماء گذرے ہیں کوئی لوہار ہے، کوئی ترکھان ہے، کوئی بزاز ہے، کسی کا کوئی پیشہ ہے کسی کا کوئی، ہمارے امام ابوحنیفہؒ جن کے ہم مقلد ہیں آپ کپڑے کا کاروبار کرتے تھے اور صابونی بہت بڑے عالم گذرے ہیں صابون بنا کر بیچتے تھے لیکن ساتھ ہی دین کا کام بھی کرتے تھے صابون بھی بک رہا ہے، دین کا کام بھی ہو رہا ہے حلوائی ہے، حلوہ بھی بیچا، دین کا کام بھی کیا میرا مقصد کہنے کا یہ ہے کہ ہمارا دین جو پھیلا ہے اس طرح پھیلا ہے یہ تصور تو غیر اسلامی ہے کہ دین اور دنیا الگ الگ ہیں آپ نے تاریخ اپنی پڑھی ہوگی ہندوؤں میں تقسیم مناصب ہے تقسیم

فرائض ہے برہمن جو ہے وہ صرف دین کا کام کرتا ہے دنیا کا کام نہیں کرتا اسی طرح شودر ہیں ہمارے ہاں یہ نہیں ہے ہمارے ہاں تو مبلغ بھی ہے، مجاہد بھی ہے، تاجر بھی ہے وہ مصلے پر بیٹھ کر نماز بھی پڑھا سکتا ہے، مصلّے پر بیٹھ کر تجارت بھی کر سکتا ہے، مصلے پر بیٹھ کر تیر کمان اور بندوق بھی تیار کر سکتا ہے مصلّے پر بیٹھ کر وہ ترجمہ بھی پڑھا سکتا ہے تو ہمارے ہاں تو دین و دنیا کا کوئی الگ تصور ہی نہیں ہے یہ تو بدیشی حکومتوں کا ایک حربہ ہے کہ پھوٹ ڈال دو الگ الگ کر دو۔

مسلمان بادشاہ کا دینی مقام

شمس الدین التمش رحمۃ اللہ علیہ خاندان غلاماں کے ایک بادشاہ ہو گذرے ہیں آپ جانتے ہی ہیں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں گذرے ہیں وفات سے قبل خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خدام کو اپنا جنازہ پڑھانے والے شخص کے متعلق وصیت فرمائی کہ کون سا شخص جنازہ پڑھائے آپ کے وصال کے بعد آپ کا جنازہ اٹھا اسلامی مملکت التمش کی حکومت، ولی کا جنازہ، صلحاء، اتقیاء صوفیا اور علماء سب جمع ہیں تو اس وقت تو لاؤڈ سپیکر نہیں تھے سلطان شمس الدین التمش بھی پچھلے صف میں کھڑے ہیں، پوچھا جنازہ میں کیا دیر ہے عرض کیا گیا کہ خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے وصیت فرمائی ہے کہ میرا جنازہ وہ شخص پڑھائے جس میں یہ صفات ہوں......

نمبر ایک..... آج تک تہجد کی نماز قضا نہ ہوئی ہو۔

نمبر دو...... اپنی بیوی کے علاوہ کسی کے ساتھ تعلق نہ ہو۔

نمبر تین..... عصر کی سنتیں کبھی نہ چھوٹی ہوں۔

اتنے اتنے علماء موجود ہیں مگر کسی کی ہمت نہیں پڑتی کہ آگے بڑھے آپ نے

تاریخ میں یہ واقعہ پڑھا ہوگا کہ سلطان شمس الدین التمشؒ نے حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ خود پڑھائی ہمارے سلاطین بیک وقت دنیا کے حکمران بھی تھے اور ساتھ ہی تقویٰ کے اعلیٰ مقام پر بھی فائز تھے۔

آخری عرضداشت

تو عرض کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ ہم میں اختلاف پیدا کیا گیا کہ ایک طرف مسٹر ہوں دوسری طرف ملا ہو حالانکہ ہم سب مسلمان ہیں اسلام یہ سکھاتا ہے میرے دوستو! کہ اگر ایک ڈاکٹر ہے تو وہ ڈاکٹر بھی ہو اور مبلغ بھی ہو اگر ایک مولوی ہے تو وہ ڈاکٹر بھی ہو سکتا ہے اگر یہ اختلاف ختم ہو جائے تو ہم سب مل کر اسلام کی خدمت کر سکتے ہیں یہ بڑی خوشی کا مقام ہے کہ ہماری حکومت نے یہ منصوبہ بنایا کہ آپ جیسے حضرات کو کہا گیا کہ آپ دینی مدارس میں بھی جائیں؟ وہاں جا کر طلبا کو دیکھیں دینی ماحول میں کچھ وقت گذاریں دیکھا آپ نے کتنا بڑا یہ ادارہ ہے کوئی بھی اس کا مستقل ذریعہ آمدنی نہیں ہے میرا پرانا تعلق ہے حضرت مولانا عبدالحق صاحب سے اس کی کوئی مستقل آمدنی نہیں ہے آج ہے پتہ نہیں کل ہے کہ نہیں سب توکلاً علی اللہ کام چل رہا ہے پھر آپ دیکھتے ہیں کہ زمین پر بیٹھ کر یہ طلباء وعلماء پڑھ رہے ہیں خالص دینی ماحول ہے جو ماضی کی شاندار روایات کی یاد دلاتا ہے اللہ تعالیٰ اس دارالعلوم کو بھی مزید ترقی عطا فرمائے اور دیگر دینی مدارس کو بھی دین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے آپ حضرات کو بھی اپنے فضل سے نوازے اور حکومت کے ہر شعبہ میں دنیا کے ساتھ ساتھ دین کو بھی صحیح مقام دینے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہمارا یہ ملک عالم اسلام کیلئے ایک نمونہ بن سکے۔

وآخر دعوانا أن الحمد للّٰه رب العالمین

ضبط وترتیب: محمد عثمان غنی، بی اے

(ماہنامہ الحق اپریل ۱۹۸۲ء)

شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کی روحانی برکات

دارالعلوم حقانیہ کی مرکزیت وخدمات

صحبت کی برکتیں

خطبہ مسنونہ کے بعد! میں تو اس قابل نہیں کہ آپ کی خدمت میں کچھ عرض کروں، آپ سب عالم دین ہیں آپ نے حقانیہ میں زیادہ یا کم وقت گزارا ہے میرا اپنا یہ عقیدہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی دینی محفل یا عالم باعمل کی مجلس میں ایک لحظہ بھی بیٹھے تو بہت برکتیں حاصل کر لے گا پھر مستقل طور پر تعلیم حاصل کرنا یا سبق پڑھنا یا زیادہ مدت ٹھہرنا تو بہت بڑی چیز ہے صرف اس ادارہ دارالعلوم حقانیہ میں حسن نیت سے قدم رکھے، یہاں کے علماء کی زیارت کرے، یہ بھی ایک عظیم نعمت ہے جس کا نعم البدل اس دنیا میں نہیں صحابہ کرامؓ میں ایسے صحابہ کرام بھی ہیں جن کو حضور نبی اکرم ﷺ کی مجلس ساٹھ سال تک نصیب ہوئی، کچھ ایسے بھی ہیں جس کو دس سال تک خدمت اقدس میں حاضری کا موقع ملا، جیسے حضرت انس بن مالکؓ کچھ ایسے بھی ہیں کہ ایک منٹ دربار اقدس میں حاضری کا موقع ملا ہے، صرف کلمہ پڑھا اور دنیا سے رخصت ہوگئے ان کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ وہ جنتی ہیں۔

مرکز علم دارالعلوم حقانیہ

دارالعلوم حقانیہ ایک ایسا علمی مرکز ہے کہ اس کی توصیف میں میرے لئے لب کشائی مشکل ہے، کیونکہ علم کا مقام خدمات اور اس کی اشاعت اور اس کی عظمت کے بارے میں کچھ کہنا بہت بڑی ذمہ داری ہے الفاظ یا معانی کی تعبیر کے اندر معمولی سی غلطی بھی ہو جائے تو میرا یہ نظریہ ہے کہ میرے لئے باعث نقصان ہے یہ ایک بہت بڑا مقام ہے اور ایک عظیم نعمت ہے اس نعمت کی قدر ان سے پوچھو جو اس سے محروم ہیں اب جو لوگ دنیا سے چلے گئے مثلاً ہمارے اساتذہ کرام! جس زمانہ میں ہم دیوبند میں تھے، ان میں سے اب کوئی بھی زندہ نہیں اب لوگ تمنا اور آرزو رکھتے ہیں کہ ان حضرات کو دیکھیں، اب یہ آرزو ثواب تو ہے لیکن وہ شے سلف صالحین کی ملاقات واستفادہ تو ہاتھ سے چلی گئی۔

امام احمد بن حنبلؒ بایزید بسطامیؒ اور امام رازیؒ کی ملاقات

دارالعلوم دیوبند میں ہم سے یا ہمارے دوستوں سے اگر کوئی پوچھتا یا اب بھی کوئی پوچھے کہ آپ نے امام احمد بن حنبلؒ کو دیکھا ہے؟ تو میں کہوں گا کہ ہاں! میں نے دیکھا ہے، مولانا حسین احمد مدنیؒ امام احمد بن حنبلؒ کا عکس جمیل تھے اگر کوئی پوچھے کہ آپ نے بایزید بسطامیؒ کو دیکھا ہے؟ تو میں کہوں گا کہ ہاں! میاں اصغر حسین صاحب، جن سے میں نے ابوداؤد پڑھی ہے وہ بایزید بسطامیؒ تھے اگر کوئی پوچھے کہ آپ نے ابن سیناؒ کو دیکھا ہے؟ تو میں کہوں گا کہ ہاں! مولانا ابراہیم بلیاویؒ بالکل ابن سینا تھے امام رازیؒ کو میں نے دیکھا ہے، مولانا رسول خانؒ امام رازی تھے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ

پھر اس مرکز سے تقسیم کے بعد جب ہمارا تعلق منقطع ہوا تو ہماری نظر میں،

صرف اس علاقے میں نہیں بلکہ پوری دنیا میں صرف شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق نوراللہ مرقدہ کی ذات گرامی تھی شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ نہ میرے استاذ تھے اور نہ ان سے میری رشتہ داری تھی لیکن ان کی شخصیت بڑی جاذب نظر تھی، ان کا عمل، ان کا تقویٰ اور خلوص حد درجہ زیادہ تھا ان کا تعلق مجھ جیسے گنہگار سے بہت تھا، حالانکہ میری کچھ حیثیت ہی نہیں، اگر میں قسم بھی کھاؤں کہ مجھ میں کچھ بھی نہیں تو میں حانث نہ ہوں گا میرے پاس نہ علم ہے اور نہ عمل، ساری زندگی بربادی میں گزر گئی اب ایسے وقت میں ہوں کہ اللہ تعالیٰ خاتمہ بالا یمان کر دے ان سے میرا تعلق لوجہ اللہ تھا انہوں نے مجھ پر اتنی شفقت کی ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ اس خصوصی شفقت کا معاملہ ان کا میرے ساتھ ہی خاص تھا اس شفقت کی وجہ سے حاضر ہوا ہوں ورنہ تقریباً ۹ ماہ سے وجع القلب کے مرض میں مبتلا ہوں، اب قدرے افاقہ ہے، لیکن ڈاکٹروں نے تحریر، تقریر اور سفر منع کیا ہے میں نے خیال کیا کہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ ہمارے ہاں اٹک میں ایسی حالت میں تشریف لایا کرتے تھے کہ چار چار آدمیوں کے سہارے اٹھتے اور چلا کرتے تھے اور میں حقانیہ نہ آؤں تو یہ بڑی بے وفائی ہوگی، میری دینی اور روحانی محرومیت ہوگی پہلے میں ان کے مزار پر گیا اور فاتحہ پڑھی پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

فتنوں کا دور

آج قرآن شریف کی تفسیر کے ختم کی تقریب میں آخری دو سورتیں آپ نے تلاوت فرمائیں مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ آج کل خناسیت کا زور ہے ایک خناسیت یہ ہے کہ جب معنی کی سمجھ نہیں آتی تو تلاوت کس لئے کرتے ہو مخالف دین کا یہ ایک حربہ ہے تلاوت بھی تو عبادت ہے، تلاوت کرے گا تو سمجھ آئے گی، بغیر تلاوت کے تو سمجھ نہیں آئے گی۔

علم اور عمل

جو علم عمل کی طرف لے جائے تو وہ علم پکا ہوگا، ہر عمل سے علم پیدا ہوتا ہے لیکن ہر علم سے عمل پیدا ہو یہ لازم نہیں مثلاً مجھے کوئی گھڑی دے اور مجھے پتہ نہیں کہ وقت کیسا معلوم کیا جاتا ہے، چابی کس طرح دی جاتی ہے؟ تو ضرور بالضرور مجھے پوچھنا پڑے گا اور اگر مجھ سے یونہی کہہ دے کہ گھڑی بھی کوئی شے ہے تو ممکن ہے گھڑی میرے ہاتھ آئے یا نہ آئے۔

حضرت شیخ الحدیثؒ کی روحانیت اور خوشبو یہاں موجود ہے

علماء تشریف فرما ہیں، مجھے تو شرم آتی ہے کہ یہ دارالحدیث یہ مسند اور یہ جگہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کی ہے اور اب بھی میرے دماغ میں میرے عقیدہ کے مطابق ان کی روحانیت موجود ہے اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے یہ استدلال بخاری شریف کی ایک حدیث سے ہے جس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام مکہ مکرمہ تشریف لائے، حضرت اسمٰعیل علیہ السلام گھر پر نہ تھے دو مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے جس وقت حضرت اسماعیل علیہ السلام گھر تشریف لائے تو حدیث شریف میں ہے (علماء کرام تشریف فرما ہیں، الفاظ میں کمی بیشی ہوسکتی ہے) کان عاین شی حضرت اسماعیل علیہ السلام نے محسوس کیا، انہوں نے روحانی خوشبو سے معلوم کیا کہ کوئی تشریف لایا تھا تو میرا یہ مطلب ہے حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ کی خوشبو اب بھی یہاں موجود ہے، اس خوشبو کے ساتھ میں یہ باتیں آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں ایک یہ کہ تلاوت کلام اللہ تھوڑی ہو یا زیادہ لازم ہے اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ اس کے اندر نور ہے، حکم ہے افسوس ہے کہ یہ عمل ہم میں نہیں۔

قرآن کی سمجھ کیسے آئے گی؟

صدرا اور شمس بازغہ پڑھتے ہیں، حمد اللہ پڑھتے ہیں ہمارے یہ حفاظ اور قاری

صاحبان ناراض نہ ہوں، اب رمضان میں تو منزلیں ہیں یعنی تلاوت اور شوال میں قرآن بند کر دیا تو پہلے تلاوت کلام اللہ کرو، ایک صفحہ یا دو صفحے یعنی پہلا نفس تلاوت کرنی ہوگی، دوبارہ وہ ایک صفحہ یا دو صفحے یا تین صفحے دیکھو نفس معنی دیکھو، سہ بارہ معارف کی طرف آؤ تو قرآن کو سمجھ آجائے گی میری عادت پہلے یہی تھی اب بھی ہے بحمد للہ، جو کچھ سمجھ ہے یہ سب بزرگوں کی دعائیں ہیں اور آپؒ کی خدمت میں یہ عرض ہے کہ شر و فساد کا دور ہے آپ بڑے خوش بخت ہیں کہ ایک ایسے مقام پر اپنا وقت اور جوانی گزار رہے ہیں جو صرف علمی ہی نہیں بلکہ بہت بڑا روحانی مرکز بھی ہے اگر کوئی محسوس کر سکے یہ دارالعلوم علمی اور روحانی مرکز ہیں ایک وقت ایسا بھی ہوتا ہے کہ دارالعلوم دیوبند کا چپڑاسی بھی ولی اللہ ہوتا تھا اساتذہ کا تو کہنا ہی کیا؟ تو حضرت مولانا عبدالحقؒ کی روحانیت آپ حضرات کی طرف متوجہ ہے آپ خوش بخت ہیں کہ آپ نے قرآن مجید کا ترجمہ پڑھا، پھر دارالعلوم حقانیہ میں قابل اساتذہ سے پڑھا۔

دارالعلوم حقانیہ حنفیت کا مرکز ہے

یہ بھی آپ حضرات کی خوش بختی ہے کہ دارالعلوم حقانیہ حنفیت کا مرکز ہے اور مولانا عبدالقیوم حقانی کی اس موضوع پر علمی، تاریخی اور جامع کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں، الحمد للہ...... اللہ تعالیٰ اس دارالعلوم کو مزید ترقی دے کیونکہ اکثر مدارس نے حنفیت ترک کر دی ہے حالانکہ یہ سارا وطن احناف کا ہے۔

مولانا عبدالحقؒ اور مقام عبدیت

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ میرے زمانہ دارالعلوم میں دارالعلوم دیوبند میں مدرس تھے بہت بڑے عالم جامع المنقول والمعقول تھے ان کی نظیر موجودہ دور میں نہیں ملتی علماء بہت ہیں، مبلغ ہیں مناظر ہیں اور کئی اچھے اوصاف کے

مالک ہیں لیکن میری نظر میں جامع المنقول والمعقول اور ساتھ ساتھ تزکیہ باطن اور سب سے بڑا کمال یہ کہ مقام عبدیت بھی ہو تو یہ صرف حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ کی ذات گرامی تھی یہ عبدیت بہت بڑا مقام ہے، اس سے اونچا کوئی مقام نہیں عبدیت سے اوپر صرف معبودیت ہے۔

عروج اور عبدیت

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ ۔ فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی مقام عروج کے ساتھ عبد کا لفظ آئے گا عروج میں عبدیت آئے تو یہ کمال ہے اگر عروج میں عبدیت نہیں تو یہ زوال ہے، یہ کمال تب حاصل ہوگا جب اساتذہ اور اکابر پر اعتماد ہو۔

دارالعلوم حقانیہ ایک فکر اور ایک تحریک

اپنی مادر علمی کے ساتھ نسبت قائم رکھو دارالعلوم حقانیہ گارے اور اینٹ کا نام نہیں، یہ تو دنیا دار بھی بنا سکتے ہیں، بلکہ دارالعلوم اب ایک فکر اور ایک تحریک ہے ۱۹۵۲ء میں حج پر گیا تھا، سعودی عرب کا جو پہلا سفیر تھا عبدالحمید خطیب، ان کے ساتھ میری دوستی تھی، یہ دنیا داری تھی، بہر حال ۱۹۵۲ء میں میں سرکاری مہمان تھا مولوی تمیز الدین پاکستان اسمبلی کے سپیکر یہ بھی وہاں اس وقت سرکاری مہمان تھے، مولانا شاہ احمد نورانی کے والد مولانا عبدالحلیم صدیقی بھی سرکاری مہمان تھے ہم سب وہاں اکٹھے تھے۔

مولوی تمیز الدین کی دارالعلوم دیوبند بنانے کی خواہش اور میرا جواب

مولوی تمیز الدین بنگالی تھا لیکن علماء دیوبند کا تابعدار تھا، اچھا آدمی تھا، ایک دن مجھے کہنے لگا کہ مولوی صاحب! میری یہ خواہش ہے کہ پاکستان میں ایک دارالعلوم دیوبند بن جائے میں نے کہا بڑی اچھی خواہش ہے اور آپ کی حکومت بھی چاہتی ہے،

ثواب کا کام ہے اور قوم کے لئے ضروری بھی ہے پھر کچھ اور باتیں کرتے رہے، تو میں نے عرض کیا کہ مولوی صاحب! آپ بلڈنگ تیار کردیں گے، کتب خانہ بنا دیں گے، ہاسٹل بنا دیں گے لیکن حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کو کہاں سے لاؤ گے؟ تو کہنے لگے مولانا محمد قاسمؒ کا کیا مطلب؟ میں نے عرض کیا کہ آپکو مغالطہ لگا ہے، دارالعلوم دیوبند اینٹ پتھر کا نام نہیں وہ تو اساتذہ کا نام ہے، اگر وہاں کچھ بھی نہ ہوتا، اب تو بہت کچھ بن گیا ہے کچھ بھی نہ ہو لیکن پھر بھی سب کچھ ہے کیونکہ دارالعلوم نام ہے اکابر کا تو یہ حقانیہ اینٹوں کا نام نہیں۔

دارالعلوم کی خدمت پر افتخار

میں اس جگہ کا خادم ہوں، مجھے اس پر فخر ہے اور میری نجات کا ایک ذریعہ بنے گا، ان شاء اللہ کہ شروع سے میرا تعلق مولانا عبدالحقؒ سے رہا ہے مجھے وہ وقت یاد ہے، میرے ذہن میں محفوظ ہے کہ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ قدیم دارالعلوم حقانیہ (مسجد شیخ الحدیثؒ) میں شہتوت کے درخت کے نیچے بیٹھ کر طلباء کو سبق پڑھایا کرتے تھے۔

دارالعلوم سے تعلق ہر فتنہ سے حفاظت

تو آپ حضرات اپنا تعلق اس مادر علمی کے ساتھ قائم رکھیں قرآن کے دشمن پیدا ہوں گے وہ قرآن پر حملے کریں گے قرآن وہ کتاب ہے ظاہر ہے کتاب پر حملہ تو نہیں کر سکتے حاملین قرآن پر حملہ کریں گے حملے کے بہت قسمیں ہیں، کوئی ظاہری حملہ کرے گا کوئی باطنی حملہ کرے گا سارے حملوں سے اسی (دارالعلوم سے تعلق) میں ہی پناہ ہے۔

تجربہ کار کی ضرورت اور مولانا عبدالحقؒ کے اعمال

مفید الطالبین میں ہے سل المجرب لاتسئل الحکیم یعنی عقلمند سے نہ پوچھو

بلکہ تجربہ کار سے پوچھو میری تو ساری عمر گزر گئی کچھ بھی حاصل نہیں تھا آپ کی خدمت میں عرض ہے کہ آپ اپنی عمر ضائع نہ کریں اس کی یہی صورت ہے کہ آپ قرآن کریم کی تلاوت کیا کریں اپنے اساتذہ کی عزت کیا کریں میں آپ کی خدمت میں کیا عرض کروں! ہم نے ایسے ایسے اساتذہ دیکھے ہیں، جو اپنے وقت کے بڑے بڑے علماء تھے علماء کرام کے بڑے بڑے انوار ہوتے ہیں حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ جیسے انوارات اب نہیں ہیں یہ بھی اپنے اپنے خیالات اور تصور ہیں کیونکہ اس کے بارے میں ہم مکلّف نہیں ہیں میرا اپنا نظریہ ہے کہ اب بھی مولانا عبدالحق صاحبؒ کے اعمال نشر ہو رہے ہیں احادیث کے اندر آیا ہے (علماء کرام تشریف فرما ہیں) کہ جس وقت آدمی دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو مال و اولاد رہ جاتے ہیں اور عمل ساتھ قبر میں چلا جاتا ہے عمل پھر قبر کے اندر کیا کرتا ہے؟ کیا یونہی بیکار پڑا رہتا ہے؟ نہیں عمل پھر پھیلتا ہے ہر اہل اللہ اور عالم باعمل کے مرکز انوار سے اعمال کی خوشبو آتی ہے اعمال کے اثرات ضرور ظاہر ہوتے ہیں پھر ہر ایک کی ہمت اور طاقت ہے۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العلمين

خطاب

مولانا عبدالحنان صاحب (تاجک چھچھ)

مختصر تعارف

حضرت مولانا مرحوم دیوبند کے اکابر علماء اور اکابر دارالعلوم کے چشمہ فیض سے سیراب ہونے والے علاقہ چھچھ کے موضع تاجک سے تعلق رکھتے تھے، حضرت شیخ الحدیث مرحوم ان سے اپنے اساتذہ جیسا سلوک کرتے تھے،شاید طویل طالب علمانہ سفر میں ان سے کہیں تلمذ کا بھی موقع ملا، مولاناؒ بھی خصوصی شفقت فرماتے۔

(س)

رضائے الٰہی اور دینی خدمات لازم وملزوم

نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ ونؤمن بہ و نتوکل علیہ و نعوذ باللہ من شرور أنفسنا ومن سیآت أعمالنا ؑ من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ و أشھدان لا إلہ إلا اللّٰہ وحدہ لاشریک لہ وأشھد أن سیدنا محمداً عبدہ ورسولہ أرسلہ بین یدی الساعۃ بالحق بشیراً و نذیراً صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی الہ وصحبہ وصلحاء امتہ و بارک وسلم تسلیما کثیراً کثیراً کثیراً أما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ

اخلاص اور رضائے الٰہی کے بغیر دین کے سارے کام بے کار ہیں

محترم سامعین کرام! پشتو اگر چہ میری اپنی مادری زبان ہے مگر کم استعمال کے سبب بھول چکا ہوں اور نہ ہی کوئی مقرر ہوں صرف آپ لوگوں کی فرمائش پر عرض کر دیتا ہوں، دین کے جتنے بھی شعبے ہیں اگر ان میں اخلاص ہے تو اللہ تعالیٰ قبول کرتے ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کو رد کر دیتے ہیں آپ کتنی ہی ترقی کر لیں، دنیا کے بڑے علامہ بن جائیں، بہت مشہور اور معروف خطیب بن جائیں، آپ کا شمار بہترین مصنفین میں سے ہو جائے مگر آپ کے یہ کام اخلاص کے ساتھ نہ ہوں اور آپ کا مقصد اللہ کی رضا نہ ہو تو یہ سب

کام بے کار ہیں ابن ماجہ اور ابو داؤد نے ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ علم جس کے ساتھ اللہ کی رضا حاصل کی جاسکتی ہے اگر اس سے دنیا کمائی جائے تو ایسا شخص جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھ پائے گا اتنی سخت وعید آئی ہے۔

انبیاء کرام کی میراث

یہ انبیاء کا علم ہے آپ لوگوں کو خود یہ دعویٰ ہے کہ ہم ان مدارس دینیہ کے اندر انبیاء کے علم کو پھیلا رہے ہیں اور ان کے وارثین پیدا کر رہے ہیں اور ہم خود بھی مدارس میں اسی نیت سے آتے ہیں کہ ہم انبیاء کے علم کے وارث بن جائیں تو اس علم کے لئے پہلی شرط یہ ہے کہ مقصد صرف اور صرف اللہ کی رضا ہو اگر کسی کی یہ نیت ہے کہ میں عالم بن جاؤں، شیخ الحدیث بن جاؤں، مفتی بن جاؤں، خطیب بن جاؤں، مصنف بن جاؤں تو اس کے علم میں کوئی برکت نہ ہوگی اور یہ سب کچھ دنیا کی وراثت تو بن جائے گی مگر انبیاء کی وراثت نہ بنے گی

دین، دنیا کمانے کا ذریعہ نہیں

اس شخص سے تو اللہ کے نزدیک وہ زیادہ بہتر ہے کہ جو مزدوری کرتا ہے، دکانداری کرتا ہے، تجارت کرتا ہے، کھیتی باڑی کرتا ہے اور حلال کھاتا ہے کیونکہ یہ تمام چیزیں تو اللہ تعالیٰ نے دنیا کمانے کے لیے ہی پیدا کی ہیں لہذا یہ اس شخص سے بہتر ہوا کہ جو دین کو دنیا کی کمائی کا ذریعہ بنا رہا ہے اس کو میں مثال کے ساتھ بیان کرتا ہوں کہ ایک بچے کے پاس قیمتی یاقوت یا زمرد ہو اور وہ دکاندار کے پاس جا کر اسے بیچ آئے اس کی یہ حرکت کتنی احمقانہ ہوگی کہ لاکھوں کروڑوں کا پتھر تھوڑی سی عمومی چیزوں کے لئے بیچ آیا وہ طالب علم جو بخاری کی احادیث پڑھے اور اس کے دل میں ان احادیث کے بدلے دنیا کمانے کی نیت ہو تو اس سے بڑھ کر بد بخت اور شقی کون ہوگا؟

حنفاء اور حنیف کا معنی

اس لیے آپ سب سے پہلے اپنی نیت درست کریں وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ حُنَفَآءَ حنفاء حنیف سے ہے یعنی یک طرف ہو کر اس لفظ کے معنی کی تشریح میں ہمارے استاد مولانا انور شاہؒ نے فرمایا تھا کہ شیخ فرید الدین عطار (یہ علامہ رومی اور علامہ جامی سے پہلے کے بزرگ ہیں بہت بڑے ولی اللہ تھے) ہمارے شیخ فرمایا کرتے تھے کہ ان کا شعر ہے جو کہ اس آیت کی صحیح تشریح کرتا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ظاہر و باطن سب اللہ کا ہو جائے تمام علماء کا، محدثین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر حنفاء کی صفت موجود نہیں تو ایسے شخص کے لیے دنیا اور آخرت میں خسارہ ہی خسارہ ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کی رضا مقصد ہونا چاہیے اور میرے بھائیو! اللہ کی رضا کے سامنے جنت اور اس کی نعمتوں کی آخر کیا حقیقت ہے؟ اصل نعمت تو اللہ کی رضا ہے باقی سب تو اس کے تابع ہیں آپ کا مقصد صرف اور صرف یہ ہونا چاہیے کہ ہم دین کے سچے مجاہد بن جائیں اور ہر محاذ پر اللہ کے دین کی حفاظت کریں۔

تصحیح نیت

آپ سب حضرات سے درخواست کرتا ہوں کہ اپنی نیتیں درست کر لیں اگر نیت کی درستگی کے بعد عالم بنیں نہ بنیں، مدرس بنیں یا نہ بنیں تو بھی آپ انشاء اللہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں کامیاب ہو جائیں گے کیونکہ جو کچھ آپ کے بس میں تھا آپ نے کر دیا باقی تو تقدیر کے معاملے ہیں آپ کا ایک ایک لمحہ عبادت ہے، آپ کے پاؤں تلے فرشتے پر بچھاتے ہیں، آپ کی مغفرت کے لیے تمام چرند و پرند دعا کرتے ہیں لیکن یہ اس وقت ہے جب آپ کی نیت درست ہو تو لہٰذا کتنا بڑا خسارہ ہے اس شخص کے لیے جو

اتنے بڑے مقام کو چند روپوں کی خاطر لات مار دے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔

ہم لوگ کمزور ہیں، ہم ویسی محنتیں نہیں کر سکتے جیسی ہمارے اکابر نے کیں ان جیسا برداشت اور صبر ہم میں نہیں ہم تو اللہ تعالیٰ سے عمارت بھی مانگتے ہیں، اس میں پنکھے بھی مانگتے ہیں کہ اے اللہ! ہمیں یہ سب کچھ دے تا کہ ہم وہاں پر بیٹھ کر صبر کے ساتھ، سکون کے ساتھ تیرے دین کی خدمت کر سکیں لیکن مقصد عمارت اور پنکھے نہیں ہیں مقصد تو اللہ کی رضا اور دین کی خدمت ہے لہٰذا آج سے اپنی نیت درست کر لیں۔

حصول علم میں رکاوٹ بننے والے افعال سے اجتناب

عزیزو! اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کی عمر میں برکت ڈالے آپ کو علم نافع عطا فرمائے علم عمل کا تابع ہے لہٰذا جتنی مقدار علم پر آپ کا عمل ہے اتنی ہی مقدار کا آپ کو عالم شمار کیا جائے گا اور عمل کا وزن اخلاص اور تواضع کے ساتھ ہے آپ کو اپنے اکابر کے بارے میں معلوم ہے ان کا عمل بہت اونچا تھا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان کو علم بھی بہت اونچا دیا۔

علم کے حصول کے لئے تین شرائط

علم کے حصول کیلئے تواضع اور انکساری ضروری ہے اور تواضع اس طرح دل میں آئے گی کہ اللہ رب العزت کی کبریائی اور بڑائی دل میں ہو اگر مدنظر اللہ کی بڑائی ہو گی تو انسان کو اپنی جان کچھ بھی نہ لگے گی جب بارش ہوتی ہے تو پانی وہاں آکر ٹھہرتا ہے جہاں زمین پست ہو اور پہاڑوں پر سے پانی بہہ تو جاتا ہے مگر قرار نہیں پکڑتا لہٰذا فیضان علم بھی انہیں لوگوں کے سینوں میں قرار پکڑتا ہے جن کی طبیعت میں عجز و انکساری ہو۔

علم کے حصول کیلئے دوسری ضروری چیز، استاد کا ظاہری اور باطنی احترام اور اکرام ہے طلباء جب آپس میں بیٹھتے ہیں تو اور کسی کو برا کہیں یا نہ کہیں اپنے استاد کو ضرور برا کہیں گے خاص طور پر طلباء علماء کے مابین موازنہ کرتے ہیں میرے طلباء ساتھیو! یہ

چیزیں غلط ہیں استاد کا ظاہری و باطنی احترام کرنا علم کے حصول کے لیے ضروری ہے علم کے حصول کیلئے تیسری شرط یہ ہے کہ استفادہ میں پیچھے نہ ہٹے ایک ہی درس گاہ کے اندر مختلف ذہنوں کے طلباء ہوتے ہیں بعض جلدی سمجھ جاتے ہیں اور بعض کچھ وقت کے بعد سمجھتے ہیں تو اگر آپ کا ساتھی آپ سے پہلے سبق سمجھ چکا ہے تو اس سے سبق سمجھنے میں پیچھے مت ہٹیں کہ فلاں تو مجھے سے عمر میں چھوٹا ہے یا رعب میں مجھ سے کم ہے میں اس سے سبق کسی طرح سمجھوں۔

طلبہ اخبار بینی اور جلسے، جلوس سے احتراز کریں

ایک بات اور کہتا ہوں کہ اخبار بینی مت کیا کریں علم کی کئی آفات ہیں ان میں سے ایک اخبار بینی بھی ہے میں نے تو اپنے مدرسے میں طلباء پر بلکہ مدرسین پر اخبار پڑھنے پر پابندی لگائی ہوئی ہے بعض لوگ دنیا کے کاموں میں مشغول ہوتے ہیں تو ظاہری بات ہے کہ دنیا کے حالات سے واقف رہنے کے لئے انہیں اخبار پڑھنی پڑتی ہے لیکن طالب علم کا اخبار سے کیا کام ہے؟ اسکو تو اپنی کتاب کے علاوہ کسی اور چیز میں مشغول نہیں ہونا چاہیے متنبیؒ نے کیا خوب کہا ہے وخیر جلیس فی الزمان کتاب

"انسان کا سب سے بہترین ساتھی اس کی کتاب ہے"۔

آپ اس بات کو نہیں مانیں گے کہ میں نے اس عمر تک باقاعدگی کیساتھ اخبار نہیں پڑھا علم کی ایک اور آفت جلسے جلوس بھی ہیں مولانا صاحب! آپ کے مدرسے میں بھی جلسے ہوتے ہیں؟ مولانا صاحب کو پتہ ہے کہ یہ وبا عام ہے ہمارے مدرسے میں بھی انجمنیں موجود ہیں مگر میں نے ان کو متفرق عنوانات پر بیان کرنے سے منع کیا ہوا ہے۔

طلبہ سے ہفتے میں سبق پر بیان کروائیں

جمعرات کے دن ظہر کے بعد طلبا کو کہا جاتا ہے آپ نے اپنے فلاں دن کے

سبق کو سب کے سامنے بیان کرنا ہے ہفتہ کے دوران اسے نہیں بتاتے کہ آپ نے فلاں سبق پر بیان کرنا ہے بلکہ جمعرات کے دن ظہر کے بعد بتاتے ہیں علم بہت غیرت مند ہے یہ اپنے ساتھ کسی شریک کو برداشت نہیں کرسکتا یہ آپ سے ہمہ تن توجہ مانگتا ہے ورنہ یہ آپ کو خدا حافظ کہہ کر رخصت ہو جائے گا اور آپ اس میں کبھی بھی کمال حاصل نہیں کر سکیں گے میری بات کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر اس کام سے اپنی جان بچائیں جو علم سے مانع ہو انہیں آفات کی وجہ سے یہ حالات ہیں کہ پہلے زمانے میں جب ۱۰۰ طلباء فارغ التحصیل ہوتے تھے تو ان میں سے ۹۵ درس کے قابل ہوتے اور آج کل ۱۰۰ میں سے صرف ۵ طلباء درس کے قابل ہوتے ہیں میں آپ کو تحدیث بالنعمة کے طور پر بتاتا ہوں کہ میں نے اپنی طالب علمی کے دور میں "حمد اللہ" تک کتابیں پڑھائی ہیں۔

شیخ الحدیث کیلئے دعا اور خراج عقیدت

اب آخر میں آپ میرے لیے دعا کریں اور میں آپ کے لیے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ایمان کو سلامت رکھیں اور اللہ تعالیٰ مولانا صاحب کی عمر میں برکت ڈالیں یہ ایک بہت بڑی ہستی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان پر بہت بڑا فیضان کیا ہوا ہے ان کی طبیعت میں تواضع ہے ہر کسی کو اپنے سے بہتر سمجھتے ہیں اسی لیے اللہ نے ان کو بلند مقام عطا کیا ہوا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو علم نافع نصیب فرمائے۔

سُبۡحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الۡعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوۡنَ وَسَلٰمٌ عَلَى الۡمُرۡسَلِيۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ

خطاب

مولانا قاضی عبداللطیف صاحبؒ

مدرسہ نجم المدارس کلاچی ڈیرہ اسماعیل خان

مختصر تعارف

مولانا مدظلہ بقیۃ السلف دارالعلوم دیوبند کے فاضل شیخ الحدیثؒ کے ارشد تلمیذ عمر بھر جمعیۃ علماء اسلام کے پلیٹ فارم سے حضرت مفتی محمودؒ کے ساتھ اور ان کے بعد ناچیز کے جماعتی کاموں میں قائدانہ مشفقانہ رہنمائی فرمائی اللہ نے نہایت حکیمانہ سوجھ بوجھ سے نوازا جماعت کیلئے ان کا وجود ''دماغ'' کی حیثیت رکھتا ہے جمعیۃ کے سنئیر نائب امیر کے ساتھ سرحد کے امیر اور بعد میں تشکیل دیئے جانے والے متحدہ مجلس عمل کے بھی صوبائی امیر رہے کلاچی کے قاضی خاندان کے ستون اور بقیۃ السلف قاضی عبدالکریم مدظلہ کے برادر اصغر اور دست راست ہیں سینٹ کے رکن رہے اور ہم دونوں نے ۸۵ء میں سینٹ میں مشترکہ طور پر شریعت بل پیش کیا۔ (س)

بھٹکی ہوئی انسانیت کی رہنمائی علماء امت کا فریضہ

مولانا قاضی عبداللطیف قدس سرہٗ نے یہ خطاب جمعیۃ علماء اسلام کے کنونشن منعقدہ دارالعلوم اسلامیہ اضاخیل بالا میں فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

علماء اور سیاستدانوں کے الگ الگ مقاصد اور وجوہات

قابل احترام علماء کرام، معزز ین دوستو! باچا صاحب مدظلہٗ (مولانا رحیم اللہ باچا اضاخیل بالا) جو دور بیٹھے ہیں وہ قریب ہو کر بات سنیں، یہ جلسہ عام نہیں ہے میں مقرر نہیں ہوں میں گزارش کر رہا ہوں کہ یہ جلسہ عام نہیں یہ مشورہ کے لئے اہل فکر کو بلایا گیا ہے جن کے ذمہ کچھ ذمہ داریاں ہیں، آپکو پتہ ہے کہ علماء کی مالی کیفیت کیا ہے؟ ہم اس میدان میں آئے ہیں جب شکار کے لئے جاتے ہیں تو ہزاروں روپیہ خرچ ہوتا ہے ایک تیر مارا تو کہتے ہیں شکار کامیاب ہو گیا اسلئے کہ یہ ان کا شغل ہے یہ لوگ جب سیاست میں آتے ہیں تو شکار کی نیت سے آتے ہیں کہ اب ہم لوگوں کو شکار کریں گے ملک کا

شکار کریں کے یہ لوگ تو اپنے مفاد سامنے رکھ کر اس میدان میں آتے ہیں اس کے بر خلاف علماء جب اس میدان میں آتے ہیں تو مجبوریوں کی وجہ سے آتے ہیں ایک عالم کو جب سولی پر چڑھایا جا رہا تھا تو اس نے کیا خوب کہا تھا ام لن لھم علم یغیر اللہ فاغلب علم ان یکون الا للہ انہوں نے فرمایا ہم علم تو پڑھتے تھے کچھ پتہ نہیں تھا کیوں پڑھتے تھے اور کن مقاصد کے لئے پڑھتے تھے؟ لیکن جب علم آیا تو اس نے انکار کر دیا کہ میں تو خدا کے لئے ہوں بندوں کے لئے نہیں ہوں، علماء جب اس میدان میں آئے ہیں یہ وہ کیفیت ہوتی ہے کہ جب تیر کھاتے ہیں جب تو کہتے ہیں فزت و ربّ الکعبہ وہ اس لئے آتے ہیں حضرت مدنیؒ پر مقدمہ چلایا گیا تو انہوں نے کہا کہ ہم یہ بات کہتے ہیں کہ ہم انگریز کی حکومت نہیں مانتے ہم باغی ہیں آج بھی کہتا ہوں کہ میں نے شیخ الہند سے کہا تھا کہ انکار کردو تو اس وقت مولانا محمد علی جوہر ان کے قدموں میں گر پڑے تھے تو جب علماء اس میدان میں آتے ہیں تو ان کو گالیاں دی جاتی ہے قوم بھی گالیاں دیتی ہے اور دنیا بھی مخالفت کرتی ہے اور اقتدار بھی ان کا مخالف ہوتا ہے پھر بھی وہ میدان میں آتے ہیں تو علماء کا اس میدان میں آنا کیسا ہے خوب سمجھ لو ان کے پاس کھانے کا نہیں ہے پہننے کا نہیں ہے رہنے کا نہیں کسی دیہات میں کرایہ کے مکان میں رہتے ہیں مولانا عطاءاللہ شاہ بخاریؒ کرایہ کے مکان میں فوت ہوئے وہ دنیا کو لوٹنے نہیں آتے ملک کو لوٹنے نہیں آتے۔

خلفاء کی طرز حکمرانی اور امراء کا نظام جاہلیت

پچھلے دنوں میں مولانا آزادؒ کی کتاب پڑھ رہا تھا انہوں نے اس میں لکھا ہوا ہے ''ملکہ برطانیہ کے ایک ماہ کے کل اخراجات ۷۰ لاکھ جبکہ عمرؓ جب آئے تو قوم سے کہا کہ میں آپکی خدمت کے لئے آیا ہوں تو اب دو جوڑے کپڑے لوں گا ایک گرمی کے

لئے اور ایک سردی کے لئے اور اتنا لونگا جو میرے لئے قوت لا یموت ہو تا کہ علماء جب اس میدان میں آتے ہیں تو کیوں آتے ہیں؟ میں کیا کہونگا ٹی وی آپکے گھروں میں ہے، گلیوں میں ہے، ہوٹلوں میں ہے وہ آپکو خود ہی بتلا رہے ہیں کہ ہم کیا ہیں؟ کیا کرنا چاہتے ہیں؟ جن لوگوں نے جاہلیت کی تاریخ پڑھی ہے انکو معلوم ہے کہ جاہلیت کا نظام کیا تھا؟ ایران کا نظام کیا تھا؟ روم کا نظام کیا تھا؟ وہ لوگوں پر ٹیکس لگاتے تھے، عیش پرستی کرتے تھے، شہوت رانی کرتے تھے، مکانات بڑے بڑے بناتے تھے، آج وہی نقشہ ہمارے سامنے ہے آج جس کو وہ ترقی کہتے ہیں وہی تاریک ترقی ہے جو جاہلیت کے زمانہ میں تھی جنہوں نے جاہلیت کی تاریخ پڑھی ہے، آج نقشے کے اندر وہ دیکھیں ٹی وی آپ کے سامنے ہے کیبل آپ کے سامنے ہے، وہ آپ کو خود بتلا رہے ہیں کہ ہم کیا کر رہے ہیں پھر بھی ہم اسکی طرف دوڑتے ہیں پروانوں کی طرح اور علماء کی بات نہیں سنتے کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں؟ یہ آپ کی ذمہ داری ہے آج ہم اسی لیے جمع ہوئے ہیں کہ تم یہ ذمہ داری کیسے نبھاؤ گے؟ اسکے نبھانے کیلئے یہ بات ضروری ہے اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا یُخۡرِجُهُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ وَالَّذِیۡنَ كَفَرُوۡۤا اَوۡلِيٰٓـئُهُمُ الطَّاغُوۡتُ يُخۡرِجُوۡنَهُمۡ مِّنَ النُّوۡرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ اُولٰٓـئِكَ اَصۡحٰبُ النَّارِ هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ۔

اللہ نے فرمایا کہ جو میرے بندے بن جاتے ہیں تو میں ان کو تاریکی سے نور کی طرف لے آتا ہوں جب نور آتا ہے تو تاریکی خود بخود مر جاتی ہے نور کے بعد تاریکی کیسے رہ سکتی ہے؟ روشنی لانی ہوگی اپنے گھر میں لانی ہوگی غرض اپنی زندگی کے ہر شعبہ میں لانی ہوگی، اپنے یہ دیکھنا ہوگا کہ میری زندگی سنت کے مطابق ہے یا نہیں آپ خود اندازہ لگائیں اس کو سوچیں کہ وہ لوگ ٹیکس مانگتے ہیں فوج کے ذریعے پولیس کے ذریعے ٹیکس وصول کرتے ہیں اپنے محکموں کے ذریعے زبردستی وصول کرتے ہیں یہ جو

لوگ مکان کو گرانے والے ہیں وہ مکان بناتے نہیں مولانا غلام غوث ہزارویؒ فرمایا کرتے تھے کہ ایک بادشاہ نے وزیر سے پوچھا کہ لوگوں کو مجھ پر اعتماد ہے کہ نہیں؟ انہوں نے کہا میں نہیں بتا سکتا کہ اعتماد ہے کہ نہیں؟ آج یہ دنیا خود سوچ کیا کر رہی ہے؟ ہم کہاں جا رہے ہیں؟ کوئی ایک طبقہ دکھادیں جو اطمینان سے ہو پاکستان کی بات نہیں کر رہا ساری دنیا کی بات کر رہا ہوں کوئی اطمینان سے ہے؟

دنیا فساد سے بھر گئی اور حضور ﷺ کی پیشنگوئی

آج ساری دنیا ایک بستی بن کے رہ گئی ہے پونے چھ بجے ایک واقعہ ہوتا ہے چھ بجے آپ کو پتہ چل چکا ہوتا ہے آپ دنیا کے کسی کونے میں ہوں تو آپ کو پتہ چل جاتا ہے کہ کیا ہوا تھا؟ کیسے ہوا تھا؟ سب کچھ پتہ چل جاتا ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ ایک وقت آئے گا آپکی چھڑی آپ کو حالات بتائے گی'' کیا یہ آپکی چھڑی آپکو حالات نہیں بتا رہی؟ ساری دنیا بستی بن کے رہ گئی ہے علماء مسجدوں میں کہتے تھے ان کی آواز مسجد سے باہر نہیں جاتی تھی کہ ایک طوفان آ رہا ہے ایک ہوا آنے والی ہے جو تباہی کی ہوا ہوگی کسی کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ یہ کیا کہہ رہا ہے؟ آج وہ طوفان ہمارے گھروں سے ٹکرا رہا ہے کس نے سنبھالنا ہے؟ ذمہ داری کس کی ہے؟ ذمہ داری علماء کی ہے کیونکہ وہ انبیاء کے ورثاء ہیں وہ آپ کو بتلائیں گے کہ آپ تباہی کی طرف جا رہے ہیں آگے کنواں ہے اس میں آپ چھلانگ لگا رہے ہو دولت کے ہوتے ہوئے بھی اطمینان نہیں ہے کس میں اطمینان ہے یہ تو بتایا جائے یہ اتنی دولت کس کام کی، جس نے انسان کو انسان نہیں بنایا؟......

جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا
زندگی کی شب تاریک سحر کر نہ سکا

آسمان تک تو پہنچ گئے ہیں، ستاروں کو پکڑ لیا ہے لیکن یہ بھی بتائیں کہ ہم انسان بھی بن گئے ہیں؟ ساری دنیا میں کیا ہو رہا ہے کہیں کوئی اطمینان بھی ہے یہاں ہم مشورے کے لئے آئے ہیں کہ کیا کرنا ہے؟ ہم سے پہلے ایک مقرر نے کہا ہے کہ دین نے آخرت بتلائی ہے میں کہتا ہوں کہ دین نے آخرت اور دنیا دونوں بتلائی ہیں؟ آپ کو اللہ نے ایسا پیغمبر دیا جس نے دین کی چابی لگا کر دنیا کے دروازے کھول دیے لیکن دنیا کے لئے نہیں تھا اللہ کی رضا کیلئے تھا اللہ تعالیٰ کیا چاہتا ہے آپ اس سے اندازہ لگائیں کہ انسان کی قدر و قیمت کیا ہے خدا کے نزدیک؟

خدا کے ہاں معیار فضیلت

اللہ بڑے بڑے محلات والوں کو نہیں چاہتا؟ بڑے بڑے لوگوں کو، طاقتوروں کو، نوجوانوں کو، سپاہ سالاروں کو نہیں چاہتا، حضور اکرم ﷺ جو کہ سید الانبیاء، سید المرسلین، محبوب خدا ہیں تمام انبیاء کے امام ہیں ان کے پاس ایک نابینا صحابی آتا ہے اے اللہ! کے رسول مجھے مسئلہ بتائیں حضور ﷺ کے چہرہ مبارک پر تغیر آتا ہے کہ میں تبلیغ کر رہا ہوں، قریش کے بڑے بڑے لوگوں کو کہہ رہا ہوں شاید کہ ان کو ہدایت نصیب ہو اللہ تعالیٰ نے عرش معلیٰ سے یہ پیغام بھجوایا کہ عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ایک اندھے کی کتنی قدر و قیمت ہے اللہ کے ہاں! ایک معذور کی کتنی قیمت ہے اللہ کے ہاں! حضور ﷺ فرماتے تھے کہ تم اندھیرے کی طرف جا رہے ہو میں تم کو پکڑ پکڑ کر پیچھے لا رہا ہوں، تم جہنم کی طرف دوڑ رہے ہو اللہ چاہتا ہے کہ میرے بندے جہنم سے بچ جائیں ہمارا کام تو یہی ہے، علماء کا کام یہی ہے، دنیا جہنم کی طرف جا رہی ہے یہ اندھیرا چھا رہا ہے اور ہم اسے روشنی سے تعبیر کر رہے ہیں یہ ہماری آنکھوں کا قصور ہے کہ ہم نے روشنی کو اندھیرا سمجھ لیا ہے اور اندھیرے کو روشنی بنا دیا ہے فرمایا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى

الـنُّـوْرِ اللہ تعالیٰ مومنوں کا دوست ہے ان کی مدد کرتا ہے جب ان کا دوست بن گیا تو امداد کیوں نہیں کرے گا لیکن ان لوگوں کا دوست ہے جو اللہ پر یقین رکھتے ہیں وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا جو اللہ پر یقین کرتے ہیں بھروسہ کرتے ہیں۔

جتنا یقین اتنا صلہ خواجہ قندھاری کا واقعہ

مولانا غلام حسنؒ سواگہ والے فرمایا کرتے تھے ''ہم اللہ تعالیٰ کے لاڈلے ہیں جب ضرورت پڑی مانگ لیتے ہیں وہ دے دیتا ہے خواجہ دوست محمد صاحب قندھاریؒ قندہار جا رہے ہیں قافلہ ساتھ ہے گرمیوں کے موسم میں قندہار جاتے اور سردیوں میں واپس موسیٰ زئی آجاتے قندہار جا رہے تھے قافلہ ساتھ تھا تو ایک مانگنے والا آیا اور کہا مجھے پانچ روپے کی ضرورت ہے آپ خاموش ہو گئے پھر کہا حضرت! مجھے پانچ روپے کی ضرورت ہے پانچ روپے ان کی جیب میں تھے وہ نکال کر ان کو دے دیے اور کہا کہ اے اللہ! آپ کو علم تھا کہ میرے پاس یہی ۵ روپے تھے قافلہ میرے ساتھ سفر پر جا رہا ہے ۵ روپے تیرے نام پر دے رہا ہوں ۵۰۰ لونگا کچھ دیر بعد ایک شخص آیا نذرانہ رکھا پوچھا کتنا ہے؟ یہ نہیں پوچھا کون ہو؟ کہاں سے آئے ہو؟ فرمایا کتنا ہے؟ عرض کیا ۳۰۰ ہیں فرمایا یہ میرے نہیں کسی اور کے ہیں اس نے کہا میں آپکو جانتا ہوں خواجہ دوست محمد آپکا نام ہے ہمیشہ آتے جاتے رہتے ہیں آپ کیوں کہتے ہیں کہ میرے نہیں ہیں؟ اس نے کہا بتائیں بات کیا ہے کیوں آپ کہتے ہیں میرے نہیں ہیں؟ فرمایا کہ اگر میرے ہوتے تو ۵۰۰ ہوتے وہ شرمندہ ہوا معافی مانگی اور کہا کہ کسی نے ۵۰۰ ہی دیے تھے کہا تھا کہ پتہ نہ چلے کہ کس نے دیے ہیں میں نے سوچا ۲ سو میں رکھ لیتا ہوں ۳۰۰ آپکو دے دیتا ہوں لیکن آپکو کیسے پتہ چلا؟ آپ نے فرمایا مجھے یقین تھا اللہ پر میں کوئی عالم غیب نہیں ہوں جب آپ ۳۰۰ لائے تو میں نے سوچا کہ اللہ کوئی غریب تو نہیں ہے کہ قسط وار دے

رہا ہے جب میں نے ۵ روپے دیے تھے تو اللہ سے کہا تھا کہ ۵۰۰ لونگا جب انہوں نے قبول کر لیا ہے، اور واپس دے رہا ہے تو اکٹھے کیوں نہیں دیتا؟ ان کا یقین تھا، ان کا ایمان تھا اللہ فرماتے ہیں اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اللہ دوست ہے ولی ہے ان لوگوں کا جو اللہ پر یقین رکھے، ایمان رکھے، عقیدہ رکھے کہ سب اسی کے ہاتھ میں ہے دنیا بھی اسی کے ہاتھ میں ہے اور بلند کرنا بھی اسی کے ہاتھ میں ہے۔

لوگوں کے اعتماد کو جانچیں

مولانا غلام غوث ہزارویؒ نے فرمایا کہ بادشاہ نے وزیر سے پوچھا کہ لوگوں کا مجھ پر اعتماد ہے یا نہیں؟ اور اگر اعتماد ہے تو کس طرح پتہ چلے گا وزیر نے فرمایا تالاب بنا لو اور وہ بھی پکا بنا لو، سنگ مرمر کا اور حکم دے دو تمام رعیت کو کہ رات کو ایک ایک گلاس دودھ لا کر اسمیں ڈالیں، تو آپ نے بھی یہ سوچا، میں نے بھی یہ سوچا، غرض ہر ایک نے یہ سوچا کہ سب لوگ دودھ کا گلاس ڈالیں گے اور اگر میں صرف ایک گلاس پانی کا ڈال دوں تو کیا ہوگا؟ صبح جب دیکھا تو سارا تالاب پانی سے بھرا ہوا تھا تو وزیر بولا کہ دیکھ لیں، لوگوں کا آپ پر یہ اعتماد ہے ان بدبختوں سے یہ پوچھو کہ لوگوں کا آپ پر اعتماد ہے بھی یا نہیں یہ مساجد کیسے بن گئیں؟ یہ مدارس کیسے بن گئے؟ جن پر لاکھوں اور کروڑوں روپے خرچ ہوتے ہیں اور یہ روپے کہاں سے آتے ہیں؟

جمعیت علماء کیوں بنی اور کام کا طریقہ

بھائیو سنو! خود لوگ دیتے ہیں، سب اعتماد کی بات ہے میں عرض کر رہا ہوں کہ ہم نے کیا کرنا ہے؟ ہم نے خدا پر بھروسہ کرنا ہے ان لوگوں سے عرض کر رہا ہوں کہ جو ''جمعیت'' کے عہدہ دار ہیں کہ ''اللہ پر بھروسہ کرنا ہے'' اور انہی کے بھروسہ پر کام کرنا ہے اور خلوص نیت سے کرنا ہے کہ خدا کے لئے کر رہا ہوں، ہم ہمیشہ یہ تو کہتے ہیں کہ

اے خدا! ہمیں دین کی خدمت کی توفیق دے ایک اور جملہ بھی اس کے ساتھ بڑھا دو ''اے اللہ! ہمیں دین کی خدمت کی توفیق دے اور اسے ہماری نجات کا ذریعہ بھی بنا دے'' ابو طالب نے کتنی خدمت کی تھی اور کی بھی اس وقت جب کہ سارا عرب اور مشرکین حضور ﷺ کے خلاف تھے یہی انکے رفیق تھے ظاہری اسباب کے اعتبار سے سارے مشرکین کے ساتھ یہی لڑتے رہے اللہ اپنے پکڑ سے محفوظ رکھے اور اپنے فضل سے بدبختی سے بچائے (آمین تو کہہ دیا کرو)۔

نوجوان طلبہ کی قدر قیمت محمد بن قاسم اور عالمگیر کی مثال

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ عمومی جلسہ نہیں ہے، انہوں نے یہ تکلیف کی کہ سارے طلبہ کو اکٹھا کر دیا یہ ان کی عنایت ہے طلبہ سے میں یہ کہوں گا کہ آپ بہت قیمتی لوگ ہیں اپنی قدر پہچانئے! محمد بن قاسم جب سندھ میں آئے تو ۱۷ سال ان کی عمر تھی ۱۷ سال کے نوجوان تھے آپ سب لوگوں کے پاس ۱۷ سال کے نوجوان کا دیا ہوا اسلام ہے عالمگیر بادشاہ (شاہ جہان کا بیٹا) شاہ زادہ بادشاہوں کی عادت ہوتی تھی کہ وہ مست ہاتھیوں کی لڑائی کرواتے تھے چنانچہ عالمگیر اور شاہ جہان ہاتھیوں کی لڑائی کروا رہے ہیں عالمگیر اپنی کوٹھی میں بیٹھا ہے، اپنے بالا خانے میں بیٹھا ہے شاہ زادے اس طرف کھڑے ہیں عالمگیر کی عمر اس وقت ۱۳ برس ہے جب ہاتھی لڑ رہے ہیں تو ایک ہاتھی کو شکست ہوئی دوسرا اس کے پیچھے ہے سارا مجمع بھاگ گیا، دارا بھی بھاگ گیا عالمگیر نے تلوار نکالی ۱۳ سال کا بچہ ہے جب ہاتھی اس کے سامنے آیا تو اس نے تلوار سے وار کر دیا دوسرے ہاتھیوں نے جب دیکھا کہ وہ اسے مار رہا ہے تو وہ بھی بھاگ گئے بہر حال اس نے اس ہاتھی کو زیر کر دیا جب باپ کے سامنے گیا تو باپ نے کہا خدانخواستہ، اگر دوسری صورت ہو جاتی (یعنی تم ہلاک ہو جاتے) تو کیا ہوتا؟ اب تو آپ نے ہاتھی کو مار دیا ہے،

لیکن اگر یہ آپ پر حملہ آور ہوتے تو آپ ہلاک ہو جاتے! تو عالمگیر کہتا ہے ''مرگ سرزد پوش بادشاہ است'' (یہ کون سی بات ہے، موت تو آنے والی ہے) یہ ہماری تاریخ ہے یہ ہمارے بچوں اور نوجوانوں کی تاریخ ہے ہم نے جمعیت کے کام کو چلانا ہے، کارکنوں کو بلایا ہے مشورہ کی غرض سے کہ کیسے کام کیا جائے۔

مقابلہ مشرف سے بڑھ کر صدر بش اور مغرب کی تاریکی سے ہے

آج ہم لوگ دنیا کے مقابلے میں کھڑے ہیں آپ مشرف کے مقابلہ میں نہیں بلکہ بش کے مقابلہ میں کھڑے ہیں، فرانس کے مقابلہ میں کھڑے ہیں ساری دنیا میں آج تاریکی چھائی ہوئی ہے اسے ہٹانا ہے اور اللہ نے اس کے لئے آپ کو منتخب کیا ہے آپ کا کام یہ ہے کہ دیا جلائیں اور جب دیا جلے گا تو روشنی آجائے گی اور سارا کمرہ روشن ہو جائے گا اللہ نے تو راستہ بتا دیا ہے انہوں نے فرمایا ہے کہ میرے راستہ پر چلو تو روشنی آجائے گی اور روشنی کے آنے کے ساتھ ہی تاریکی چھٹ جائے گی، ایران کی تاریکی کو دیکھو، قیصر و کسریٰ کی تاریکیوں کو دیکھو، کس طرح وہ چھٹ گئی ہیں صحابہ کے پاس کیا تھا؟ جبکہ ان کو طعنہ دیا جاتا تھا کہ تم وہ لوگ ہو کہ مانگ کر کھایا کرتے تھے، آج ہمیں بھی تو یہی کہا جا رہا ہے کہ تم لوگ ہم سے مانگ کر کھا رہے ہو اور پھر ہمارے مقابلے میں آتے ہو؟

تیر انداز کے دامن میں آکر دنیا کے مسائل سے بچنا

بدبختو! ہم تمہارے مقابلہ میں نہیں بلکہ تاریکی کے مقابلہ میں کھڑے ہیں آپ تاریکی کو چھوڑ دیں اور ہمارے ساتھ آجائیں افلاطون نے موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا تھا کہ اگر دنیا کی ساری مصیبتیں تیر بن جائیں، آسمان ان کے لئے کمان ہو اور خدا تیر انداز ہو تو انسان کے بچنے کی کیا صورت ہوگی؟ موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ اس کے

لئے بچنے کی یہی ایک راہ ہے کہ تیر انداز کے پہلو میں کھڑا ہو جائے اور جب وہاں کھڑے ہو جاؤ گے تو تیر آگے جائے گا، تمہیں نہیں لگے گا خدا کو منا لو جو کہ تیر انداز ہے۔

عالم کفر کی پاکستان اور قبائل کی تباہی کی سازشیں

دنیا میں آج جو کچھ ہو رہا ہے پاکستان اس سے نہیں بچ سکتا، پاکستان اسکا نشانہ ہے، یہ بات الگ ہے کہ وہ نام افغانستان کا لیتے ہیں لیکن پاکستان کو تباہ کرنے کے بعد وہ وہاں جائینگے آج یہ کیا وجہ ہے کہ ہم باؤنڈری کو محفوظ کرنا چاہتے ہیں جتنے بھی سرحد پر قبائل ہیں ان سب کو ہم غلام بنانا چاہتے ہیں، بے دست وپا کرنا چاہتے ہیں، مجھے نہایت افسوس ہے کہ آج تک قبائل نے اپنی قدر نہیں پہنچانی، وہ نہیں سوچتے کہ یہ کیا ہو رہا ہے، کس کے ساتھ ہو رہا ہے بھائیو! یہ پاکستان کے ساتھ نہیں، آپ کے ساتھ ہو رہا ہے اور پاکستان بھی ان قبائل کو نہیں چاہتا، اگر یہ قبائل محفوظ ہونگے تو پاکستان محفوظ رہے گا اور اگر آپ کے قبائل ختم تو پاکستان بھی ختم پاکستان کے اندر بے نظیر ہوگی، نواز شریف ہوگا اور جب یہ ہونگے تو آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ انہوں نے کیا کیا اور کس کے ساتھ کیا؟ اپنے دوستوں کے ساتھ بھی کیا اور دشمنوں کے ساتھ بھی کیا، سب کو تباہ کر دیا ملک کو بھی تباہ کر دیا آج نام تو وہ افغانستان کا لے رہے ہیں مگر اصل نشانہ پاکستان ہے پاکستان کا کون سا محکمہ ہے جو ان کی مداخلت سے خالی ہے؟ ہماری اقتصادیات، مالیات بھی ان کے ہاتھ میں ہے، سیاست ان کے ہاتھ میں ہے، خارجہ پالیسی ان کے ہاتھ میں، فوج کو وہ ننگا کر رہے ہیں، تاجروں کو فوج سے بدگمان کروا رہے ہیں اور ان کے اپنے ملازم ان کے خلاف ہو گئے ہیں، یہ فوج کو بدنام کرنے کی سازش ہے، ختم کرنے کی سازش ہے اگر فوج بھی ختم ہو جائے تو بقیہ محکمے بھی ختم ہو جائینگے، (وہ فوج جن کی دیواروں پر لکھا ہوا ہے) **وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ** ان کو جہاد کے

نام سے ڈرایا جاتا ہے اور مجاہدین کے نام سے، ہمیں ان پر فخر ہے مگر آج ان کو بے دست و پا کیا جا رہا ہے، اور ان کو خطرہ یہ ہے کہ اگر قبائل آجائیں تو کشمیر کا کیا ہوگا؟

بیرونی سازشیں

اسرائیل اور بھارت کی سازشیں یہ ہیں کہ پاکستان اور قبائل کو لڑاؤ، کیونکہ اگر کشمیر میں جنگ چھڑ گئی اور قبائل آگئے تو بھارت ان کا کیسے مقابلہ کرے گا اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہے کہ پاکستان اور افغانستان کی باؤنڈری کو بند کر دو، اس لیے کہ افغانستان بھی (بھارت کے خلاف) آ سکتا ہے یہ سب کچھ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں یہ تو اندھے ہیں، دولت و اقتدار کے نشے میں اگر اقتدار کو پہنچ کر بھی آپ کو نشہ نہیں آیا تو پھر آپ جوان مرد ہیں اور جب اقتدار کا نشہ آجاتا ہے حکمران سمجھتے ہیں کہ اب ہمارا مقابلہ کرنے والا کوئی نہیں ہے ان کو معلوم نہیں کہ اللہ تو ہے ان کے مقابل اور اللہ ان کو مٹاتا ہے، اس لیے کہ اللہ دنیا میں اسلام کی روشنی چاہتا ہے اور جو تاریکی قیصر و کسریٰ کی وجہ سے آئی تھی تو اللہ نے اسے مٹانے کے لیے اسلام کو بھیجا اب وہ روشنی مٹتی جا رہی ہے مگر اسکا ایک مینار افغانستان ہے اور دوسرا پاکستان۔

ملک کا سودا کرنے والا حکمران طبقہ

پاکستان کی ساری عوام مجاہدین ہیں، ملک کا غدار کوئی نہیں ہے بجز حکمران طبقہ کے کہ جو اقتدار پر پہنچ کر اپنے ملک کا سودا کر رہے ہیں نجکاری کے نام سے سودا کر رہے ہیں، دیہاتوں کو بیچا، زمینوں کو بیچا اور مزدوروں کو بیچ دیا، کون رہ گیا؟ یہ سب نجکاری ہی تو ہے ملک بک رہا ہے انڈیا میں بھی ایک کمپنی آئی ہوئی تھی، اس نے بھی تو یہی کیا تھا اور اقتصادیات پر قبضہ کر لیا، پھر وہ بادشاہ بے دست و پارہ گیا آج بھی ہمیں غلام بنایا جا رہا ہے حتیٰ کہ آلو کی قیمت بھی، بین الاقوامی قیمت کے لحاظ سے ہے، ہمارے پاس کیا ہے، اس کو بچانا آپکا فرض ہے اسمیں قلت و کثرت کی بات نہیں، اصول کی بات ہے۔

خدا کو اپنا کر ہی فتح وکامیابی حاصل ہوسکتی ہے

خدا کو اپنا بناؤ اور جب وہ آپکا ہو گیا تو پوری دنیا آپکا مقابلہ نہیں کرسکتی عمرؓ کے پاس جب ایران کا جرنیل قید ہو کر آیا تو انہوں نے فرمایا'' اللہ کا شکر ہے کہ اس نے تمہیں ذلیل کر کے ہمارے پاس واپس بھیجا، تو اس نے کہا '' عمر! غرور مت کر، جب تمہارا اور ہمارا مقابلہ ہوتا تھا تو ہم ہمیشہ کامیاب ہوتے تھے اور شکست تمہارا مقدر تھی اور آج خدا تمہارے ساتھ ہے اور خدا کے مقابلہ کی ہم میں سکت نہیں؟ جب خدا ہو تو کون مقابلہ کرسکتا ہے؟ جو دنیا و مافیہا کا مالک ہے اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِى الْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا وَ مَا تَحْتَ الثَّرٰى وَ اِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَ اَخْفٰى دلوں پر بھی اس کی حکومت، دلوں کے بھیدوں پر بھی اس کی حکومت، سانس پر بھی اس کی حکومت، اللہ نے یہ پہچان کروائی کہ سب کچھ میرے پاس ہے تو تم دوسروں کے پاس کیوں جاتے ہو؟ ہمارے ایک مرشد تھے، ایک دن فرمانے لگے استعارہ دمستعیرہ لکہ سسی شہ خیرات غوڑی لہ فقیرہ (جس نے سب کچھ دوسروں سے مانگا ہے، آپ اس سے مانگتے ہو) یہ تو ایسے ہے جیسے کتا کسی فقیر سے مانگے، وہ گدا گر ہے، دوسروں سے مانگ رہا ہے اور کتا اس سے مانگنے آرہا ہے اللہ تعالیٰ کہتا ہے مجھ سے مانگو اس کو دینے والا بھی تو میں ہی ہوں جب اس سے مانگتے ہو تو مجھ سے کیوں نہیں مانگتے؟ ''خوشی وتکلیف کا مالک، فتح و شکست کا مالک، دلوں کو پھیرنے والا وہی ہے بیٹا، باپ کا مخالف کیوں ہو جاتا ہے؟ بھائی، بھائی کا دشمن کیوں بن جاتا ہے؟ معلوم ہوتا ہے کہ دلوں کو پھیرنے والی کوئی اور ذات ہے، یہ میری اور آپ کے بس کی بات نہیں۔

مانگنے کا طریقہ

اس لیے میں عرض کررہا ہوں کہ یہ ہماری ایک مخصوص نشست ہے ہم اس

لیے بلائے گئے تھے کہ کام کرو جمعیت کا، لیکن خلوص سے، للّٰہیت سے کرو اور یہ کہو کہ ''اے اللہ! مجھ سے کام لے لیں اپنی رضا مندی اور میری نجات کا اسکو ذریعہ بنا دے'' اگر یہی جذبہ رہا تو آپ کو کوئی بھی نہیں مٹا سکتا، اسلئے کہ آپ کے ساتھ اللہ کی طاقت ہو گی نبی ﷺ کو مکہ سے نکال دیا تھا، ساتھ کچھ بھی نہیں تھا لیکن صرف اللہ سے مانگا بھائیو! اللہ سے مانگو مگر طریقہ سے مانگو، خلوص سے مانگو، عاجزی سے مانگو، وہ دھوکہ میں نہیں آتا، وہ تو دلوں کے احوال سے واقف ہے۔

جمعیۃ علماء سے وابستہ افراد کا کورس سورۃ والعصر

یہ اجلاس اس لیے بلایا گیا تھا کہ ہم نے اکٹھے مل کر کام کرنا ہے اور ہم نے اسی جذبہ کے تحت جمعیت العلماء بنائی ہے علماء وہ لوگ ہیں کہ جن کو نبی ﷺ کی وراثت ملی ہے ان سے کہا جا رہا ہے کہ کام خلوص وللّٰہیت کے جذبہ سے کرنا ہے پھر دیکھو کہ رحمت الٰہی کے دروازے کھلتے ہیں یا نہیں بہر حال، شاید میں نے آپ کا زیادہ وقت لے لیا آج کا یہ اجلاس جس مقصد کے لئے تھا اس کے لئے میں یہ کہوں گا کہ اللہ نے ۴ چیزیں بتلائی ہیں وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِىْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ پہلا کام ایمان ہے یعنی اللہ پر یقین رکھو پھر عمل کرو ایمان کے مطابق تو یہ عمل صالح ہے، پھر دوسروں تک حق پہنچاؤ موسیٰ علیہ السلام سے اللہ نے فرمایا طرز تبلیغ یہ رکھو فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا (اگر آپ اسکو نرمی سے بات کرو گے تو مانے گا ورنہ نہیں مانے گا، کیونکہ مدمقابل فرعون ہے کہ خدائی کا دعویٰ کیے رکھا ہے) لہٰذا آپ کا کام یہ ہے کہ نرمی سے اسے اپنی بات سمجھائیں پھر اگر اس نے نہ مانا تو یہ اسکی بدبختی ہوگی۔

کامیابی مولانا الیاسؒ کی نظروں میں

مولانا محمد الیاس دہلویؒ کے پاس ایک جماعت آئی عرض کیا کہ حضرت! دعا لینے کے لئے

آئے ہیں کہ اللہ ہمیں کامیاب فرمائیں تو حضرت نے ہاتھ اٹھا کر دوبارہ ہاتھ نیچے کر دیے اور فرمایا کہ پہلے تم لوگ کامیابی کا معنی سمجھ لو کہ کامیابی کسے کہتے ہیں جب تم نے اس راستہ میں قدم اٹھا دیا تو تم کامیاب ہو گئے کیونکہ آپ نے تو اپنا فرض ادا کر دیا نا کام تو نہ ماننے والا ہے اور چوتھی بات یہ ہے کہ حق پہچانے میں آپ کو تکلیف پہنچے تو اس پر صبر کریں ہمارے کام کا طریقہ کار یہ ہے کہ خدا پر یقین وصبر رکھو، اعمال صالحہ کرو، طریقہ کے ساتھ حق بات پہنچاؤ، سنت سے، دلیل سے، اور اس جذبہ سے پہنچاؤ کہ اللہ کرے کہ یہ مخاطب میری بات مان لے اور پھر اگر اس حق پہنچانے میں کوئی تکلیف بھی آجائے تو اس پر صبر کرے یہ ۴ طریقے ہیں، اللہ اس پر ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

شیخ الہند کا سبق تعلیم قرآن اور اتحاد

دنیا میں ایک ایسا سیلاب آرہا ہے جو نہ کسی ملک کو چھوڑے گا، نہ کسی گھر کو، نہ کسی مسجد اور نہ ہی کسی مدرسہ کو ہمارے سامنے اس کی مثال ''بخارا'' ''بغداد'' کی تاریخ دیکھ لو آج ہم تمام علماء سے کہتے ہیں کہ خدارا! ایک ہو جاؤ اتحاد و اتفاق سے ہی نصرت خداوندی آئے گی شیخ الہندؒ یہی سبق لے کر آئے تھے فرمایا'' جب میں مالٹا کی قید سے آیا تو ۲ سبق لے کر آیا'' دنیا حیران تھی کہ شیخ الہند یہ نئے کون سے اسباق لے کر آئے ہیں فرمایا'' پہلا سبق تو یہ ہے کہ قرآن کی تعلیم عام کر دو (معلوم نہیں کہ یہ کس طرح ہوا کہ ان کے منہ سے نکلنے والے اس جملہ کو اللہ نے عملی جامہ پہنا دیا کہ آج گلی گلی میں، چوک چوک میں مدرسۂ قرآن ہے یہ سب اللہ کا احسان ہے) اور دوسرا سبق یہ ہے کہ اتحاد و اتفاق سے رہو اگر اکٹھے نہ ہوئے تو مار کھاؤ گے اور یہی وہ بات ہے کہ جس کے لیے ہم سب ترس رہے ہیں۔

وآخر دعوٰنا أن الحمد للہ رب العلمین

خطاب

مولانا مفتی زرولی خان صاحب

مختصر تعارف

جہانگیرہ صوابی میں میرے ماموں حضرت مولانا عبدالحنان مدظلہ فاضل دیوبند کے حسن صحبت اور سعادت تلمذ نے علم کی تشنگی پیدا کی ابتدائی تعلیم ان سے حاصل کی اور سعادت مند شاگرد نے آخر دم تک اپنے اولین شیخ کی خدمت اور وابستگی کی مثالیں قائم کیں بالخصوص حضرت بنوریؒ کے علوم وفیوض کے چشمہ صافی سے سیراب ہوئے اپنے کمالات خداداد صلاحیت و ذہانت علوم ومعارفِ اکابر سے والہانہ استفادہ نے کراچی جیسے امّ البلاد میں علم وفضل میں نمایاں مقام دیا ان کا مدرسہ احسن العلوم کراچی کے نمایاں مدارس میں شامل ہے اب الاحسن کے نام سے ایک وقیع علمی مجلّہ بھی چلا رہے ہیں۔ (س)

اہل علم کے درجات، فرائض وآداب

الحمد للّٰہ و کفی والصلوٰۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفی أمابعدُ فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ

علم کی خاطر مصیبتیں جھیلنا

میرے بھائیو! دو تین باتیں بطور سبق آپ کی خدمت میں پیش کروں گا اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں پر بہت بڑا فضل و کرم فرمایا کہ صبح سے لیکر شام تک آپ لوگ کتاب پڑھ سکتے ہیں اوران بزرگوں کی تعلیم و تدریس کی روشنی میں سبق پڑھتے ہیں آپ لوگوں نے بخاری شریف کی کتاب العلم میں دیکھ لیا کہ ایک ایک حدیث کیلئے محدثین کتنے لمبے لمبے سفر کرتے تھے اور کتنی لمبی لمبی مسافتیں طے کرتے اہل تراجم قتیبہ بن سعید، شیخ البخاری و المسلم والمحدثین والحفاظ، ان کو شیخ بغلان کہا جاتا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب میں تحصیل علم کیلئے گھر سے نکلا تو مجھے والدہ محترمہ نے دو سو روٹیاں پکا کر دیں چھ مہینے ان روٹیوں پر گزارے وہ روٹیاں خشک ہو چکی تھیں یہ ان روٹیوں کو پانی میں رکھ لیتے اور دن کو پڑھا ہوا سبق شام کو یاد کرتے اور فرماتے تھے وہ روٹیاں اتنی خشک ہو چکی ہوتیں کہ پوری رات پانی میں پڑا رہنے کے باوجود سخت ہوتیں کہ توڑی نہ جاتی تھیں دنیا

میں بہت کم لوگ ایسے گزرے ہیں کہ جنہیں استاد کا پڑھایا ہوا سبق لکھنے کی ضرورت نہ پڑی ہو، ان میں امام بخاریؒ بھی ہیں جو زبانی استاد کا سبق یاد کر لیتے تھے ابھی تو اللہ تعالیٰ نے بہت سی آسانیاں پیدا فرمائی ہیں اسی طرح حضرت انورشاہ کشمیریؒ کے حالات میں آتا ہے کہ انہوں ابتداء میں وہ، دیوبند سے پہلے تھاکوٹ ضلع ہزارہ میں پڑھتے تھے مولانا عبدالخالقؒ کے پاس اسی کا اثر تھا کہ حضرت امام العصر صاف صاف پشتو بول لیتے تھے (یہ واقعہ خان غازی کابلی نے حضرت انظر شاہ صاحب کو خط میں لکھا ہے جو مولانا سمیع الحق کے نام ہے اوران کے مجموعہ مکاتیب میں چھپا ہے) وہ فرماتے ہیں کہ جب میں چھٹیوں کے بعد جب گھر سے واپس آیا تو روٹی کے کچھ ٹکڑے مسجد کے ایک کونے میں پڑے تھے یہ روٹیوں کے ٹکڑے کافی عرصہ سے وہاں پڑے ہوئے تھے حضرت شاہ صاحب نے وہ اٹھا کر ایک برتن میں پانی ڈال کر بھگو دیے حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں جب صبح اٹھ کے میں نے دیکھا تو پانی خشک ہو چکا تھا اور روٹی ویسی کی ویسی ہی پڑی تھی جتنی بڑی مصیبتیں ان لوگوں نے جھیلی تھیں اتنی ہی ان لوگوں کے علم میں برکتیں بھی تھیں ابھی اللہ نے ہمیں بہت راحت نصیب فرمائی ہے قسم قسم کی خوشحالی ہے۔

حقانیہ میں طالب علم زیادہ مگر وسائل کی کمی

ابھی ہم جامعہ حقانیہ کے دفتر میں بیٹھے تھے تو بجلی نہیں تھی، میں نے مولانا صاحب سے پوچھا جنریٹر وغیرہ نہیں ہے؟ تو حضرت مولانا نے ایک بہت خوبصورت توجیہ کی کہ میں حیران ہو گیا کہ ایک ملک کا سب سے بڑا دارالعلوم (دیوبند ثانی) اور اس میں سہولیات کا فقدان ہے تو مولانا نے ایک بہت بہترین توجیہ فرمائی کہ جہاں طالب علم ہوں تو وہاں وسائل نہیں ہوتے اور جہاں طالب علم نہ ہوں تو وہاں وسائل وافر مقدار میں ہوتے ہیں یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان ہے ابھی تو ہمارے ہاں کراچی میں

بھی الحمدللہ طلباء کافی تعداد میں ہوتے ہیں وہاں کراچی میں ہم سے کمزور اور چھوٹا مولوی اور کوئی نہیں ، اس کے باوجود ہمارے ہاں دورہ حدیث میں ۳۰۰ طلباء کرام ہوتے ہیں وہاں طلباء خط وغیرہ بھی لکھتے ہیں اور امتحان وغیرہ بھی دیتے ہیں حالانکہ اس کی کوئی شرعی ضرورت نہیں ہے لیکن عرفی ضرورت ہے۔

کراچی علماء کرام کی شہادت گاہ

اور وہاں ایک اور مصیبت پیدا ہوگئی ہے کہ اب کراچی کو مردوں کا شہر کہا جاتا ہے وہاں خاص طور پر علماء اور طلباء کو شہید کیا جاتا ہے کچھ دنوں پہلے ہمارے بہت بڑے فقیہ، مفتی اعظم اور محدث، ہمارے مخدوم، حضرت علامہ مفتی نظام الدین شامزئی صاحب کو شہید کر دیا گیا ہے حالانکہ یہ صرف ان پر حملہ نہیں ہے بلکہ یہ تمام اہل حق پر حملہ ہے لیکن اس کے باوجود طلباء کی تعداد پھر بھی زیادہ ہے......

اگر چہ بت ہیں جماعت کے آستینوں میں
مجھے ہے حکم اذاں لا الہ الا اللہ

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ دین متین طلباء کے ذریعے قائم ودائم فرمائیں گے انشاء اللہ ہم خود حیران ہیں ہماری تو مجبوریاں ہیں کروڑوں روپے کی عمارت بنی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے علمی ماحول مہیا فرمایا ہوا ہے ہم تو کہیں جا نہیں سکتے اگر مرجائیں یا زندہ رہیں ہم نے تو وہاں ہی رہنا ہے لیکن طلباء تو بادشاہ ہیں انہیں تو پنجاب کے مدارس میں اسباق ملتے ہیں بلوچستان کے ماشاء اللہ قابل علماء کرام مدرسین ہیں اور سرحد تو الحمدللہ علم کے لعل و جواھر میں گھرا ہوا ہے اور یہاں تو داخلے بھی بہت آسانی سے مل جاتے ہیں لیکن اس کے باوجود طلباء کرام کراچی کے مدارس کا رخ کرتے ہیں اس لیے کہ ہمارے اکابر نے ،حضرت شیخ بنوری صاحبؒ نے ،حضرت مفتی اعظم مفتی محمد شفیع

صاحبؒ نے اور خطابت کے بڑے امام حضرت احتشام الحق تھانویؒ نے ایسے کارنامے سرانجام دیے ہیں کہ ان کی وجہ سے وہ شہر روشن ہوا ہے۔

امام ابو یوسفؒ کا حافظہ

میرے بھائیو! ایک گزارش تو یہ ہے کہ دنیا کی راحت وآسائش کی طرف توجہ کم کردو کمزور کردو اور علم کیطرف توجہ زیادہ دو یہ میں آپ لوگوں کو اس لیے کہتا ہوں کہ مجھے بھی اس سے فائدہ مل جائے ہمارے مذہب کے دوسرے بڑے امام حضرت امام ابو یوسفؒ کے متعلق بھی علامہ عبدالرحمٰن ابن جوزیؒ نے اپنی کتاب **الوعی والذکر للعلماء والعلم** میں لکھا ہے کہ حضرت امام ابو یوسفؒ ایک ہی مجلس میں پچاس احادیث یاد کرتے تھے اور وہی احادیث اسی مجلس میں طلباء کو سناتے تھے آپ لوگ اندازہ لگائیں کتنی بڑی ذہانت اور حافظہ وذکاوت تھی امام ابو یوسفؒ کا مشہور مقولہ ہے **العلم لایعطیك بعضه حتی تعطیه كلك** یعنی علم کسی کو اس وقت تک قبول نہیں کرتا جب تک یہ اپنا سب کچھ اس پر قربان نہ کردے علم کیساتھ بہت زیادہ سچائی کی ضرورت ہے یہ بات ٹھیک ہے کہ ہمارے مدارس بھرے پڑے ہیں لیکن ان بزرگوں سے بڑی معذرت کیساتھ عرض ہے کہ جب سال پورا ہو جاتا ہے ان طلباء کی دستار بندی کردی جاتی ہے اور یہ یہاں سے چلے جاتے ہیں اور جب ہمیں مدرس کی ضرورت ہوتی ہے تو پشتو میں کہاوت ہے ''سدم تہ شین دے'' کوئی بھی مدرس نہیں ملتا اسکی وجہ یہ ہے کہ طلباء میں راحت وآسائش کے ذرائع بہت زیادہ آگئے ہیں اور علم کیطرف توجہ بہت کم ہوگئی ہے اور میں راستہ میں آرہا تھا اور مجھے یہ ڈر تھا کہ حضرت مولانا انوار الحق صاحب مجھے دورہ حدیث کے طلباء کے سامنے بٹھا نہ دیں کہ انہیں وعظ ونصیحت کرو اور یہ دل میں خیال آیا کہ دارالعلوم کی علمی تاریخ میں میرے جیسے عاجز ومسکین کیلئے پہلی مرتبہ ہے۔

مولانا حسین علیؒ کی آخری کتاب

اور میں اپنی طرف سے دورہ حدیث کیلئے ایک کتاب بجھواؤں گا حضرت مولانا حسین علی الوانی واں بچھرویؒ کی کتاب ہے تحریرات حدیث اس میں علم الحدیث کی ترجیح الراجح کا بیان ہے مولانا حسین الوانی صاحبؒ ہمارے پنج پیر کے مولانا شیخ القرآن محمد طاہر صاحبؒ، حضرت شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحبؒ، مولانا قاضی شمس الدین صاحبؒ، مولانا عنایت اللہ شاہ بخاری صاحبؒ ہمارے امام اہلسنت ، قائد اہل حق محقق العصر فخر الاحناف، فخر علماء دیو بند حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحبؒ کے استاد تھے بہت بڑے عالم تھے اور توحید وسنت پر بہت بڑا کام کیا ہے میں دورہ حدیث کے تمام طلبہ کے لئے وہ کتاب بھیجونگا یہ کتاب باسٹھ سال بعد پہلی مرتبہ شائع ہوئی ہے پہلی مرتبہ یہ کتاب مولانا حسین علیؒ کی زندگی میں مولانا حق نواز نے ٹوبہ ٹیک سنگھ سے شائع کی تھی وہ ایک نسخہ حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب نے مجھے عطا فرمایا تھا اسی لیے میں نے حضرت سے پوچھا کہ آخری شاگرد اور آخری خلیفہ آپ ہیں اور آپ کا نظریہ جمہور علماء دیو بند کے ساتھ موافق ہے جبکہ ہمارے دوسرے اکابر بالکل دوسرے راستہ پر گامزن ہیں اور یہ حضرات بھی نسبت مولانا حسین علی صاحب کیطرف کرتے ہیں آخر یہ کیا ماجرا ہے؟ تو حضرت نے مجھے فرمایا کہ یہ حضرت کی آخری تصنیف تحریرات حدیث ہے اور اسی میں یہ سب باتیں حضرت نے لکھی ہیں اور اس میں حضرت نے علماء دیو بند کے نظریے کی مضبوط اور ٹھوس باتیں ذکر کی ہیں اور اضافی باتیں رد کی ہیں پھر حضرت نے وہ کتاب مہربانی کر کے مجھے بجھوائی اور ان کا خط اوپر لکھا ہوا ہے کہ یہ کتاب نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کی کتاب سے فوٹو سٹیٹ لی گئی ہے اور یہ ہدیہ حضرت مفتی زرولی خان صاحب کی خدمت میں من جانب ابو الزاہد محمد سرفراز خان صفدر گکھڑ گوجرانوالہ

پنجاب ہے میں نے اسی خط کیساتھ یہ کتاب چھپوائی ہے پریس والوں نے وہ خط چھوڑ دیا تھا میں نے کہا یہ تو اس کتاب کی سند ہے کہ مولانا سرفراز خان صفدر لکھا ہو لوگ اس کو دیکھیں گے کہ یہ تو پنج پیریوں کے استاد نے لکھی ہے یہ تو ضروری ہے یہ کتاب میں تم سب کی خدمت میں پیش کروں گا حضرت مولانا انوار الحق صاحب کی خدمت میں بجھواؤں گا وہ آپ سب میں تقسیم کریں گے۔

شمائل کی نادر شرح دیجوری

دوسری ہماری کتاب شائع ہو رہی ہے جو کہ شمائل کی ایک بہت نادر شرح ہے اس کے مصنف محدث ابراہیم دیجوری ہیں وہ شرح بہت نادر تھی بعض علماء نے اس کا حوالہ دیا ہے ایک نایاب نسخہ ملا تھا وہ ابھی ہم نے پریس کے حوالہ کر دیا ہے انشاء اللہ اس سال جو کتابیں ہم احسن العلوم میں طلباء دورہ حدیث کو دیں گے وہ آپ لوگوں کو بھی بجھوائیں گے انشاء اللہ یہ آپ لوگوں کے لئے ہماری جانب سے ایک معمولی سا ہدیہ اور دارالعلوم کی علمی عظمت کے مقابلے میں ایک معمولی سی شرکت ثواب ہوگی ......

ع — گر قبول افتد زہے عز و شرف

اگر اللہ تعالیٰ نے اس کو قبول کر دیا اور آپ لوگ خوش ہو گئے تو انشاء اللہ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ہمارے لئے علم کے بہت سے مقامات روشن اور واضح فرما دیں گے۔

مولانا انور شاہ کشمیریؒ کا علم اور حافظہ

پہلی گزارش میری یہ ہے کہ بھائیو! علم پر جان قربان کرو ہم اور آپ حضرت انور شاہ کشمیریؒ صاحب کا نام لیتے ہیں کہ بہت بڑا علم اور حافظہ تھا آیا حافظہ ویسے ہی چارپائی پر پڑے رہنے سے بن جاتا ہے؟ حافظہ تو اس کا بنتا ہے جو سب کتب دیکھے حضرت شاہؒ کے بارے میں لکھا ہے کہ جب وہ دارالعلوم دیو بند میں حضرت شیخ الہند کی

خدمت میں بخاری شریف پڑھتے تھے تو دہلی میں ایک بوڑھی عورت تھی اس نے حضرت شاہ صاحب کو بیٹا کہا تھا حضرت شاہ صاحب بیمار تھے علاج کیلئے دہلی میں رہ رہے تھے ادھر صرف ایک کتاب فتح الباری ملی تھی وہ بوڑھی عورت لے آئی اور حضرت کے سرہانے رکھ دی کہ یہ بخاری شریف کی شرح ہے حضرت شاہ صاحب فتح الباری دیکھتے رہے جب دیو بند واپس آگئے تو حضرت فرماتے ہیں کہ تین مہینے آگے میرا مطالعہ گیا ہوا تھا صرف پندرہ دن حالت مرض میں اتنا مطالعہ کیا تھا ابھی تو طالب علم نے چائے نہ پی ہو کتاب پیچھے رکھ دیتا ہے یار! چائے پی لیں تو پھر کتاب دیکھ لیں گے یہ تو ہماری حالت ہے حالانکہ دین و آخرت کی کامیابی اس پر موقوف ہے یہ ہمارا پورا اعتقاد ہے الحمدللہ، اللہ ہمیں اسی اعتقاد پر قائم و دائم رکھے آمین پھر ہم یہ کہتے ہیں ہمارے حضرت شیخ العرب والعجم حضرت سید حسین احمد مدنی ؒ بہت بڑے عالم باعمل شخصیت تھی یہ ایک حقیقت ہے یا یہ بطور تذکرہ کے کہتے ہیں اور چلو یہ ایک اچھا قصہ ہے مگر ہم ان کی طرح عمل نہیں کرتے یہ بہت اچھی بات ہے کہ تم لوگ پگڑی باندھتے ہو اور کراچی میں ہم اس پر بہت فخر کرتے ہیں۔

حقانیہ میں شیخ الازہر اور مفتی محمود کی آمد

الحمدللہ ایک زمانہ میں رئیس جامعۃ الازہر مصر آرہے تھے یہاں حضرت مفتی محمود صاحب وزیر اعلیٰ سرحد تھے اور ان کی میزبانی میں آرہے تھے اور انہوں نے استقبالیہ دارالعلوم حقانیہ میں دے دیا اور سب طلباء کو فرمایا کہ پگڑی باندھ کر اور مسواک ہاتھ میں پکڑ کر لائن میں کھڑے ہو جاؤ اور شیخ الازہر تو ماشاءاللہ صَفْصَفًا لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّ لَآ اَمْتًا وہ تو بالکل صاف تھے ان پر دنیا کی ہوا نہیں لگی تھی جب وہ تقریر کیلئے یہاں حقانیہ میں آئے تھے تو ہم اس وقت بہت چھوٹے تھے۔

پگڑی اور مسواک والے طلبہ سے شیخ الازہر کا خطاب

جب حضرت شیخ الحدیث نے ان کی خدمت میں سپاس نامہ پیش کیا تو اس کے بعد وہ کہنے لگے: ”میں بالکل شرمندہ ہوں کہ جو چیزیں کتابوں میں محدثین اور فقہاء تابعین و اتباع کے حالات میں پڑھے ہیں آج دارالعلوم حقانیہ کے طلباء بالکل وہ چیزیں عملاً ظاہر کر رہے ہیں الحمدللہ یہ چیزیں ہم کسی کے لئے نہیں کرتے بلکہ ہم اپنا دین وعلم اسی کے ذریعے مضبوط کرتے ہیں یہ ہمیں اپنے بزرگوں سے وراثت میں ملا ہے اور اسی پر مضبوطی سے قائم رہو آپ لوگوں کو پتہ نہیں ہے اس بات کا کہ کراچی میں پگڑیاں بہت کم ہوگئی ہیں وہاں نقصان یہ پیدا ہوگیا ہے کہ لوگ ننگے سر نماز پڑھنے لگے ہیں علماء انہیں کہہ تک نہیں سکتے ، ایک آدمی ننگے سر نماز پڑھ رہا تھا تو ایک مولوی نے اسکو کہا سر ڈھانپ لو تو وہ کہنے لگا کیوں؟ تو مولوی صاحب نے کہا سنت ہے تو وہ آدمی کہنے لگا پگڑی بھی سنت ہے ایک سنت آپ نے چھوڑ دی اور ایک میں نے فتشابھا کلتا ھمانجلاء دونوں ایک جیسے ہیں کوئی فرق نہیں ہے الحمدللہ سرحد میں اعمال کا بہت اثر ہے آپ لوگوں کیلئے وسائل بہت کم ہیں۔

ٹیوشن طلبہ کے لئے دنیاوی آفات

وہاں کراچی میں تو ہم طلباء کو اس بات سے منع کرتے ہیں کہ گھروں میں ٹیوشن وغیرہ پڑھانے مت جایا کرو ان کی کوئی ماں بنتی ہے اور کوئی بہن وغیرہ تو کوئی ڈھائی ہزار دیتی ہے کوئی تین ہزار دے دیتی ہے تو طالب علم کے تقریباً دس پندرہ ہزار بن جاتے ہیں تو طلباء کہتے ہیں کہ چلو خیر ہے دوسرے وسائل تو نہیں ہیں کہ مولوی بن رہا ہوں تو یہ دس، پندرہ ہزار تنخواہ ہی سہی یہ سب آفات ہیں علم کی تباہی ہے اس سے علم کا مقصد فوت ہو جاتا ہے میرے بھائیو! اپنا علم پختہ کرو، بالکل یہ بات ٹھیک ہے

حضرت شاہؒ اور حضرت مدنی آیا تان من آیات اللہ تھے ہمارے اکابر واسلاف تھے اور ہماری سندیں تھیں چاہیے کہ ہم بھی ان کے علم اور مدار پر گامزن ہوں۔

طلبہ کی باہمی رعایت ولحاظ حضور ﷺ کا اسوہ حسنہ

طلباء آپس میں اکھٹے رہتے ہیں تو آپس میں بہت ادب اور سلیقہ سے باتیں کرنی چاہیے اور بہت اچھے اخلاق کے ساتھ رہنا چاہئے اگر کسی کو کسی سے تکلیف پہنچے تو وہ علم کی روشنی میں معاف کردے اور جو تکلیف پہنچائے تو وہ بھی علم کی روشنی میں معافی مانگے مسلم شریف میں آتا ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ جب عبادت کیلئے رات کو اٹھتے تھے تو روایت میں آتا ہے کہ فقام رویداً بہت آہستہ اٹھ جاتے اور روایت میں آتا ہے کہ وفتح الباب رویداً بہت آہستہ زنجیر کھول دیتے تھے اور وخرج رویداً بہت آہستہ باہر نکل جاتے تھے تا کہ بیبیوں کو تکلیف نہ پہنچے، ایک آدمی اپنی بیبیوں کا اتنا احترام وادب کرتا ہے تو طلباء کو بھی چاہئے کہ اپنے طلباء ساتھیوں کا بہت خیال رکھیں یہ کوئی کارنامہ نہیں ہے کہ آدمی بہت طاقتور ہے اور لوگ اس سے ڈرتے ہیں بلکہ کارنامہ یہ ہے کہ آدمی اپنے اخلاق کے وجہ سے یہ سب کچھ برداشت کرے حدیث مبارک میں آتا ہے

لیس الشدید بصرعۃ انما الشدید الذی یملک نفسہ عند الغضب (صحیح البخاری: ح ۶۱۱۴) ”یہ پہلوانی نہیں ہے کہ دوسرے کو گرادے بلکہ زورآور اور پہلوان وہ آدمی ہے کہ غصہ کے وقت اپنے غصہ کو کنٹرول کردے۔“

حضرت مدنیؒ حسن اخلاق کا اعلیٰ مثال

ہمارے حضرت شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی کے بارے میں آتا ہے کہ وہ ایک مرتبہ ریل میں سفر کررہے تھے ان کے ساتھ ایک ہندو بنیا بیٹھا تھا حضرت آرام فرمارہے تھے اور لوگ بھی زیادہ تھے ہندو بیت الخلاء کو گیا اور پھر واپس

آگیا اور کہنے لگا کہ یار! بیت الخلاء بہت گندہ ہے حضرت اپنے بستر پر آرام فرما تھے آنکھیں بند تھیں یہ باتیں سن لیں کچھ دیر بعد حضرت آرام سے بیت الخلاء چلے گئے لوٹا لے لیا اور بیت الخلا کو بہت صاف ستھرا کر کے واپس اپنی جگہ پر آکر بیٹھ گئے اور ہندو بنیا کو سنانے لگے کے وہ تو بالکل صاف ستھری پڑی ہے کوئی نجاست نہیں بالکل صاف ہے وہ ہندو گیا اور دیکھا تو وہ حیران رہ گیا وہ جب واپس آیا تو اگلے ڈبے میں آفیسر کو اطلاع کردی کہ میری سیٹ تبدیل کردو یہاں مسلمانوں کے ایک بہت بڑے عالم موجود ہیں جو میرے مذہب کو خراب کردیں گے لہذا میری سیٹ تبدیل کردیں......

ع   وہ تو آباء تھے تمہارے بتاؤ تم کیا ہو

اللہ تعالیٰ نے ہمیں اتنے بڑے اکابر عطا فرمائے ہیں تو ہمیں بھی چاہیے کہ ایسے اوصاف وخصائل اپنائیں اس سے علم کو بہت نورو روشنی ملے گی ترمذی شریف میں ایک قول آیا ہے سفیان ابن عیینہ فرماتے ہیں کہ ہمارے اسلاف علم اس لیے حاصل کرتے تھے تا کہ اس پر عمل کریں لہٰذا ان کا علم پختہ بھی ہوتا اور مضبوط بھی ہوتا اور اللہ کی مدد بھی ہوتی تھی ٹھیک ہے کہ معلومات میں ابھی اضافہ ہو جاتا ہے معلومات بھی ایک بڑی عزت وشرف ہے لیکن اس پر اللہ کی رضا بھی حاصل ہو جاتی ہے عقلمند لوگ اس کی مثال ایسے دیتے ہیں کہ لوگ کھیتوں میں کھیتی باڑی اور گندم وغیرہ بوتے ہیں تو ٹھیک ہے یہ سب کچھ فصل کیلئے کرتے ہیں بھوسے کی نیت سے نہیں کرتے تو وہ خود آجاتا ہے علم کے لیے نیت بہترین عمل اور اللہ کی رضا چاہئے۔

ایک حرف سکھانے والا استاد ہے

اس کیلئے علماء نے ایک مشق بتائی ہے کہ استاد کوئی بھی ہو جیسا بھی ہو استاد استاد ہے امام غزالیؒ صاحب احیاء العلوم میں فرماتے ہیں جس نے کسی کو ایک حرف بھی

سکھایا ہو چاہے بسم اللہ کا حرف باء بھی اگر سکھایا ہو تو استاد کو حق ہے کہ اسے بازار میں لے جائے اور فروخت کر دے اسے اس کا متبع رہنا پڑے گا۔

امام محمد حکمرانوں کے قرب سے احتراز کے لئے حیلہ جوئی

امام محمدؒ کی کتاب السیر الصغیر ہے جس کی شرح شمس الآئمہ امام سرخسیؒ نے ۵ جلدوں میں لکھی ہے اس کے مقدمہ میں شمس الائمہ نے لکھا ہے کہ امام محمد صاحب بہت فصیح اللسان تھے اور عربی پر بہت قادر تھے امام شافعی فرماتے ہیں کہ فکانّ العربیه تنزل علی لسانه ہارون الرشید کو پتہ چلا کہ امام محمد صاحب بہت بڑے عالم ہیں اور بہت فصیح اللسان ہیں تو انہوں نے امام ابو یوسف کو کہا کہ ان کو یہاں دربار میں لے آؤ امام ابو یوسف نے سوچا کہ میں سیاست میں آیا ہوں اور اگر امام محمد صاحب سیاست سے باہر رہیں اور کتابیں وغیرہ لکھ لیں تو اچھا ہو گا انہوں نے بادشاہ کو کہا کہ وہ بیمار ہیں تو بادشاہ نے کہا کہ کیسے بیمار ہیں؟ تو وہ کہنے لگے سلسل البول کی بیماری ہے جیسا کہ آج کل شوگر کے مریض ہوتے ہیں کہ ۱۰ منٹ بعد آگ لگی ہوتی ہے تو ہارون الرشید نے کہا کہ یہ تو کوئی بات نہیں ہم دربار میں دیوار توڑ کر بیت الخلاء بنوا دیں گے ہارون الرشید نے آرڈر دیا کہ دیوار توڑ دیں اور بیت الخلا بنا دیں اور امام ابو یوسف کو کہا کہ آپ امام محمد کو کل لے آنا امام یوسف نے امام محمدؒ کو سمجھا دیا تھا کہ جب میں آپ کو اشارہ کروں تو آپ فوراً بغیر تاخیر پیشاب کے بہانے اُٹھ بھاگنا اس طرح کی حرکت سے بادشاہ کا دل آپ کی طرف سے برا ہو جائے گا اور وہ آپ کو حکومت میں عہدہ کے لئے نہیں کہے گا امام محمدؒ اس حکم کی تعمیل کے لئے فوراً تیار ہو گئے کیونکہ امام ابو یوسفؒ ان کے استاد تھے۔

امام صاحبؒ کی وفات کے بعد امام محمدؒ نے الجامع الصغیر کی تکمیل کی تھی طالب علمی کے پورے زمانے میں امام ابو یوسفؒ کے ساتھی رہے تھے لیکن امام صاحب

کی وفات کے بعد تھوڑا سا وقت شاگرد رہے تھے لہٰذا ان کا بہت احترام کرتے تھے۔ امام محمد صاحب دربار میں آگئے اور دو تخت لگ گئے ایک پر بادشاہ اکبر ملوک الارض ہارون الرشید بیٹھ گئے اور ایک پر حضرت امام ابو یوسفؒ قاضی القضاۃ بیٹھ گئے تاریخ میں پہلا آدمی جسکا لقب قاضی القضاۃ تھا وہ امام ابو یوسف صاحب تھے علمی لحاظ سے امام ابو یوسفؒ کا نام روشن تھا۔

سیر الأعلام النبلاء میں امام ذہبیؒ لکھتے ہیں اتفق المحدثون علی ثقاوته وحفظه واتقانه فی میادین الاسناد والاحادیث یعنی متفق ہے ان کے علم پر امام محمد نے باتیں شروع کیں تو ہارون الرشید کہنے لگا واللّٰہ مارأینا مثله واللّٰہ مارائنا مثله امام ابو یوسف ٹیک لگائے بیٹھے تھے جب امام محمد صاحب کے ساتھ آنکھیں ملیں تو ان کو انکھوں انکھوں میں کہا کہ بھاگو یہاں سے امام محمد صاحب سلسل البول کے بہانہ سے بھاگ اٹھ کھڑے ہوئے تو بادشاہ نے کہا کہ یہاں جگہ بنی ہوئی ہے بادشاہ تو بہت نازک مزاج ہوتا ہے اس دوران کلام ٹوٹ گیا۔

امام محمد کو امام شافعیؒ کا خراج عقیدت

امام محمد صاحبؒ کہتے تھے مجھے امام ابو یوسف کی چال بازی کا پتہ تھا لیکن جس طرح وہ کہتے اسی طرح میں نے کرنا تھا میرے استاد تھے ان کا خلاف نہیں کر سکتا تھا اس لیے امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام محمد صاحبؒ سے اتنا علم حاصل کیا تھا کہ بہت سارے بختی اونٹ کا بار لاد دیں پھر بھی علم ختم نہیں ہو گا ایسا علم اللہ نے عطا فرما دیا تھا۔

استاد کا درجہ والدین سے زیادہ ہے

میرے بھائیو! ان اساتذہ کا بہت احترام و قدر کرو خاص کر یہ علم اور پشتو کا مزاج ہے استاد کو اپنے باپ سے زیادہ درجہ دیا جائے امام رازیؒ صاحب نے تفسیر کبیر میں وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا کے نیچے کلام کیا ہے اقوی

للتعظيم ابو ين ہیں یا استاد وشیخ ؟ امام رازیؒ نے اس بات کو ترجیح دی ہے کہ استاد زیادہ اقوی ہے تعظیم میں کیونکہ ابوین مربی جسم وظاہر ہیں جبکہ استاد مربی علم اور دین و ایمان ہے شیخ سعدیؒ بھی یہ فرماتے ہیں......

بادشاہے پسر بمکتب دادلوح سمینش دربغل اونہاد

ایک بادشاہ نے اپنے بچے کو مکتب میں داخل کر دیا ہے اور تختی پر یہ لکھ دیا بر سر لوح اونو شتہ بہ زر قہر استاد بہ از مہر پدر

اور سونے کے پانی پر یہ لکھ دیا کہ استاد کا غصہ، ناراضگی، ڈانٹ والدین کی مہربانی سے بہت زیادہ ہے اس لیے کہ والدین غصہ ہو جائیں تو کہتے ہیں بچہ رکھ دو اور استاد غصہ ہوتا ہے تو کہتا ہے کل مدرسہ کو کیوں نہیں آئے تھے اسی لیے اساتذہ کا بہت احترام کرنا چاہیے۔

امام ابو یوسفؒ کا احترام اساتذہ

امام ابو یوسفؒ کے حالات پر بلاد عرب کے علامہ کوثریؒ نے ایک کتاب لکھی ہے حسن التقاضی فی سیرۃ ابویوسف القاضی ایچ ایم سعید کمپنی کراچی نے شائع کی ہے چھوٹی سی کتاب ہے لیکن بہت بڑے آدمی نے لکھی ہے بہت قیمتی ہے اسکے صفحہ نمبر ۱۲۸ پر وہ لکھتے ہیں کان أبو یوسف عظیم البر و کبیر الا جلال لشیخہ ابن ابی لیلیٰ وابی حنیفه فلذلك نال بركة العلم امام ابو یوسف اپنے دو اساتذہ عبدالرحمٰن ابن ابی لیلیٰؒ اور امام ابوحنیفہؒ صاحب کا بہت احترام کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے علم کے برکات نصیب فرمائے تھے خوشحال خان خٹک فرماتے ہیں......

یا چہ اولولی ملا شی

یا چہ اولولی بلا شی

یا تو پڑھ کر ملا بن جاتا ہے یا پڑھ کر بلا بن جاتا ہے اس لئے بے ادبی کرتے

ہیں اور ان کی تحقیر کرتے ہیں......

نہ محقق شدی نہ دانشمند

چارپائے برو کتابے چند

گائے آئے تھے گائے بن کر رہے دم ہلاتے ہوئے گائے بن کر چلے گئے کوئی پتہ نہ چلا کس لیے آیا تھا کیا پڑھا کیوں چلا گیا یہ قیمتی اوقات بیش بہا گھڑیاں اور علم کے روشن سورج سے زیادہ روشن اوقات یہ اگر ادب وتقوی اور علم کی خدمت پر صرف ہو جائیں تو انشاء اللہ بہت فائدہ ہوگا یہ باتیں خطاباً آپ لوگوں کو کی ہیں لیکن حقیقت میں اپنے آپ کو کی ہیں اللہ تعالیٰ مجھے علم اور دین پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين

خطاب

حضرت مولانا طارق جمیل صاحب

مختصر تعارف

تبلیغی جماعت کے معروف خطیب اور رہنما۔ اللہ تعالیٰ نے دعوت وخطاب کو عجیب سحر انگیزی سے نوازا۔ مغربی کلچر اور ثقافت میں ڈوبے ہوئے نوجوانوں کی کایا پلٹ دی، کتنوں کو طاؤس ورباب سے چھڑوا کر منبر ومحراب کی زینت بنادیا۔ (س)

قرآن کریم کی اعجازیت، محبوبیت، جاذبیت، جامعیت

اشتغال بالحدیث کے انوار وبرکات

۱۴؍ مارچ ۲۰۰۶ء کو مبلغ اسلام محترم جناب مولانا طارق جمیل صاحب
کی دارالعلوم حقانیہ آمد اور خطاب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰی وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَہَدٰی وَالَّذِیْٓ اَخْرَجَ الْمَرْعٰی فَجَعَلَہٗ غُثَآءً اَحْوٰی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وَہُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ الْکَبِیْرُ الْمُتَعَالِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ حزب الاحزاب ونسخ الأجال والقلوب عندہ مبکیة والسریٰ عندہ علانیه الحلال ما أحلّ والحرام ما حرّم والدین ما شرع والامر ما قضیٰ الخلق خلقه والعدل عدله وھو اللّٰه الرؤف الرحیم واشھد أن لا إله إلا اللّٰه وحدہ لاشریك له واشھد أن سیدنا ومولانا محمداً عبدہ ورسولهٗ أرسلهٗ بالحق مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا وَّ دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا صلی اللّٰه تعالی علیه وآله وعلی اصحابهٖ وبارك وسلم تسلیماً کثیراً کثیراً أما بعد فأعوذ باللّٰه من الشیطن الرجیم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ تَبٰرَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا وقال تعالیٰ یٰٓاَیُّہَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ وَثِیَابَکَ فَطَہِّرْ وَالرُّجْزَ فَاہْجُرْ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَکْثِرُ وَلِرَبِّکَ فَاصْبِرْ وقال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم أطلبوا الجنة جهدکم واهربوا من النار جهدکم فان

الجنة لا ینام طالبها وإن النار لا ینام هاربها وإن الآخرة الیوم محفوفة بالمكاره وإن الدنیا محفوفة باللذات والشهوات فلا تلهینكم عن الآخرة (التخویف من النار)

وقال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم ان هذا الخیر خزائن ولتلك الخزائن مفاتیح فطوبی لعبد جعله اللّٰه مفتاحاً للخیر مغلاقاً للشر وویل لعبد جعله الله مفتاحاً للشر مغلاقاً للخیر (سنن ابن ماجه: ح ۲۳۸) وقال اللّٰه تعالیٰ یَوۡمَ تَرۡجُفُ الۡاَرۡضُ وَالۡجِبَالُ وَكَانَتِ الۡجِبَالُ كَثِیۡبًا مَّهِیۡلًا اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلَیۡكُمۡ رَسُوۡلًا شَاهِدًا عَلَیۡكُمۡ كَمَاۤ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ رَسُوۡلًا فَعَصٰی فِرۡعَوۡنُ الرَّسُوۡلَ فَاَخَذۡنٰهُ اَخۡذًا وَّبِیۡلًا فَكَیۡفَ تَتَّقُوۡنَ اِنۡ كَفَرۡتُمۡ یَوۡمًا یَّجۡعَلُ الۡوِلۡدَانَ شِیۡبَا ۨالسَّمَآءُ مُنۡفَطِرٌۢ بِهٖ كَانَ وَعۡدُهٗ مَفۡعُوۡلًا اِنَّ هٰذِهٖ تَذۡكِرَةٌ فَمَنۡ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰی رَبِّهٖ سَبِیۡلًا وَ قِیۡلَ یٰۤاَرۡضُ ابۡلَعِیۡ مَآءَكِ وَ یٰسَمَآءُ اَقۡلِعِیۡ وَ غِیۡضَ الۡمَآءُ وَ قُضِیَ الۡاَمۡرُ وَ اسۡتَوَتۡ عَلَی الۡجُوۡدِیِّ وَ قِیۡلَ بُعۡدًا لِّلۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ اِنَّهٗ لَقَوۡلُ رَسُوۡلٍ كَرِیۡمٍ وَمَا هُوَ بِقَوۡلِ شَاعِرٍ قَلِیۡلًا مَّا تُؤۡمِنُوۡنَ

ناقابل تبدیل علم الٰہی

میرے بھائیو اور دوستو! اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں انسانوں کی ہدایت کیلئے آسمان سے اپنے علم کو اتارا اور زمین میں اپنے بندوں کا انتخاب فرمایا اَللّٰهُ یَجۡتَبِیۡۤ اِلَیۡهِ مَنۡ یَّشَآءُ وَیَهۡدِیۡۤ اِلَیۡهِ مَنۡ یُّنِیۡبُ اپنے بندوں میں سے کچھ کا انتخاب کیا اوپر آسمان سے اللہ تعالیٰ نے علم کو اتارا وہ حاملین علم ہدایت کے نشان ہوتے تھے ان کی جدو جہد پر حق اور باطل واضح ہو چکا تھا اور فَرِیۡقٌ فِی الۡجَنَّةِ وَفَرِیۡقٌ فِی السَّعِیۡرِ کا قانون سچا اور ثابت ہوتا تھا ہو رہا ہے اور ہوتا رہے گا ہم پر یہ احسان ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں وہ علم دیا جسکو کوئی بدل نہ سکے، وہ علم دیا جس میں تغیر نہ ہو سکے، وہ علم ملا جس میں تحریف نہ ہو سکے، وہ علم ملا جو کسی ملحد کے الحاد سے متاثر نہ ہو، کسی مفسد کے فساد سے فاسد نہ ہو، کسی مضل کی ضلالت سے متاثر نہ ہو، وہ جس طرح پہلی صدی میں موجود تھا، اسی طرح وہ

آج بھی موجود ہے وَتَمَّتۡ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدۡقًا وَّعَدۡلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ وَهُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ اللہ کا بول سچا، پورا، کامل، مکمل ہو چکا ہے اور لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ، لَا تَبۡدِیۡلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ اور ذٰلِكَ الۡكِتٰبُ لَا رَیۡبَ فِیۡهِ ہے وہ کتاب ہے جو ہر شک سے بالاتر ہے۔

ریب، شک، مریۃ میں فرق

رَیۡبَ کا ترجمہ شك ہماری مجبوری ہے ورنہ رَیۡبَ کا ترجمہ شك نہیں شک تو خود عربی زبان کا لفظ ہے بَلۡ هُمۡ فِیۡ شَكٍّ مِّنۡهَا بَلۡ هُمۡ مِّنۡهَا عَمُوۡنَ ذہنی تردد کو بیان کرنے کیلئے عربی زبان میں تین الفاظ استعمال ہوتے ہیں ایک شک ہے ایک مریۃ ہے اور ایک ریب ہے انکا مطلب یہ ہوتا ہے کہ مجھے سمجھ میں نہیں آرہا کہ یہ ٹھیک ہے یا یہ ٹھیک ہے، جب طرفین میں کسی قسم کا بھی رجحان نہ ہو اور کسی ایک طرف بھی کوئی چیز واضح نہ ہو تو اس دماغی کیفیت کو شک کہتے ہیں بَلۡ هُمۡ فِیۡ شَكٍّ مِّنۡهَا اور اگر کسی معاملے میں ایک طرف ترجیحات قائم ہو جائیں، ایک طرف کا راجح ہونا ظن غالب بن چکا ہے لیکن ابھی واضح نہ ہوا تو ایسی دماغی کیفیت کے لئے جو لفظ استعمال ہوتا ہے، اسکو مریہ کہتے ہیں فَلَا تَكُ فِیۡ مِرۡیَةٍ مِّنۡهُ اِنَّهُ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّكَ اور جب ایک لمحہ کیلئے مجھے شک ہوا، ایک لمحہ کیلئے مجھے کھٹکا ہوا تو یہ ہے رَیۡب ''یہ'' یا ''یہ'' نہیں سے لمحہ کے اندر اندر آج کی سائنس نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ ایک سیکنڈ کو ایک ہزار حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے تو میں یہ کہنے لگا ہوں کہ یہ شک ایک سیکنڈ کے اندر بھی ہوتا ہے دوسرے سیکنڈ میں نہیں آتا کسی ایک لمحے میں ہی ہوتا ہے ''یہ'' یا ''یہ'' اس کے بعد سورج کی طرح واضح ہو جائے بات سامنے آجائے کہ یہ غلط ہے اور یہ ٹھیک ہے یہ ٹھیک ہے اور یہ غلط ہے اس ہلکے سی کھٹکے کو عربی زبان میں رَیۡب کہا جاتا ہے تو اللہ کا یہ دعویٰ نہیں کہ اس میں شك کوئی

نہیں بلکہ اللہ کا دعویٰ یہ ہے کہ رَیْب کوئی نہیں ریب اسی ایک پل کیلئے کھٹکا یہ اتنی دیر کیلئے بھی اس میں کھٹکا نہیں ہے لَا رَیْبَ فِیْہِ ہرطرح کے خلجان سے تردد سے یہ کلام پاک ہے اسکا اللہ محافظ ہے اس کے کلمات، اسکی وضاحت، اسکی ترتیب، اسکا نظم، اسکا اسلوب کیا ہے؟ اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَ لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ۸۲

غلطی سمجھنے پر تردید اور رجوع

ایک زمانے میں انسان ایک ذہن رکھتا ہے، اس پر لکھتا ہے کچھ عرصے کے بعد اس کی تردید کر کے اسی کے خلاف خود ہی لکھتا ہے پڑھنے کے زمانے میں ایک بات سمجھ آئی ہوتی ہے لہٰذا اس کو کہتا ہے جب خود تھوڑا سا گہرے مطالعہ میں جاتا ہے تو پتہ چلتا ہے کہ میں تو غلط ہی سمجھا تھا پھر وہ اپنے ہی کی تردید کر کے آگے جا کر اس کے خلاف، خود ہی لکھنا شروع کر دیتا ہے تمام علماء اہل حق کی یہی سنت اور عادت تھی ایک چیز کے بارے میں کہا پھر بعد میں معلوم ہوا کہ میں غلط سمجھا ہوں تو فوراً اسکی تردید اعلاناً بھی، سراً بھی، جھراً بھی، ہر جگہ فرمائی کہ بھائی! ہم سے یہاں خطاء ہوگئی یہ یوں نہیں، یوں ہے اگر یہ کلام کسی اور کا ہوتا تو یہ خود ایک دوسرے کے نقیض میں ہوتا متنبیؔ کہتا ہے......

بادِ هواک صبرتَ ام لم تصبرا

وبکاکَ إن لم يجر دمعک أو جرى

کہ تیری محبت ضرور ظاہر ہوگی چاہے تو روئے یا نہ روئے تو صبر کرے یا نہ کرے شعر میں کہتا ہے......

کم غر صبرُکَ وابتسامک صاحباً

لما رآه وفی الحشا مالا یرى

یہ محبت ظاہر ہو رہا ہے پھر آگے کہتا ہے کتنی دفعہ تیرے صبر اور ہنسنے نے سبھی لوگوں کو دھوکہ دے دیا اور انہیں پتہ ہی نہ چلا کہ تیرے اندر میں کیا ہے اب ایک ہی شعر کے بعد اپنے کلام کی خود اس نے نفی کر دی۔

عرب فصحاء کی اعجاز قرآن کی سامنے بے بسی

تو اللہ کا یہ وہ کلام ہے جو تسلسل کے ساتھ، لطافت کے ساتھ، بلاغت کے ساتھ اس طرح اترا کہ بڑے بڑے عرب کے فصیح و بلیغ ان کے گھٹنے ٹک گئے جب ولید بن مغیرۃ آیا اسکو اپنے زبان دانی پر بہت فخر تھا اور أنا أعلمکم بالعربیۃ کا وہ دعویٰ کرتا تھا تو جواب میں آپ نے کیا سنایا، کہا ولید! میرے پاس یہ ہے اللہ کے کلام کو سن کر ولید کیسے اٹھا اسکی چیخ نکلی اور یہ آواز خوف کی تھی ورجع قهقری الٹے پاؤں واپس گیا الٹے پاؤں کچھ نہ کہہ سکا ایسا خوف طاری ہوا تو ابوجہل کہنے لگا صَبًا ولید بن مغیرۃ کہ یہ بھی بے دین ہوگیا، چلو! اسکو واپس لاؤ وہ کہنے لگا تمہیں پتہ ہے میں سب سے زیادہ غنی ہوں مجھے محمد ﷺ کا مال نہیں چاہیے تمہیں پتہ ہے میں سب سے زیادہ شعر کی سحر کو سمجھنے والا ہوں لیکن میں اس کلام کی تعبیر نہیں کر سکتا ان فیه لحلاوة یہ اتنے خوبصورت کلمات ہیں کہ علماء اصول تفسیر نے اس سے اصول تفسیر نکالے ہیں کہا یہ وہ کلام ہے جس نے ہمیں عاجز کر دیا یہ انسانی کلام نہیں ہے مانو، مانو...... کہا نہیں نہیں، اگر تم نے یہ بول بول دیا تو ہم سارے برباد ہو جائیں گے رجوع کرو، رجوع کرو کچھ اور کہو کہا میں کیا کہوں؟ کچھ تو کہو کہا مجھے سوچنے تو دو جب آدمی کوئی چیز سوچتا ہے اور سمجھ میں نہیں آتا تو اس پر ایک بے بسی طاری ہوتی ہے وہ بے بسی نظر آتی ہے جب آدمی کوئی کام کرنا چاہتا ہے اور وہ نہیں ہوتا تو اس کے چہرے پر بے بسی نظر آتی ہے تو قرآن نے اس ساری تصویر کو کھینچا ہے اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ سے عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ تک یہ پھر قرآن اسکی تردید میں بھی آیا اور اسکے توبیخ کیلئے

بھی آیا کہ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ دیکھو جب قرآن بولتا ہے تو مجھے میری رب کی قسم ! پوری تصویر لیکر آتا ہے یہ فریاد کرتا ہوں اہل مدارس سے کہ عربیت سے ذوق نہیں ہے اسکے بغیر قرآن کا نغمہ سمجھ میں نہیں آتا جو ہو رہا ہے بہت کچھ ہو رہا ہے میں ۶ بر اعظم پھرا ہوں یہ مدارس کا نظام ، دنیا میں ختم ہو چکا ہے سوائے برصغیر کے یہ ۳ دھرتیوں کو آج یہ شرف حاصل ہے (۱) بنگلہ دیش (۲) پاکستان (۳) ہندوستان یہاں یہ چار دیواریاں موجود ہیں جہاں یہ آثار موجود ہیں ساری دنیا سے یہ مٹ گیا ہے اسلئے بھائیو! جو ہو رہا ہے اللہ کا شکر ہے جو مزید اس میں کمی ہے اس تک پہنچنے کی فکر اگر نہ ہوگی تو تنزل شروع ہو جائے گا قرآن تصویر لاتا ہے جب بھی بولتا ہے تصویر لاتا ہے پہلے تو عربی دھڑنگ سے گرتے تھے۔

بدو کا کلام ربانی کو سجدہ

جب یہ آیت اتری فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ تو ایک بدو سجدہ میں جا گرا ابو عبید کہنے لگے کس کو سجدہ کر رہے ہو؟ کہا اس کلام کو ، اس کلام کو سجدہ کر رہا ہوں اس کلام کو سجدہ کر رہا ہوں انسان یہ نہیں کہہ سکتا انسان کے بس کی بات نہیں ہے سبعة معلقة کبھی پڑھائی جاتی تھی حرم میں لٹکے ہوتے تھے ساتوں معلقات تو قرآن اترنا شروع ہوا یہ ساتھ اس لئے لٹکے ہوئے تھے کہ جب اس سے اعلیٰ کوئی کلام ہوگا تو پھر وہ لٹکایا جائے گا اور یہ اتار دیا جائے گا لیکن ایک لمبا عرصہ گزر گیا کوئی اس سے بڑھ کر کلام پیش نہ کر سکا وہ لٹکے رہے وہ ایسے لٹکے کہ معلقہ ہی ہو گئے لازمی جز بن گئے۔

نغمۂ اقرأ سے عرب کی سحر کاری

اتنے میں فاران کی چوٹیوں سے آفتابِ نبوت نمودار ہوا تو اقرأ کا نغمہ سننے میں آیا یہ ایک نغمہ جو گونجا ہے تو سارے عرب پر ایک سحر طاری ہو گیا اور معلقات اترتے گئے ، اترتے گئے امراء القیس کا باقی رہ گیا وہ تو مر گیا تھا اسکی بہن موجود تھی تو لوگوں نے

کہا تو بھی اتار دے کہا نہیں ابھی میری تسلی نہیں ہوئی جب میری تسلی ہو جائے گی میں بھی اتار دونگی وہ سب سے اعلیٰ قصیدہ شمار ہوتا رہا ہے آج تک......

قفا نبك من ذكرىٰ حبيب ومنزل

بسقط اللوىٰ بين الدخول فحومل

یہ اسکی تشبیب ہے عنیزہ کا ذکر کرتے ہوئے یہ اس نے دھوم مچا دی سارے عرب میں یہ کھڑا رہ گیا باقی سارے اتر گئے ۔

سب سے فصیح آیت نے امراؤ القیس کا قصیدہ اتار دیا

ایک آیت اتری قرآن کی أفصح الأیۃ سارا قرآن فصیح ہے قرآن کی أفصح الأية سورہ ہود کی وَقِيْلَ يٰٓاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ یہ قرآن کی سب سے فصیح آیت ہے اسمیں ۱۹ الفاظ ہیں ۲۱ انواع بلاغت ہیں الفاظ ۱۹ اقسام بلاغت ۲۱ انسانیت کی گھٹنے ٹیک گئی تو امراء القیس کی بہن نے کہا اس کلام نے میرے بھائی کے کلام کو ختم کر دیا تو جا کر اس نے اپنا قصیدہ اتار دیا پھر کوئی ۲۰۰ سال کے بعد لوگوں نے عبداللہ بن مقفع کو کہا (آج بھی اسکی کتاب گھومتی پھر رہی ہے) اس کو لوگوں نے کہا تم قرآن کے ایک مساوی کلام لکھو تو ہم تیرا منہ بھر دیں گے کہا ایک سال کا راشن دو اور ساتھ ہی میں کتابوں کا ذخیرہ بھی کتب کا ذخیرہ بھی جمع ہوا ، راشن بھی جمع ہوا ایک سال وہ شخص اپنے دروازہ سے باہر نہیں نکلا ایک سال میں ایک کلام تیار کیا مطمئن ہو گیا کہ اب میرا یہ کلام قرآن کے برابر ہے باہر گلی میں نکلا کھڑکی کھلی ہوئی ہے یہ آیت پڑھی وَقِيْلَ يٰٓاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ۔

وہ کانپ اٹھا اور واپس آکر کہنے لگا میرے کلام کو تو ایک آیت ہی کھا گئی میں قرآن کا مقابلہ کہاں کرسکتا ہوں۔

قرآن پیغامِ عشق ہے جس کے لئے حسن کا ادراک ضروری ہے

میں اہل مدارس سے فریاد کرتا ہوں کہ اس خلا کو پر کرو کہ قرآن ہمارے لئے ایک حسین پیغام بنے یہ ہمارے اندر کچھ جذبات کی دنیا میں کچھ طغیانی بر پا کرے اور ہمیں اللہ تعالیٰ سے عشق ہو یہ پیغام عشق ہے، یہ پیغام ایمان بھی ہے، پیغام مسائل بھی ہے، پیغام شریعت بھی ہے، پیغام حدود بھی ہیں ساری زندگی کیلئے پیغام ہیں لیکن یہ پیغام عشق بھی ہے پھر یہ اسی وقت ہوتا ہے جب اسکا حسن ظاہر ہو کیونکہ محبت کیلئے حسن ضروری چیز ہے لیکن محبت کیلئے حسن لازمی عنصر ہے کہ جب تک قرآن کا حسن ہمارے اوپر نہیں کھلتا تو وہ تار دل کو نہیں چھیڑتی ہیں دل کے تاروں پر یہ قرآن کا نغمہ اسی وقت سر اور ساز پیدا کرے گا جب ہم اس کے پیغام کو، اس کے حسن کو سمجھیں گے جیسے میرے اللہ نے اسکو اتارا ہے یہ ایمان بالغیب کی چیز نہیں ہے یہ ایمان بالمشاہدہ ہے یہ حسی چیز ہے معنوی نہیں ہے ایمان بالغیب ٹھیک ہے اللہ پر، آخرت پر، جنت پر، جہنم پر، صاحب قرآن پر، ہم ایمان لائے اور ضرور لائے۔

قرآن کا نغمہ سمجھے تو آدمی لپکتا ہے

لیکن ہم نے ۸، ۹ سال اسلئے فارغ کیے تا کہ ہم اسکی وہ خوبی سمجھ سکیں جب ہم بولیں تو لوگوں پر بھی سحر طاری ہو جائے اور وہ بھی کھینچے چلے آئیں اور انکو کوئی روک نہ سکے اور اس طرح چلیں جیسے شہد کی مکھی اپنی ملکہ کی طرف چلتی ہے ہر انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ نے ایک آٹو میٹکلی نظام فٹ کر رکھا ہے جب وہاں جا کر قرآن کا نغمہ چھڑتا ہے تو سارا وجود بھر جاتا ہے اطمینان سے، نور سے، چین سے، عشق سے، محبت سے، پھر آدمی لپکتا ہے۔

میرے بھائیو! اس خلا کو پر کرو یہ تم کر سکتے ہو تاجر، زمیندار، مسافر، بادشاہ،

حکمران، تبلیغ والے، یہ خلاء پر نہیں کر سکتے یہ تمہارے ذریعہ سے پر ہوگا کہ یہ پیغام تیرے اندر کو، میرے اندر کو ہلا دے، جیسے کافر سن کر ہل گئے، پھڑک گئے تھے اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَـــدَّرَ کی پوری تصویر ہے وہ سوچ میں بیٹھا ہوا ہے اندازہ لگا رہا ہے بیچ میں اللہ کی ڈانٹ آئی فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ برباد ہو جائے بدبخت کیا سوچ رہا ہے؟ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ برباد ہو ظالم کیا سوچ رہا ہے؟ ثُمَّ نَظَرَ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ اب یوں چلا، پھر یوں چلا جب سمجھ میں نہیں آ رہا ہوتا تو انسان کبھی یوں چلتا ہے کبھی یوں چلتا ہے کبھی انسان ادھر جاتا ہے کبھی ادھر جاتا ہے ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ یہ خود قرآن اس پر دلالت کرتا ہے فَقَالَ پھر تنگ آ کر کہا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ جب کچھ نہیں تو کبھی ادھر جاتا ہے کبھی ادھر جاتا ہے کبھی ماتھے پر ہاتھ مارتا ہے کبھی سوچتا ہے کبھی پریشان ہوتا ہے کبھی آنکھیں بند کرتا ہے جب آگے جانے لگا تو کہا انسانی کلام ہے جادو ہے کلام اسطرح اس کی تصویر ذکر کرتا ہے کہ عاجز آ گئے۔

حضرت عمر قرآنی آیات سن کر بھڑک اٹھے

بڑے فصیح و بلیغ انسان حضرت عمرؓ اسلام کے کتنے بڑے دشمن تھے لیکن رات کو چھپ چھپ کر ہمارے نبی ﷺ کا قرآن سنتے تھے حضور ﷺ بیت اللہ میں حجر اسود کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے اسطرح بیت المقدس بھی سامنے آ جاتا تھا مکہ میں ہمیشہ نماز پڑھنے کا یہی طریقہ رہا تو آپ نماز پڑھ رہے تھے حضرت عمرؓ پردے کے پیچھے چھپ کر سن رہے تھے اور آپ ﷺ پڑھ رہے ہیں اَلْحَآقَّةُ مَا الْحَآقَّةُ وَمَآ اَدْرٰكَ مَا الْحَآقَّةُ واہ واہ یہ تعجب کا صیغہ ہے ماأفعله و أفعله به عرب میں یہ صیغے تعجب کیلئے مستعمل تھے، قرآن نے تیسرا صیغہ بتایا وَمَآ اَدْرٰكَ مَا الْحَآقَّةُ یہ بھی تعجب کا صیغہ ہے جو قرآن نے استعمال کیا ہے اَلْقَارِعَةُ مَا الْقَارِعَةُ وَمَآ اَدْرٰكَ مَا الْقَارِعَةُ ؟ وَمَآ اَدْرٰكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ

ثُمَّ مَآ اَدْرٰكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ؟ وَمَآ اَدْرٰكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ؟ سورہ الحاقہ چل رہی ہے اور عمرؓ بھڑک رہے ہیں ایک دم ان کے منہ سے نکلا ما أشعرہ ! ما أشعرہ !

کتنا بڑا شاعر ہے ! اسی وقت نبی ﷺ نے فرمایا !ایک دم حضرت عمرؓ کو جیسے کرنٹ لگ گیا میں نے دل میں کہا تھا اور یہ اتنا بڑا جادوگر ہے کہ میرے دل کی بات کو اس نے بھانپ لیا انہوں نے دل میں کہا تھا ما أشعرہ تو اللہ تعالیٰ نے اب یہ آیت اتاری وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ۔

کلام الٰہی اللہ کی قدرت کا ظہور

کہ اے عمرؓ! یہ جادوگر نہیں ہے یہ تو مدثر کی زبان سے نکلا ہوا کلام ہے یہ خود ساختہ نہیں یہ تو وہ ہے جس نے انسان کو کلام بخشا اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ یہ تو وہ رب ہے جو چھوٹے سے ٹکڑے زبان پر اپنی قدرت کو ظاہر فرماتا ہے اور خیالات مجتمع ہو کر کلمات کی شکل اختیار کر کے ہوا کے کندھوں پر سوار ہو کر کانوں کے پردوں سے ٹکرا کر کرنٹ ثابت ہوتے ہیں اور کرنٹ جا کر دماغ کے پردوں سے ٹکراتا ہے اور میری آواز سننے تک ایک سیکنڈ کا بھی فرق نہیں یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے وَّ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْئِدَةَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ یہ اللہ کا احسان ہے۔

ربانیین یعنی ٹوٹ کر چاہنے کا مطالبہ

میرے بھائیو ! میں آپ کے سامنے مطالبہ رکھ رہا ہوں جب ہم کہتے ہیں ’’کال د پارہ‘‘ (ایک سال کے لئے نکلو) تو تاجر بھی کھڑا ہوتا ہے جب ہم کہتے ہیں ’’دوہ کال د پارہ‘‘ تو عام آدمی بھی کھڑا ہوتا ہے اس میں کوئی بڑی بات نہیں یہ میرا جو مطالبہ ہے وہ مدرسہ کی چاردیواری میں رہنے والوں سے ہے ان سب کے سامنے عرض کرتا ہوں کہ قرآن سے ایسا جی لگاؤ کہ وہ تمہارے اندر کچھ پیدا کردے اور اسکی حرارت تمہیں محسوس ہو،

اسکی محبت تمہاری رگوں میں محسوس ہو تم ہو جاؤ رب والے وَلٰكِنْ كُوْنُوْا مؤمنین بھی نہیں کہا، موحدین بھی نہیں کہا، قانتین بھی نہیں کہا، خاشعین بھی نہیں کہا، مسلمین بھی نہیں کہا، ربانیین کہا ’’رب سے ہے ’’رب‘‘ کا معنی پالنے والا بچہ ماں سے کتنی محبت کرتا ہے اور کرتا بھی از خود ہے۔

بادشاہ اکبر اور ماں کو پہچاننے کی مثال

اکبر عمرکوٹ میں پیدا ہوا ہمایوں اس وقت بھاگ رہا تھا وہاں سے اس نے اپنے بچوں کو افغانستان بھیج دیا اور اکبر کو ساتھ لیا بیوی کو بھی افغانستان منتقل کر دیا خود ایران چلا گیا جب اکبر ۲۲ سال کا باشعور لڑکا بنا تو اسے ماں کے پاس بھیجا اور عورتوں کا حلقہ لگا ہوا ہے اسکو چھوڑ دیا اسکی ماں بھی بیٹھی ہے اور دیگر عورتیں بھی بیٹھی ہیں تو عورتوں نے کہا بیٹا ! چلو اپنی ماں کے پاس اس نے سب عورتوں کو ایک نظر دیکھا پہلی ملاقات ہو رہی ہے پیدائش کے بعد پہلی مرتبہ اپنی ماں کو دیکھ رہا ہے اس نے ایک نظر دیکھا اور سیدھا اپنی ماں کے پاس چلا گیا وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ علماء ربانیین، علماء ربانیین جس طرح علماء حق ہوتے ہے اسی طرح علماء ربانیین ہوتے ہیں کہ جنہوں نے اپنے رب کو ٹوٹ کر چاہا اپنے رب پر فدا ہو گئے اللہ کی محبت نے ان کے دلوں میں گھیرے ڈالے جس طرح خیمے لگائے جاتے ہیں اور ہر چیز کو نکال کر باہر پھینک دیا وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ عشق والے ہو جاؤ، کتاب والے، علم والے، حق والے یہ بھی اصطلاحات ہیں رب والے۔

رب والے قرآن کی اصطلاح

رب والے یہ اصطلاح قرآن کی ہے بے ساختہ بغیر تکلیف کے جیسے ماں کی طرف بچہ بھاگتا ہے جب محبت ہو جاتی ہے تو انسان بے ساختہ بھاگتا ہے۔

بھائیو! اس سفر کا مزہ ہی تب آتا ہے جب دل اللہ کے ساتھ لگا ہو یہ راستہ اگر محبت سے طے ہو رہا ہے تو آپ کے پاس بیٹھنے والوں میں بھی عشق کی حرارت منتقل ہو جائے گی جیسے مالدار جب تکبر سے چلتا ہے تو اس کے سامنے بیٹھنے والوں پر اس کا اثر ہوتا ہے فقیر جس مجلس میں بیٹھتا ہے تو مجلس والوں پر بھی اسکا اثر ہوتا ہے ایسے ہی کوئی جب دل کا مارا ہوا کسی محفل میں بیٹھتا ہے تو بیٹھنے والوں پر اس کا اثر ہوتا ہے......

أأغبط من ليلى بما لا أنالهُ
إلا كل ما قرت به العين صالح
سقتني بشرب المستضاف فصرت
كما صرد اللوح النطاف الصحاصح
وهل تبكين ليلى إذا مت قبلها
وقام على قبرى النساء النوائح
كما لوأصاب الموت ليلى بكيتها
وجاد لها جارٍ من الدمع سافح

میں جب یہ قصیدہ پڑھتا ہوں تو مجھے رونا آجاتا ہے وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ رب والے بننے کا طریقہ کیا ہے یہ ہے طریقہ قرآن کے ساتھ بیٹھو جتنا تمہارا قرآن کے ساتھ وقت گزر یگا اتنی ہی تمہارے اندر رَبّٰنِيّٖنَ کی صفت ابھرے گی۔

ہمارا نصاب قرآن کا کماحقہ حق ادا نہیں کرتا

لیکن جس درجہ کے ساتھ ہم قرآن سے گزر جاتے ہیں وہ درجہ ہمارے اندر حرارت پیدا نہیں کرتا ضرب زیدٌ عمرًوا آج تک زید عمرو کی پٹائی کررہا ہے کبھی عمرو نے زید کو نہیں مارا حضرت شیخ الحدیثؒ نے کتاب لکھی ''مشائخ چشت''

اس میں ایک بزرگ کا واقعہ لکھا ہے (جیسے ہمارے حاجی صاحب ہیں کہ) عالم نہیں تھے مگر بڑے بڑے لوگ ان سے بیعت تھے ان کو اماں نے بھیجا پڑھنے کیلئے تو جب استاد نے ضرب زیدٌ عمرًوا کی مثال بتائی تو پوچھا: استاد جی! آیا زید نے عمر کو مارا ہے؟ استاد نے فرمایا نہیں، مارا تو نہیں مگر ایک مثال ہے استاد جی! اگر مارا ہے تو ظلم کیا اور اگر نہیں مارا تو جھوٹ ہے میں نہیں پڑھتا اس ظلم یا جھوٹ کو، میں نہیں پڑھتا جس سطح تک ہم نے پہنچنا ہے وہ ضرور سامنے رکھو قناعت صرف دنیا میں جائز ہے اور اس کے علاوہ قناعت حرام ہے۔

علم اور دین میں حرص مطلوب اور دنیا میں مذموم

یہاں تو (علم میں) حرص ہی حرص ہونی چاہیے حضرت امام احمدؒ امام وقت تھے ایک مرتبہ کاپی اور پنسل لیکر بھاگے جارہے ہیں کسی نے پوچھا کب تک بھاگتے رہوگے؟ کہا موت تک دین میں حرص محبوب ہے دین میں حرص محبوب اور دنیا میں مذموم دین میں قناعت مذموم اور دنیا میں محبوب کوئی حد نہیں ہے اسکی، جتنی جان مارو گے یہ دریا تمہیں بغیر کنارے کے سامنے نظر آئے گا نہ اسکی کوئی تہہ ہے نہ اسکا کوئی کنارہ ہے قرآن سے شغف پیدا کرو بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ اس کتاب کے سیکھنے میں لگنا، اس قرآن کے سکھانے میں لگنا یہ تمہارے اندر رَبّٰنِيّٖنَ کی صفت پیدا کر دے گا جیسے قرآن کا خاصہ ہے اور اللہ کا احسان ہے کہ ہمارے پاس محفوظ موجود ہے۔

قرآن جامع علم الٰہی

اور سارا آسمانی علم اللہ تعالیٰ نے قرآن میں منتقل کر دیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مجھے تورات کے بدلے میں فاتحہ دے دی گئی کتنا لمبا چوڑا سمندر ہے؟ علیؓ نے فرمایا ''اگر سورۃ فاتحہ کی تفسیر کروں تو ۷۰ اونٹوں پر لادی جائے'' ایک دفعہ عشاء

کی نماز پڑھا کر بیٹھے تو بسم اللّٰہ کی باء پر گفتگو شروع فرما دی تو فجر کی اذان شروع ہو گئی
لیکن بسم اللہ کی باء پر گفتگو مکمل نہ ہوئی اور ہمارے پاس الباء للالصاق جیسے مررت
بزید ہے ہمارا علم ختم ہو گیا شرح مأۃ عامل میں ہم اتنا ہی پڑھتے ہیں۔

قرآنی علم کی لامحدود وسعتیں

ابن القیمؒ پانچویں صدی کے عالم ہیں جس دور میں علم کا زوال ہو گیا تھا اِیَّاکَ
نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کے ایک جملے پر انہوں نے ایک پوری کتاب ہزاروں صفحات پر
مبنی مدارج السالکین لکھ ڈالی صرف اس جملہ کی تفسیر میں یہ اللہ کا علم ہے اس کی کوئی
انتہاء نہیں ایک حدیث یاد آ گئی کہ جنت میں ایک محفل ہو گی جس میں صرف علم والے جمع
ہونگے اور وہاں قرآن کے حروف پر، الفاظ پر اور معانی پر بحث ہو گی اس محفل میں اللہ
ان پر جن علوم کا فیضان فرمائیں گے اس میں وہ اسطرح ڈوب جائیں گے کہ ان سے
جنت اور جنت کی تمام لذتیں بھول جائینگی اور اس حلاوت کا مزہ بقیہ اہل جنت تصور بھی
نہیں کر سکتے سند لینے سے یہ سلسلہ ختم نہیں ہو جاتا لاشعوری طور پر انسان سمجھتا ہے کہ
میں عالم بن گیا حالانکہ یہ بات نہیں یہ بھی ایک ضرورت کی چیز ہے تا کہ تھوڑی سی پہچان
ہو جائے او میرے عزیزو! اللہ اپنے نبی کو کہتا ہے فَاَوْحٰۤی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی (تمہیں کچھ
بھی پتہ نہیں کہ میں نے اپنے نبی پر کن کن چیزوں کی وحی نازل کی ہے) کیا وحی ہوئی؟ پوری دنیا اسکا
ادراک نہیں کر سکتی اتنے علم کے باوجود اللہ حکم دیتے ہیں کہ قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا موسیٰ
علیہ السلام نے وحی ملتے ہی کہا قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَ یَسِّرْ لِیْٓ اَمْرِیْ وَاحْلُلْ
عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ فوراً شرح صدر مانگا۔

قرآن کے بعد حدیث سے مناسبت

دوسری چیز ہے حدیث سے مناسبت جس طرح اللہ کے کلام کا کوئی مقابلہ نہیں

بالکل اسی طرح حدیث رسول ﷺ کا بھی کوئی مقابلہ نہیں مدینہ میں جب حضور ﷺ نے
پہلا جمعہ بنوسالم میں پڑھایا (اسمیں عبداللہ بن سلام بھی تشریف لائے تھے، بڑے یہودی عالم تھے)
جب عبداللہ بن سلام سننے کے لئے پہنچے تو آپ ﷺ فرما رہے تھے أفشوا السلام
وأطعموا الطعام وصلوا الأرحام و صلّوا بالليل والناس نيام تدخلوا الجنة بسلام
(سنن ابن ماجہ: ح ۳۲۵۱) تو عبداللہ ابن سلام کہنے لگے یہ کلمات نبی کے سوا کوئی نہیں کہہ سکتا علیؓ
نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! آپ کیسی باتیں کرتے ہیں کہ ہم نے کبھی سوچی ہیں نہ سمجھی ہیں تو
فرمایا أدّبني ربي فأحسن تأديبي قرآن کی وضاحت کے لئے اللہ نے حدیث کو اس کے
ساتھ جوڑا ہے اور اللہ نے اسکی حفاظت کے لئے ایسے ہی سینے پیدا فرمائے۔

امام زہری کا حافظہ حدیث مگر بوقت نزع حرص

امام زہری فرماتے ہیں کہ مجھے ایک لاکھ احادیث اس طرح یاد ہیں جیسے تم
لوگوں کو قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ یاد ہے جب ان کے انتقال کا وقت آیا تو ان کے ساتھ
ابو ہاشم بیٹھے ہیں، محمد بن سلمی اور منذر بن شعبان بیٹھے ہوئے ہیں تین بڑے بڑے
محدثین ہیں اور یہ سکرات کی حالت میں ہیں اب تینوں محسوس کرتے ہیں کہ کسی طرح
ان کی زبان پر کلمہ آ جائے اب کہا بھی نہیں جا سکتا نیم غشی کی حالت ہے علم والوں کے
طریقے ہی جدا ہوتے ہیں محمد بن سلمٰی نے حدیث کی سند پڑھی حدثني ضحاك بن
مخلد عن ابی عاصم عن عبدالحمید بن جعفر عن صالح بن ابی غریب تک کہہ
کر چپ ہو گئے حدیث یہ تھی من کان آخر کلامه لا إله إلا الله دخل الجنة (سنن ابی
داؤد: ح ۳۱۱۶) اللہ نے ذہن میں ڈالا تھا کہ اگر انہوں نے حدیث پڑھ لی تو کامیاب ہو
جائیں گے ابو ہاشم نے اپنی سند شروع کی حدثني بندار عن ابی عاصم عن
عبدالحمید بن جعفر عن صالح بن ابی غریب اور خاموش ہو گئے اوران کی وہ زبان

چل پڑی ساری زندگی جو بولتی تھی حدثنی ابی عاصم عن عبدالحمید بن جعفر عن صالح بن ابی غریب عن کثیر بن مرۃ عن معاذ بن جبل قال قال رسولﷺ من کان آخر کلامہ لا إلہ إلا اللہ دخل الجنۃ اور یہ کہتے ہی جان نکل گئی یہ حدیث کی مناسبت ہے۔

احادیث مبارکہ قرآن کی تکمیل

یہ حدیث قرآن کی تکمیل ہے حدیث میں مشغول ہونا، اسی میں چلنا، اسی میں پھرنا حضور اکرم ﷺ کی محبت پیدا کرتا ہے کیسے عاشق لوگ تھے کہ اللہ کے محبوب کی ایک ایک ادا کو ہم تک پہنچا دیا اللہ نے قرآن اور حدیث کی حفاظت کیلئے لوگ پیدا فرمائے اور ہم تک جو کچھ پہنچا ہے وہ سند کے ساتھ پہنچا ہے یہ پہلی امت ہے جس میں سند کا علم ہے اور یہ مقولہ مشہور ہوا لولا الاسناد لقال من شاء ما شاء اللہ تعالیٰ کی حفاظت کا انتظام ہے کہ کتب میں بات نہیں آئی بلکہ سینہ در سینہ، محفل در محفل، مجلس در مجلس ہم تک بات پہنچی ہے۔

ابو جعفر منصور اور درس حدیث کی حسرت

ابو جعفر منصور بڑے عالم تھے تقدیر میں بادشاہی لکھی تھی ایک دن کسی نے پوچھا کہ امیر المؤمنین کوئی خواہش باقی ہے؟ کہتے ہیں ہاں! میری ایک خواہش ہے کہ میں نے علم سیکھا تھا تو میری خواہش تھی کہ ایک علمی مجلس ہوتی اور اس میں مسند پر میں بیٹھا ہوتا، میرے گرد طلباء ہوتے اور وہ مجھ سے پوچھتے عمن حدثت تو میں کہتا حدثنی فلان عن فلان تو یہ ایک حسرت میرے سینے میں باقی ہے (آپ کو تو پتہ ہے کہ درباری خوش آمدی ہوتے ہیں) اگلے دن درباریوں نے ایک علمی مجلس سجائی، قلم، دواتیں لیکر بیٹھ گئے یا أمیر المؤمنین حدثنا تو مسکرا کر کہنے لگے لستم بهم یہ وہ چہرے نہیں ہیں۔

یہ منہ اور مسور کی دال کا مطلب

اردو میں لستم بهم کا ترجمہ یہ ہوگا (یہ منہ اور مسور کی دال) آپکو اسکا شانِ نزول پتہ ہے؟ شاہ عالم ثانی مغلیہ دور کا آخری بادشاہ ہے انگریز نے اس کے دور میں دہلی کے قلعہ پر قبضہ کرلیا تھا اسکو برائے نام سامنے رکھا ہوا تھا اسکا ایک باورچی تھا جسکا نام تھا محمد حسین اسکی نوکری چلی گئی لہذا یہ بہاولپور کی طرف روانہ ہوا جہاں پر عباسی حکومت تھی راستے میں راجا رنجیت سنگھ تھا (رنجیت سنگھ نے چالیس سال ایسی حکومت کی ہے کہ دنیا کے بہترین حکمرانوں میں اپنا نام لکھوا گیا یہ ان پڑھ ڈاکو تھا) محمد حسین کی اس کے ساتھ ملاقات ہوگئی تو اس نے کہا تم میرے ساتھ نوکری کرو کہا ٹھیک ہے پوچھا تنخواہ کیا ہوگی رنجیت نے پوچھا کہ وہاں پر کتنی لیتے تھے؟ کہا وہاں پر ۳۰۰ روپے لیتا تھا کہا وہ تو بڑا بادشاہ تھا اور میں تو چھوٹا بادشاہ ہوں ایک سو روپے دے سکتا ہوں بات طے ہوگئی کہا کہ میرے گھر کے ۱۶ افراد ہیں ایک ہفتہ تم کھانا پکاؤ اور پھر حساب دو کہ کتنا خرچہ ہوا، اسکے بعد اگلا کھاتہ کھلے گا اس نے پہلے دن مسور کی دال پکائی، اسکی بیوی تھی رانی جنداں اس نے جب پہلا لقمہ لیا تو کہنے لگی واہ! واہ! واہ! کیا چیز پکائی ہے! پورا ہفتہ مسور کی دال پکاؤ ہفتہ کے بعد حساب دیا تو اس ہفتے میں ۲۷ روپے لگے راجہ کہنے لگا تیرا بیڑا غرق ہو جائے مسور کی دال پر ۲۷ روپے لگا دیے کہا کہ دال تو صرف ۲ آنے کی خرچ ہوئی ہے کہا باقی اتنا خرچ کیوں ہوا کہا ۱۷ روپے ۱۴ آنے کے مصالحے ڈالے ہیں راجہ نے کہا بھائی! تو چلا جا تو تو میرے خزانے ہی خالی کر ڈالے گا دوپہر کو مرغا پکا ہوا تھا رانی نے جو ایک لقمہ لیا تو اٹھا کر دیوار پر مارا کہ یہ کس نے پکایا ہے؟ کہا نیا باورچی رکھا ہے پوچھا محمد حسین کدھر ہے؟ کہا اس نے بڑا خرچہ کیا تھا لہذا اسکو نکال دیا کہا تو کون ہے اسے نکالنے والا؟ چلو اسے واپس بلاؤ (جو اللہ سے نہیں ڈرتا تو وہ بیوی سے ڈرتا ہے) اسکو بلانے بھیجا یہ محمد حسین ملتان کے راستہ

میں آنے والے ایک گاؤں ''بھائی پھیرو'' میں پکڑا گیا کہا چلو راجہ بلاتا ہے تو اس نے کہا یہ منہ اور مسور کی دال ! جاؤ میں نہیں جاتا محمد حسین کے ساتھ جب وہ زبردستی کرنے لگے تو وہ ان سے لڑ پڑا، اور شہید ہو گیا مگر واپس نہیں گیا۔

قرآن میں مہاراجہ کا ذکر ایک واقعہ

رنجیت سنگھ کا ایک وزیر مسلمان تھا اس نے کہا کہ تمہارے قرآن میں ہر چیز کا ذکر آیا ہے تو میرا ذکر کہاں آیا ہے؟ اس نے کہا تمہار ذکر کیوں آئے؟ کہا پھر تم یہ دعویٰ کیوں کرتے ہو کہ ہمارے قرآن میں ہر چیز کا ذکر آیا ہے؟ رات کو یہ وزیر ایک محفل میں بیٹھا تھا تو اس نے وہاں یہ بات چھیڑ دی کہ آج مہاراجہ نے یہ بات پوچھی ہے تو وہاں پر اسکا ایک میراثی بیٹھا تھا (میراثی سمجھتے ہیں نا؟ مسخرے کو کہتے ہیں) اس نے کہا کہ کل مجھے ساتھ لیکر جایئے گا میں اس سوال کا جواب دونگا اگلے دن وہ دربار میں آیا اور کہا کہ رات کو آپ نے جو سوال کیا تھا یہ اس کا جواب دیگا (یہ مہاراجہ آنکھ سے کانا تھا) اس نے پوچھا کہ ہاں بھائی میرا نام قرآن میں ہے نوکر نے کہا قرآن میں آپ کا ذکر کردہ نام ایک جگہ پر بتاؤں یا دس جگہ پر؟ کہا ایک جگہ پر ہی بتا دو کہا اللہ تعالیٰ بار بار قرآن مجید میں فرماتے ہیں وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ایک کانا ہوگا کافروں میں سے ہوگا اور وہ کانا تو ہی تو ہے اور کون ہے؟

ابوجعفر منصور کا عالمانہ جواب

تو ابوجعفر نے کہا کہ لستم بهم انما هم الدنسة ثيا بِهم المشققة أرجلهم شِبت وجو ههم الطويله شعورهم رواد الافاق قطاع المسافات تارةً باليمن و تارةً بالحجاز وتارة بالعراق اولئك نقلة الحديلثے جاؤ! جاؤ! تم وہ چہرے نہیں ہو میں جانتا ہوں وہ طلباء کون ہوتے ہیں ان کے بال پراگندہ ہوتے ہیں، ان کے رنگ اڑے

ہوئے ہوتے ہیں، ان کے پاؤں پھٹے ہوئے ہوتے ہیں وہ حال سے بے حال ہوتے ہیں وہ ہر طرح گردش کرتے ہیں کبھی مشرق میں، کبھی مغرب میں، کبھی یمن میں، کبھی حجاز میں وہ تو بے قرار پھرتے رہتے ہیں......

کبھی عرش پر کبھی فرش پر
کبھی در بہ در کبھی ان کے گھر
غم عاشقی تیرا شکریہ
میں کہاں کہاں سے گزر گیا

ان میں ٹھہراؤ نہیں ہوتا یہ پھرتے ہیں سیارے کی طرح الغرض ابوجعفر نے انکو اٹھا دیا تین براعظم پر حکومت کرنے والا یہ حکمران آخری وقت میں یہ خواہش دل میں لیے جا رہا ہے کہ کاش! میرے گرد طلباء کی ایک محفل ہوتی اور اس میں حضور اکرم ﷺ کی احادیث مبارکہ سنی اور سنائی جا رہی ہوتیں یہ تمنا اتنا بڑا بادشاہ لیکر جا رہا ہے

سند احادیث اور اس کی اہمیت

تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں سند عطا فرمائی ہے جو کچھ ہمارے پاس آیا ہے وہ سند کے توسط سے آیا ہے یعنی ۱۹۷۹......۱۹۸۰ء میں ہم لوگ فارغ ہوئے تھے چودہویں صدی کے ہم آخری آخری مولوی تھے ہم نے بخاری شریف کو حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب سے پڑھا انہوں نے مولانا خیر محمد صاحب سے پڑھا انہوں نے علامہ انور شاہ صاحب سے انہوں نے شیخ الہند سے، انہوں نے محمد قاسم سے، انہوں نے عبدالغنی سے، انہوں نے شاہ محمد اسحاق سے، انہوں نے شاہ عبدالعزیز سے، انہوں نے شاہ ولی اللہ سے، (سارے احادیث کے سلسلے شاہ ولی اللہ پر آکر ختم ہو جاتے ہیں) انہوں نے ابو طاہر مدنی سے، انہوں نے ابراہیم کردی سے، انہوں نے احمد الکشاشی

سے، انہوں نے ابو الوھب اللنشاری سے، انہوں نے ابن حجر العسقلانی سے، انہوں نے ابراہیم بن احمد التنوخی سے ، انہوں نے احمد بن ابی طالب الحجار سے ، انہوں نے حسین بن مبارک الزبیدی سے ، انہوں نے عبدالاوّل بن عیسی سے ، انہوں نے ابوالحسن عبدالرحمٰن بن مظفر الداودی سے ، انہوں نے عبداللہ بن احمد السرخسی سے ، انہوں نے محمد بن عبداللہ ابن یوسف سے ، انہوں نے امام بخاری سے ، انہوں نے امام حمیدی سے انہوں نے سفیان سے انہوں نے یحییٰ بن سعید الانصاری سے انہوں نے محمد بن ابراہیم الیتمی سے انہوں علقمہ ابن ابی وقاص سے انہوں نے عمر بن الخطاب سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اکتسویں واسطے پر جا کر میں یہ بات کر رہا ہوں یہ سارا سفر روزِ روشن کی طرح واضح ہے اسمیں کوئی کہیں بھی اندھیرا نہیں ۔

مولانا عزیر گل سے سند کی توثیق

جب میں نے دورہ کیا تو مجھے خیال آیا کہ سند کو عالی کرنا چاہیے تو سوچ سوچ کر پورے پاکستان میں نظر دوڑائی تو مولانا عزیر گل صاحب نظر آئے کہ انہوں نے شیخ الہند سے روایت کی ہے اور مجھے شیخ الہند کی روایت تین واسطوں سے پہنچ رہی ہے تو یہ بات میں نے اپنے دورہ حدیث کے ساتھیوں میں چلائی تو سب نے ہی انکار کر دیا کوئی ذوق ہی نہیں تھا تو ۲ ساتھی تھے جنہوں نے ادھر ہی آنا تھا ایک بنوں کا تھا اور ایک فتح جنگ کا ، تو میں نے ان سے کہا کہ ادھر ہی جا رہے ہو تو خیر ہے تھوڑا سا ادھر چلے جائیں گے لہذا ہم تینوں نے سفر شروع کیا اور ساری رات سفر کر کے ہم صبح نوشہرہ مرکز میں پہنچے ناشتے میں انہوں نے ہمیں پراٹھے کھلائے انڈے کھلائے آج بھی مجھے یاد ہیں اکرام ہمیشہ یاد رہتا ہے ۔

بہرحال ہم نے ان سے بات کی انہوں نے کہا کہ انہوں نے آج تک کسی کو ہاں نہیں کی تو تمہیں کہاں سے کریں گے مولانا حامد میاں صاحبؒ نے اپنے بیٹے کو بھیجا

انہوں نے ان کو انکار کر دیا تھا تمہیں تو جانتے بھی نہیں اب میں نے کہا کہ زیارت تو کروائیں ہم سورۃ یاسین کے بھی پھونک مار دینگے سارے راستہ سورۃ یسین پڑھی کہ دعا کریں گے صلوۃ حاجت پڑھیں گے کہ انشاء اللہ دل تو اللہ کے ہاتھ میں ہے تو ہم نے سارے راستے پہلے دو رکعت نفل پڑھے پھر سارے راستے سورۃ یسین پڑھتے گئے دعا کرتے گئے وہ تشریف لائے 6 فٹ سے اوپر قد، ایسی ہیبت ایسا جلال، کہ نوے برس کے عمر میں ہیبت طاری تھی وہ آگے بیٹھ گئے فرمانے لگے کون ہو؟ ہم نے کہا کہ ہم طالب علم ہیں کہاں سے آئے ہو؟ رائیونڈ میں پڑھتے ہیں ساہیوال سے آئے ہیں میرے پاس کیا لینے آئے ہو؟ کہا کہ جی آپ سے سند کی اجازت لینے آئے ہیں ہماری سند عالی ہو جائے گی بیچ (درمیان) میں تین واسطے ساقط ہو جائیں گے تو ایک دم جلال میں آگئے ہمیں تو کچھ نہیں آتا مجھے کچھ نہیں آتا میں سب کچھ بھول گیا ہوں زبانی سند کچھ نہیں ہوتی تو انکے بیٹے بھی ساتھ تھے تو انہوں نے پھر ہمیں یوں اشارہ کیا یعنی چپ وہ تو نابینا تھے نا اب نہیں بولنا تو میرے ساتھی مجھے کہنے لگے بولو وہ کہنے لگے چپ اس نے کہا بولو تو آخر میں نے ہمت کی میں نے کہا کہ حضرت ہمارے ساتھ کتاب موجود ہے ہم آپ کے سامنے کچھ پڑھ دیتے ہیں اگر آپ پسند فرمائیں تو اجازت دیدیں نہ پسند فرمائیں تو چلو برکت ہی حاصل ہو جائے گی کہ ہم نے آپ کے سامنے چند حرف پڑھ لیں یہ فخر تو حاصل ہے بھلے ہیں یا برے ہیں دو چار قدم ہم بھی تیرے ساتھ چلے ہیں چلو یہی صحیح تو تھوڑی دیر سناٹا چھا گیا کوئی پندرہ بیس منٹ کا سناٹا وہ گھڑیاں ایسی طویل ہوگئیں کہ پندرہ بیس سال ہوتے ہیں اب ان کے اندر میں کشمکش تھی اور ہماری سورۃ یسین ٹھکرا رہی ادھر وہ کہ میں نے آج تک کسی کو اجازت نہیں دی ایک دم فرمایا پڑھو میں نے کہا کہ کام بن گیا تو میں نے پہلی حدیث پڑھی دوسرے نے دوسری پڑھی تیسری نے تیسری پڑھی پھر آخر سے پڑھنے لگے

ورق جب الٹنے لگے تو کڑ کڑ کی آواز آئی تو فرمایا کہ بس کافی ہے کافی ہے میں تمہیں اجازت دیتا ہوں پھر ہاتھ اٹھا کر ہمارے لئے لمبی دعا کی خود ہی ہم نے نہیں کہا کہ دعا کریں خود ہی ہاتھ اٹھائے ہمارے لئے دعا فرمائی پھر چند نصیحتیں فرمائیں۔

اشتغال بالحدیث دل کی دنیا کو روشن کر دینے والا عمل

تو اشتغال بالحدیث یہ بھی دل کے دنیا کو روشن کر دینے والی چیز ہے اس سے بھی جی لگاؤ کہ تمہارے اندر اللہ اور اللہ کے محبوب کا کلام چشمے کی طرح ابل رہا ہو یہی تو دو چشمے ہیں آج تک صاف ہے ،صافی ہے ،طاہر ہے ،طہور ہے ،مطہر ہے ان میں آج تک کسی بڑے سے بڑے ضال ''مضل'' کی تدبیر سے کچھ بھی نہ ہوسکا جب تک سورج مغرب سے نہیں نکلتا انہیں کوئی بدل نہیں سکتا یہ مطالبہ میں صرف آپ لوگوں سے کرسکتا ہوں یا آپکے ہم جنس سے کرسکتا ہوں یا اپنی ذات سے کرسکتا ہوں اور میں کسی سے یہ بھی بات نہیں کہہ سکتا اسلئے میں آپ سے یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ ابھی جو ہو رہا ہے اس پر شکر ہوتا کہ وہ اور بڑھ جائے لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ تاکہ اسکو اللہ باقی بھی رکھے اور اس کو بڑھاتا بھی رہے اور اس کے ساتھ ساتھ آپ کے سینوں میں قرآن کی شمع روشن ہو آپ کے سینوں میں حدیث پاک ﷺ کی شمع روشن ہو۔

ایک حدیث روز یاد کر لیا کرو مولانا اسلم کی نصیحت

میں احسان بھول نہیں سکتا مولانا اسلمؒ کا، میرا مشکوۃ کا سال تھا میں چلہ لگا رہا تھا مشکوۃ اگلے سال پڑھنی تھی تو ہمارے بزرگ تھے مولانا اسلمؒ ملتان میں ہوتے تھے دیوبند کے پڑھے ہوئے تھے اور اس زمانے میں تبلیغ میں لگے تھے جب علماء تبلیغ کے بارے میں کچھ جذبات رکھا کرتے تھے اس زمانے میں تو مجھ سے فرماتے تھے مجھے جانتے تھے کہ میں رائیونڈ میں پڑھتا ہوں فرمانے لگے بیٹا! کیا پڑھ رہے ہو میں نے کہا کہ اگلے سال مشکوۃ

شریف شروع ہو رہی ہے کہا ایک حدیث روز یاد کر لیا کرنا ایک وقت آئیگا تمہیں یہ بہت نفع دیگا تمہارے پاس بہت بڑا خزانہ جمع ہو جائیگا میں نے کبھی بھی یہ ترغیب کسی سے سنی ہی نہیں تھی وہ میرے دل کو لگ گئی اللہ پاک نے ذہن بہت اچھا دیا تھا میں روز ایک یاد کر لیتا لیکن مجھ سے ایک خطا ہو گئی چونکہ ہمیں ذوق تو پیدا نہیں ہوا تھا تو نہ میں نے سند یاد رکھی نہ صحت اور ضعف کا خیال رکھا اور نہ کتاب یاد رکھی روایت بخاری کی بیان کرتا ہوں اور مجھے خود بھی پتہ نہیں ہوتا کہ کہاں پڑھی ہے میں وہ ساتھ دو چیزیں محفوظ نہ کر سکا جلد میں نے کہا زیادہ یاد کرلوں زیادہ یاد کرلوں چلو حدیث ہی ہے چونکہ ہمارے ہاں دستور ہی نہیں ہے پوچھنے کا کہ آپ کہاں سے بیان کر رہے ہیں۔

احادیث مبارکہ مع حوالہ حفظ

لیکن جب میں نے دنیا میں سفر شروع کیا پھر مجھے اپنے اس کمی کا احساس ہوا کہ میں نے وہ حدیث بیان کی کہ حدیث کہاں ہے؟ بھئی! یہ حدیث کہاں ہے یہاں کے لوگوں میں تو ادب ہے اللہ کا فضل ہے خالی عربی کہہ دو کہ حدیث ہے کہتے ہیں ٹھیک ہے جی ادب ہے یہاں کے لوگوں میں لیکن باہر تو وہ پوچھتے ہیں بھائی! یہ کہاں سے آپ نے پڑھا ہے؟ پھر مجھے وہاں پچھتاوا آجاتا ہے اگر یہ بھی ساتھ کر لیتا تو وہ ایک چیز میرے پاس مدلل ہو جاتی تو میں یاد کرتا گیا، کرتا گیا، کرتا گیا، مشکوٰۃ کا سال دورہ کا سال اسکے بعد جب بھی موقع ملا بیٹھ کے یاد کر لیا جب بھی موقع ملا بیٹھ کے یاد کر لیا دیکھو بھائیو! میرے عزیزو! آفة العلم النسیان اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جسکو چاہے اپنے ہاں سے (طرف سے) حصہ دیتا ہے لیکن یہ ایک ایسی چیز ہے کسب سے اس کو بڑھایا جا سکتا ہے مجھ سے پوچھتے ہیں حافظہ کا وظیفہ بتائیں! میں نے کہا کہ ۱۰۰ دفعہ تم یا قوی یا قوی پڑھو پھر اپنے بازو دیکھو مضبوط کتنے ہوئے ہونگے، یا قوی یا قوی یا قوی پڑھو، حافظہ مضبوط ہوگا میں نے کہا پتھر اٹھاؤ پتھر پھر تمہارے بازو مضبوط ہونگے۔

نظر کی آوارگی حافظہ کی تباہی

حافظہ کے مضبوطی کے لئے نظر کی حفاظت ہے جس کی نظر آوارہ ہو جائے اس کا حافظہ برباد ہو جاتا ہے اس میں سے نور اللہ ویسا ہی نکال دیتا ہے جسکی بھی نظر منتشر ہو گئی، بکھر گئی اسکے اندر کی شمع بجھ جاتی ہے وہ چراغ نہیں جلا کرتے ، ہاں جس کے کواڑ بند نہ ہو......

لب بند چشم بند گوش بند
گر نہ بینی نورِ حق برما بخند

ایک صفت باہر کا ہے دوسرا سبب ہے

وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ جنت کی حوروں کی صفت اللہ بتا رہا ہے قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ مقصورات، قصرات یہ ایک سبب باہر کا ہے اور دوسرا سبب ہے یاد کرنا یاد کرو یاد کرو اس سے بڑھتا جائے گا بڑھتا جائے گا یاد بھی نہ کرے خالی کہے کہ مجھے وظیفہ بتا دیں مجھ سے تو نہیں ہوگا ویسے کئی کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے قوی حافظہ عطا فرماتا ہے انور شاہ کشمیریؒ جیسے کوئی ہر ایک تو نہیں ہے نا کہ اللہ تعالیٰ ویسا ہی غیب سے دیدے کہ ایک دفعہ پڑھا تیس سال کیلئے کافی ہو جائے یہ کسب کا جہان ہے ایسے معجزات اللہ تعالیٰ کہیں کہیں ظاہر فرماتا ہے تو میں مولانا اسلمؒ کے احسان کو آج تک نہیں بھول پایا اگرچہ اب میرا چونکہ سفر کثرت سے ہو گئے جو یاد کیا تھا......

ما ہر چہ خواندہ ایم فراموش کردہ ایم
الا حدیث یار کہ تکرار کردہ ایم

وہ سب کچھ نکل گیا تو ایسے کھنڈر باقی ہے یئِن

قف بالدیار التی لم یعفها القدم
بلی وغیرها من الأرواح والدیم

وہ حال ہے جو میں تمہیں کہہ رہا ہوں کہ اپنے سینے کو روشن کرو خوبصورت کلمات حدیث کے ساتھ، خوبصورت کلمات صحابہؓ کے ساتھ اللہ تعالیٰ تمہارے سینے کو روشن کریگا تمہاری زبان کو بھی شہد بنا دیگا کہاں میں آپکے سامنے اپنے فلسفے بیان کروں کہاں میں آپ کے سامنے اللہ کی محبوب کی بات بیان کروں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

دعوت وتبلیغ کا فریضہ اور علم کی تشبیہ

اب تیسری چیز آپ کے سامنے اور خدمت میں گذارش کرنی ہے وہ یہ کہ دعوت وتبلیغ ایک مبارک کام ہے اللہ تعالیٰ نے علم کی تشبیہ دی پانی کیساتھ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے آسمان سے پانی برسایا آگے وادیوں نے منہ کھولا، پانی ان میں بھرتا چلا گیا اس میں کوڑا کرکٹ گند پڑا تھا پانی اس کو اٹھاتا گیا، اٹھاتا گیا، اٹھاتا گیا، یہاں تک کہ وہ جب زیادہ بھرا تو اس نے زور لگایا اور سارے گند کو اٹھا کر باہر پھینک دیا پھر کیا ہوا فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ جو گند تھا وہ چلا گیا جو نافع تھا وہ باقی بچا فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا پانی کو تشبیہ دی ہے علم کیساتھ دلوں کو تشبیہ دی ہے وادیوں کیساتھ بِقَدَرِهَا وادیاں کچھ چھوٹی بھی ہیں، کچھ بڑی بھی ہیں، کچھ تنگ بھی، کچھ الٹی بھی ہیں ،اس میں کچھ جاتا بھی نہیں ہے، کچھ جھیل بھی ہیں، کچھ سمندر بھی ہیں، ایسی وادیاں ہیں جو سارا پانی اپنے اندر لے لیتی ہیں، ایسی بھی ہیں جن میں کچھ بھی نہیں آتا قطرہ کی طرح آیا اور نگل گیا بِقَدَرِهَا میں اشارہ ہے کہ دینے والا دینے میں کمی نہیں کر رہا کہ بارش

برسانے والے نے رات کو بارش برسائی جس نے گلاس رکھا بھر گیا، جس نے پیالہ رکھا
بھر گیا، جس نے گھڑا رکھا بھر گیا، جس نے ٹب رکھا بھر گیا، جس نے الٹا کر دیا ایک
قطرہ بھی اندر نہ گیا تو یہاں وہ نہیں ہے مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ رزق کے بارے میں اللہ
فرما رہا ہے مَا نَشَآءُ جتنا میں چاہوں گا دونگا لِمَنْ نُّرِيْدُ جسکو چاہوں دونگا یہاں کیا ہے
اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لو آ رہی ہے بارش اب اپنے برتن لاؤ لاؤ چھوٹے نہ لاؤ بڑے
لاؤ بِقَدَرِهَا '' چھوٹا ہوگا وہ بھر دیگا بڑا ہوگا وہ بھر دیگا تو علم کی صفت کیا ہے یہ اترتا ہے
اور اندر میں گند ہے شرک کا، کفر کا، معصیت کا، تکبر کا، حسد کا، بغض کا، دنیا طلبی کا، جاہ کا
یہ سارے ہوس کے، حرص کے شہوت کے، غفلت کے، اندر گند پڑے ہوئے ہیں اوپر
سے آیا، میں نے برتن کھول دیا اسے اللہ نے اندر ڈال دیا پھر اسے نکالا، نکالا، نکالا، جیسے
جیسے میں اسے بھرتا گیا، بھرتا گیا، بھرتا گیا وہ گند باہر نکلتا گیا، نکلتا گیا، نکلتا گیا یہاں تک
کے سارے جسم سے اللہ نے اسے باہر کر دیا اور جو نفع والی صفات ہیں وہ اندر رہ گئیں اور
جو گند تھا وہ باہر نکل گیا کیا نشانی ہے کہ وہ صفات آ گئیں اور گند نکل گیا آگے ہی اللہ بتا رہا
ہے اسی جگہ جہاں یہ آیت ختم ہو رہی ہیں وہی اللہ بتا رہا ہے اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ
مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ پیچھے سے بات آ رہی ہے
اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا وَ مِمَّا
يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ فِى النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَ
الْبَاطِلَ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً وَ اَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِى الْاَرْضِ كَذٰلِكَ
يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ یہ سارا بتا کر کیا جو پانی کیلئے در کھولتا ہے اللہ اس کے اندر پانی ڈالتا
ہے اللہ اس کا گند نکال دیتا ہے جس کا نکل گیا تو اس میں کیا ہوتا ہے۔

جس کا نہیں نکلتا اس کا کیا ہوتا ہے اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ

الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ جس کے دل کی گہرائیوں میں علم اتر
جاتا ہے اس میں یہ بات پیدا ہو جاتی ہے جس دل کی گہرائیوں میں نہیں اتر جاتے ہیں
وہ اس سے خالی ہو جاتا ہے جو اس کے اندر تھوڑ آتا ہے تو ان میں سے کچھ چیزیں ہوتی
ہیں کچھ نہیں ہوتی پانی اترا اندر گیا کچھ تبدیلی آئی کیا آئی؟

علم کی نشانیاں

الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ یہ پہلی بات علم کی نشانی ہے کہ اللہ سے وعدہ کر کے
نبھاتے ہیں مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ دوسری نشانی، وَ لَا
يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ نہ اللہ سے عہد کو توڑتے ہیں اور نہ بندوں سے عہد کو توڑتے
ہیں تیسری نشانی وَ الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ يُّوْصَلَ، جو صلہ رحمی کرتے ہیں اور
چوتھی نشانی وَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ اور اللہ سے ڈرتے ہیں دراصل میں خشیت کا مطلب ڈر
نہیں ہے خشیت ہوتا ہے محبوب کی ناراضگی کا ڈر اور خوف ہوتا ہے، ڈنڈے کا ڈر، تو اللہ
اپنے بارے میں بولتا ہے وَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ یہ میرے محبوب ہیں یہ مجھ سے محبت کرتے
ہیں میں انکا محبوب ہوں انہیں یہ ڈر لگ رہا ہے کہ میرا محبوب ناراض نہ ہو جائے وَ
يَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ پانچویں نشانی کیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہونے
میں جو حساب و کتاب ہونے والا ہے ان سے انہیں ڈر لگتا ہے علم آ رہا ہے یہ صفات
آ رہی ہیں الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ لَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ وَ الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ
اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ يُّوْصَلَ وَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَ يَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ نشانی کیا ہے؟ وَ الَّذِيْنَ
صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ اور ساتویں کیا ہے وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وہ نمازیں زندہ کر دیتے
ہیں آٹھویں کیا ہے وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً اللہ کے نام پر مال لوٹاتے ہیں
نویں کیا ہے وَّ يَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ سب سے مشکل صفت کو سب سے آخر میں

لیکر آئے کہ جو برائی کا جواب اچھائی سے دیتے ہیں اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ یہ ہیں جنت والے۔

جنت الفردوس کا مرتبہ ومقام

اب جاؤ گے جنت الفردوس میں چھوٹی جنت میں نہیں جنت فردوس جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھوں سے بنایا ساری جنت امر کن سے بنائی تھی جنت الفردوس کو اپنے ہاتھ سے بنایا ایک اینٹ موتی کی ،ایک یاقوت کی ،ایک زمرد کی ،ایک سونے کی ، ایک چاندی کی ، مشک کا گارہ ، زعفران کی گھاس اور اپنے عرش کو اس کی چھت ، بنایا ، نیچے چشمے بنائے ،سلسبیل کے چشمے بہائے ، زنجبیل کے چشمے بہائے ، تسنیم کے شراب خالص جنت عدن والوں کیلئے مخصوص فرمائی وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا اور اللہ تبارک وتعالیٰ خود اپنے ہاتھوں سے پیش کریگا اور پھیلائے گا ان کے دائیں بائیں فِيْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ان کے چاروں طرف جنت کی خوبصورت لڑکیوں کو بٹھا دیا انکو ایک نظر دیکھے گا تو چالیس سال اسکی نظر واپس لوٹ کے آسکے گی چالیس برس دیکھنے میں گم ہوجائے گا دیکھنے کی لذت بڑھتی جارہی ، بڑھتی جارہی ، بڑھتی جارہی ہے ہر نظر میں اس کا حسن بڑھتا جارہا ہے بڑھتا جارہا ہے اسے گلے سے لگائے گا تو ستر سال تک اس سے لذت لیتا رہے گا ، لیتا رہے گا ، لیتا رہے گا اللہ تعالیٰ نے اپنی نور میں سے ان چہرے پر اپنے نور میں سے نور ڈالا ہے انکے چہرے کا نور اللہ کے نور میں سے ہے ان کے چہروں کی تجلیات اللہ کے نور میں سے ہے وہ ایک قدم جب ایسے اٹھا کر اپنے خاوند کیطرف آتی ہے تو ایک لاکھ قسم کے ناز اپنے خاوند کو دکھاتی ہے ایک لاکھ کتنے ہیں ایک قدم میں اور جب وہ اسے کہے گا کہ مجھے ناز دکھا تو پھر کیا قیامت آئے گی۔

جنت کی حوروں کا تذکرہ

ان فی الجنة حو را ء یقال لها العینا جنت میں ایک حور ہے جسکا نام عیناء ہے ابوہریرہ کی روایت ہے جب وہ چلتی ہے تو دائیں طرف ستر ہزار خادم ہوتے ہیں بائیں طرف ستر ہزار خادم ہوتے ہیں ایک لاکھ چالیس ہزار خدام میں چلتی ہے موت مر نہ گئی ہوتی تو اسے دیکھ کے سارے مر جاتے جب وہ چلتی ہے تو پکارتی ہے این الامرون بالمعروف والنا هون عن المنکر" کہاں ہیں بھلائیوں کا پھیلانے والا ، برائیوں کے مٹانے والے" انی لکل من امر بالمعروف ونهی عن المنکر پھر اسکے ساتھ بیاہ ہوگی ، جنت میں ایک نہر ہے جس کا نام بیضاء ہے اس میں مشک ، زعفران عنبر ، کافور چلتا ہے اوپر میری رب کی تجلی پڑتی ہے اس میں سے لڑکیاں باہر نکل آتی ہیں اور سب سجائی ہوئی ہیں پھلی پھیلائی ہوتی ہیں اور حسن و جمال میں کامل ہوتی ہیں فرشتے اس پر آکر خیمے لگاتے ہیں پھر وہ مل کر گاتے ہیں اور این عشاقنا ؏ رجال لنا ؏ این من تحبه ؏ هل من خاطب ؏ هل من طالب نحن المنعمات فلا نبعث أبداً ؏ نحن خالدات فلا نموت أبداً ؏ نحن المقیمات فلا نرحل ابدا ؏ و نحن کاملات فلا نتغیر ابداً ؏ نحن الطیبات فلا نفقد ابداً ؏ طوبی لمن کان لنا و کنا له ہے کوئی ہمارا چاہنے والا ہے کوئی ہم سے منگنی کرنے والا ہے ، کوئی ہماری طلب کرنے والا ، ہمارے حسن میں کمال ہے زوال نہیں ، کمال ہے نقصان نہیں ، کمال ہے زوال نہیں ، جمال ہے بدصورتی نہیں ، حسن ہے بدصورتی نہیں ، مٹھاس ، کڑواہٹ ، جوانی ہے بڑھاپا نہیں ، زندگی ہے موت نہیں ، ہر حال میں ناعمة ، ناعمات ، کاسیات ، کاملات ، طیبات ، خالدات ، مقیمات ، یہ سارے الفاظ احادیث سے میں نے جمع کر کے آپ کو بتائے ہیں چلو اٹھو جنت کی طرف صرف ضرب ، ضربا ، میں سر نہ کھپاؤ کبھی جنت کو بھی یاد کرو ، ضرب یضرب چھوڑ کر کبھی عشق کا

سبق بھی پڑھو یہ پڑھو یہ بھی پڑھنے کی باتیں ہے فضائل سے تو بھری پڑی ہے ہمارے کتابوں میں۔

لندن کے ایک طالب علم کا واقعہ

میں نے حورعیناء کا بیان کیا لندن میں ایک نوجوان آ کر میرے کان میں کہنے لگا کہ مولانا !ایک مسئلہ پوچھنا ہے کہ عیناء ایک ہے یا زیادہ ہے میں نے کہا کہ کیوں ؟ کہنے لگا ایک ہے تو پھر نہیں ملتی میں نے کہا نہیں کہنے لگے کہ زیادہ ہوتے تو ہم بھی طلبگار ہیں میں نے کہا کہ زیادہ بہت ساری ہے تم یقین مانو نقد چار مہینے ، اس نے پاسپورٹ مجھے پکڑا دیا یہ میرا پاسپورٹ ہے چار مہینے کے نور تبلیغ میں لوگوں کو گھر سے کیسے نکالے ، ڈنڈوں سے نہیں، حدائی سنائیں نکال دیا ، ہزاروں سال سے ساری دنیا دھکے کھا رہی ہے یہ بہت بڑا علم ہے جو اندر جوش ولولہ پیدا کرتا ہے،شوق پیدا کرتا ہے، جذبہ پیدا کرتا ہے ایک فقہی مسئلہ بتایا گیا اس سے ہمیں معلومات میں اضافہ ہوا جب ایسے فضائل سنائے جاتے ہیں تو اس کے ساتھ ایمان میں بھی اضافہ ہوتا ہے جذبہ بھی بیدار ہوتا ہے ایک امنگ بھی بیدار ہوتا ہے کہ ہم بھی اس تک پہنچ جائیں اللہ کے نبی نے جذبات بڑھا بڑھا کر ان کو کھڑا کر دیا قربانیوں کے عادی پہاڑوں پر جنت کے شوق نے دنیا سے بے رغبت کر دیا۔

حوروں کی یاد میں طوائف کو بھلانے والا واقعہ

ہمارا ایک سردار تھا پڑوس میں ہر ہفتے انکے ڈیرے میں طوائفیں ناچتی تھیں ہر ہفتے میں ناچتی تھیں ہر ہفتے میں ناچ ہوتا تھا شراب چلتی تھی بالکل سڑک کے پار انکا باغ ادھر ہمارا رقبہ اور سامنے انکا رقبہ تو ہماری سلام و جواب پہلے سے کی تھی تو اسے تیار کر کے دس دن تبلیغ کیلئے لیکر آیا دس دن کے بعد واپس گئے تو وہ ڈیرہ اُجاڑ ہو گیا تو ایک دن وہ

طوائفوں کے بازار میں سے گزر رہے تھے وہ لڑکیاں آگے گاڑی کے سامنے کھڑی ہو گئیں وہ کہنے لگی سردار صاحب ! آپ تو راہیں بھی بھول گئے وہ کہنے لگے جب سے جنت کے حور میں نے سن لیں تو تمہاری رانیاں بھول ہی جائیں تو بہت اچھا ہے اب ہم جنت کی حوروں کے طلبگار ہیں

یمنی شاعر کے اشعار

یا حبذا الجنة واقترابها	طیّبة و باردٌ شرابها
فی جنة تجری العیون خلالها	والحور تخترفی رشاقة أبید
تختال فی حلل حرائر سندس	استبرق وأساورٍ من عجسد
والتاج یعلو فوق مطرق رأسها	من لؤلؤ و جواهر و زمرد
فکأنہن جواہر مکنونة صیغت	بقالب لؤلؤ وزمرد
حتی اذا اقتربت الیه تبسمت	بالغنج کالطفل الولید المسد
فناك غردت الطیوورتلت	لحن الخلود بكل غصن أملد

ہمارا دوست تھا عرب شاعر یمنی یہاں تین چلّہ کیلئے آیا تھا میں نے کہا کہ جنت پر کچھ لکھو تو اس نے یہ اشعار لکھے تھے ایسا ہلا دینے والے ، ہلا دینے والے، تو یہ جذبہ انسان کو اٹھاتا ہے تو میں آخری بات یہ کہہ رہا تھا کہ اللہ نے پانی سے تشبیہ دی علم کی ۔

تبلیغ کی تشبیہ پانی کے ساتھ

اللہ تعالیٰ نے تبلیغ کے کام کی تشبیہ دی ہے پانی سے قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ان سے کہہ دیں یہ میرا راستہ ہے سبیل کا لفظ استعمال کیا ہے طریق کا بھی لفظ ہے طریق اور سبیل مترادف استعمال ہوتے ہیں اپنی اصل میں جا کر الگ ہو جاتے ہیں طریق طرق سے

ہے ،طرق پاؤں کے چلنے سے جو راستہ بن جائے اور سبیل سبل سے ہے اور سبل اس بارش کو کہتے ہیں جو بادل سے گرنا شروع ہوا اور زمین کی طرف سفر کررہا ہو یہ دوران سفر سبل کہلاتی ہے اور جب زمین میں آکر گرتی ہے تو پھر یہ مطر بن جاتی ہے گرنے سے پہلے سبل اور گرنے کے بعد مطر أسبال الا زار اوپر سے چیز کو لٹکانا،اسبال الازار اوپر سے لٹکانا اسی سے سبل ہے سبل سے سبیل ہے سبیل سے تشبیہ دینے میں وہی مطلب ہے جو علم میں ہے کہ وہ بھی پانی ہے جو لوگوں کے دلوں کو دھودے گا یہی وہ پانی ہے جو لوگوں کی زندگیوں کو پاک وصاف کردیگا وہ پانی ہے جو لوگوں کے دلوں کو آپس میں جوڑ دیگا وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً زمین پھٹی ہوئی ہے فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اوپر پانی آتا ہے اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وہ رقص میں آتی ہے تو زمین بھی جھومتی ہے پھر کیا کرتی ہے وَاَنْبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۭ بَهِيْجٍ پھر اس میں سے اگتے ہیں کبھی پھل، کبھی پھول، کبھی غلے، کبھی گندم، کبھی مکئی، کبھی جو، کبھی سیب، کبھی انار، کبھی سنگترہ، کبھی مالٹا، کبھی کچھ، کبھی کچھ ایسے یہ بارش انسان کے قلوب پر ہوتی ہے تو ان میں بھی ایک وجد آجاتا ہے پھر اس میں بھی نکلتے ہیں کبھی زہد، کبھی تقویٰ، کبھی قناعت، کبھی خشیت، کبھی توکل، کبھی تذلل، کبھی رغبت، کبھی رہبت، کبھی محبت، کبھی شوق، کبھی یقین، کبھی سخاوت، کبھی شجاعت، یہ سارے صفات انسان کی زمین سے پیدا ہوتی ہیں جب ان کے اوپر یہ بارش ہوتی ہے۔

دعوت الی اللہ کیلئے لفظ سبیل کا استعمال

تو سبیل کا لفظ استعمال کیا گیا دعوت الی اللہ کیلئے قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ کہو یہ ہے میرا راستہ، سبیل کی اصل معنی میں نے آپ کو بتائی پانی سبیل یہ وہ پانی ہے جس نے آج سارے دنیا کو سیراب کرکر ساری دنیا کے انسانوں کو ہدایت کا راستہ سجا دیا۔

دعوت تبلیغ کی برکت

میں آپکے سامنے کھڑا ہوں میں تبلیغ کا رہین ہوں، تبلیغ کا مرہون منت ہوں یہ چل کر نہ آتے تو ہم کو ان راہوں کا بتانے والا کوئی نہیں تھا اور یہ عزت اور شرافت کبھی بھی نصیب میں نہ ہوتی، اس مبارک محنت نے کتنے انسانوں کو گمراہی کے دلدل سے نکال کر حق کا راستہ بتا دیا سکھا دیا جب کسی چیز کی حسنات سَیات پر غالب ہوں تو وہ حسن ہی کہلاتے ہیں جب کسی چیز کی سیئات حسنات پر غالب ہو جائے تو وہ سئیہ کہلاتی ہے حسنات دیکھو زیادہ ہیں لے لو سیئات ختم نہیں ہوسکتی یہی ہر کسی کی بات کا قانون ہے قرآن پورا لے لو، حدیث پوری لو اسکے بعد ھما شا کیلئے کیا قانون ہے؟ خذ ما صفا و دع ما کدر میں جو آپ کے سامنے دو گھنٹے سے بول رہا ہوں تو میں انسان ہوں، بشر ہوں، میرے کچھ احساسات ہیں، کچھ جذبات ہیں، کچھ ترجیحات ہیں ان میں سے جو کچھ پسند آجائے وہ لے لو اور جو پسند نہ آئے اسے چھوڑ دو جو پسند نہیں آئی اسکی وجہ سے اسے مت چھوڑو جو پسند آئی ہے یہ کیا کہہ دیا اور سارا پر کاٹا یہ کیا کہہ دیا تو سب کو چھوڑ دو، جب پرچے ہوتے ہیں تو تمہارا ایک سوال غلط ہوگا تو باقی بھی غلط کر لیتے ہیں کیوں بھئی نمبر لگاتے ہیں۔

سکول کے ٹیچر کا واقعہ

ہمارے ایک استاذ تھے سکول میں وہ تاریخ کے ٹیچر تھے پرچے زیادہ ہوتے تھے تو وہ پرچے بالشت کرتے تھے ایک بالشت دس نمبر، دو بالشت، بیس نمبر، تین بالشت، تیس نمبر، تو بھئی! خذ ما صفا ودع ما کدر تو دعوت کا کام اپنے سارے کمیوں کے ساتھ ساری دنیا کے انسانوں کے لئے خیر کا ذریعہ بنا ہوا ہے چلنے والوں کو بھی نفع ہوتا ہے جنکے پاس جاتے ہیں انکو بھی نفع ہوتا ہے اور یہ چشمے ہیں جو ابل ابل کر چھ براعظموں کو پانی پہنچا رہے ہیں اور نہ چاہنے والوں کو بھی اللہ کھینچ کھینچ کر ہدایت کے راہ پر لا رہا ہے یعنی جو آتا

نہیں چاہ رہے دیکھو! آپ لوگ طالبین ہو آپ کو پڑھانا آسان ہے جو کہتا ہے میں نہیں
پڑھتا اس کا کیا کرو گے جو کہتا ہے میں نہیں جاؤں گے اب کیا کرنا ہے اس کیلئے کسی فقہ کی
ضرورت ہے فقہ وہ لغوی فقہ سمجھ اسکو کیسے لائے یہ تبلیغ کا کام کر رہا ہے۔

ایک پیر پرست کا واقعہ

ایک گاؤں میں ہم گشت کر رہے تھے میں متکلم تھا جب دو کاندار سے میں
نے کہا کہ بھئی صاحب بات سنو! کہا میں نے نہیں سننی ہے صاحب انکار کیوں، کہا
ہمارا اور آپ کا مذہب جدا ہے میں نے کہا کیا جدا ہے کہا کہ آپ پیروں کو نہیں مانتے
اور ہم مانتے ہیں میں نے کہا ہم بھی مانتے ہیں دیکھو سب سارے پیر کہتے ہیں کہ
نماز پڑھو میں تو آپکو نماز کیلئے لینے آیا ہوں تو آؤ نماز پڑھیں کہا نہیں نہیں میں نے
تیری نہیں سننی ہے تو میں نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑے کہ ایک دفعہ سن لے اس
نے میرے سامنے ہاتھ جوڑے میں نے نہیں سننا پھر میں نے اسکی داڑھی پکڑی میں
نے کہا میں تیری داڑھی پکڑتا ہوں میری بات سن لے اس نے میری داڑھی پکڑی نا،
نا مجھے نہیں سننا مجھے ادھر ہی رہنے دے پھر میں نے اسکے پاؤں پکڑ لیے میں نے کہا
کہ میری بات سن لے اللہ کے واسطے سن لے تو اس نے مجھے ایسے مکا مارا بہت زور
سے میں نہیں سنتا تو گاؤں کا ایک اور آدمی یہ سارا تماشہ دیکھ رہا تھا وہ کہنے لگا سن تو
لے کیا کہتے ہیں تو تمہیں کفر کی بات بتاتے ہیں تو کہنے لگا ہاں تو کیا بات ہے میں
نے کہا اب تو کچھ نہیں بس چلو مسجد چلیں کہا تم چلو، میں بعد میں آؤنگا میں نے کہا،
کیوں کہا میں اپنا ثواب تمہیں نہیں دینا چاہتا ہوں یہ نفرت، میں نے کہا کہ تمہیں
ساتھ لے کر چلنا ہے چچا، چچا! چھوڑ کر نہیں جاؤنگا ساتھ لیکر مسجد میں لے آئے آگے
میں نے بیان کیا بیان میں سب سے پہلے چار مہینے کھڑا ہو کر اس نے لکھوایا جو نہیں

آنا چاہتے ان کے لئے ہمارے پاس کوئی علاج نہیں ہے سوائے دعوت الی اللہ کے
کہ ہم خود ان کے پاس جائیں اور ان کو منت خوشامد کر کے انکو اللہ کے دین پر لانے
کے لئے کوشش کریں تو تب جا کر وہ دروازے کھولتے ہیں۔

پاکستانی کرکٹر اور دعوت تبلیغ

یہ کرکٹ کی ٹیم جو آج اللہ کے فضل سے پانچ وقت کی نماز پڑھ رہے ہیں اور
باجماعت نماز ہو رہی ہے چھ سال انہوں نے دروازے پر کھڑے ہونے نہیں دیا، چھ
سال اتنا تکبر کہ بادشاہوں کو بھی اتنا تکبر نہ ہو، ایسا تکبر، چھ برس کے بعد جا کر جگہ بنی،
اور پھر آہستہ آہستہ آہستہ سہ روزے میں میرے ساتھ نکلے انضمام الحق، سعید انور، سلیم
ملک، مشتاق ہماری جماعت خانپور میں تھی ۲۰۰۱ء میں انہوں نے میرے ساتھ سہ روزہ
لگایا تو میں نے پوچھا کیا فائدہ ہوا کہنے لگے آج رات بڑی چین کی نیند آئی اس سے
پہلے کبھی نینداس طرح نہیں آئی تھی سعید نے کہا ترجیحات بدل گئیں پہلے شوق تھا سنچریاں
بنانے کا، اب شوق ہو گیا جنت مل جائے تو اب کیا ہوا ہے، جب اسی ہدایت کی روشنی ملی
تو اس نے محمد یوسف کا پیچھا شروع کیا کہ یہ میرا ساتھی ہے اور جہنم میں جائے اس کو پکڑ
پکڑ کر لے آنا بات تو سن لو سہی اور اس کو ایسے چھپا کے بٹھا دینا ادھر میں بات کر رہا ہوں
ادھر اسکو ایک طرف بٹھا دیتا تین سال لگے اور اللہ نے اس کو ایمان کی دولت نصیب
فرمائی اور اب اسکی داڑھی آ رہی ہے یہاں آنے سے پہلے میں اسے مل کے آیا ہوں
ماشاء اللہ اسکی داڑھی میری داڑھی کے آدھے کے برابر ہو چکی ہے آدھے مونڈ کی اسکی
داڑھی ہو چکی ہے اور انضمام نے مجھے بتایا کہ ہم چار نمازیں تو باجماعت پڑھتے تھے اور
فجر کی اپنے اپنے کمرے میں پڑھتے تھے جس دن سے محمد یوسف مسلمان ہوا ہے یہ فجر
میں بھی ہم کو لائن میں حاضر کر دیتے ہیں کہا کہ ایک ایک کے جا کر دروازہ توڑتا ہے کہ

اٹھو فجر بھی با جماعت ہو جس دن سے محمد یوسف مسلمان ہوا ہے ہماری فجر با جماعت ہو گئی ہے اور ابھی یہ فیصل آباد آئی ہوئی تھی ٹیم، تو میں وہیں تھا تو میں ان سے صرف ملنے گیا ہوں انہوں نے کہا کہ یہاں نماز پڑھاؤ اور بیان کرو یا ہمیں گھسنے نہیں دیتے تھے اچھا میں بیٹھ گیا بیان کرنے کے لئے تو وہ ہمارا جو شعیب اختر ہے وہ گیا اور ہندوستانی ٹیم کا ایک بالر ہے ہربجن سنگھ اسکو کہنے لگا تو ہمارے گروپ میں بھی آ کر سن لے چل اور اس کو پکڑ کر لے آیا اور اسکو بٹھایا وہ پیچھے بیٹھ گیا نہیں آگے بیٹھو وہ تھوڑا آگے بیٹھ گیا کہنے لگا نہیں نہیں کہنے لگا اور آگے بیٹھو بالکل ایسے میرے سامنے بٹھایا داعی بن گئے معصیت کے مراکز ہدایت کے مراکز بن گئے۔

تو بھائیو! آپ سے زیادہ کوئی حقدار نہیں ہے اس مبارک محنت کا تو میں اپنی بات ختم کرنا چاہتا ہوں مجھے آگے بھی جانا ہے اس مبارک کام کیلئے اپنی قوتیں خرچ کرو اللہ کی صفتیں ہدایت کے اسی کام کیساتھ نظر آ رہی ہے الٹی بھی سیدھی پڑ جاتی ہے۔

چار ڈرائیوروں نے سات سو کو مسلمان بنایا

میں امریکا میں تھا ۱۹۹۸ء میں چار مہینے کے جماعت میں گیا ہوا تھا شکاگو سے ایک جماعت گئی ٹیکسی ڈرائیور سارے ٹیکسی چلانے والے تھے برازیل گئے ایک چلہ لگانے کیلئے ایک چلے میں سات سو آدمیوں کو مسلمان کر کے واپس آئے سات سو ایک چلے میں جانے والے میں کون ہیں نہ فضلاء، نہ علماء، ٹیکسی ڈرائیور اور سات سو آدمی کو مسلمان کر کے آئیں تو اللہ کی صفت ہدایت متوجہ ہو چکی ہے کہ ایک ہوا چل رہی ہے کیا ناچنے والے، کیا گانے والے، کیا بڑے سے بڑے غفلتوں، پردوں میں ڈوبے ہوئے، پھنسے ہوئے، الجھے ہوئے انسان ایسے اٹھ اٹھ کے آ رہے ہیں ایسے اٹھ اٹھ کے آ رہے ہیں تو آپ سے زیادہ کوئی اسکا حقدار نہیں ہے اس کو بھی اپنی زندگی کا جزو بناؤ اس کو بھی

اپنی زندگی کا کام بناؤ تو میں اپنی ساری بات کا خلاصہ پیش کرتا ہوں وَلٰكِنْ كُونُوا رَبّٰنِيّٖنَ میری ساری دو گھنٹوں کی بات پر ایک آیت ہے وَلٰكِنْ كُونُوا رَبّٰنِيّٖنَ آگے اللہ نے خود طریقہ بھی بتایا ہے بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ یہ دو کام اپنی زندگی کے کام بناؤ گے تو اللہ تم کو ربانیین بنا دے گا پھر اسی کو لیکر لوگوں میں پھرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں سارے بے طلبوں کی بھی ہدایت کا ذریعہ بنا دیگا اس لئے آپ لوگ ہمت کرو، ارادے کرو، چھٹیاں شعبان میں ہیں تو چھٹیاں دور ہیں لیکن یہ دورے والے مجھے بتا دیں کہ سال لگائیں گے ذرا کھڑے ہو کر دورے والے بتا دو جو سال کا ارادہ کرتے ہیں ذرا کھڑے ہو جاؤ۔

ماشاء اللہ، ماشاء اللہ، ماشاء اللہ، تو ویسی بھی بہت با برکت جگہ ہیں تشریف رکھیں بھائی! تشریف رکھیں مشکوٰۃ والے چلے کیلئے ارشاد فرمائیں چھٹیوں میں چلہ مشکوۃ والے چھٹیوں میں چلہ بھئی! مشکوۃ کے بچے ماشاء اللہ، ماشاء اللہ اللہ قبول فرمائیں، اللہ قبول فرمائیں بیٹھ جاؤ بھائی اس سے نیچے والا درجہ کونسا ہے سادسہ میں چونکہ اس ترتیب سے نہیں پڑھا ہوں مجھے ہمیشہ وہ رہتا ہے پتہ نہیں ہاں جلالین والے بولو بولو بھئی! ہاں جی جلالین والے سادسہ والے بچے کھڑے ہو ماشاء اللہ ماشاء اللہ اللہ قبول فرمائیں عزت عطا فرمائیں بیٹھو بھئی! اس سے نیچے والا درجہ خامسہ، مختصر والے بولو بھئی! مختصر والے کھڑے ہو جائیں ماشاء اللہ ماشاء اللہ تشریف رکھیں اس سے نیچے والا درجہ، شرح جامی والے، بولو بھئی، بولو بھئی، بولو بھئی، ماشاء اللہ ماشاء اللہ ہاں جی اس سے نیچے درجہ کافیہ، کافیہ والے بولو بھئی کافیہ نہ سمجھ کے پایا ہاں جی نہ سمجھ ہدایہ ہمارے پنجابی کا شعر ہے ہاں بھئی ہاں بھئی تھوڑے کیوں ہیں بھئی باہر ہیں اچھا باہر ہیں تشریف رکھیں تشریف رکھیں اس سے نیچے والا درجہ ہدایۃ النحو والے بھئی، ہاں بھئی، او بھئی صرف نحو کی

ہدایت نہ لینا ہاں بھئی اور بھئی اچھا باقی باہر ہیں اچھا اس سے نیچے والا درجہ نحو میر والے (طلباء جواب دیتے تھے) نحو میر، میزان والے دونوں کھڑے ہو جائیں اندر اور باہر کھڑے ہو جائیں دیکھنے والا اور ارادے ہمتیں اور استقامت دینے والا اللہ، ماشاء اللہ تشریف رکھیں تخصص والے ارشاد فرمائیں تخصص والے بولیں بھئی ماشاء اللہ ماشاء اللہ ماشاء اللہ قبول فرمائیں اللہ آسان فرمائیں تشریف رکھیں تکمیل والے بھئی مجھے تو یہ ہضم ہوتا نہیں پھر بولو بھئی! تکمیل والے تکمیل والے بولو ہاں بھئی ہاں بھئی ماشاء اللہ چلو بھئی تشریف رکھیں عمومی مجمع بھائی! صوابی کا اجتماع ہو رہا ہے اگلے مہینہ میں انشاء اللہ صوابی کا اجتماع ہے جو ہمارے بھائی مدرسے کے علاوہ باہر سے تشریف لائے ہوئے ہیں انکی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ چار مہینے کیلئے چلہ کیلئے اس سے ارادے فرمائیں اپریل میں انشاء اللہ ۸/اپریل کو ہو رہا ہے اور بھائی! ایک ہوٹل کے مالک کو ہم نے سہروزہ کے لئے تیار کیا اور دو دن کیلئے ہم نے اس کا ہوٹل سنبھال لیا برتن دھونا، چائے بنانا، روٹی کھلانا، سارا کام ہم نے اپنے ذمہ لے لیا اور اسکو بھیج دیا اجتماع پر جب اجتماع سے واپس آیا ایسا پلٹ کے آیا کہ ڈش بھی گئی ٹیلی ویژن بھی گیا اور مدرسے میں بیٹھ کر فارغ وقت میں نماز سیکھ رہا تھا نورانی قاعدہ پڑھ رہا قرآن پڑھا رہا تھا تو یہ سارے بھائیوں کے خدمت میں گزارش ہے کہ روز کا وقت بھی دیں اور آخری گزارش یہ ہے کہ مجھے جانے بھی دیں نہیں دعا تو ہوگی لیکن اگر آپ مجھ سے مصافحہ کرنا چاہتے یا پکڑنا چاہتے ہو میری تو بوٹی بھی نہیں ملے گی۔

مہمان کا اکرام

تو بھئی! ذرا مہربانی کرو یہ آداب ہیں میں آپ کا مہمان ہوں اور آپ میزبان ہیں تو میزبان کا اکرام کرو میں رائیونڈ میں تشکیل کیا کرتا تھا ۱۹۸۵ء میں بیرون کے

مہمانوں کی پھر ایک پٹھان آیا لمبا چوڑا تو میں اس کا نام لکھنے لگا بھائی! کہاں سے آئے ہو کیا نام ہے اس نے بتایا میں دبئی سے آیا ہوں چلہ کیلئے آیا ہوں ادھر پتہ نہیں مردان کا تھا یا پتہ نہیں کہاں کا تھا مجھ سے کہنے لگا تمہارا کیا نام ہے میں نے کہا میرا نام طارق جمیل ہے کہنے لگا وہ کیسٹ والا میں نے کہا کہ ہاں کیسٹ والا اس نے مجھے ایسے پکڑا میری کوئی ہڈی توڑ دی اس نے تو بھائی! یہ اکرام تو جائز نہیں یہ تو حرام ہے بھئی تو میرا ایسا اکرام نہ کرانا کہ میں دھکے کھا رہا ہوں پگڑی کہیں اور جائے واسکٹ کہیں اور جائے میں کہیں اور جاؤں ہاں بھئی! مجھے شرافت سے راستہ دینا ٹھیک ہے درود شریف پڑھو۔

اللّٰھم لك الحمد كما أنت اهلهٗ وصل علیٰ سیدنا و مولانا محمدٍ كما انت اهلهٗ وقبلنا ما انت اهلهٗ انك اهل التقوى واهل المغفرة اللّٰهم انا نسئلك الهدیٰ والتقى والعفاف والمغفرة اللهم انا نسئلك علمانا فعا ورزقا واسعا وشفاء من كل داء اللّٰهم نور قلوبنا بنور الا يمان اللّٰهم نور قلوبنا بنور القرآن اللّٰهم نو ر قلوبنا بنور العرفان اللّٰهم أشرح صدور نا بشرح الا سلام والایمان وقفة

(ضبط: نعیم اللہ واحسان الدین شرکاء موقوف علیہ)

خطاب

مولانا محمد مسعود اظہر صاحب

مختصر تعارف

حرکت الجہاد کے سرکردہ رکن، جہاد کشمیر کے حوالے سے ایک جانا پہچانا نام، انڈیا کے جیلوں میں اسیر رہے بعد میں جیش محمد ﷺ کے نام سے جہادی تنظیم بنائی اب بہاولپور میں ایک علمی مرکز چلا رہے ہیں۔

وراثت انبیاء کے تقاضے

جون ۲۰۰۰ء کو جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں امیر جیش محمد
حضرت مولانا محمد مسعود اظہر صاحب کی تشریف آوری اور خطاب

الحمد لله وكفى والصلوة والسلام على عباده الذين اصطفى أما بعد فاعوذ با لله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَٰٓؤُا إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ غَفُورٌ وقال النبي ا عصا بتان من امتيّ احرز هما الله من النار عصابة تعزؤالهند وعصابة ماتكون مع عيسى ابن مريم عليه السلام او كما قال عليه الصلوة والسلام ﷺ

آغاز سخن

میرے انتہائی عزیز اور محترم طالب علم بھائیو! حضرت اقدس حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم العالیہ کی موجودگی میں مجھ جیسے ایک ادنیٰ طالب علم کا بیان بہت عجیب سی بات لگتی ہے لیکن الأمر فوق الأدب حضرت نے حکم دیا ہے اس لئے ہر بات آپ سے عرض کرنا چاہتا ہوں ۶ سال ۲۴ دن کی لمبی قید کے بعد رب العالمین نے اپنے خاص فضل و کرم اور اپنی خصوصی نصرت اور مہربانی کے ذریعہ رہائی عطا فرمائی تو میری خواہش تھی کہ میں دارالعلوم حقانیہ کے طالب علم بھائیوں سے ملنے کیلئے حاضر ہونگا۔

آپ میں سے بہت سارے نوجوانوں کے خطوط میرے گھر ملتے رہتے ہیں اور بعض طالب علموں نے یہاں تک لکھا کہ ہم ملاقات کیلئے آنا چاہتے ہیں لیکن اسباق کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے میں نے ان سے یہی عرض کی تھی جوابی خط میں کہ آپ اپنی تعلیم میں مشغول رہیے انشاء اللہ جب اللہ نے موقع دیا میں آپ حضرات کی خدمت میں حاضر ہوکر آپ کی زیارت کو اپنی سعادت سمجھونگا میں جانتا ہوں اور اب تو یہ حقیقت عام انسان پر بھی کھل چکی ہے کہ ایک عام طالب علم کی اللہ کے ہاں کیا قدر و قیمت ہے۔

برصغیر کی غلامی اور حفاظت دین کے لئے اکابر کے اقدامات

اللہ تعالیٰ کروڑوں رحمتیں فرمائے ہمارے اسلاف، ہمارے اکابر پر جنہوں نے زمین پہ بیٹھ کر ہمیں علم دین پڑھنا سکھایا جس زمانے میں ہندوستان (برصغیر پاک و ہند) میں یہ فیصلہ کرلیا گیا تھا کہ اسلام کو مٹادیا جائے ،اسلام کو ختم کر دیا جائے ،برصغیر کو دوسرا سپین اور انگلستان بنا کر یہاں کے مسلمانوں کو ہندو بنا دیا جائے ،کرسچن اور عیسائی بنا دیا جائے اللہ رب العالمین نے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے خاندان کے بعض افراد کو کھڑا فرمایا دیو بند کی سرزمین ہی حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ کو کھڑا فرمایا ایک درخت کے نیچے ایک استاد اور ایک شاگرد نے دینی اسباق کی ابتداء کر کے انگریز کو یہ بتادیا کہ ہندوستان میں مسلمانوں کا مستقبل روشن ہے انشاء اللہ دیو بند کا وہ مدرسہ جو ایک درخت کے نیچے تھا صرف ایک استاد تھا ایک شاگرد تھا مگر تیسرا ان کے ساتھ اللہ رب العالمین تھا جس نے اپنی نصرت فرمائی یہ مدرسہ پھیلتا چلا گیا دیو بند کی شاخ سہارنپور میں (مظاہر العلوم) کی شکل میں منتقل ہوئی ،دیو بند کا فیض تھانہ بھون میں تقسیم ہوا ،دیو بند کا فیض پاکستان منتقل ہوا ،دیو بند کا فیض اکوڑہ خٹک کے اندر پہنچا یہاں سے افغانستان کے اندر منتقل ہوا کل جو کہہ رہے تھے کہ ہم نے مدرسہ ختم کر دیا ہے آج وہ سر جھکا کر مجبور ہو

کر کہہ رہے ہیں کہ مدرسے تو بہت زیادہ پھیلائے گئے ہیں اس مدرسہ نے ملا عمر کو پیدا کیا، جو آج دنیا کا سب سے طاقتور ترین انسان ہیں اس لئے ساری دنیا اقوام متحدہ کے سامنے پانی بھرتی ہیں ملا عمر صرف ایک اللہ کی بات مانتا ہے یہ اس مدرسہ کا احسان تھا یہ اللہ رب العالمین کا خاص فضل و کرم تھا۔

بھارتی حکمرانوں کے مساجد اور مدارس کے انہدام کے منصوبے

اس کے بعد چند سال پہلے ہندوستان کے حکومت کے بعض افراد نے یہ اعلان کیا کہ اب ہم ہندوستان کے مسلمانوں کو ختم کرینگے اور اس نئے پلان اور نئے منصوبے کی تکمیل کیلئے ہندوستان کا موجودہ وزیر داخلہ لال کریشن ایڈوانی سپین کے دورہ پر گیا جہاں اس نے ڈیڑھ سال تک اس بات کا مطالعہ کیا کہ مسلمانوں کو کس طرح سے ختم کیا جا سکتا ہے پھر آ کر اس حربے پر عمل کرنا شروع کیا اور سب سے پہلے بابری مسجد کو گرایا اور یہ دیکھنے کی کوشش کی کہ کون مسلمان اٹھتا ہے اس مسجد کے تحفظ کے لئے میرے سامنے وہ فہرست سامنے آئی ہندوستان سے جن میں تین ہزار مساجد کے نام تھے اللہ تعالیٰ نے مدرسہ کے طالب علموں سے کام لیا ہم نے بابری مسجد کے بارے میں شور مچانا شروع کیا دنیا کے ایک ایک ملک کا سفر کیا ،دنیا کے ایک ایک مسلمان تک پہنچنے کی کوشش کی جھولیاں پھیلا کر مسلمانوں سے کہا دنیا میں ہمارے زندہ رہنے کا کیا فائدہ ہے اگر ہماری مسجد محفوظ نہیں ہے اس جوانی کا کیا فائدہ ہے جب ہمارا دین محفوظ نہیں ایسی قوت و طاقت کا کیا فائدہ ہے جب اسلام دنیا میں نافذ نہیں ہو رہا ایک مشرک کو ہمت ہوتی ہے کہ مسلمانوں کو چیلنج کرتا ہے بابری مسجد کی یہ دعوت مشرق میں بھی دی الحمدللہ مغرب میں بھی دی الحمدللہ اور اس کی برکت سے ہندو خوف زدہ ہوا مسلمان بیدار ہوا۔

میری گرفتاری اور جیلوں میں مظالم اور درس وتدریس کا مشغلہ

لیکن انہیں تب کامیابی ملی جب ۱۹۹۴ء میں انہوں نے کشمیر کی ایک گلی میں ایک بازار میں مجھے گرفتار کیا اور دعویٰ کیا کہ ہم نے اس مدرسہ طالب علم کو اس مولوی کو گرفتار کر لیا ہے ایک سال تشدد کا بازار گرم کر رکھا تا کہ ان کے دلوں سے ایمان و جہاد کا جذبہ نکل جائے لیکن ایمان و جہاد دلوں سے نکلا نہیں کرتے جب انسان پر تشدد ہوتے ہیں اس پہ ماریں پڑتی ہیں اس کی داڑھی نوچی جاتی ہے، ناخن نکالے جاتے ہیں اللہ کی قسم دل میں ایمان اور زندہ ہوتا ہے لا إله إلا اللہ کی قدر معلوم ہوتی ہیں ایمان کی عظمت معلوم ہوتی ہے اور رسول ﷺ کی تکلیفوں کا انسان کو اندازہ ہوتا ہے ہمارے ساتھ وہاں جیل میں اور طالب علم بھی تھے ہم آپس میں اکٹھے اسباق پڑھتے تھے ہم نے جیل میں الحمد للہ ترمذی کو پورا ختم کیا ہم نے الحمد للہ جیل میں بخاری کے دس پارے پڑھے جس دن میری رہائی ہوئی جیل سے دو دن پہلے بخاری کا سبق ہو رہا تھا حضرت ابو ہریرہؓ کا شعر ہم پڑھ رہے تھے تو ساتھی بھی رو پڑے اور دعائیں کر رہے تھے اور اللہ رب العالمین نے دو دنوں میں دار الکفر سے دار الاسلام میں پہنچا دیا۔

اللہ کے راستے میں قربانی طلباء اور علماء کا فریضہ

میرے محترم دوستو ! اللہ کے راستے میں قربانی دینے کا سب سے زیادہ فریضہ ایک عالم پر اور ایک طالب علم پر عائد ہوتا ہے اور ہم طالب علم بھائی آج تھوڑے سے سست ہو چکے ہیں تھوڑی سی غفلت ہمارے دلوں میں آچکی ہے اور اللہ تعالیٰ معاف فرمائے ہم میں سے ایسے بھی ہیں جو دنیا سے محبت کرنے لگ گئے ہیں۔

وارث انبیاء حقیر دنیا کا طالب نہیں بنتا

اے رسول اللہ ﷺ کے علم کے وارثو ! یہ دنیا بہت گھٹیا اور حقیر چیز ہے ایک عالم اور طالب علم کو زیب نہیں دیتا کہ وہ اس دنیا میں منہ مارے اپنا وقت اس دنیا میں ضائع کرے رب تعالیٰ نے جتنی روزی لکھی ہے وہ ہمیں مل کر رہے گی ہم دنیا کی خدمت کریں یا دین فروشی پر آجائیں ہم اللہ تعالیٰ سے وابستہ رہیں یا غداری اور بغاوت پر آجائیں ہم امانت پر قائم رہیں یا خیانت کرنے پہ آجائیں اپنی روزی سے زائد نہیں لے سکتے اے قرآن وسنت کے پڑھنے والو ! دنیا کو تین طلاقیں دے ڈالو یہ تمہارے پیچھے دوڑے گی یہ تمہارے قدموں میں آئے گی یہ ذلیل ہو کر تمہارے سامنے ناک رگڑے گی اتت الدنیا وھی راغمۃ

امریکی خدائی قائم کرنے میں لگے ہیں

اے طالب علمو! بہت بڑا کفر کھڑا ہے آج دنیا میں اللہ اکبر نہیں کہا جاتا، آج دنیا میں امریکہ کی خدائی قائم کی جارہی ہے، آج مسلمان شرک میں مبتلا ہے، آج مسجد حرام اور مسجد نبوی کا منبر بھی مسلمانوں کے قبضے سے نکل کر کافروں کے تسلط میں جا چکا ہے اگر امریکہ اعلان کرے کہ مسجد نبوی ﷺ کے منبر پر یہ حدیث نہیں پڑھی جاسکتی تو وہاں کوئی نہیں پڑھ سکتا ہمارے پڑوس میں امارت اسلامیہ افغانستان میں ساری دنیا کا کفر متحد ہو چکا ہے، سارے اپنی دشمنیاں بھلا کر ایک قوت اور ایک جسم ہو چکے ہیں مگر ہمیں آپس میں لڑنے سے فرصت نہیں ہے ہمارے پڑوس میں دنیا کے ظالم ممالک نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ دنیا سے اسلام کو اور مسلمانوں کو مٹا دیا جائے گا اے قرآن پڑھنے والے طالب علمو! کیا قرآن میں جہاد کی فرضیت کا مسئلہ نظر نہیں آتا؟ کیا تمہیں اس قرآن میں

جہاد چھوڑنے کی وعیدیں نظر نہیں آتیں؟ آخر یہ سب کچھ ہماری آنکھوں کے سامنے ہے
طالب علم اگر جہاد نہیں کرے گا تو اور کون کرے گا۔

طلبہ سے تین گزارشات

میں صرف تین باتوں کی گزارش خود کو بھی اور آپ کو بھی کرنا چاہتا ہوں (پہلی بات) ہر طالب علم آج یہ عزم کرے کہ انشاء اللہ اپنے علم میں رُسوخ پیدا کرونگا کتاب کا کوئی ایک حرف ایسا نہ ہو جو ہم نے نہ سمجھا ہو اور مسلمان تو فرشتوں سے بھی آگے نکل جاتا ہے یہ کون سی بات ہے کہ یہ کتابیں ہمیں سمجھ میں نہ آئیں کیونکہ اللہ نے قرآن مجید سمجھنے کیلئے اتارا ہے رسول اللہ ﷺ کی حدیث سمجھنے کیلئے ہیں ہمارے اکابر واسلاف نے کوئی ایسی بات نہیں لکھی جو ماوراء الذھن ہو جو سمجھ میں نہ آسکے لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا یہ سارا ہماری وسعت کے اندر ہے لیکن آج کمزور علم ہونے کی وجہ سے، کتابوں کے ساتھ تعلق نہ ہونے کی وجہ سے ہر دن کوئی نیا فتنہ کھڑا ہوتا ہے، الحادی فتنے کھڑے ہوتے ہیں بدعات کے فتنے کھڑے ہوتے ہیں، روشن خیالی کے فتنے کھڑے ہوتے ہیں سکول وکالج فتنوں کی آماجگاہ بن گئے ہیں طالب علمو! اگر تمہارا علم، پختہ نہیں ہوگا تو ان کا مقابلہ نہیں کرسکو گے جب جاؤ گے میدان عمل میں ہر قدم پہ نئے اشکالات ہونگے۔

رُسوخ فی العلم کیسے پیدا ہو

لیکن رسوخ فی العلم کیسے پیدا ہوگا اس کیلئے سب سے بڑا کام جو کرنا پڑے گا علم کے اندر مراتب کا فرق کرنا پڑے گا سب سے زیادہ حق منطق اور فلسفے کا نہیں بلکہ قرآن وحدیث کا ہے کتنے افسوس کی بات ہے کہ منطق اور فلسفہ کی کتاب تو زبانی یاد ہو اور قرآن سے کوئی سورۃ ٹھیک پڑھنا نہ آتی ہو یہ عالم دین کی شان نہیں ہے عالم دین کی شان یہ ہے کہ قرآن مجید کے ہر لفظ کو سمجھتا ہے ہر آیت کے ساتھ ربط کو سمجھتا ہے ہر آیت

کے شان نزول شان ورود کو سمجھتا ہے قرآن مجید تجوید کے ساتھ پڑھتا ہے، قرآن مجید کے ایک ایک لفظ کا ترجمہ جانتا ہے، ایک ایک لفظ کی تفسیر جانتا ہے، آیات کا ربط جانتا ہے اور اس بات کو جانتا ہے کہ اس زمانے میں قرآن مجید ہم سے کیا کہہ رہا ہے قرآن مجید خاموش نہیں ہے بلکہ واضح کتاب ہے سب سے پہلی توجہ کا حقدار کون ہے۔

قرآن وحدیث پر خاص توجہ

قرآن مجید پھر حدیث رسول اللہ ﷺ جن کو خاص توجہ سے پڑھنے کی ضرورت ہے اور میں کہتا ہوں کہ اس زمانے میں فتنوں کا مقابلہ حدیث کے ذریعہ سے کیا جاسکتا ہے اور بہت آسانی کے ساتھ کیا جاسکتا ہے جب ہم جیل میں تھے تو وہاں غیر مقلدین نے اپنی کتابیں بانٹنا شروع کیں اور ان کتابوں میں بتایا گیا کہ احناف سارے کافر ہے احناف کی نماز غلط ہے صحابہ کرام پہ طعن کیا بہت سارے ایسے وساوس پھیلائے، جب میں جیل میں پہنچا تو ہمارے ۷ مجاہد غیر مقلد بن چکے تھے اپنا مسلک چھوڑ کر اور کہتے تھے کہ ہم نئے نئے مسلمان ہو چکے ہیں ہمیں سمجھ نہیں آرہی تھی کہ ان سے کیا بات کریں؟ جب انہیں سمجھاتے تھے تو آگے سے جہالت کی باتیں کیا کرتے تھے بالا آخر اللہ تعالیٰ نے دل میں ڈالا اور بڑا سا اعلان لکھوا کے لگا دیا کہ آیئے حدیث شریف پڑھیے اور کل سے حدیث کا درس ہوگا (انشاء اللہ) اور اس اعلان کو سیل (کمرے) کے باہر لگا دیا وہ سارے کے سارے چونک اٹھے، حدیث سے محبت کرنے کا دعویٰ کرتے تھے اگر نہیں آئینگے تو شرم کی بات تھی اور آتے تو پریشان ہوتے بالا آخر آگئے میں نے ان کو وہ کچھ پڑھایا جو میں نے اپنے اکابر اور اپنے اساتذہ سے سنا تھا اور جو یاد تھا جب میں نے مقدمہ پڑھانا شروع کیا ابھی مقدمہ کا تیسرا یا چوتھا دن تھا کہ الحمدللہ ان کی رائے تبدیل ہونا شروع ہوگئی تو ایک

مہینہ کے اندر اندر وہ دوبارہ اہل سنت والجماعت مسلکِ حق پر آ گئے اس لئے ہمیں
حدیث شریف پر خاص محنت کرنا ہوگی ہمیں احادیث زبانی یاد ہونی چاہئیں ۔

فقہ پر عبور حاصل کرنا زیادہ ضروری ہے

اس کے بعد ہمیں فقہ پر عبور ہو درجہ بہ درجہ ہم آگے بڑھیں ہمیں اپنے علم میں
رسوخ پیدا کرنا ہوگا آج جہالت کی بنا پر اسلامی اصولوں کو چیلنج کیا جا رہا ہے ایک چھوٹا سا
آدمی جس کے پاس کوئی سا علم بھی نہیں ہوتا اور کھڑے ہو کر ایک مثال پیش کرتا ہے جہاد
کا انکار کر دیتا ہے آپ لوگ جانتے ہیں جہاد کا انکار کفر ہے علامہ سرخسیؒ نے مسبوط میں
لکھا ہے جہاد نماز کی طرح فرض ہے اس لئے اس کا منکر کافر ہے جہاد کے فرض عین
ہونے کے بعد چھوڑنے والا فاسق ہے اس لئے انکار کرنے والا گمراہ ہے لیکن آج کا
مسلمان علم نہ ہونے کی وجہ سے جہاد جیسی حقیقت سے انکار کر دیتا ہے یہ میری آپ
حضرات سے گزارش ہے کہ اس پر عمل کریں انشاء اللہ اپنے علم کے اندر رسوخ پیدا کرنا
ہے راسخ العلم علماء ہونے چاہئیں تا کہ حضرت امام مہدی کا لشکر تیار ہو جائے تب ہی اس
دنیا سے کفر کا خاتمہ ہو سکے گا ورنہ اگر جہلا کے ہاتھوں میں کلاشنکوف آ گئی تو دنیا کے اندر
جہالت ترقی کرے گی اور اگر یہی کلاشنکوف راسخ العلم علماء کے ہاتھوں میں ہوگی تو دنیا
میں علم ترقی کرے گا، دنیا ترقی کرے گی اور دنیا میں خلافت کا نظام پھیل جائے گا۔

ہمت اور عزائم بلند رکھیں

دوسری گزارش اپنے طالب علم بھائیوں سے یہ ہے کہ اپنی ہمت اور عزائم
اونچے رکھیں ہم اللہ تعالیٰ سے بہت دور ہوتے جا رہے ہیں بہت کم ہمت ہوتے جا رہے
ہیں، ہمارے دلوں میں عزم کی کمی ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی کمی نہیں ہے، وہ ہمیں
دینا چاہتا ہے ہم لینا نہیں چاہتے ہر شخص اپنے دل میں اسی مجلس میں اس بات کا عزم کر

لے کہ یا اللہ! تیرے دین کی اشاعت کیلئے، سربلندی کیلئے، ہر طرح کی قربانی دونگا، اگر
کوئی میرا ساتھ دے یا نہ دے میرے پاس گاڑی ہو یا نہ ہو میرے پاس اسباب ہوں
یا نہ ہوں یا اللہ! میں تیری دین کی خدمت کیلئے اکیلا میدانوں میں نکلوں گا اگر ہم میں
سے ہر کوئی اپنے دل میں عزم کر لے تو اللہ وہ کام لے گا جو اس نے ملا عمر اور دوسرے
بڑے مجاہدین سے لیا ہم تو اللہ پر بھروسہ نہیں کرتے، سوچتے ہیں پتہ نہیں کہ فراغت کے
بعد امامت ملے گی یا نہیں ملے گی اور اللہ نے تمہیں دنیا کی امامت کیلئے پیدا کیا ہے رب
پہ بھروسہ کر کے تو دیکھو جس طرح تم لوگ اللہ سے امید رکھو گے اللہ بھی تمہارے ساتھ
ویسا ہی معاملہ کریگا اگر اسے قادر سمجھو گے قوت والا سمجھو گے تو وہ اپنی قوتیں تمہارے
بازوں میں اتار دے گا تب تمہارا کوئی مقابلہ نہیں کر سکے گا انڈیا نے اس بات کی قسم کھائی
تھی کہ ہم اس عالم، اس مجاہد کو نہیں چھوڑینگے ۔

پانچ پر عزم جوانوں کی وجہ سے رہائی

میرے بارے میں دنیا کے کئی ممالک نے فیصلہ کیا تھا کہ اسے نہیں چھوڑینگے
صرف پانچ نوجوانوں نے اپنا عزم اونچا رکھا اللہ سے دعا کی کہ ہم چھڑا کے لائینگے
ساری دنیا کا کفر ایک طرف تھا صرف پانچ نوجوانوں نے ایسا کارنامہ انجام دیا کہ ساری
دنیا دیکھتی کی دیکھتی رہ گئی اور انڈیا کو سر جھکا کر چھوڑنا ہی پڑا کیا یہ عزم ہر طالب علم نہیں
کر سکتا؟ ایک ذریعہ ہے قیمتی بننے کا جو چاہے اپنے آپ کو ناکارہ بنا لے یا چاہے قیمتی بنا
لو تم اللہ کو جان دینے والے بنو، تم نیت کرو طالب علم کو تو اللہ کے ساتھ عشق ہونا چاہئے
اس سے بھی زیادہ جتنا مجنوں کو لیلیٰ کے ساتھ تھا طالب علم کو اللہ سے محبت ہونی چاہئے
تمہیں سینما کے سامنے کھڑا نہیں کیا تمہیں بے حیائی میں مبتلا نہیں کیا، اللہ نے تمہیں اپنے
دین کا علم دیا جو انبیاء پر اترا کرتا ہے اللہ نے اپنا کرم کیا تمہیں اپنے دین کیلئے منتخب کیا
کیا اب بھی ہمیں اللہ سے عشق نہ ہوگا؟ اے طالب علم! اللہ سے محبت، ترقی کا راستہ ہے

اور اللہ سے محبت کرے اور کہے کہ یا اللہ! میں تجھے اپنی جان دینے کیلئے تیار ہوں، تو میری جان کو قبول کب کرے گا اپنے استاد سے مل کر خوشی ہوتی ہے یا نہیں ہوتی؟ تو اللہ سے بھی مل کر خوشی ہونی چاہئے نا اپنی بیوی سے مل کر خوشی ہوتی یا نہیں ہوتی؟ تو اللہ سے اس سے زیادہ خوشی ہونی چاہئے اس لئے کہ اللہ تو سب سے زیادہ محبت کرنے والا ہے اللہ تو ہمارا رب ہے، ہمارا مالک ہے، ہمارا خالق ہے۔

عزم بلند ہو تو وسائل خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں

محترم دوستو! اپنے عزم کو اونچا رکھو ہر شخص ہم میں سے نیت کرے کہ میں نے بہت بڑا کام کرنا ہے، عزم کرے، یہ مت سوچو کہ پیسہ کہاں سے آئے گا؟ سب کچھ دینے والا رب اللہ تعالیٰ ہے کام اس کا ہے، اس نے خود دینا ہے، یہ نہ سوچو کہ اسباب و وسائل کہاں سے آئینگے؟ اللہ تعالیٰ تو اسباب کو پیدا کرنے والا ہے اس کے پاس ایک خزانہ نہیں، ہزاروں خزانے ہیں، لاتعداد خزانے ہیں اس کے خزانوں کو گنا نہیں جا سکتا اللہ کے پاس خزانے نہیں خزائن ہیں اس کے خزائن پہ بھروسہ کر کے نیت کرو کہ ہم تیرے دین کی خدمت کے لئے تیار ہیں، اس کی عظمت کے لئے تیار ہیں ہم دنیا نہیں کمائیں گے، ہم اس منحوس دنیا کے پیچھے نہیں پڑیں گے ہم اموال میں خیانت نہیں کریں گے ہم تیری ذات پہ بھروسہ کرینگے ہم تیرے دین کی خدمت کیلئے تیار ہیں اگر عزم کر لیا تو اپنے دین کا کام لے اور اگر ڈرتے رہے کھانا ملے گا یا نہیں ملے گا اللہ تعالیٰ انہی فکروں کے اندر مبتلا کر کے ذلیل کریگا انہیں فکروں میں مبتلا ہونے والے (نعوذباللہ) اجتماعی اموال میں منہ مار کر اپنی آخرت خراب کرتے ہیں اور معلوم نہیں کتنی خرابیوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔

طالب علم تقویٰ کا ایک نمونہ

آخری گزارش یہ ہے کہ میرے بھائیو! آج افسوس کی بات ہوتی ہے کہ ایک طالب علم کتاب جب پڑھتا ہے کتاب کا صفحہ جب استاد الٹتا ہے تو طالب علم الٹتا ہے استاد کے دل کی نسبت طالب علم کے دل میں منتقل ہو جاتی ہے ایک زمانہ تھا جب دیو بند

کے چوکیدار سے لیکر باورچی تک سارے صاحب نسبتِ اولیاء اللہ ہوتے تھے طالب علموں کی تو شان ہی کچھ اور ہوتی تھی اور ہر طالب علم اپنے آپ کو جہاد کیلئے تیار رکھتا تھا لیکن آج کے طالب علم سے بہت تیزی سے تقویٰ بھی نکلتا جا رہا ہے ایسے طالب علم بھی ہیں جو قرآن مجید کی تلاوت تک نہیں کرتے تو تقویٰ کہاں سے آئے گا؟

طلبہ کی حالت پستی کی راہ

اور ایسے طالب علم بھی ہیں جو اپنی نظروں کی حفاظت نہیں کرتے تمہاری آنکھیں تو قرآن کو دیکھتی ہیں تو کیا ان آنکھوں کیلئے جائز ہے کسی شہوت والے کام میں استعمال ہو جائیں؟ اللہ نے تمہارے اوپر فضل کیا تمہیں اپنے اولیاء کی زیارت نصیب فرمائی ہر طالب علم دن میں کتنے اولیاء کو دیکھتا ہے کوئی انہیں بخاری پڑھا رہا ہے تو کوئی ترمذی پڑھا رہا ہے کیا ان اولیاء کو دیکھنے کے بعد انسان کی نظر کہیں اور جا سکتی ہے؟ نمازوں میں اہتمام نہیں ہے، مسجد مختصر ہوتے جا رہے ہیں، ذکر اذکار کی کمی ہے دوستو! اگر ہم اللہ کو نہیں پہچانیں گے تو کون پہچانے گا؟ اگر ہم کتاب اللہ کو پیٹھ کے پیچھے پھینک دینگے تو کون اٹھائے گا؟ اگر ہمارے اندر اتباع سنت نہیں تو کس کے اندر اتباع سنت آئے گی؟ اگر طالب علم گناہ کو اپنے لیے ایسا سمجھے جیسے خنزیر کے گوشت کو سمجھتا ہے اور عزم کرے کہ یا اللہ! تو نے مجھے نبی ﷺ کا وارث بنایا ہے انشاء اللہ گناہ تو دور کی بات ہے میں کسی گناہ کے وسوسے کو بھی اپنے دل میں نہیں آنے دوں گا جب یہ عزم ہو گا تو اللہ تعالیٰ کا نور نصیب ہوگا ونور اللہ لا یعطیٰ لعاصی اور جو اللہ کا نافرمان ہو اس کو اللہ کا نور نصیب نہیں ہوگا دوستو تقویٰ پیدا کرو اور جہاد کی تیاری کرو۔

ظلم کا میدان اور ہماری بے حسی

دنیا کا بہت بڑا میدان ہے آج اتنا ظلم ہو رہا ہے ہندوستان کے اندر مسلمان نوجوان مندروں کی حفاظت کر رہے ہیں میرے دوستو! اتنا ظلم ہو رہا ہے کہ ہماری مائیں بہنیں بیٹیاں جیلوں میں پڑی ہیں اور ان کی لاشیں تڑپ رہی ہیں، ہمارے طالب علم

بھائی جموں کی جیلوں میں تشدد کا نشانہ بن رہے ہیں انہیں الٹا لٹکا کر مارا جاتا ہے، ان کی داڑھیوں میں پیشاب تک کیا جاتا ہے اور معلوم نہیں کیسے کیسے مظالم ڈھائے جاتے ہیں ساری دنیا تمہاری طرف دیکھ رہی ہے تم میدانوں میں آؤ گے تو ایک لشکر محمدی تشکیل دیا جائے گا رسول اللہ ﷺ کے عاشق، آپ کی سنت کے اتباع کرنے والے میدانوں میں نکلیں گے تو دنیا سے کفر کا خاتمہ ہوگا میرے دوستو! ریڈیو میں جو عورتیں گانا گا رہی ہیں یہ کون ہیں یہ مسلمان بچیاں تھیں یہ ننگی ناچ رہی ہے یہ کون ہے؟ کل تک مسلمان بچی تھی انہوں نے ہماری بیٹیوں کو ننگا کر دیا، انہوں نے مسلمانوں کو میراثی بنا دیا ہم پھر بھی اپنے گھر میں بیٹھے رہے تب بھی ہمارے دل میں آگ نہ لگی، تقویٰ پیدا نہ ہوا، تب بھی ہمیں شہادت کا شوق نہ ہوا، اب بھی ہمیں جہاد کی ضرورت محسوس نہ ہوئی تو پھر یاد رکھنا کہ تم علم کے وارث نہیں بنو گے وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ (محمد: ۳۸) اگر تم اس علم کی قدر نہیں کرو گے تو اللہ کسی اور کو لائے گا۔

علم و جہاد اہل حق کی دو نشانیاں

علم اور جہاد اہل حق کی دو نشانیاں ہیں جن میں علم نہیں وہ جاہل ہے اور جن میں جہاد نہیں وہ بزدل ہے اور ان میں بہت سارے منافق ہیں، جن کے پاس علم نہیں وہ دین کو سمجھتے نہیں کوشش کرنا کہ ایک ہاتھ میں علم ہو اور دوسرے ہاتھ میں جہاد، اور پھر اللہ سے ملاقات کا شوق ہو دل میں کہ اے اللہ! میں تجھے اپنی جان حوالے کرتا ہوں پھر دیکھنا اللہ تعالیٰ تم کو کتنی بلندیوں تک پہنچاتا ہے اور کتنا بڑا کام لیتا ہے اللہ تعالیٰ آپ کی بھی اصلاح فرمائے ہماری بھی اصلاح فرمائے ہمارے اکابر کی زندگی میں برکت نازل فرمائے ہمارے ان مدارس کی حفاظت فرمائے اور زیادہ ترقی وقبولیت عطا فرمائیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

ضبط وترتیب: قمر المعبود (طالب علم درجہ سابعہ)

خطاب

مولانا محمد الیاس گھمن صاحب

مختصر تعارف

اتحاد اہلسنت کے سربراہ، کئی کتابوں کے مصنف، اور معروف خطیب، سرگودھا میں ایک علمی ادارہ چلا رہے ہیں۔

موت ومابعدالموت

ایصال ثواب ،تعزیت وشفاعت

خطاب ۲۲؍جنوری ۲۰۱۳ء

میرے عزیز بھتیجے برادراصغر حاجی اظہارالحق کے ۲۰ سالہ نوجوان فرزندعزیزم عمیرالحق شہید دارالعلوم حقانیہ کے سامنے سڑک ایکسیڈنٹ میں شہید ہوگئے جنازے میں ہزاروں علماء وصلحاء نے شرکت کی مقبرہ حقانیہ میں شیخ الحدیث قدس سرہ کے پہلو میں تدفین ہوئی کئی علماء ومشائخ نے خطاب کیا جن میں مولانا محمد الیاس گھمن صاحب بھی شامل تھے جن کا خطاب شامل خطبات ہیں (س)

کلمات تشکر

میرے نہایت معزز علماء کرام اور قابل صداحترام بزرگو اور نوجوان دوستو اور بھائیو! اس وقت میں اور آپ تمام احباب جنازے میں شرکت کیلئے اور تعزیت کے سلسلے میں جمع ہیں حضرت استاذ محترم شیخ مولانا شیر علی شاہ صاحب دامت برکاتہم نے اور مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم نے مجھے حکم ارشاد فرمایا کہ چند ایک گزارشات آپکی

خدمت میں پیش کروں اللہ رب العزت ہمیں ان اکابر کا سایہ تا ابد نصیب فرمائے اور اللہ تعالیٰ ان کو شرور اور فتن سے محفوظ رکھے اور ہمیں اللہ تعالیٰ اپنے اکابر کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ضرورت میت اور ضرورت اہل میت

میں صرف دو باتیں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ جب بھی کوئی انسان دنیا سے جاتا ہے تو اس انسان کے جانے کے بعد دو ضرورتیں پیش آتی ہیں ایک ضرورت میت کی ہے اور ایک ضرورت اہل میت کی ہے میت کی ضرورت کا نام ایصال ثواب ہے اور اہل میت کی ضرورت کا نام تعزیت ہے تعزیت الگ چیز ہے ایصال ثواب الگ چیز ہے ہمارا چونکہ مسلک اہل سنت والجماعت احناف دیوبند ہے ہمارے ہاں ایک چیز ثواب ہے اور ایک ایصال ثواب ہے، ثواب کا معنی ہوتا ہے انسان عمل کرے اور اجر خود لے، اور ایصال ثواب کا معنی ہے عمل ہم کریں اجر کسی اور کو دیں، تو ہم ثواب بھی مانتے ہیں اور ایصال ثواب بھی مانتے ہیں ایصال ثواب ہے میت کیلئے اور تعزیت ہے اہل میت کیلئے تعزیت کا مطلب یہ ہے کہ اہل میت کو تسلی دینا، ان کی حوصلہ افزائی کرنا اور ان کے ساتھ ایسے الفاظ کہنا کہ جس سے ان کا غم ختم ہو یا کم از کم غم ہلکا ہو، جب اہل میت کے یہاں لوگوں کا آنا جانا ہو تعلقات والے ملیں تو ملنے ملانے سے انسان کا غم ہلکا ہوتا ہے مصائب میں کمی ہوتی ہے اور ملنے ملانے کی وجہ سے انسان کو جوانی کا احساس ہو اس میں کافی کمی بیشی آتی ہے میں اسلئے گزارش کر رہا تھا کہ اہل میت کیساتھ ہم تعزیت کرتے ہیں تعزیت کیلئے آدمی کے بس میں ہو تو سفر کر کے اہل میت کے پاس آنا چاہئے اور اگر بس میں نہ ہو تو پھر ٹیلی فون کر دینا، میسج کر دینا، خط لکھنا، فیکس کر دینا، e-mail کر دینا جو بھی ہمارے ذرائع موجود ہیں اسکے مطابق انسان کو تعزیت کرنی چاہئے اور جہاں تک تعلق ہے ایصال ثواب کا یہ ایصال ثواب کا مسئلہ اللہ رب العزت کی

شان کی یہی ایک دلیل ہے میں نے اس کے لئے آیت کریمہ تلاوت کی ہے یٰٓاَیُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ اللہ رب العزت نے انسان کو خطاب کر کے ارشاد فرمایا کہ تمہیں کریم مالک سے کس نے دھوکے کے اندر مبتلا کیا ہے۔

اللہ کی شان کریمی اور شان عدل

ایک ہے خدا کی شان کریمی اور ایک ہے اللہ کریم کی شان عدل ،شان عدل الگ ہے اور شان کریمی الگ میں دو چار باتیں عرض کرتا ہوں تو پھر بات آپکو جلدی اور زیادہ سمجھ آئیگی انسان دنیا میں اگر نیک عمل کا ارادہ کرے اللہ تعالیٰ اسکی وجہ سے نیکی لکھ لیتے ہیں اور اگر یہ گناہ کا ارادہ کر لے تو اس پر گناہ نہیں لکھا جاتا ہے عدل کا تقاضا یہ تھا اگر نیکی کا ارادہ کریں تو نیکی لکھی جائے اور اگر گناہ کا ارادہ کریں تو گناہ لکھا جائے یا دونوں نہ لکھے جائیں لیکن شان عدل کی بجائے اللہ کریم نے شان کریمی کا اظہار فرمایا گناہ کی وجہ سے صرف ایک گناہ لکھا جاتا ہے اور اگر کوئی بندہ نیک عمل کرے تو اس کے بدلے میں کم از کم اس کے نامہ اعمال میں دس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اگر انسان برا عمل کرے تو اسکی وجہ سے ایک گناہ لکھا جاتا ہے یہ اللہ رب العزت کی شان کریمی کی دلیل ہے عدل تو یہ تھا کہ اگر ایک گناہ کیا تو ایک گناہ لکھا جاتا ایک نیک عمل کرتا ہے تو ایک لکھا جاتا یا اگر نیکیوں پر دس ہے تو گناہ پر بھی دس ہوتے لیکن شان کریمی اور اللہ کی محبت کی دلیل یہ ہے کہ برا عمل کرنے پر ایک گناہ لکھتے ہیں اور نیک عمل کرنے پر کم از کم دس نیکیاں نامہ اعمال میں لکھ لیتے ہیں پھر اگر کوئی انسان گناہ کرے اور گناہ کے بعد پھر توبہ کرلے اللہ اس گناہ کی جگہ پر بھی نیکیاں لکھ دیتے ہیں فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا لیکن اگر نیک عمل کیا ہے اور بعد میں اگر گناہ کر لیا تو نیک عمل خدا مٹاتے نہیں نیک عمل برقرار رہتا ہے تو یہ اللہ کی شان کریمی کی دلیل ہے اچھا

اسکے بعد اگر انسان پہ موت آئی ہماری اس امت کی اوسط عمر یہ ساٹھ سے ستر سال بنتی ہے اوسط عمر اس امت کی اگر ایک انسان ستر سال تک زندہ رہا اب یہ ستر کی بجائے اگر قیامت تک زندہ رہتا اور قیامت کے دن موت آتی پھر حشر میں جاتا اسکا نقصان کیا تھا قیامت تک کی نیکیاں بھی لکھی جاتی اور قیامت تک گناہ بھی لکھے جاتے۔

اعمال صالح کا اجر تا قیامت جاری مگر گناہوں کا نہیں

لیکن اس امت کے ساتھ معاملہ یوں نہیں ہے اسکو زندگی تو دی ہے ساٹھ یا ستر سال کی میں اوسط عمر کی بات کرتا ہون ہمارے بھی بھائی جو عرفان الحق کے بھائی فو ت ہوئے ہیں انکی عمر ۲۰ سال ہے اب اسکی ۲۰ کسی کی ۲۵ ہے کسی کی ۸۰ ہے میں نے اوسط بات کی ہے جو ساٹھ سے ستر سال بنتی ہے اب اگر یہ ستر سال اللہ اسکو زندگی دیتے ہیں اور قیامت تک اسکے نامہ اعمال میں نیکیاں لکھے تو یہ خدا کی شان کریمی کیسی بنتی ہے اگر آج ہم خدا نہ کرے گناہ کریں اور یہ کہے کہ اللہ! جو ہمارا گناہ ہے اس کا عذاب اس میت کے کھاتے میں لکھ دیں اللہ نہیں لکھتے اور اگر نیک عمل کرے اور پھر خدا سے دعا کرے اللہ یہ نیک عمل کا اجر اس میت کے کھاتے لکھ دیں تو اللہ نیک عمل اسکے کھاتے میں پہنچا دیتے ہیں تو گناہ کے عذاب نہ پہنچنا اور نیکی کا ثواب پہنچ جانا یہ خدا کی شان کریمی کی دلیل ہے نتیجہ کیا ہوتا ہے کہ تو زندہ ستر سال رہتا ہے لیکن قیامت تک کی جانی والی نیکیاں اسکے نامہ اعمال میں چلتی رہتی ہیں لیکن اگر یہ ستر سال تک زندہ رہا تو قیامت تک ہونے والے گناہ اسکے نامہ اعمال میں نہیں لکھے جاتے تو اسکا نتیجہ کیا نکلے گا جب انسان قیامت کو میدان حشر میں خدا کے دباؤ میں آئیگا اگر گناہ کیا تو ایک دفعہ لکھا نیکی کی تو دس لکھی گناہ کا ارادہ ہے تو نہیں نیکی کا ارادہ ہے تو لکھ لیا گیا اور جو خود اعمال کئے کیا اسکا ثواب ملا ہے اور جو بعد والوں نے اعمال کر کے بخشے اسکا ایصال ثواب ملا ہے اب

مجھے بتا ستر سال کی عمر ہو اور آدمی کے نیک عمل پر دس لکھے جائیں اور بعد والوں کے نیک اعمال پہنچا دی جائیں تو شاید ہی کوئی ایسا بدقسمت انسان بچے کہ جس کیلئے جہنم کا فیصلہ ہو یہ خدا کی شان کریمی کی دلیل ہے۔

مدارس دینیہ کے فوائد

اللہ تعالیٰ نے اس امت کیلئے ایسے راستے کھول دیئے ہیں اگر تھوڑی سی بھی توجہ دے تو موت کے بعد کی منزلیں اسکے لئے اسان کر دیئے جاتے ہیں اور اگر پھر بھی اگر کوئی ایسا بدقسمت ہے پھر بھی کمی رہ جاتی ہے اس کے لئے اللہ پاک نے دوسرے کتنے دروازے کھولے ہیں جیسے ہمارا جامعہ حقانیہ ہے اور اسکے بیٹے اور بیٹیاں کتنے دنیا میں ہزاروں مدرسین وہاں پہ بنے ہیں اس مدرسوں سے کیا فائدہ ہوتا ہے میں چھوٹی سی بات کہتا ہوں اگر ایک بچہ قرآن کا حافظ ہوا ہے تو اس بچے نے دس کی سفارش کر کے جنت میں لے جانا ہے اور اگر یہاں سے ایک عالم پیدا ہوا تب بھی ان کی سفارش کر کے جنت میں لے جانا ہے اور اگر ایک شہید ہوا ہے اس نے ستر کی شفاعت کر کے جنت لے جانا ہے اور ایسا بدقسمت ہو کہ جس کے پاس بچپن کی اولاد بھی نہیں ہے اسکے پاس کوئی حافظ بھی نہیں ہے اسکے پاس کوئی عالم بھی نہیں ہے اسکے پاس کوئی شہید بھی نہیں ہے تو پھر خدا کی شان کریمی کیا ہے حضرت ام المؤمنین عائشہؓ کی روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر دو نابالغ بچے فوت ہو گئے تو والدین کی شفاعت کریں گے اگر ایک ہے تو پھر شفاعت کرے گا ام المؤمنین عائشہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ! اگر کسی کا ایک نابالغ بچہ بھی نہ ہو اسکی شفاعت کون کریگا تو نبی پاک ﷺ نے رحمت والی زبان سے اعلان فرمایا ومن لم یکن لہ أنالہ عائشہ! جس کا قیامت کو کوئی بھی نہ ہوا تو اسکی شفاعت میں (محمد ﷺ) خود کرونگا۔

دینی مدارس اور سکول اور کالج میں فرق

میں بتا رہا تھا کہ اللہ نے اتنے راستے کھول دیئے ہیں کہ انسان تصور نہیں کر سکتا اس درمیان میں ایک بات عرض کرتا چلا جاؤں ہم دنیا بھر کے سکول و کالجز کے مخالف نہیں ہے ہم ان کے حامی ہیں لیکن مدرسے اور کالج میں فرق کیا ہے اس پر آپ ایک چھوٹا سا نکتہ ذہن نشین فرمائیں ہم قرآن کریم پڑھتے ہیں سورۃ فاتحہ پڑھتے ہیں۔

اللہ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ہیں قاضی نہیں

اسکی پہلی آیت ہر وقت پڑھتے رہتے ہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اللہ کریم نے مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ فرمایا ہے قَاضِي يَوْمِ الدِّيْنِ نہیں فرمایا خدا قیامت کو فیصلے فرمائیں گے قاضی اور جج بن کے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ فیصلے فرمائیں گے مالک بن کے، مالک کی عدالت کا طریقہ اور ہوتا ہے، قاضی اور جج کی عدالت کا طریقہ اور ہوتا ہے، کیا مطلب جج اور قاضی قانون کا پابند ہے لیکن مالک قانون کا پابند نہیں ہے جج اگر ایک طرف گواہیاں سننے اور استغاثے کی شہادتیں سنے اور شہادتیں بالکل مکمل ہوں تو دنیا کا کوئی جج یہ نہیں کہ سکتا، کہ استغاثے نے کیس کو ثابت کر دیا ہے شہادتیں بالکل ٹھیک ہیں لیکن میں پھر بھی اس کو بری کرتا ہوں ایسا کبھی نہیں ہوتا لیکن مالک کی عدالت میں قانون آئے اور مجرم پر الزام ثابت ہو جائے گواہیاں ثابت ہو جائیں تو مالک سے کوئی نہیں پوچھ سکتا جج قانون کا پابند ہے مالک قانون کا پابند نہیں ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ قیامت کے دن کتنے لوگ ایسے ہونگے قانون کہے گا سزا دو لیکن اللہ اپنی شان مالکیت کا استعمال فرما کے اس بندے کے گناہوں کو معاف فرمائیں گے۔

گناہ گار بندے کے ساتھ قیامت کے دن اللہ کا شان کریمی

میں اس پر صرف ایک واقعہ عرض کر کے ساتھ دوسری بات عرض کرتا ہوں حدیث مبارک میں ہے قیامت کے دن اللہ ایک بندے سے پوچھیں گے تو نے یہ گناہ کیا تو نے یہ گناہ کیا وہ بندہ ڈرتا ہوا کانپتا ہوا اعتراف کرے گا میں نے کیا میں نے کیا جب سارے گناہوں کا اعتراف ہوگا اللہ پاک فرمائیں گے میں نے یہ بھی معاف کیا یہ بھی معاف کیا حدیث مبارک میں آتا ہے وہ بندہ اتنا جری ہوگا تو جب اللہ اسکو اس کے گناہ جسکا اعتراف ہے اسکو معاف کا اعلان فرمائیں گے تو یہ بندہ کہے گا کچھ اور بھی باقی ہیں آپ نے پوچھا ہی نہیں صحابہ رسول فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ اتنے مسکرائے بدت نواجذہٗ (بخاری:ح ۴۸۱۱) "دانت مبارک نظر آنے لگ گئے" ابھی ڈر رہا تھا اب خدا کی شان کریمی سامنے آئی تو بندہ اتنا جری ہو کر خود کہتا ہے کہ کچھ اور بھی ابھی باقی ہیں ۔

قیامت کے دن اللہ مالک ہو کر فیصلہ کریں گے

میں بتا رہا تھا کہ اللہ مالک ہے قیامت کو اللہ جج اور قاضی بن کے فیصلہ نہیں کرے گا میں مدارس کی اہمیت پر ایک چھوٹی سی بات جس پر میں نے بات شروع کی تھی وہ کہنا چاہ رہا تھا مالک کا مطلب کیا ہے جج کی عدالت میں ایڈوکیٹ اور وکیل آتا ہے اور مالک کی عدالت میں جج، ایڈکیٹ اور وکیل نہیں آتا مالک کی عدالت میں اور کام ہوتا ہے اور جج کی عدالت میں اور کام ہوتا ہے میں ایک مثال دونگا تا کہ بات سمجھ میں آجائے خدانخواستہ ایک نوجوان نے کسی کو قتل کر دیا ہے اس پر ۳۰۲ کی FIR کٹ گئی ہے اسکو پولیس نے گرفتار کر لیا ہے اسکو سپیشل کورٹ یا سیشن کورٹ میں لے گئے ہیں اور اسے سزائے موت سنا دیئے سزائے موت ملنے کے بعد گھر نہیں بیٹھتے اس کیس کے خلاف ہائی کورٹ جاتے ہیں اور ہائی کورٹ میں اس سے بڑا وکیل جو سیشن کورٹ ماتحت عدالت گیا تھا پھر وہاں پوری جنگ لڑتے ہیں اگر اس میں کیس ہار جائے اور سزائے موت بحال رہ جائے تو

پھر سپریم کورٹ جاتے ہیں اور سپریم کورٹ میں اس سے بڑا وکیل کرتے ہیں اور اگر وکیل وہاں بھی کیس ہار جائے تو پھر گھر نہیں بیٹھتے پھر صدر مملکت کے پاس جاتے ہیں ہم صدر کہتے ہیں عربی میں ملک کہتے ہیں پھر اسکی عدالت میں جائیں گے اور عدالت میں جا کر کہتے ہیں ہمارے بچے نے قتل کیا تھا عدالت نے سزا دے دی ہے تو وہ تو اسکو سزا مل گئی ہے لیکن آپ چونکہ ملک اور بادشاہ ہیں لہذا شفقت فرمائیں اور ہمارے بچے کی سزائے موت معاف کرائیں اسکے جو اختیارات ہے بادشاہت کے وہ غلط یا ٹھیک میں یہ بات نہیں کرتا کہتا ہے آپ بادشاہت کے اختیارات استعمال کریں اور ہمارے بچے کی سزائے موت کو معاف کر دیں اب کیا کرینگے وہاں صدارتی عدالت میں وکیل پیش نہیں کرتے اس پر پھر سفارشی اور شفیع تلاش کرینگے تو MNA دیکھو کوئی MPA دیکھو کوئی کزن دیکھو کوئی چچا دیکھو اسکا مطلب کیا ہے کہ جب کیس جج کی عدالت میں تھا آپ نے وکیل پیش کیا ہے اور جب مالک کی عدالت میں کیس گیا ہے پھر شفیع اور سفارشی پیش کیا ہے اللہ قیامت کو مالک بن کر فیصلے کرینگے وہاں وکیل کوئی پیش نہیں ہوگا جب بھی پیش ہوگا سفارشی پیش ہوگا، خدا کی عدالت میں کون پیش ہوگا؟ کالج و یونیورسٹیاں وکلاء پیدا کرتی ہیں اور دینی مدارس سفارشی پیدا کرتے ہیں تو انہوں نے سفارشی پیدا کئے ہیں انہوں نے وکلاء پیش کئے انہوں نے ڈاکٹر پیش کئے اور ہم نے صحیح نتیجہ کیا نکالنا ہوگا ذرا تھوڑا سا آپ دونوں میں فرق کریں اگر کسی کا رشتہ دار ہسپتال میں ہے وہ ہارٹ کا مریض ہے یا اسکا اپریشن ہوگیا ہے موت و حیات کی کشمکش میں ہے جی کہتے ہیں آئی سی یو میں انتہائی نگہداشت میں ہے ایک ڈاکٹر دوسرا ڈاکٹر چوتھا ڈاکٹر اور جب بڑے سے بڑا سرجن اور بڑے سے بڑا ڈاکٹر جب جواب دے دیں وہ نبض پکڑتا ہے اور کہتا ہے جی ہم نہایت معذرت کیساتھ کہتے ہیں کہ ہم نے بڑی کوشش کی ہے لیکن آپ کے باپ کو بچا نہ سکے آپ کیا کہتے ہیں اب دارالعلوم حقانیہ فون کرو مولانا سمیع الحق صاحب مولانا انوار الحق صاحب سے شیخ صاحب سے کہو اپنے بچوں سے کہو ہمارے باپ کیلئے کچھ کریں تو جب ڈاکٹروں نے جواب دیا

ہے تو پھر بچوں کی باری آگئی اسکا مطلب کیا ہے جہاں پر طب کی انتہا ہے وہاں پہ سفارش کی ابتداء ہے طب ختم ہوگئی اب سفارشی میدان میں اتر آئے بندہ جیل میں ہے بڑے بڑے وکیل بھی ہیں کروڑوں روپے دیئے ہیں۔

دینی مدارس سفارشی پیدا کرتے ہیں اور کالج وکلاء، اطباء

اگر جیل کے سپرڈنٹ کا فون آجائے کہ آپ کے چچا جان کا انتقال ہوا ہے پھر وکیل کے چیمبر میں کوئی نہیں جاتا پھر دارالعلوم حقانیہ آتا ہے اپنے بچوں سے کہہ کر بخاری پڑھتے ہیں، ترمذی پڑھتے ہیں، قرآن پڑھتے ہیں ہمارے باپ کیلئے دعا کردیں اسکا مطلب یہ ہے کالجوں نے وکلاء دیئے، کالجوں نے ڈاکٹر دیئے اور دینی مدارس نے شفعاء اور سفارشی دیئے ہیں جہاں پر طب کی انتہا ہوتی ہے وہاں پہ شفاعت کی ابتداء ہوتی ہے وکالت کی انتہاء ہوتی ہے شفاعت کی ابتداء ہوتی ہے۔

اکابر نے ہمیں سفارشی دیئے جو قیامت میں سفارش کریں گے

اللہ پاک کروڑوں درجات بلند فرمائے مولانا عبدالحقؒ کے اور ہمارے اکابر جنہوں نے صرف خیبر پختونخواہ ہی نہیں صرف پاکستان ہی نہیں خدا کی قسم پوری دنیا کو اتنے لاکھوں سفارشی عطا فرمادئے کہ ہم اگر نسل در نسل بھی ان اکابر کا شکریہ ادا کریں تو ہمارے بس میں نہیں اللہ پاک ہمیں بات سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے تو میں نے یہ گزارش کردیا تھا کہ میت کیلئے ایصال ثواب ہے اور اہل میت کیلئے تعزیت ہے ہم مولانا سمیع الحق دامت برکاتہم سے اور میت کے جو والد صاحب ہیں سے تعزیت کرتے ہیں اللہ ان سب کو صبر جمیل عطا فرمائے اور میت کیلئے دعا کرتے ہیں اللہ اسکے درجات بلند فرمائے قبر منور فرمائے اللہ انکے آخرت کی ساری منزلیں آسان فرمائے اور اللہ مجھے بھی اور آپ سب کو بھی اپنے اکابر کیساتھ وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العلمين

خطاب

شیخ الحدیث حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب

مختصر تعارف

امیر مرکزیہ جمعیت علماء اسلام و بانی مدرسہ تعلیم القرآن کوہاٹ

اسلامی انقلاب کی جدوجہد اور کاروان حق

جمعیت علماء اسلام فکر ولی اللہی کی امین اسکی منزل نفاذ شریعت

قافلہ حق اور انقلابی مساعی کا تسلسل

خطبہ مسنونہ کے بعد! جمعیۃ علماء اسلام کاروانِ حق قافلۂ ولی اللہی کی دینی ، انقلابی مساعی کا تسلسل ہے یہ جماعت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے فکر کی امین ،شہدائے بالاکوٹ کے لائحہ عمل کی علمبردار اور اکابر علماء دیو بند کے طریقہ انقلاب پر کاربند ہے اس کا ہدف اسلامی انقلاب اور اس کی منزل نفاذِ شریعت ہے لہٰذا کسی بھی صورت میں ، حالات جیسے بھی ہوں ، زمانہ جتنا بھی بدل جائے ، ہواؤں کے رخ جس جانب بھی ہوں ہم نے نہ تو اپنا ہدف بدلنا ہے نہ طریقہ انقلاب میں تغیر قبول کرنا ہے، ہمیں تو شریعت کا نظام مطلوب ہے، تو اس کے حصول کے لیے جدوجہد بھی شریعت ہی کی تعلیم کے مطابق ہونی چاہیے۔

مداہنت ومصالحت سے اجتناب اکابر کا طرہ امتیاز

مداہنت ، حالات سے مصالحت ، مغربیت کے جھوٹے پراپیگنڈوں، اسلامی اخلاق سے بغاوت ، غیر ملکی بیرونی آقاؤں سے مشاورت، نہ تو ہمارے اکابر نے یہ اختیار کی اور نہ اصاغر کو یہ راستہ اختیار کرنا چاہئے میری ساری زندگی قرآن وحدیث کی

تعلیم میں گذری ، سیاسی میدان میں اکابرین اور مشائخ کو قریب سے دیکھا پھر بدقسمتی سے گذشتہ دس گیارہ سال سے جماعتی سیاست کے حوالے سے بہت کچھ مناظر ایسے بھی دیکھے کہ جنہیں نہیں دیکھنا چاہئے تھے، مگر کیا کرتے اس سے مفر ہی نہ تھا۔

جمعیۃ علماء اسلام (س) کی برحق پالیسی

میں علیٰ وجہہ البصیرت کہتا ہوں کہ اس دوران جمعیۃ علماء اسلام (س) کی پالیسی برحق رہی قرآن وسنت کے مطابق رہی، ہدف صحیح رہا اور اب خدا کا فضل ہے کہ اپنے پرائے ، دوست اور دشمن سب وہی نعرہ لگا رہے ہیں جو کل تک جمعیۃ علماء اسلام (س) کے پلیٹ فارم سے ہم لگا رہے تھے تو قابل گردن زدنی تھے ، ہمارے بہادر اور صاحب بصیرت راہنما اور قائد حضرت مولانا سمیع الحق کو اللہ کریم ہر شرو بلا اور مصیبت و ابتلاء سے محفوظ رکھے ان کا مؤقف آج پوری قوم کے سامنے نکھر کر آ گیا ہے، آپ یقین جانیں اب جمعیۃ کے لیے عروج اور مقصد کے حصول میں کامیابی کے آثار ہویدا ہیں لہٰذا کارکنوں کو خلوص ،محبت اور دل جمعی کے ساتھ جماعتی کام میں اپنی صلاحیتیں کھپا دینی چاہئیں۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين

خطاب

حضرت مولانا محمد احمد لدھیانوی صاحب

مختصر تعارف

رہنمائے سپاہ صحابہ پاکستان (اہل سنت والجماعت)

مولانا سمیع الحق کی سیاست اوران سے استفادہ

اپریل ۲۰۱۴ءکوملت اسلامیہ کے رہنماء علامہ محمد احمد لدھیانوی صاحب کی جامعہ دارالعلوم حقانیہ آمد اور خطاب

الحمد للّٰہ و کفی والصلوۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفی أما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ يَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَ لَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ

مولانا سمیع الحق مدظلہٗ سے سیاسی میدان کی رہنمائی

میں نے حضرت الشیخ مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہٗ العالیہ سے معذرت بھی کی لیکن ان کا حکم ہے اور ان کے حکم کی تکمیل کرنا میرے لئے ضروری ہے میں اس وقت حضرت کی شفقت والی نظروں اور آپ حضرات کی دعاؤں کی برکت سے پارلیمنٹ کا ممبر بن چکا ہوں آپ کی دعاؤں کی مجھے بہت ضرورت ہو گی اور آپ کی دعاؤں کی برکت سے کل یا پرسوں میری نوٹیفیکیشن ہوگی اور اس کے بعد میں پارلیمنٹ کا مستقل ممبر بن جاؤں گا حضرت بھی میرے پارلیمنٹ جانے پر خوش ہوں گے اور آپ حضرات بھی یقیناً خوش ہوں گے مجھے اس بات کی خوشی ہے جب مجھ سے میڈیا کے لوگوں نے پوچھا کہ آپ کون سی جماعت میں جائیں گے؟ تو میں نے ان سے کہا کہ میں نے جس پلیٹ فارم متحدہ دینی محاذ سے الیکشن لڑا تھا جس کے چیئرمین مولانا سمیع الحق

صاحب ہیں اسی پلیٹ فارم سے پارلیمنٹ میں جاؤں گا اور جو طرز سیاست مولانا سمیع الحق صاحب کا ہے میں اس طرز سیاست سے ان کی رہنمائی لیکر کے پارلیمنٹ میں اور وطن عزیز میں خدمات سرانجام دوں گا۔

امن مذاکرات اور مولانا سمیع الحق مدظلہٗ

میرے لئے بھی یہ بات قابل فخر ہے کہ جب مجھ سے یہ پوچھا جاتا ہے کہ طالبان کیساتھ جاری حالیہ مذاکرات میں آپ کا اور آپ کی جماعت کا کیا کردار ہے؟ تو میں نے ہر جگہ جواب میں کہا ہے کہ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب ہمارے ہی چیئر مین ہیں تو جب وہ بول رہے ہوتے ہیں تو ہمارا نام بھی خود بخود شامل ہو جاتا ہے میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ دارالعلوم حقانیہ جس کا ملک کی بہت سے تحریکوں کے اندر ایک اہم اور نمایاں کردار رہا ہے حضرت مولانا شیخ الحدیث عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً کو میں طالب علمی کے زمانے سے بھی بڑی قریب سے جانتا ہوں جب وہ پارلیمنٹ کے ممبر ہوا کرتے تھے تو میں بھی جمعیت طلباء اسلام کا ایک ادنی سا رکن ہوا کرتا تھا انتہائی قابل احترام شخصیت تھے دنیا میں بعض لوگ ایسے آتے ہیں جن کو اللہ رب العزت کی طرف سے مقبولیت، بزرگی، علم و رفعتیں ان کا مقدر ہوا کرتی ہیں لیکن بعض لوگ حاسد بن کر ان کے راستے میں رکاوٹیں ڈالتے ہیں اور حاسد ہمیشہ حسد کی آگ میں جلتا رہتا ہے جس شخص کے ساتھ حسد کیا جاتا ہے اللہ رب العزت ان کو مزید رفعتوں اور بلندیوں کے تاج پہنا دیتے ہیں۔

مولانا سمیع الحق مدظلہٗ عوام کے امیدوں کا مرکز

میں سمجھتا ہوں کہ آج کل ہمارا ملک جن حالات سے دو چار ہے لوگوں کی نظریں اس طرف ہیں کہ کون سامنے آئے گا تا کہ ان حالات میں ملک کو سنبھال لے

کون ملک کو ان حالات سے نکالے گا؟ بہت سے لوگ بڑے بڑے دعوے کرتے تھے لیکن جب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کا نام آیا تو کئی لوگوں نے بہت سے سوالات اُٹھائے کہ یہ کیسے ہوگا؟ کیوں کر ہوگا؟ میں نے اس وقت بھی کہا تھا اس عنوان کے اوپر کہ جو کردار دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ادا کر سکتا ہے شاید کوئی اور نہیں ادا کر سکے گا اس لئے کہ طالبان کے نمائندے طالبان کے ذمہ دار اور امیر المومنین ملا عمر حفظہ اللہ کے بہت سے ذمہ داران اکوڑہ خٹک کے فضلاء جو اسی ادارہ سے تعلیم حاصل کر کے گئے ہیں کوئی حضرت مولانا عبدالحقؒ کا شاگرد ہوگا کوئی حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کا شاگرد ہوگا کوئی حضرت مولانا انوار الحق صاحب کا شاگرد ہوگا یہاں انہوں نے قرآن وسنت کی تعلیم حاصل کی ہے یہاں انہوں نے علوم نبوت حاصل کیے ہیں اور یہیں سے وہ میدان جہاد میں دشمن کا راستہ روکنے کا انداز سیکھ کر گئے ہیں۔

طالبان کے ہاں مولانا سمیع الحق کی عزت واحترام

مجھے معلوم تھا کہ جو شاگردان سے علوم سیکھ کر گئے ہیں جب حضرت مولانا سمیع الحقؒ وہاں جائیں گے تو وہ وہاں پر مولانا سمیع الحق کا بھرپور احترام واکرام کریں گے میں نے دائیں بائیں سے سنا ہے کہ وہاں مولانا سمیع الحق صاحب کا بہترین انداز سے استقبال کیا گیا ہے اور یہ عزت واکرام اللہ رب العزت نے ان کو دینا ہی تھا کیونکہ یہ حق انہی کا ہی تھا انشاء اللہ جب ملک ان حالات سے نکلے گا تو اس عظیم کام میں سب سے نمایاں اور ممتاز کردار دارالعلوم حقانیہ کا اور مولانا سمیع الحق صاحب کا ہوگا جہاں پر یہ عنوان ہے وہاں پر امریکی حملے اور پاکستانی حکمرانوں کے غلط فیصلوں کی وجہ سے امریکی ڈرون حملوں میں بے گناہ مسلمان شہید ہو رہے تھے اس وقت بھی اس مرد مجاہد نے باوجود اتنی ضعف کے اتنے لمبے لمبے سفر کر کے دشمن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کی یہ ہر کسی

کے بس کی بات نہیں ہوتی اور یہ اعزاز بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب حفظہ اللہ کو دیا ہے جب بھی حضرت سے رابطہ ہوتا ہے تو دعا کیلئے کہتا ہے اور ان کیلئے بھی آپ سے بڑھ کر کوئی بھی دعائیں نہیں کر سکتا آپ کے سامنے صحیح بخاری شریف ہوتی ہے صحیح مسلم شریف ہوتی ہے ابوداؤد شریف ہوتی ہے آپ کی پاکیزہ زبانوں سے جو دعائیں نکلا کرتی ہیں یہ اللہ کے ہاں مقبول ہو جایا کرتی ہیں آپ کی دعاؤں کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مولانا کو جس عظیم کام کیلئے چنا ہے تاریخ اس کو دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کی تاریخ کا سب سے سنہرے الفاظ میں تذکرہ کرے گی۔

سپاہ صحابہ کا کردار اور قربانی

ہماری جماعت جو کہ قربانیوں کی داستان کا نام ہے سپاہ صحابہؓ یا اہل سنت و الجماعت مولانا حق نواز شہیدؒ سے لیکر علامہ حیدریؒ تک کئی سربراہ شہید ہو چکے ہیں ۷۰۰۰ ہزار کے قریب ہمارے کارکنوں نے جام شہادت نوش کیا ہے مرکزی رہنماؤں کی ۵ مرکزی قائدین اس کے باوجود اللہ کے فضل و کرم سے ہم اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہیں ہم نے اپنا ایک قدم بھی اپنے مقاصد سے پیچھے نہیں کیا جب تک منزل کو نہیں پالیتے انشاء اللہ اس وقت تک ہمارا سفر جاری رہے گا۔

انتخابات میں کامیابی کا نوٹیفکیشن

جیسے ابھی حضرت نے فرمایا ایک سازش کے تحت ہمارا راستہ روکا گیا تھا ۱۱ مئی ۲۰۱۳ء کے انتخابات میں ہمارے راستے میں رکاوٹیں پیدا کر کے ہمارے رزلٹ تبدیل کر کے تاکہ یہ پارلیمنٹ نہ جا سکے میں ابھی گزشتہ دنوں کوئٹہ میں گیا مجھے وہاں کا رزلٹ معلوم نہیں تھا کوئٹہ شہر سے ہمارے کارکن مولانا عبدالکبیر صاحب نے انتخاب میں حصہ لیا محمود اچکزئی معروف لیڈر ہے اس کے مقابلے میں ہمارے کارکن نے حصہ لیا اس کے

کہنے کے مطابق کہ میں جیتا ہوا تھا حکومت کے مطابق ۱۵۰۰۰ ہزار اور ان کی اپنی اعداد و شمار کے مطابق ۲۰۰۰۰ ووٹ حاصل کیئے آپ کے علم میں ہو گا ایم کیو ایم کے مقابلے میں حضرت مولانا اورنگ زیب شاہ فاروقی نے پہلی مرتبہ الیکشن میں حصہ لیا نہ ہمارے تجربے تھے نہ ہمارے پاس وسائل تھے ایم کیو ایم کے مقابلے میں ۲۴،۰۰۰ ہزار ووٹ حاصل کر کے واضح کامیابی حاصل کی تھی لیکن رات کو ان کے رزلٹ بدل کر جیتنے کو ہرا دیا گیا اللہ کی ہر چیز میں حکمتیں ہوتی ہے اب عدالت نے میرا فیصلہ میرے حق میں کر دیا میرے حریف کو نااہل قرار دے کر عدالت نے الیکشن کمیشن آف پاکستان کو لکھ دیا کہ ہم نے مولانا کے حریف کو نااہل قرار دے دیا ہے آپ مولانا کے نوٹیفکیشن جاری کر دیں۔

ابھی آپ دعا کریں گے مجھے کل کا انتظار ہے کل بھی ہو سکتا ہے پرسوں بھی ہو سکتا ہے آپ دعا کریں گے انشاء اللہ جب نوٹیفکیشن ہو گا جب میں باضابطہ ممبر بنوں گا میں انہیں سے رہنمائی لیکر چلوں گا انشاء اللہ یہ جیسے فرماتے جائیں گے میں اسی طرح کرتا چلا جاؤں گا اور انشاء اللہ آپ کو بھی شکایت کرنے کا موقع نہیں دوں گا اور جس طرح مولانا خلافتِ راشدہ کے نظام کو رائج کرنے کیلئے جدوجہد کر رہے ہیں انشاء اللہ میں اسی انداز سے پارلیمنٹ میں جاؤں گا اور آپ دیکھ لیں گے وہی شریعت بل جو مولانا طارق اعظم شہیدؒ نے پیش کیا تھا اور مولانا حامد الحق صاحب نے اس کی تائید کی تھی اور اب حالات کا بدلاؤ اس ملک کا مقدر بنتا جا رہا ہے اس ملک میں شریعت کا نفاذ ہو کر کے رہے گا ایک مرتبہ پھر میں مولانا کا شکریہ ادا کروں گا اور آپ سے دعاؤں کی درخواست ہے اللہ تعالیٰ ان کی زندگی میں برکتیں عطاء فرمائے۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العٰلمين

خطاب

جناب اے کے بروھی صاحب

مختصر تعارف

معروف قانون دان و مفکر

فرائض منصب نبوت

تلاوت و تعلیم ،حکمت اور تزکیہ

دارالعلوم حقانیہ کے طلباء سے معروف قانون دان اے کے بروھی کا خطاب

۲۸/اپریل ۱۹۷۴ء کو ملک کے ممتاز اور مایہ ناز ماہر قانون جناب اے کے بروھی صاحب دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے مقصد تشریف آوری حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی ملاقات تھی نہایت مخلصانہ جذبات عقیدت کے ساتھ آپ کئی گھنٹے دارالعلوم میں رہے حضرت مدظلہ سے دینی و علمی مجلسیں رہیں دارالعلوم کے کئی شعبوں کا معائنہ بھی کیا طلبہ نے اس موقع پر بروھی صاحب سے تقاضا کیا کہ وہ اپنے ارشادات سے انہیں محظوظ فرمائیں چنانچہ محترم بروھی صاحب نے حسب ذیل عالمانہ اور عارفانہ تقریر میں وقت کے اہم مسائل پر سیر حاصل روشنی ڈالی حضرت شیخ الحدیث نے اس تقریب میں جناب بروھی صاحب کے علم و فضل قانونی مہارت کے ساتھ ساتھ اسلامی جذبات اور اسلام کی ترجمانی کے مساعی کو سراہا اور بروھی صاحب سے فرمایا کہ آپ جیسے جدید تعلیم یافتہ حضرات اگر اسلامی قانون کی قدر و قیمت کو غیروں کے سامنے نمایاں کرتے رہیں گے تو علماء سے زیادہ اچھے نتائج سامنے آسکیں گے آپ لوگ اسلام کی حقانیت ثابت کر کے اتمام حجت کر سکتے ہیں اور میری دعا ہے کہ آپ اس جذبہ اسی جرأت اور صراحت کیساتھ اسلام کی ترجمانی کرتے رہیں (س)

زندگی کا ایک نہایت تاریخی لمحہ

خطبۂ مسنونہ کے بعد! **حضور والا ! میں حضور** (مولانا عبدالحق مدظلہ) **کی خدمت میں صرف**

قدم بوسی کا شرف حاصل کرنے حاضر ہوا تھا اور یہ میری زندگی کا ایک نہایت تاریخی دن ہے اور مدتوں کی تمنا کی تکمیل ہے مگر مجھے خیال نہیں تھا کہ میرے اوپر یہ حکم بھی نافذ ہوگا کہ چند کلمات پیش کرسکوں الأمـــر فـوق الادب کے ماتحت اور یہ کہ اب اطاعت کے درجے حاصل کرسکوں صاحب کے حکم پر چند کلمات پیش کرنا چاہتا ہوں میری مادری زبان سندھی ہے اور تعلیم ساری انگریزی میں ہوئی تو خیالات جو وارد ہوتے ہیں انگریزی کا جامہ پہن کر، تاہم کوشش کروں گا کہ انہیں اردو کا جامہ پہنا سکوں۔

قرآن کی پہلی وحی پڑھنا اور لکھنا

سب سے پہلی بات میرے نقطۂ نظر سے یہ ہے کہ قرآن کریم کا آغاز اقراء سے ہوتا ہے یعنی پڑھ پہلا امر امت مسلمہ کے لئے پڑھ نافذ کیا گیا ہے اس کے بعد شان نزول کے لحاظ سے نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ نون دوات کو کہا جاتا ہے یعنی قلم اور دوات شاہد ہے جس سے وہ لکھتے ہیں تو پہلی بات پڑھنے اور دوسری بات لکھنے کی ہے اور ہمارا ایمان ہے کتاب پر جو لکھی ہوئی تقدیر لے کر ہمارے سامنے رکھتی ہے يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ تا آخر حضور نبی کریم ﷺ کا کام تھا اور یہ باتیں بنیادی طور پر حضور ﷺ کے ذمہ تھیں تو قرآن میں ہے کہ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى حضور ﷺ جو باتیں کرتے ہیں دماغ سے نہیں بلکہ جو اس کو بتلائی گئی ہے وہی کرتا ہے ۔

حضور ﷺ کی باتوں میں تقسیم کفر

اور آج کل کے مسلمان سمجھتے ہیں کہ پیغمبر بھی ہمارے جیسے انسان ہوں گے جو دماغ میں آیا اسے پیش کیا ہوگا اور انسان تو خطا کا گھر ہے اور ہوسکتا ہے کہ ان انبیاء سے بھی جو انسان تھے، ان سے بھی بھول ہوگئی ہو آج کل عوام الناس کا تصور یہی ہے کہ خدانخواستہ کچھ چیزیں حضور ﷺ نے ٹھیک بتائی ہوں گی وہ تو ٹھیک ہیں اور قابل عمل اور معاذ اللہ کچھ ٹھیک نہیں ہوں گی تو اس سے درگزر کریں گے۔

ماڈرنائز یا ترمیم کا تصور غیر اسلامی ہے

حالانکہ یہ لغویات باتیں ہیں یہ قطعی کفر ہے کہ ہم حضور ﷺ کے قول میں اور باتوں میں ایسی تقسیم کی لکیر کھینچیں یا یہ کریں کہ ہمیں ان کی بتائی ہوئی بعض باتوں کو ماڈر نائز کرانا ہے یہ ایک اسلامی تصور نہیں انسانی ارتقاء اور علمی ترقی کے ساتھ اسلام میں ترمیم کرانے کی باتیں ہوتی ہیں یہ بتلانے آیا ہوں کہ ایسی باتیں عقیدہ کے لحاظ سے غلط ہیں کیونکہ حضور ﷺ جو بتاتے ہیں اپنی نہیں بلکہ خدا کی بتلائی ہوئی بات بتلاتا ہے اور تا قیامت ان کی باتوں میں ترمیم نہیں ہوسکتی یہ قرآن سارے کرۂ ارض کے لئے ہر وقت اور ہر دور کیلئے ہمارے سامنے ہے اور ہماری ہدایت کرتا ہے هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ دوسرا کام حضور ﷺ کے ذمہ وَيُزَكِّيْهِمْ تھا کہ ان کو پاک و طاہر بناؤ نزول قرآن کے بعد قرآن کا ماٹو یہ تھا کہ لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ کہ ناپاک لوگ اس چھو نہیں سکتے، ہاتھ بھی نہیں لگا سکتے یہ تو ظاہری ناپاکیوں کے بارہ میں تھا اور دوسرا معنی آیت کا یہ ہے کہ اسے کوئی ایسا شخص نہیں سمجھ سکے گا جس کے قلب میں طہارت نہ ہو سمجھنا بھی چھونا تھا اس لئے سمجھ کو بھی باطنی پاکیزگی پر موقوف کر دیا کہ جب تلک قلب سلیم نہ ہو یہ کتاب سمجھ میں نہیں آئے گی فرمایا کہ یہ کتاب (فہم قرآن) باطنی پاکیزگی پر موقوف ہے جو قیامت تک آپ کی ہدایت اور آپ کی مدد کرتا ہے اس میں باطنی آلودگیوں کی وجہ سے رخنہ پڑ جائے گا۔

تزکیہ کی دو صورتیں صلوۃ و زکوۃ

پھر اس تزکیہ اور وَيُزَكِّيْهِمْ کی حضور ﷺ نے دو صورتیں پیش کیں ایک صلوٰۃ اس کا مقصد اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ یہ نماز ہمیں پلید چیزوں سے پاک کرتی ہے اور اس سے افضل ترین بات وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ہے پھر بھی نماز کا

کام طہارت بخشا ہے یہ یُزَكِّيهِمْ کی سب سے اہم کڑی ہے صلوٰۃ میں وضو وغیرہ سے خارجی غلاظتوں سے پاکی آجائے گی اندر کی دنیا کو صاف کرنے کا کام خود نماز سے ہوگا دوسری اہم کڑی زکوٰۃ ہے زکیّ یزکیّ کا مفہوم پاک کرنا ہے یہ پاکی سے ماخوذ ہے۔

زکوٰۃ کے بارے میں لوگوں کے عجیب تصورات

اب زکوٰۃ کے متعلق بھی لوگوں کے عجیب تصورات ہیں مگر صرف یہ مطلب نہیں کہ چند پیسے ٹکے کسی کو اس لئے دیدو کہ ان کی ضرورت پوری ہو جائے اسلامی نقطۂ نظر سے زکوٰۃ کا معنی یہ ہے کہ تمہارے کندھوں پر دولت کا جو بوجھ مسلط ہے یہ بسا اوقات پروردگار کی طرف پہنچنے میں رکاوٹ پیدا کرتی ہے اس کو پھینک دو، ہلکے ہو جاؤ بوجھ لے کر چلو گے تو رفتار میں کمی آئے گی تو جس مال و دولت کی خاص ضرورت نہیں وہ تمہارے اور تمہارے پروردگار کے درمیان عجیب وغریب طریقوں سے رکاوٹ بن سکتی ہے تو جیسا کہ پرانے طبیب نشتر مار کر کچھ خون جسم سے نکال لیتے تھے تو دولت کے دباؤ سے جو بلڈ پریشر انسان میں آجاتا ہے تو زکوٰۃ اور اللہ کی راہ میں دینے سے اس میں کمی آجائے گی اور قلب میں سکون آجاتا ہے کیونکہ فاسد مادہ نکل جاتا ہے اس لئے قرآن میں صلوٰۃ اور زکوٰۃ کو ساتھ ساتھ رکھا گیا ہے کہ دونوں وَيُزَكِّيهِمْ کے دو پہلو ہیں اس کے بعد ارشاد ہے وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ یہاں الْكِتٰب کہا گیا القرآن نہیں اور کتاب کا معنی لغت میں لکھی ہوئی چیز ہے ھو المکتوب تو انسان کی تقدیر بھی لکھی گئی ہے جسے انسان صرف عقل و دماغ سے ہرگز پہچان نہیں سکے گا حتیٰ کہ حضور اقدس ﷺ آکر بتلائیں کہ تمہاری تقدیر کیا ہے اور کیا نہیں اور ویسے تو انسانی جبلتیں حیوانوں کی ہیں مگر حضور ﷺ کی باتوں سے انسانی ارتقاء ہوتی ہے انسان اپنی حیوانی کیفیتیں پیچھے چھوڑ کر ملکیت کی طرف پرواز شروع کر دیتا ہے۔

صرف عقل تقدیر کے ادراک سے قاصر تھا

ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ اس چھوٹی سے کھوپڑی میں اس تقدیر کا علم و سمجھ نہیں آسکتا تھا اگر حضور ﷺ آکر نہ بتلاتے اور اس کی مثال دیتا ہوں اگر رحم مادر میں ایک بچہ ہے اعضا ابھی نمایاں نہیں ہوئے اور فرض کریں کہ کسی طریقہ سے اسے یہ بات سمجھائی جا سکے کہ یہ تمہارے چہرے پر جو دو چھوٹے چھوٹے سوراخ ہیں یہ آئندہ آنکھیں بن جائیں گی اور اس سے تم مختلف الوان اور عجیب وغریب چیزیں دیکھ سکو گے اگر تم نے اس پر دست اندازی کی تو اندھے ہو جاؤ گے سب نعمتوں سے محروم ہو جاؤ گے دوسری دنیا میں گئے تو پھر تجھے ندامت ہوگی تو کیا اس بچے کے مغز میں بصیرت احوال و کیفیات رنگ و روغن الوان و اقسام دیکھنے کی بات آسکے گی؟ ہرگز نہیں تو حضور اقدس ﷺ سارے عالم انسانیت سے علیحدہ ہو کر انسان کو ان کی آنے والی زندگی کی تقدیر بتلاتے ہیں کہ تمہیں کہاں جانا ہے کس مقصد کیلئے آئے تھے اور انجام کیا ہوگا مگر یہ باتیں سمجھ میں نہیں آسکیں گی صرف عقل و دماغ کے بھروسہ پر، بلکہ اسی پر ایمان لانا ہوگا یقین واعتماد کرنا ہوگا تو انسانیت اس رحم مادر میں محفوظ بچے کی طرح ہے حضور ﷺ نے کہا یہ زمین تیری ماں ہے اس سے تو نکلا ہے اور پھر تجھے واپس ہونا ہے اس درمیان میں تھوڑا سا وقفہ دیا گیا ہے اسے کس طرح استعمال کرنا ہے الغرض آیۃ الکرسی کی طرح عرش پر یہ بات لکھی گئی کہ انسان کی تقدیر یہ ہے کہ چاہے تو وہ حیوانیت سے بھی بدتر ہو جائے اور چاہے تو ملکیت سے بھی بہتر۔

فہم کتاب تقویٰ پر موقوف

الکتاب سمجھنے کے لئے طہارت کے علاوہ ایک اور چیز کی بھی ضرورت ہے جسکی تعبیر لفظ تقویٰ اور متقی سے کی گئی ہے هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ یہ متقی کون ہے مفسرین نے یہ معنیٰ

کیا ہے کہ خدا سے ڈرنا اور یہ معنی بھی ایک حد تک بالکل صحیح ہے مگر جو محبت کرے اور جس سے خدا محبت کرے وہ بھی تو متقی ہے تو محبت اور ڈر جمع ہونے والی چیزیں تو نہیں تو درحقیقت متقی وہ ہے جو اپنی جبلتوں کو، ہوی کو، ایک ضابطہ میں لائے فرمایا أَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلٰهَهُ هَوَاهُ یعنی حیوانی جبلتوں کی خدا کی طرح پرستش کرنا۔

حقیقت تقویٰ اور رمضان

رمضان کا مہینہ آتا ہے، تو حکم ہو جاتا ہے کہ حلال چیزوں کو بھی ہاتھ نہ لگایا جائے اب جو شخص قوت ارادی والا ہو اور وہ ان چیزوں سے علیحدہ ہو جائے گا تو وہ تقویٰ کے راستہ پر گامزن ہے روزے کا مفہوم بھی لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ہے روزے کا مقصد یہ نہیں کہ خدا کی مخلوق خدا کی ان چیزوں کو چھوڑ دے جو خدا نے انسان ہی کیلئے بنائی ہیں بلکہ اس ذریعہ سے حیوانیت کی کیفیات کو ایک ضابطہ میں لانا اس کو قفل لگانا ہے اور وہ یہ جتلاتا ہے کہ میں صرف حیوان نہیں ہوں سلف کنٹرول کر سکتا ہوں یہی تقویٰ کا معنی ہے اور لوگوں نے عید کے معنی بھی یہ سمجھ لیا ہے کہ ۳۰ روزے ختم ہونے کے بعد ہر بات مباح ہوگئی ہے کہ جو بھی اس دن کرنا ہے اب آج کے دن ہی کرلیں کہ گویا اسلام نے اجازت دی ہے معلوم نہیں کہ یہ کونسا اور کیسا اسلام ہے جسے لوگوں نے سمجھ لیا ہے۔

عید کا مطلب

جبکہ عید کا مطلب تو یہ تھا کہ اب ۳۰ روزوں کے ختم ہونے کے بعد آج ۳۰ دنوں والے احکام نہیں مگر خدا تمہیں آزماتا ہے یہ امتحان کا دن ہے کہ تربیت کا کچھ فائدہ اور اثر ہوا یا نہیں، اب اس کی حالت کیا ہے؟ وہی ہے جو پہلے تھی یا اس میں اخلاقی طور سے کچھ تبدیلی آئی اور یہ معاشرہ میں آج کے دن کیا کردار ادا کرتا ہے عید عاد یعود سے یعنی لوٹنا اس میں رمضان کے بعد لوٹنے والی بات ہوئی یا تبدیلی آگئی

اور اس میں تیس روزوں کے بعد قوت ارادی اتنی بڑھ گئی کہ اب لغویات اور ممنوعات سے کنارہ کشی کر سکتا ہے۔

حج رمضان کا عملی ثبوت

اسی طرح حج ہے جو عالم اسلام کی اجتماعی زندگی کا بہترین مظاہرہ ہے یورپ افریقہ ایشیاء سے آنے والے سب الگ الگ کپڑے اتار کر ایک ہی لباس مرنے کے بعد کفن والی حالت میں بھائی بھائی ہو کر اکٹھے ہو کر طواف کرتے ہیں یہ ہے حج تو اگر ہمارے اوپر تقویٰ کا قاعدہ حاوی نہ ہو تو بھائی کو بھائی کہنے سے قاصر ہو جائیں گے اس باہمی رواداری اور حسن سلوک کیلئے رمضان نے تیار کیا کہ اب حج کی شکل میں اپنی برادری کا سب سے بہتر ثبوت پیش کر سکیں۔

اصلاح معاشرہ میں دیگر ازموں سے اسلام کا موازنہ

آج کا نعرہ یہ ہے کہ ایک ہو جاؤ اور نیک ہو جاؤ ایک کرنے کے بعد نیک ہو جانے کا طریق کار کمیونزم، میٹیریل ازم، سوشل ازم وغیرہ کا ہے وہ پہلے ڈنڈے سے ایک کرواتے ہیں نہ ہوگے تو یہ سزا ہوگی اور پھر اس کے بعد خود بخود نیک ہو جائیں گے مگر اسلام کا طریق کار اس کے برعکس ہے وہ پہلے تزکیہ کراتا ہے نیک بناتا ہے یعنی اسلام معاشرہ کی تطہیر کی بنیاد پر رکھتا ہے أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ صالحین کا لفظ بہت دہرایا جاتا ہے ایک ہونے کا مرحلہ خود بخود آجاتا ہے سارے عالم انسانی کو نفس واحدہ کہا گیا حج میں اسی کا مظاہرہ کہ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ أَفْوَاجًا کا منظر سامنے آتا رہے۔

تعلیم حکمت، فقہاء اور تدوین قوانین

اس کے بعد نبی ﷺ کے فرائض میں تعلیم کتاب کے بعد تعلیم حکمت ہے

والحکمۃ اور حکمت کا سلسلہ تو اتنا طویل ہے کہ کوئی انسان اس چھوٹی سی زندگی میں اس کا بیان نہیں کرسکتا حضور ﷺ کا کام یہ بھی تھا کہ امت کو حکیم بنا دے سمجھ والا دانشمند، قرآن کے محکمات پر عمل پیرا ہونے سے متشابہات کا علم وفہم بھی آسکے گا ورنہ قرآن کے مخفی خزائن کا علم حکمت کے بغیر کبھی نہیں آسکے گا ہمارے فقہاء امام ابوحنیفہؒ وغیرہ نے اسی حکمت سے کام لیا حضور ﷺ کے احکام اور حضور ﷺ کی لکھائی ہوئی حکمت سے کام لیا حضور ﷺ کے احکام اور حضور ﷺ کی لکھائی ہوئی حکمت سے کام لیتے ہوئے اور سنت کو مدنظر رکھتے ہوئے امام ابوحنیفہؒ وغیرہ نے عالم انسانی کو تربیت دی اور اس قانون کو ایسا پیش کیا کہ قانون کے تحت ایک معاشرہ پیدا کیا جائے یہ فقاہت حکمت ہے اور قرآن میں فرمایا گیا وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ کہ وہ اقوام جو اسلام کے دائرہ میں ابھی داخل نہیں ہوئے اور امیین کے بعد جو آئیں گے ان کا بھی اس دانشمندی اور فقاہت میں اندراج ہوگیا کہ وہ بھی قرآن وحدیث کے سرچشموں سے فقاہت وحکمت کے ذریعہ مستفید ہوں گے۔

حضور ﷺ کے بعد کسی اور نبی کا تصور بھی تکمیل دین کے منافی ہے

تو مذہب اسلام صرف حضور ﷺ کے زمانہ میں نہیں بلکہ ان کے بعد والوں کے لئے بھی دروازے کھلے رکھتا ہے اور اس کے بعد ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ فرمایا کہ یہ ایک بہت بڑی نعمت ہے پوری انسانیت کیلئے الغرض اسلام پر مجموعی طور سے ایک نظر ڈالنے سے معلوم ہوگا کہ وہ خدا کی طرف سے بھیجی ہوئی چیز ہے اس میں تغیر، تبدل اور ترمیم وغیرہ کا حق کسی کو نہیں پھر حضور ﷺ کا کام اور فرائض اسکی وسعت اور قیامت تک اس کے اثرات اس لئے کہ حضور ﷺ کے بعد اور کوئی نبی نہیں آئے گا اور جو بھی نئے مسائل اور نئے تقاضے پیدا ہوں گے اس کا حل حضور ﷺ کی حکمت سے کریں گے اور یہ کہ حضور ﷺ کی

نبوت ابدی ہے ان کے بعد اسلام کے دائرہ میں آنے والوں کو حضور ﷺ ہی کی حکمت سے روشنی ملے گی حضرات! میں نے حضرت مولانا کی اطاعت کی ہے اور کچھ کہا ہے مگر میں بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ مجھے ہمت نہیں کہ میں ان صاحب (حضرت شیخ الحدیث مدظلہ) کے سامنے کچھ عرض کرسکوں اتنا عرض ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے اور ان کے دین کے بارہ میں کہا گیا کہ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا اب اگر حضور ﷺ کے بعد بھی کوئی دوسرا پیغمبر آسکے گا تو خدا کے لئے مجھے بتلائیے کہ کاہے کیلئے آئے گا اسکی ضرورت کیا ہے جب کہ دین ہر طرح مکمل ہو چکا ہے تو یہ تو خدانخواستہ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ غلط ہوگا اگر ایسا ہو تو پھر دو تین اور پیغمبر شوق سے کھڑا کیجئے لیکن اگر تکمیل ہے تو کسی اور کو کھڑا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

طلب علم پر مبارکباد

حضرات! آپ لوگ یہاں طلب علم میں لگے ہوئے ہیں طلب علم حضور ﷺ کا سب سے پیارا کام تھا امت کو تلقین کی کہ أطلبوا العلم ولو بالصين چاہے تمہیں اس کے لئے دور دراز تک کیوں نہ جانا پڑے اور فرمایا کہ من المهد الى اللحد مہد سے لحد تک علم حاصل کرو اور آخر تک آپ کی دعا ہے کہ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا تو میں اس اہم کام پر آپ لوگوں کو مبارکباد دیتا ہوں۔

(الحق ربیع الثانی ۱۳۹۴ھ، مئی ۱۹۷۴ء)

خطاب

جناب آغا شورش کاشمیری صاحب

مختصر تعارف

تحریر و انشاء تقریر و خطابت کے بادشاہ، آزادی صحافت کے علمبردار، مجلس احرار اسلام اور مولانا ابو الکلام آزاد، عطاء اللہ شاہ بخاری کے علاوہ آزادی ہند کے سرخیل اکابر کے ترجمان قید و بند کے شناسا، عزیمت و استقامت کی دولت سے سرشار۔

ہے جن کی فقیری میں بوئے اسد اللّٰہی

سید احمد بریلوی اور شاہ اسماعیل شہید رحمہم اللہ تعالیٰ کی تحریک حریت بظاہر ناکام ہو گئی لیکن اس ظاہری ناکامی کی تہ میں کامرانیوں کے ایسے بیج بو گئی جن کے برگ و بار نے آج سرحد کی سنگلاخ سرزمین کو چمنستان توحید بنا رکھا ہے مجاہدین کا قافلہ جس راہ سے بھی گزرا، اپنے انمٹ نقوش اس پر ثبت کرتا چلا گیا قافلہ کے لٹ جانے کے بعد بقیۃ السیف نفوس قدسی نے سرحد کے گوشے گوشے میں پہنچ کر توحید و رسالت کا نور پھیلایا چنانچہ آج یہاں چپے چپے پر علم و عرفان کے جو چراغ روشن ہیں ان چراغوں کی لو دراصل شہداء بالاکوٹ کے سوز عشق سے مستعار ہے دیو بند کا جس قدر وسیع و عمیق اثر ہمیں یہاں نظر آتا ہے وہ برصغیر پاک و ہند کے کسی بھی حصے میں نہیں اور اس کی وجہ میرے نزدیک محض یہ ہے کہ دیو بند کے قیام سے قبل ہی تحریک مجاہدین کی بدولت اس علاقے میں قبول حق کی استعداد پیدا ہو چکی تھی ہماری کار فراٹے بھرتی ہوئی اکوڑہ خٹک کی پر بہار وادی میں سے گزر رہی تھی اور ہمارے نوشہروی دوست راستے کے اہم مقامات سے ہمیں متعارف کراتے جا رہے تھے یہ جامعہ اسلامیہ ہے جس کے مہتمم سید بادشاہ گل بڑے پایہ کے عالم ہیں وہ دیکھئے! سامنے دار العلوم حقانیہ کی عمارت ہے جس کے مہتمم مولانا عبد الحق ہیں قاری محمد طیب صاحبؒ نے اسے پاکستان کا دار العلوم دیو بند قرار دیا ہے۔

ٹھہریئے! ذرا اس درسگاہ کو ایک نظر دیکھتے چلیں سامنے دیکھا تو جدید طرز کی ایک

پرشکوہ عمارت نظر آئی جس کے دروازے پر ایک ہجوم نجانے کیوں چشم براہ کھڑا تھا ڈرائیور نے
کار روکی تو چند افراد اس کی جانب لپکے اور متجسس نگاہوں سے کھڑکیوں کے اندر جھانکا پھر یکا
یک فضا تکبیر اور آغا شورش کاشمیری زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھی آغا صاحب کار سے باہر
نکلے ہجوم خیر مقدم کیلئے آگے بڑھا ان میں ایک چہرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جو سب
سے زیادہ معمر اور سب سے زیادہ معصوم دکھائی دیتا تھا جس کے جمال پر جلال کو لباس کی سادگی
اور بوسیدگی ماند نہ کر سکی تھی اور جھریوں سے بھرپور جبین و رخسار پر بکھری ہوئی نورانی داڑھی
جس کے مقدس بڑھاپے کے احترام پر انسان کو خود بخود مجبور کر دیتی تھی ہمارے نوشہروی دوست
نے کہا ''یہ ہیں مولانا عبدالحق صاحب اس مدرسہ کے بانی اور مہتمم!'' پر جوش مصافحے اور
معانقے کے بعد لوگ مدرسہ کے صحن میں پہنچے تو وہاں ایک باقاعدہ جلسہ کا اہتمام نظر آیا معلوم
ہوا کہ آغا صاحب کی نوشہرہ کو روانگی کی خبر سن کر ان حضرات نے پہلے سے ہی طے کر لیا تھا کہ
انہیں چند لمحے روک کر ہم سخنی کا لطف اٹھائیں گے۔

جامعہ حقانیہ کی پرشکوہ عمارتیں

سب سے پہلے ہمیں مدرسہ کی عمارت نے اپنی جانب متوجہ کیا چنانچہ دارالحدیث
(جسے وسعت و وقوع کے اعتبار سے ہال کمرہ سمجھ لیجئے)، دارالاہتمام (آفس) دارالمطالعہ
(لائبریری)، دارالاقامہ (ہاسٹل)، دارالطعام (کچن) اور دیگر کمروں کو بغور دیکھا ہر چیز کی تعمیر
میں جدید طرز کو ملحوظ رکھا گیا ہے مدرسہ کی عمارت سے چند قدم کے فاصلے پر اساتذہ کے کوارٹر
ہیں ہر ایک کوارٹر تمام سہولتوں سے آراستہ اور ہزاروں روپے کی لاگت سے تیار کیا گیا ہے
عمارت کے جائزہ کے بعد ہم جلسہ گاہ میں آئے ایک خوش الحان طالب علم نے تلاوت کلام
پاک سے کاروائی کا آغاز کیا بعد ازاں استاذ العلماء مولانا عبدالحق صاحب نے آغا شورش
صاحب کو سپاسنامہ پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ:

مسلک دیوبند کے دفاع پر شیخ الحدیث کا شورش کاشمیری کو خراج تحسین

''ہم خدام دارالعلوم حقانیہ اس غیر مترقبہ نعمت پر از حد فرحان و نازاں ہیں جو اچانک آپ کی
تشریف آوری کی شکل میں خداوند قدوس کے فضل و کرم سے میسر ہوئی ہے آپ کے قدوم میمنت
لزوم سے ہم بے پناہ خوشی محسوس کر رہے ہیں اور جذبات سپاس و تشکر پیش کرنے سے دامن
قرطاس و قلم کو عاجز پا رہے ہیں ہم غریب الدیار طالب علم اس گئے گذرے دور میں زندگی کی
داد و دہش اور عیش و عشرت کو ٹھکرا کر یہ عزم کر چکے ہیں کہ شرک و بدعت اور الحاد و زندقہ کے اس
ہیجانی دور میں اسلام اور سلف صالحین کا وہ مقدس اثاثہ جو ہمیں غیور اور قابل فخر بزرگوں سے
ورثے میں ملا ہے آئندہ نسلوں تک پہنچا کر دم لیں گے یہاں اس جنگل میں علم و عرفان کا جو منظر
دارالعلوم حقانیہ کی صورت میں آپ کو دکھائی دیتا ہے یہ ان پاکباز اور پاک طینت بزرگوں کے فیو
ضات جاریہ کا ایک نمونہ ہے جنہوں نے تیز و تند طوفانوں کے درمیان دیوبند کی شکل میں اسلام
کے ٹمٹماتے ہوئے چراغ کو روشن رکھا اور اس لو سے چار دانگ عالم کو روشن کیا یہ اس موج سلسبیل
کا ایک چشمہ ہے جس میں تقریباً نو سو طلباء علوم دین کی مقدس امانت حاصل کر کے اپنے اکابر
کے نقش قدم پر آئندہ کی ہدایت و رہنمائی کا بار سنبھالیں گے انشاء اللہ تعالیٰ، اس مدرسہ پر قوم کے
دردمند مسلمان سالانہ ایک لاکھ (۱۹۵۶ء کے زمانے میں) سے زائد روپیہ خرچ کر رہے ہیں۔
جن نازک حالات میں آپ نے دین قیم اور ملت حنفیہ بیضاء کے عظیم مرکز یعنی
حصار اسلام دارالعلوم دیوبند اور ان کے مسلک یعنی اہل سنت والجماعت کے حفظ و دفاع کا کام
سنبھالا ہے بلاشبہ آپ تمام علماء حق بلکہ تمام مسلمانان عالم کی طرف سے خراج تحسین و تشکر کے
مستحق ہیں امام الہندؒ مولانا ابوالکلام آزادؒ کی رہنمائی اور خطیب اسلام حضرت مولانا امیر شریعت
سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی سرپرستی میں آپ کی خداداد صلاحیتوں کو خداوند کریم نے جلا بخشی۔

بے نیام تلوار

اور اب خداوند قدوس نے دین کی حفاظت کے لئے اس سیف مہند کو بے نیام کیا

ہماری دعائیں ہیں کہ اس بے نیام تلوار کی چمک دمک سے اعداء اسلام کی آنکھیں خیرہ رہیں ہم نا
چیز طلبہ علوم دینیہ آپ کے اس کارنامے پر جس نے بقول حضرت حکیم الاسلام مولانا قاری محمد
طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند اکابرین دیوبند کی ارواح طیبہ کو آپ کی طرف متوجہ کرلیا ہے
خداوند کریم کی بارگاہ میں آپ کے صبر واستقامت مزید صولت اور جوش جذبہ کے لئے دست بد
عا ہیں آخر میں آپ اور آپ کے معزز رفقاء کے قدوم میمنت لزوم کا تہ دل سے شکریہ
ادا کرتے ہیں ...... والسلام (ہم ہیں خدام اور متعلقین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک)

ہماری مجلس تقریبات میں سپاسنامے عموماً بور اور بار خاطر ہوتے ہیں مگر اس کے اندر
خلوص وصداقت کے ایسے شرارے بھرے ہوئے تھے جن کی آنچ سے ہر قلب میں حرارت اور
ہر چہرے پر مسرت ابھر آئی اب آغا صاحب کو اس سپاسنامے کا جواب دینا تھا میرے دماغ
میں لحظہ بھر کے لئے اس اندیشے کی ایک خفیف سی لہر آئی کہ آغا صاحب ذہنی طور پر تیار نہیں
خدا معلوم یہ مرحلہ کس طرح طے ہو مگر فوراً ہی ان کی خطابت کے اس یگانہ وحیران کن پہلو کی یاد
آگئی کہ ان کی خطابتی زندگی کے سب سے زیادہ کامیاب معرکے وہی کہلاتے ہیں جن میں
انہیں ماحول ناسازگار، موضوع غیر متوقع اور، مواد غیر مرتب ملا ہو۔

آغا شورش کا خطاب

چنانچہ یہی ہوا، آغا صاحب مائیکروفون پر آئے پرسوز ومحبت آمیز لہجہ میں یوں گویا ہوئے۔

سب سے بڑی دولت

اساتذہ کرام اور برادران عزیز! آپ نے جس خلوص ومحبت کا اظہار مجھ ایسے
ناچیز انسان سے کیا ہے، اس پر غور کرتا ہوں تو اپنے آپ پر رشک آنے لگتا ہے نجانے
قدرت کو مجھ گنہگار کی کونسی ادا پسند آگئی ہے کہ ایسی ایسی نیک روحیں گذشتہ دو ماہ سے
میرے لئے دست بہ دعا ہیں کہ یہی میری سب سے بڑی دولت ہوگئی ہے، یوں محسوس
ہوتا ہے جیسے رب العزت نے اپنی رحمتوں کے دروازے کھول دیئے ہیں اور برکتوں کا

غیبی ہاتھ، صرصر بدعت کے مقابلہ کے لئے میرے قلب میں قوت، قدم میں استقامت
اور قلم میں زور پیدا کر رہا ہے۔

حصول علم کی آرزو

برادران عزیز! حصول علم کی آرزو ہر سینے میں ہوتی ہے مگر اس آرزو کے پس
پردہ جو مقصد کارفرما ہوتا ہے وہی اس کی قدر و قیمت متعین کرتا ہے عام لوگ علم حاصل
کرتے ہیں تو ان کے پیش نظر دنیا ہوتی ہے ان کا مقصد کوئی عہدہ، کوئی ملازمت یا کوئی
اور دنیاوی جاہ وجلال حاصل کرنا ہوتا ہے پھر ذوق علم کی تسکین کے لئے انہیں ہر قسم کی
آسائشیں مہیا اور راحتیں موجود ہوتی ہیں اس کے برعکس آپ نے اپنے گھروں کو چھوڑا،
اپنے اعزا کو خیر باد کہا اور ویرانے میں علم کی شمعیں روشن کیں تو محض دین قیم کی سربلندی
کے لئے آپ کے پیش نظر نہ تو دنیاوی وجاہتیں ہیں نہ مادی سطوتیں۔

عزیزان گرامی! جب کبھی میں اپنے گردو پیش نگاہ دوڑاتا ہوں تو یہ سماں دیکھ
کر محزون ودلگیر ہو جاتا ہوں کہ......

جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
پردیس میں وہ آج غریب الغربا ہے
وہ دین ہوئی بزم جہاں جس سے فروزاں
اب اس کی مجالس میں بتی ہے نہ دیا ہے

لیکن اس درسگاہ کی عظیم الشان عمارت دیکھ کر آج میرے دل میں امید کی
ایک تازہ کرن پھوٹی ہے اور اقبال کا یہ شعر میری زبان پر لہرا رہا ہے......

کریں گے اہل نظر تازہ بستیاں آباد
میری نگاہ نہیں سوئے کوفہ و بغداد

جب آپ لوگ انتہائی بے سرو سامانی کی حالت میں تنکہ تنکہ چن کر اس آشیانے کی تعمیر کر سکتے اور غریب الدیار ہوتے ہوئے بھی دین کی محفل سجا سکتے ہیں تو انقلابات زمانہ سے یہ مطلقاً بعید نہیں کہ اسلام کی پختہ بنیاد و عمارت کے در و بام کی رونق لوٹ آئے میرے اس ایقان میں اب کوئی شائبہ شک نہیں کہ......

عطا مومن کو پھر دربار حق سے ہونے والا ہے
شکوہ ترکمانی ، ذہن ہندی، نطق اعرابی

آغا صاحب نے نعروں کے غلغلہ میں تقریر ختم کی تو ہجوم مصافحہ کے لئے ٹوٹ پڑا بالآخر اساتذہ کی زیر لب دعاؤں اور عشق آلود نظروں کے درمیان ہم نوشہرہ کی سمت روانہ ہوئے اور چھپٹا ہوتے ہی شہر میں داخل ہوگئے نوشہرہ بے حد مصفا اور پر رونق شہر ہے کارخانوں اور ملوں کے باعث اگر چہ اسے صنعتی مرکز کی حیثیت حاصل ہے تا ہم یہاں کا ماحول ان تمام کثافتوں سے پاک ہے جو ثقافت کے نام پر بڑے بڑے شہروں کو آلودہ کر رہی ہے گلیاں بازار کشادہ اور صاف ستھرے ہیں شہر مختصر ہونے کے باوجود ایک مکمل وحدت Perfect Whole ہے جلسہ رات کو نماز عشاء کے بعد شروع ہوا جب ہم جلسہ گاہ میں پہنچے۔

مولانا محمد اجمل خان کا خطاب

لاہور کے مولانا محمد اجمل خاں صاحب تقریر کر رہے تھے مولانا نے نہایت دلنشیں انداز میں خاندان ولی اللّٰہی اور علماء دیو بند کی خدمات جلیلہ پر روشنی ڈالی اور اس بات پر اظہار تاسف کیا کہ شرک و بدعت کی تاریکیاں افق توحید پر اسی طرح محیط ہیں جس طرح شاہ ولی اللہ اور شاہ اسماعیل شہید کے زمانے میں تھیں آپ نے اس دیرینہ بیماری کا علاج وہی ’’آب نشاط انگیز‘‘ یعنی قرآن تجویز کیا۔

مولانا مفتی محمود کا خطاب

مولانا محمد اجمل خاں صاحب کے بعد مفتی محمود صاحب صدر مدرس قاسم العلوم ملتان اور ممبر نیشنل اسمبلی تشریف لائے سادگی اور انکساری چونکہ علماء دیو بند کی عام خصوصیات ہیں اس لئے مفتی صاحب کی شخصیت میں ان اوصاف کو پاکر مجھے کوئی تعجب نہ ہوا لیکن تقریر کی پرکاری سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا ہموار لہجہ، نپے تلے الفاظ، مربوط اور مدلل خیالات مفتی صاحب فرما رہے تھے!

قیام پاکستان کی بنیاد

قیام پاکستان کی بنیاد مذہب ہے مسلمانوں کو اسلام کے نام پر اکٹھا کیا گیا کیونکہ یہی ایک ایسا رشتہ تھا جس میں ملت اسلامیہ کے بکھرے دانے پروئے جاسکتے تھے اسلام نے ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑا اور اسلام کی متاع بے بہا کی امانت داری کس نے کی؟ علماء نے، جب عیسائیت اور دہریت کا سیلاب اٹھا، تو علماء سد راہ بن گئے انگریزوں اور سکھوں کی یلغار میں علماء ہی اسلام کی ڈھال ثابت ہوئے آج بھی علماء ہی لادینیت اور قادیانیت کی بیخ کنی کر رہے ہیں پاکستان بن جانے کے بعد حکومت کا فرض تھا کہ ان علماء کو سینے سے لگاتی لیکن یہ گروہ آج بھی ویسا ہی مطعون و معتوب ہے جیسا پاکستان سے پہلے تھا آج حکومت کے بجٹ میں ایک پیسہ بھی اسلامی مدارس کے لئے موجود نہیں دوسری طرف عوام ان کافرگروں کے دام فریب میں اسیر ہیں جو دن رات علمائے حق کی کتابوں سے استفادہ کرتے ہیں مگر اس استفادہ کے ساتھ ساتھ اس کوشش میں بھی مصروف رہتے ہیں کہ علماء حق کی توہین و تذلیل کو کوئی موقع ہاتھ سے نہ چھوٹے ان کافرگروں نے علماء کی عبارتوں کو توڑ موڑ کر عوام میں اتنی غلط فہمیاں پھیلا دی ہیں کہ علماء حق پر اللہ کی زمین تنگ ہوتی جا رہی ہے۔

آغا شورش کاشمیری کا خطاب

مفتی صاحب کے فرمودات ختم ہوئے تو آغا شورش صاحب تشریف لائے انہوں نے سامعین کی ذہنی استعداد کے مطابق افہام وتفہیم کے انداز میں اپنے افکار پیش کرتے ہوئے فرمایا۔

ملک میں چار طبقات

’’فکری اورنظری اعتبار سے تجزیہ کیا جائے تو آج ملک چار طبقات میں تقسیم ہے پہلا طبقہ حکمرانوں کا ہے جو اسلام کے عطا کردہ ’’حقوق‘‘ سے تو فائدہ اٹھاتا ہے مگر اسلام کے مقرر کردہ ’’فرائض‘‘ سے گریز کرتا ہے میں اپنے مطالعہ کی بنیاد پر کہتا ہوں کہ گذشتہ تین سو برس میں مسلمانوں نے اسلام کی اتنی خدمت نہیں کہ جتنی خود اسلام نے مسلمانوں کی حفاظت کی ہے دوسرا طبقہ علماء حق کا ہے جو انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں ان گنتی کے چند علماء میں سے بھی کچھ تو چراغ سحری ہیں اور کچھ وقت کے عتاب وعقاب کا شکار بہر کیف ان چند اجسام طیبہ کا دم فی زمانہ غنیمت ہے......

ہے غنیمت کہ سسکتے ہیں ابھی چند چراغ
بند ہوتے ہوئے بازار سے کیا چاہتے ہو

تیسرا طبقہ علماء سو کا ہے جنہوں نے عجیب وغریب مسئلے پیدا کر رکھے ہیں ان کی کوشش یہ ہے کہ عوام کو اصل دین سے بے بہرہ رکھا جائے اصول ومبادی سے گریز کر کے فروعات میں الجھا دیا جائے یہ طبقہ امر بیل کی طرح بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے چوتھا طبقہ عوام کا ہے جسے بالواسطہ یا بلا واسطہ جوئے تعلیم کی گمراہیوں کا شکار ہیں اور اگر یہ حالت برقرار رہی تو یقین جانئے! کہ مستقبل دین کو کھا جائے گا تقریر ختم ہوئی تو رات آدھی ادھر اور آدھی ادھر ہو چکی تھی دوسرے دن صبح ہم احباب نوشہرہ کو الوداع کہہ کر عازم پشاور ہو گئے۔

(مرتب اقبال فیروز مدیر ہفت روزہ چٹان لاہور)

تاثرات

خان عبدالغفار خان عرف بادشاہ خان

مختصر تعارف

معروف سرخپوش تحریک خدائی خدمتگار کے بانی مبانی، کانگریس کے صوبائی صدر اور معروف قوم پرست لیڈر

سرخپوش رہنما خان عبدالغفار خان کا شیخ الہند محمود حسن سے روابط اور تعلق کے اعترافات

راقم ' کا یہ انٹرویو جو خان عبدالغفار خان المعروف بہ بادشاہ خان سے حضرت مدنیؒ اور شیخ الہند کے ساتھ روابط اور تعلقات کے بارے میں ہوا تھا جو کہ ''بادشاہ خان حضرت شیخ الا سلام کے آستانہ عقیدت پر'' کے عنوان سے ۵۵ برس قبل الجمعیۃ دہلی کے شیخ الاسلام نمبر (بروز ہفتہ ۲۵ رجب ۱۳۷۷ھ بمطابق ۱۵ فروری ۱۹۵۸ ص نمبر ۱۰۹) میں شائع ہوا یہ تحریر تاریخ کے بہت بڑے شواہد کی حامل ہے اسلئے نسل نو کی علم و آگہی کے لئے پیش خدمت ہے۔ آج بادشاہ خان مرحوم کے پیرو جہاد آزادی ہند کے ان اکابر کی قربانیوں کو بھولے ہوئے ہیں اور ایک بڑی سامراج امریکہ کے ساتھ کھڑے ہیں نہ انہیں آزادی ہند میں جہاد وعزیمت کے اکابر دیوبند کی رہنمائی اور قیادت کا اعتراف ہے یہ انٹرویو تاریخ کے ایک نہایت اہم حقیقت سے نقاب ہٹاتا ہے پچاس سال قبل کی اس نقاب کشائی سے بہت سے حقائق واشگاف ہوجاتے ہیں۔ (س)

اکوڑہ خٹک (مغربی پاکستان) پختون رہنما اور جنگ آزادی کے ایک بہت بڑے لیڈر اور تحریک شیخ الہندؒ (ریشمی رومال) کے سرگرم ممبر خان عبدالغفار خان صاحب

نے حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ اور حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی قدس سرہٗ کو زبردست الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا بادشاہ خان کی اکوڑہ خٹک آمد کے موقع پر رات کو جمعیۃ طلباء دارالعلوم حقانیہ کے ایک وفد نے بادشاہ خان سے ملاقات کی' مولانا عزیز الرحمان حیدری اور راقم نے بادشاہ خان سے حضرت شیخ الہندؒ کی تحریک اور ان کے عظیم مجاہدان کارناموں اور خفیہ گوشوں پر روشنی ڈالنے کی درخواست کی اور اس سلسلہ میں راقم نے چند سوالات بادشاہ خان کے سامنے رکھے چنانچہ بادشاہ خان نے نہایت خوشی سے ڈیڑھ گھنٹہ تک مسلسل تحریک حریت اور حضرت شیخ الہندؒ کی تحریک استخلاص وطن کے مخفی گوشوں پر سیر حاصل تبصرہ کیا۔

شیخ الاسلام حضرت مدنی کو خراج تحسین

انھوں نے راقم کے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے سانحہ ارتحال سے ہندوستان ایک عظیم شخصیت سے محروم ہو گیا اور ہم سے حضرت شیخ الہند (نوراللہ مرقدہ) کے جانشین جدا ہو گئے انہوں نے رقت آمیز انداز میں کہا کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت تو یقیناً فرما چکے ہوں گے لیکن کارسازگان کو دعائے صبر واستقامت کی ضرورت ہے۔

تحریک شیخ الہند سے وابستگی

بادشاہ خان نے حضرت شیخ الہندؒ اور ان کی تحریک کے ساتھ اپنی وابستگی کے آغاز کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جنگ آزادی کے سلسلے میں حضرت شیخ الہند کو دیوبند میں مقیم افغانی طلباء کے ذریعہ میری سرگرمیوں (سرحد میں تعلیمی شعور بیدار کرنے اور مدارس قائم کرنے اور دیگر کوششوں) کا علم ہوا چنانچہ انہوں نے مجھے طلب فرمایا اور میرے ساتھ تفصیلی گفتگو کی اور مجھے اپنی تحریک میں شامل کرلیا اس لئے کہ ہمارا مقصد ایک ہی تھا۔

یاغستان میں مرکز کے قیام کے لئے کوششیں

حضرت شیخ الہندؒ چونکہ یاغستان (آزاد قبائل) میں ایک مستحکم مرکز قائم کرنا چاہتے تھے اور اس کیلئے وہ موزوں مقام کی تلاش میں تھے اس لئے انہوں نے ہمیں مامور کیا کہ مرکز کے قیام کے لئے یاغستان چلے جائیں اور وہاں قیام مرکز کے لئے جدوجہد کریں اور فرمایا کہ آپ لوگوں کے پاس مولانا عبید اللہ سندھی کو بھی عنقریب بھیج دوں گا جب تک وہ آپ کے ساتھ نہ ملیں آپ لوگ واپس نہ ہوں چنانچہ وہاں سے واپس ہوکر حضرت حاجی صاحب ترنگ زئیؒ کے ساتھ بھی گفتگو ہوئی اور حضرت شیخ الہندؒ دیو بندی کی ہدایات کے مطابق ضروری امور سے انہیں مطلع کیا اس کے بعد میں اور مولانا فضل محمود صاحب مخفی (جو ریاست دیر کے سیند علاقہ کے رہنے والے بڑے مجاہد تھے) مرکز کے سلسلے میں یاغستان گئے اگر چہ انگریز کی نگرانی انتہائی سخت تھی جس کی وجہ سے ایسے اہم کام اور خطرناک اقدام کا تصور کرنا بھی مہلک تھا لیکن ہم نے ہمت نہ ہاری ۔ ہر جگہ جاسوسی کا ایک جال پھیلا ہوا تھا اس لئے ہم اجمیر شریف کے بہانے سے سفر پر نکلے اور ملا کنڈ کے راستہ پیدل روانہ ہوئے اور قبائل کو جناب مخفی صاحب کے چچا زاد بھائی کی امداد واعانت سے وہاں پہنچے وہاں حالات دیکھنے کے بعد معلوم ہوا کہ قبائل میں صرف دو قبیلے ایسے ہیں جن پر فرنگیوں کا اثر نہیں ، سلارزئی اور مہمند چنانچہ ہم نے کافی صعوبت اٹھانے اور تگ و دو کے بعد ان ہر دو قبائل کی حمایت و اعانت سے مقام ''زیگی'' ریاست باجوڑ کو مرکز بنانے میں کامیابی حاصل کی اور مسلسل دو مہینہ تک مولانا سندھی صاحبؒ کا انتظار کیا لیکن جب وہ نہ آئے تو ہم اپنے علاقہ واپس ہوکر دیو بند گئے اور شیخ محمود حسن دیو بندیؒ کو تمام حالات و کارگذاری سے مطلع کر دیا چنانچہ انہوں نے بھی ''زیگی'' کا مرکز ہونا پسند فرمایا جس کے مضبوط و مستحکم ہونے کے بعد حضرت شیخ الہندؒ

خود یہاں تشریف لانے والے تھے اس اثناء میں جناب مولانا سیف الرحمٰن صاحب مہتمم مدرسہ فتح پوری بھی حاجی صاحب ترنگ زئی کی خدمت میں حضرت شیخ الہندؒ کی جانب سے بطور قاصد خاص آگئے (میں نے خود ان کے درمیان خط وکتابت کی کافی فرائض انجام دیئے ہیں) لیکن قبل اس کے کہ کوئی عملدرآمد شروع کیا جائے پہلی عالمگیر جنگ چھڑ گئی حالات کی نزاکت کے باوجود حاجی صاحب مرحوم اور ہم نے اپنی جدوجہد رکھی اور حضرت شیخ الہند کے یہاں آمدورفت جاری رہی ۔

انگریزوں کی کڑی نگرانی میں جہاد

بادشاہ خان نے اس سوال کے جواب میں کہ جب انگریز کی نگرانی اتنی کڑی تھی تو اتنی آمدورفت اور دیو بند میں قیام کیسے ممکن تھا ؟ فرمایا کہ حضرت شیخ الہندؒ مجھے اپنے مکان میں خفیہ رکھتے تھے اور کئی کئی دن اس گھر سے باہر نہ نکلتے اور اس کے علاوہ حضرت شیخ الہندؒ دیو بند سے باہر کسی غیر معروف اسٹیشن پر مجھ سے مل جاتے جس سے سی ، آئی ،ڈی کو بہ مشکل پتہ لگ سکتا اور وہ مجھے ضروری ہدایات سپرد کر دیتے ۔

جنگ عظیم چھڑنے پر حاجی صاحب ترنگ زئیؒ علاقہ نبیر چلے گئے اور وہاں سے سرفروشوں کی ایک جماعت تیار کر کے انگریزوں پر حملہ کر دیا اور کافی عرصہ تک نہایت جوانمردی، بہادری اور کامیابی کے ساتھ انگریز کے خلاف جہاد جاری رکھا۔

حاجی صاحب ترنگزئی کی ناکامی کے اسباب

راقم نے حاجی صاحب مرحوم کے اس جہاد کی ناکامی کے وجوہات کے متعلق استفسار کیا تو بادشاہ خان نے فرمایا کہ ایک اہم وجہ تو حاجی صاحب مرحوم کی اپنی اجتہادی غلطی تھی اور وہ یہ کہ انہوں نے اس جہاد کے لئے پوری تیاری نہیں کی تھی بلکہ ایک مختصر سی جماعت کو لیکر انگریز جیسے جابر اور مضبوط طاقت سے ٹکر لی اگر چہ حاجی صاحب کے

جانفروش سپاہیوں نے ذرہ برابر دریغ نہ کیا لیکن مجاہدین کو بالآخر سامان رسد کی قلت اور کمک نہ ملنے کی وجہ سے سخت مصیبت کا سامنا ہوا حالانکہ شیخ الہندؒ کے پروگرام کے مطابق پورے سارے سرحدی علاقوں کو منظم اور متحد کرنا اور اس کو مضبوط محاذ جنگ بنانا ضروری تھا اس کے بعد دشمن پر حملہ کرنا تھا اس کے علاوہ جہاد میں شکست کی ایک وجہ ان نام نہاد مولویوں اور خوانین کی گدیاں بھی ہوئیں جو صرف اپنی معمولی اقتدار، گدیوں کے بچاؤ اور انگریز کے کٹھ پتلی بننے کی وجہ سے سخت مخالفت کرتے تھے۔

بادشاہ خان نے کہا کہ اس کے بعد حاجی صاحب کی گرفتاری کا سخت خطرہ تھا اور حضرت شیخ الہند کی ہدایت بھی تھی اس لئے آپ آزاد قبائل یاغستان ہجرت کر گئے ان ایام میں مجھے بھی حراست میں لے لیا گیا تھا اور صرف مجھ کو اور میرے گاؤں والوں کو ایک لاکھ جرمانہ ادا کرنا پڑا اور سارے مدارس بند کر دیئے گئے تھے۔

جمعیۃ طلباء دارالعلوم حقانیہ کے وفد سے بادشاہ خان نے حضرت سید احمد شہیدؒ اور مولانا اسمٰعیل شہیدؒ کی ''جماعتِ مجاہدین'' کے متعلق کہا کہ حضرت شیخ الہند اور دیگر زعماء (آپ نے مولانا ابوالکلام آزاد کا نام بھی لیا) نے ان مجاہدین سے جو توقعات وابستہ کی تھیں وہ زیادہ تر حسن عقیدت اور ان کی سابقہ شاندار روایات اور ان سے دور رہنے کی وجہ سے تھیں۔

مولانا سندھیؒ سے تعلق و ملاقات

بادشاہ خان نے مولانا عبیداللہ سندھی کے متعلق بتایا کہ انھوں نے اور حضرت مولانا محمد میاں صاحب عرف منصور انصاری نے حضرت شیخ الہندؒ کے حکم پر کابل ہجرت کر کے وہاں کام شروع کر دیا چنانچہ جب ہندوستان سے عام ہجرت کے سلسلے میں ہم نے کابل ہجرت کی تو وہاں ان حضرات کے ساتھ ملاقاتیں کیں۔

ریشمی رومال کی تحریک

ریشمی خطوط کے متعلق بادشاہ خان نے کہا کہ ریشم کے بیل بوٹوں کی شکل میں کپڑوں پر خطوط لکھ کر حضرت شیخ الہند کی خدمت میں بھیجے جا رہے تھے جس کے نام سے یہ تحریک مشہور ہوئی۔

شیخ الہندؒ کے دیگر رفقاء کے نام

بادشاہ خان نے کہا کہ اس تحریک میں حضرت شیخ الہندؒ کے ساتھ مولانا عبیداللہ سندھیؒ، حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ قدس سرہٗ، حضرت حاجی ترنگ زئی صاحبؒ، مولانا فضل محمود صاحب مخفیؒ، مولانا عبدالعزیزؒ مولانا عزیر گل صاحبؒ، مولانا محمد میاں صاحبؒ عرف منصور انصاری مہاجر کابل، مولانا سیف الرحمٰن نے علی الخصوص کارہائے نمایاں انجام دیئے (انکے علاوہ کئی قابل ذکر حضرات بھی تھے جو اس وقت ذہن میں نہیں)۔

شیخ الہند سے بیعت

جمعیۃ طلباء دارالعلوم حقانیہ کے وفد سے بادشاہ خان نے فرمایا کہ میں باقاعدہ حضرت شیخ الہندؒ سے بیعت بھی ہو چکا ہوں وہ مجھ سے بہت خصوصیت رکھتے تھے خان عبدالغفار خان نے کہا کہ تحریک کے ساتھ ربط و تعلق اور میری سرگرمیوں کا آغاز ۱۹۱۱ء ۱۹۱۲ء سے ہوا جبکہ میں نے ابھی شادی بھی نہیں کی تھی بادشاہ خان نے راقم الحروف کے ایک جواب میں کہا کہ میں نے تقریباً ۳۵ برس تک جیل کاٹی ہے۔

شیخ الاسلام کی وفات پر دلی جذبات کا اظہار

بادشاہ خان نے آخر میں حضرت شیخ الاسلامؒ کی وفات پر دلی جذبات کا اظہار فرمایا اور ان کیلئے دعائے مغفرت کی اس سے قبل انہوں نے اکوڑہ خٹک کے ایک عام جلسہ میں بھی حضرت شیخ مدنیؒ کے لئے دعائے مغفرت کی اور کہا کہ ابھی حال ہی

میں ہم اس عظیم شخصیت سے محروم ہوئے جنہوں نے ساری عمر انگریز کو مصیبت اور پریشانی میں رکھا جنہوں نے ملک وملت کے لئے عظیم قربانیاں دیں بادشاہ خان نے حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنیؒ کی خودنوشت سوانح نقش حیات (میرے ذاتی نسخہ) پر دستخط کرتے ہوئے لکھا کہ مذہب، پیار، محبت، سچائی اور مخلوق خدا کی خدمت کا نام ہے۔

سوانح عمری کی تدوین

بادشاہ خان نے جمعیۃ طلباء دارالعلوم حقانیہ سے انکشاف کیا کہ میں نے تحریک حریت کا آغاز سے لے کر اس وقت تک کے واقعات اور اپنی سوانح میں ایک مبسوط کتاب لکھی ہے جس میں میں نے تحریک اور تحریک شیخ الہندؒ اور دیوبند کے ساتھ اپنے روابط وتعلق پر بھی تفصیل سے بحث کی ہے اور تمام گوشے قیام پاکستان تک واضح کیے گئے ہیں صرف ترتیب اور نظر ثانی باقی ہے جو وقت کی قلت کی وجہ سے ادھوری پڑی ہے میں نے اس موقع پر کہا کہ اگر گستاخی نہ ہو تو میرے خیال میں یہ کتاب آپ کے دوروں سے تو کیا خود آپ سے بھی زیادہ قیمتی اور جلد قابل توجہ ہے انہوں نے ہنس کر فرمایا میں خود اسے محسوس کر رہا ہوں اور انشاء اللہ عنقریب اس کے لئے فرصت نکالوں گا۔

طلباء کو نصیحت

آخر میں انہوں نے جمعیۃ طلباء دارالعلوم حقانیہ کو ایک پیغام میں کہا کہ وہ بیدار ہو کر اکابر کے نقش قدم پر چلیں اور ان کے طریق کار اور کارناموں سے سبق لیں کیونکہ غفلت کا انجام ہلاکت اور تباہی کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔

دارالعلوم حقانیہ اور جمعیۃ طلباء نے اپنے مقدس شیخ کے سانحہ وفات پر انتہائی رنج وغم کا اظہار کیا تعزیتی جلسے کر کے ریزولیشن پاس کرائے نیز کئی دن تک ایصال ثواب کیلئے قرآن خوانی و فاتحہ خوانی کی گئی دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم و بانی حضرت مولانا

عبدالحق صاحب سابق استاذ دارالعلوم دیو بند نے اپنے تعزیتی مکتوب میں ان تمام متوسلین شیخؒ و متعلقین کا شکریہ ادا کیا ہے جو حضرت شیخ الاسلامؒ نے نسبت کی وجہ سے دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے یا تعزیتی خطوط و پیغامات ارسال کئے نیز حضرت شیخؒ کے نقش قدم پر چلنے کی اپیل کی۔

تحریک ریشمی رومال کی وجہ تسمیہ

ضروری نوٹ: (یہ الجمعیۃ کی طرف سے اضافہ ہے، جو غالباً مولانا محمد میاں دہلوی کا لکھا ہوا ہے)

اس تحریک میں ریشمی رومال کو تحریک کا جزیا پروگرام جیسی اہمیت حاصل نہیں تھی اس بنا پر ریشمی رومال کی تفسیر وتشریح میں خود قائدین تحریک کے بیان مختلف ہیں مولانا محمد اسحاق صاحب قاسمی وگیاوی حضرت شیخ الاسلامؒ کے حوالہ سے یہ تحریر فرماتے ہیں کہ رومال پر ریشم سے حروف لکھے جاتے تھے اور خاص خاص لوگوں کو پہاڑوں کے راستے بھیجے جاتے تھے سب سے زیادہ صحیح بات وہ ہے جو صاحبزادہ محترم مولانا اسعد مدنی صاحب نے تحریر فرمائی صاحبزادہ صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

''یہ نام انگریزوں کی تحقیقاتی کمیٹی کا دیا ہوا ہے۔ اس لیے کہ ہدایات قبائل میں ریشمی رومال کے ذریعہ گئی تھیں بلکہ احقر کو یاد ہے کہ ایک بوڑھے شخص (جن کا اب انتقال ہو گیا ہے) حضرت قدس سرہٗ کے پاس آتے تھے وہ کاغذ کا پھول بہت عمدہ بناتے تھے وہ کاغذ کے گلدستے بناتے ان میں دیوبند سے جاری شدہ ہدایات کا خط رکھا ہوا ہوتا پھر وہ گلدستہ پشاور جا کر بکتا اس کی قیمت بہت بتائی جاتی تا کہ صرف وہی تاجر خریدیں کہ جو کابل سے آئے ہیں اور اس راز میں شریک ہیں اور اس طرح وہ خط حضرت مولانا عبیداللہ مرحوم تک پہنچتا تھا ایک صاحب اور دیوبند کے قریب گاؤں میں رہتے تھے موصوف کے ذریعہ ایک مرتبہ ایک خط حضرت شیخ الہندؒ نے سرحد بھیجا تھا اور پیدل سفر کرایا تھا ایک تلوار بھی موصوف کو دی تھی وغیرہ غرض ہدایات مختلف اوقات میں مختلف ذرائع سے گئیں مگر انگریزوں کے ہاتھ صرف وہ ریشمی رومال والی بات لگ گئی جس کو انہوں نے عنوان بنا لیا'' (الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر ص ۱۰۹)

خطاب

جناب خان عبدالولی خان صاحب

مختصر تعارف

فرزند ارجمند خان عبدالغفار خان،معروف سیاستدان وعوامی نیشنل پارٹی کے سابق رہنما

دارالعلوم حقانیہ ایک ویلفیئر خدائی سٹیٹ

دارالعلوم حقانیہ میں خان عبدالولی خان کی آمد اور خطاب

دارالعلوم میں ہر طبقہ فکر کے واردین وصادرین کی آمد و رفت جاری رہتی ہے ۷/دسمبر ۱۹۷۲ء کو نیشنل عوامی پارٹی کے رہنما خان عبدالولی خان صاحب ایک تعزیت کے سلسلہ میں اکوڑہ خٹک آئے تو حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہٗ کی مزاج پرسی اور ملاقات کیلئے دارالعلوم بھی تشریف لائے صوبائی وزیر اطلاعات خان محمد افضل خان بھی ان کے ساتھ تھے دفتر اہتمام میں حضرت مدظلہٗ سے ملاقات اور بات چیت کے بعد دارالعلوم کے تمام شعبوں کا معائنہ کیا، دفتر الحق میں بھی گئے اور سب کچھ دیکھ کر نہایت محظوظ ہوئے طلبہ کے قیام و طعام وغیرہ سہولتوں کی بناء پر آپ نے کہا کہ دارالعلوم تو واقعی معنوں میں ایک ویلفیئر سٹیٹ ہے تو ایک رکن دارالعلوم حاجی محمد یوسف نے کہا کہ خدائی سٹیٹ ہے اس لئے یہاں امن و عافیت اور خوشحالی کا دور دورہ ہے طلبہ کی خواہش پر خان صاحب نے دارالحدیث میں ایک برجستہ تقریر بھی فرمائی اور اس سے قبل مولانا سمیع الحق نے ان کو خوش آمدید کہا خان عبدالولی خان صاحب نے اپنی جیب خاص سے دارالعلوم کو گرانقدر عطیہ بھی دیا کتاب الآراء میں اپنے تاثرات میں آپ نے لکھا کہ میں

پہلی دفعہ دارالعلوم آیا دوبارہ مولانا بھاشانی کی معیت میں حاضر ہوا اور آج تیسری بار مجھے یقین ہے کہ یہ دیو بند کی روایات اور شیخ الاسلام مولانا مدنیؒ جیسے باعمل علماء کا کردار ادا کرتا رہے گا خان صاحب نے جوتقریر فرمائی اس کا کچھ حصہ یہاں دیا جا رہا ہے۔

دارالعلوم کے ساتھ بادشاہ خان کا دیرینہ تعلق

محترم حضرت مولانا صاحب اور طالب العلم بھائیو! اس دارالعلوم کے ساتھ باچا خان کا تعلق بہت دیرینہ ہے آپ سب حضرات کو یہ بات معلوم ہوگی کہ بادشاہ خان صاحب جب سیاست میں آئے تو سب سے پہلے آپ دیو بند گئے اور اب تک دیو بند کے علماء اپنے عمل، اپنے کردار، اپنے اٹھنے بیٹھنے، اسلامی تعلیمات سے اور قوم کی اصلاح وتربیت کے لحاظ سے اسلام کی اصل روح قائم رکھے ہوئے ہیں۔

بادشاہ خان نے سیاست کا آغاز دیو بند سے کیا

بادشاہ خان نے اپنی سیاست کا آغاز دیو بند سے کیا جیسا کہ ابھی میرے بھائی نے کہا (مولانا سمیع الحق ایڈیٹر الحق) امام الہند مولانا آزاد، شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی، مفتی کفایت اللہ جیسے اکابران کے ساتھی تھے تو آزادی ہند کے چلنے کا ایک سرچشمہ دیو بند تھا وہاں سے یہ چشمہ جاری ہوا برطانوی سامراج کے مقابلہ میں اکابر دیو بند تھے کہ کافر فرنگی اور نوآبادیاتی سامراج کے مقابلہ میں اٹھے شدائد برداشت کئے مسلمانوں اور لوگوں کو بیدار کیا۔

دارالعلوم حقانیہ دارالعلوم کے مشن پر گامزن

بڑی خوشی کی بات ہے کہ دیو بند کی وہی روشنی اسی نہج پر یہاں (دارالعلوم حقانیہ) میں نظر آئی جس نہج پر خود دیو بند اس سے روشن تھا افسوس! کہ وہ دیو بند ہم سے جدا ہو گیا

مگر دیو بند ہی سے اکابر حضرت مفتی محمود صاحب یہاں ہمارے مولانا عبدالحق صاحب یا ان جیسے دوسرے اکابر یہ سب چراغ کی روشنی یہاں بھی روشن کئے ہوئے ہیں۔

علم وعمل کی روشنی سے اکابر کی مشن کی تکمیل

(خان عبدالولی خان صاحب نے طلبہ کو روئے سخن متوجہ کرتے ہوئے فرمایا کہ) ان بڑوں نے سیاسی جدوجہد اور ملک کی آزادی کیلئے جو پرخار راستہ پکڑا تھا آپ اپنے عمل سے ثابت کر دکھائیں گے کہ آپ باعمل علماء میں سے ہیں اور امید ہے کہ وہی روشنی آپ کی تعلیم وکردار سے آئے گی جو مولانا مدنیؒ مفتی کفایت اللہ، مفتی محمود اور خود ہمارے ان مولانا صاحب (حضرت شیخ الحدیث) سے ہے۔

سازشوں کی وجہ سے باہمی اختلاف پر افسوس

پچھلے دنوں ہمارے درمیان کچھ اختلافات دشمنوں کی وجہ سے پیدا ہوئے تھے (الیکشن ۷۰ء اور اس کے بعد کے واقعات کو اشارہ ہے) مجھے اس پر افسوس ہے مگر آج بڑی خوشی اور مبارکبادی کی بات ہے کہ اسلام اور پشتو دونوں رشتوں نے ہمیں علماء کے ساتھ پھر ملا دیا ہے پہلی بار ہمارے اور آپکے بزرگوں نے اس ملک کی خدمت کی باگ ڈور سنبھالی ہے ہمارے اختلاف سے نقصان تھا آج یہ دوصوبائی حکومتیں (سرحد اور بلوچستان) اور دو پارٹیاں (نیپ اور جمعیت) ملک کی سلامتی اور اصول کیلئے میدان میں ہیں اور سب کا مشترکہ فرض ہے کہ ان قوتوں کو اور بھی مضبوط کریں بہرحال میں یہاں ایک تعزیت کیلئے آیا تھا تو اپنا فرض سمجھا کہ حضرت مولانا صاحب کو بھی سلام کرتے جاؤں یہ ہمارے بڑے ہیں اور میرے والد صاحب اور ان کی محبت تھی تو میں انکی سنت جاری رکھنا چاہتا ہوں۔

خطاب

چیئرمین سینٹ وسیم سجاد صاحب

مختصر تعارف

عرصہ تک سینیٹ کے چیئرمین رہے اس عرصہ میں متعدد بار عبوری طور پر ملک کے صدارت کے منصب پر فائز ہوئے پرویز مشرف کے زمانہ میں سینیٹ کے قائد ایوان رہے وزیراعظم جونیجو نے آٹھویں ترمیم وغیرہ سے متعلق دستور کمیٹی بنائی تھی جس کا احقر بھی رکن تھا،ان سے دیرینہ محبت اور دوستی قائم ہے چین ، ایران، ازبکستان اور مصر وغیرہ کے پارلیمانی دوروں کی رفاقتِ سفر بھی رہی اس سے قبل وفاقی وزیر قانون رہے۔

پاکستان کی نظریاتی بنیادوں کا تحفظ

چیئرمین سینٹ وسیم سجاد کی آمد اور خطاب مولانا سمیع الحق کا استقبالیہ خطاب

مورخہ ۲۹/ اپریل کو ایوان بالاسینٹ کے چیئرمین جناب وسیم سجاد صاحب سینٹ اور قومی اسمبلی کے اراکان پر مشتمل ایک نمائندہ وفد کے ساتھ دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے جمعہ کا روز تھا انہوں نے نماز جمعہ جامع مسجد دارالعلوم میں مولانا سمیع الحق کی اقتداء میں ادا کی اس موقع پر مولانا سمیع الحق مدظلہ نے مختصر خطاب فرمایا اور سینٹ کے چیئرمین نے مختصر جوابی تقریر بھی کیا مولانا سمیع الحق کی تقریر پارلیمنٹ کے نمائندہ وفد کے حوالے سے براہ راست حکمرانوں اور سیاستدانوں سے مخاطبت تھی قومی وملکی حالات کا تجزیہ، انگریز کے فرسودہ نظام کی تباہ کاریاں،عالمی سیاست کا اتار چڑھاؤ ،حکومت اور سیاسی قیادت کے فرائض، امت مسلمہ کی حالت زار اور نشاۃ ثانیہ کیلئے نشان راہ ،سنٹرل ایشیاء کی نوآزاد مسلم ریاستوں میں دینی تعلیمات کے فروغ کے لئے دارالعلوم حقانیہ کا کردار اور مسلم امہ کے لئے ممکنہ لائحہ عمل ،آزاد کشمیر، بوسنیا، افغانستان کی حالت زار، روسی نظام کے انہدام کے بعد امریکی نیو ورلڈ آرڈر کی تلوار، اس کی چیرہ دستیاں اور انجام اور اس نوعیت کے کئی ایک عنوانات پر ہمہ پہلو حاوی ایک بے لاگ تجزیہ وتبصرہ ہے جو بہی خواہان ملت اور مملکت کے ارباب بست وکشاد کے لئے نور بصیرت ہے اب مولانا سمیع الحق کا استقبالیہ خطاب اور جناب وسیم سجاد صاحب کی جوابی تقریر شامل خطبات کی جارہی ہے۔ (س)

کلماتِ خیر مقدمی   از مولانا سمیع الحق

ہماری خوش قسمتی ہے کہ آج پاکستان کے ایوان بالا جمہوری ادارہ سینٹ کے چیئر مین جناب وسیم سجاد، ڈپٹی چیئر مین جناب میر عبدالجبار خان اپنے رفقاء اراکین پارلیمنٹ جناب محمود خان اچکزئی ،جناب اجمل خان خٹک ، جناب نواب محمد ایاز خان جوگیزئی، جناب اعظم ہوتی جناب حمید خان اچکزئی کے ہمراہ دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے ان حضرات کی یہ خواہش تھی کہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے اساتذہ و مشائخ اور طلبہ سے ملاقات کریں چنانچہ آج انہوں نے یہاں نماز جمعہ پڑھنے اور یہاں کے طلبہ و اساتذہ سے ملاقات اور دارالعلوم کا معائنہ کرنے کا پروگرام بنایا۔

جامعہ حقانیہ ملت اسلامیہ کا علمی سرمایہ

جامعہ حقانیہ کو ملک بھر میں ایک علمی و دینی مقام اور مرکزیت حاصل ہے بحمد للہ آج یہ ملت مسلمہ کا ایک علمی سرمایہ ہے ملک بھر کے تمام علاقوں میں اس کے فضلاء خدمت علم و دین میں مصروف ہیں جناب اچکزئی صاحب جناب جوگیزئی صاحب اور جناب ڈپٹی چیئر مین صاحب ، بلوچستان سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ حضرات بھی خوب جانتے ہیں کہ آج بلوچستان کے اضلاع اور وہاں کے دور دراز کے پہاڑی علاقوں میں اگر علماء ملیں گے تو وہ زیادہ تر دارالعلوم حقانیہ ہی کے فضلاء ہوں گے اس لئے بلوچستان کے ان قائدین کو بھی دارالعلوم دیکھنے کی دیرینہ تمنا تھی۔

ساری دنیا میں جامعہ حقانیہ کی شاخیں

پھر گزشتہ ۴۰، ۴۵ سال سے افغانستان کے طلبہ بھی یہاں پڑھتے رہے اور خدا کا فضل ہے کہ گزشتہ جہاد میں محاذ جنگ کی قیادت دارالعلوم ہی کے فضلاء کے ہاتھ میں

رہی صرف جہاد ہی نہیں افغانستان کے تمام صوبوں میں اب جو دینی مدارس، تعلیم وتدریس کا سلسلہ جاری ہے یا جہاد سے قبل مراکز قائم تھے وہ بھی دارالعلوم ہی کا فیضان ہے وسطی ایشیاء کی نو آزاد مسلم ریاستوں میں بھی دارالعلوم حقانیہ نے اپنا تعلیمی تبلیغی اور تحریکی کام شروع کر دیا ہے خدا کا فضل ہے کہ آج دارالعلوم کے احاطۂ ماوراء النہر میں سو سے زائد طلبہ وسطی ایشیاء کی نو آزاد مسلم ریاستوں ازبکستان اور تاجکستان وغیرہ سے تعلق رکھنے والے زیر تعلیم ہیں اور ان کو ان ہی کی زبان میں پڑھایا جاتا ہے سنٹرل ایشیاء کے مزید ۵۰۰۰ سے زائد طلبہ اس کے منتظر ہیں کہ انہیں پاکستان لا کر دارالعلوم حقانیہ میں تعلیم دلائی جائے۔

امام حرم کی آمد پر طالب علم کی روح پرور تلاوت

ابھی تین ہفتے قبل دارالعلوم حقانیہ میں امام حرم تشریف لائے تھے یہاں پر انہوں نے ماسکو کے ایک طالب علم سے قرآن سنا تو ان کی آنکھوں میں آنسو آگئے یہ اسلام کا معجزہ ہے کہ وہاں پر مسلمان ڈیڑھ سو سال تک غلام رہ کر مقید اور محبوس رہ کر اسلام کی حفاظت کرتے رہے ان میں آج بھی سچی طلب تڑپ جذبہ اور ولولہ موجود ہے ان کی اسلام کے ساتھ وابستگی ،تعلق ، محبت اور شفیتگی کا جو تعلق ہے، اور جو کیفیت ہے وہ ہم سے مختلف اور بدرجہا بہتر ہے وہاں کے طلباء جب یہاں آتے ہیں تو کوٹ پتلون ، مغربی لباس میں ملبوس ہوتے ہیں مگر چند روز میں ان کی زندگی بدل جاتی ہے بلا کا حافظہ ہے غضب کا شوق علم و مطالعہ ہے یہاں چند روز قیام کے بعد ان کے چہروں پر نورانیت اور برکات ظاہر ہونے لگتے ہیں۔

مہمانان گرامی کو خراج تحسین

بہرحال میں عرض کر رہا تھا کہ دارالعلوم حقانیہ پر خدا کا فضل ہے آپ حضرات

جو دارالعلوم میں تشریف لائے ہیں میں تہہ دل سے آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں آپ ایوان بالا کے قائدین پارلیمنٹ کی مؤثر قوت ہیں قومی اسمبلی کے ممبر ہیں اور تجربہ کار پارلیمنٹیرین ہیں اللہ نے آپ کو موقع دیا ہے آپ پارلیمنٹ کے ہر دو ایوانوں میں ہماری تبلیغ اور آواز اور پیغام پہنچا سکتے ہیں۔

ملک کے سارے مسائل کا حل رجوع الی اللہ میں

دنیا کے نقشے بدل رہے ہیں روسی نظام درہم برہم ہو گیا امریکی نیو ورلڈ آرڈر خود اپنے ہاتھوں تباہ ہوگا لہذا ہمارے ملک کے سارے مسائل کا حل صرف اور صرف رجو ع الی اللہ میں ہے قرآن اور اسلامی نظام کے نفاذ میں مضمر ہے ہم نے پاکستان میں ۴۵ سال سے کوئی نیا نظام نہیں اپنایا اور نہ آزمایا ہم انگریز کے دیئے ہوئے اسی استحصالی نظام کے نفاذ میں لکیر کے فقیر بنے رہے جس کا ثمرہ لوٹ کھسوٹ ہے، ظلم وتشدد ہے، جھوٹ اور فریب ہے، جس میں نہ تو صحیح جمہوریت ہے اور نہ عدل وانصاف نام کا کوئی وجود اس لئے ہم آج تک ملک کو بحران سے نہ نکال سکے اسی انگریزی نظام ہی کی برکتیں ہیں کہ ملک میں بحران پہ بحران آرہا ہے۔

انگریز کے بنائے ہوئے نظام کا تسلط

جب ہم انگریزی نظام کہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ انگریزی نظام جو اس وقت وہاں برطانیہ یا امریکہ میں رائج ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ ہمارے لئے انگریز کا بنایا ہوا ظالمانہ اور وحشیانہ نظام جو وہ ہمیں دے کر چلا گیا ہے ورنہ اب انگریزوں کے ہاں مروجہ نظام میں ظلم وستم دہشت گردی اور اندھیر نگری کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا وہ اپنے لئے اور اپنی قوم کے لئے جمہوریت کے بھی قائل ہیں، بنیادی حقوق کے بھی، عدل وانصاف کے بھی، ان کے ہاں بوڑھوں کے بھی حقوق ہیں بے روزگاروں اور بچوں کے

بھی اور حیوانوں اور کتوں کے بھی مگر ہمارے ملک کو ایام غلامی کا جیل خانہ تصور کرتے ہوئے غلام قیدیوں کے لئے انہوں نے جو قواعد اور نظام وضع کیا تھا ہم آج تک اس پر حکومت کرتے چلے آرہے ہیں۔

ہر ملک کے اپنے اپنے نظام ہوتے ہیں

آپ دیگر ممالک پر نظر ڈالیں اسرائیل کا اپنا نظام ہے چین نے اپنا نظام بنایا بھارت نے اپنا نظام قائم کیا مگر یہاں پر انگریز کی معنوی اولاد نے مکمل نظام کی تبدیلی تو کجا کسی ایک شعبہ میں بھی تبدیلی نہیں آنے دی ہم آج بھی ۱۸۷۰ء اور ۱۸۷۵ء کے قوانین سے چمٹے ہوئے ہیں ہمیں نظریہ پاکستان کی قدر کرنی چاہئے تھی ہمیں اپنے نظریاتی اساس کا تحفظ کرنا چاہئے تھا۔

عالم اسلام کے خلاف عالم کفر کا اتحاد

آج ہمارے سروں پر نیو ورلڈ آرڈر کی تلوار لٹک رہی ہے دشمن سب ایک اور متحد ہیں چین، بھارت، روس اسرائیل اور امریکہ سب عالم اسلام کے مقابلہ میں ایک ہیں الجزائر، مصر، سعودی عرب، کشمیر، افغانستان، پاکستان سب ان کی مطلوبہ سیاست کا ٹارگٹ اور مفادات کا ہدف ہیں وہ سب یہ چاہتے ہیں کہ مسلمان اکٹھے نہ ہوں پہلے کمیونزم سے مقابلہ تھا امریکہ اس سے لڑتا رہا جب ایک صدی میں اس کی حقیقت اور اصل روپ نکھر کر سامنے آیا تو وہ ہاتھ دھو کر اسلام کے پیچھے پڑ گیا بنیاد پرستی اور دہشت گردی کا ہوا اکھڑ کر کے مسلمانوں کو وحشی باور کرانے کی تحریک چلائی اگر جہاد کا نام دہشت گردی ہے اگر آزادی اور حقوق کے حصول کے نام دہشت گردی ہے تو یاد رہے کہ یہ اسلام کے ساتھ لازم اور ملزوم ہیں امریکہ غور سے سن لے کہ مسلمان بغیر جہاد کے زندہ نہیں رہ سکتے۔

جہاد ملت اسلامیہ کا استحکام تشخص اور پہچان ہے

حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا ذروۃ سنامہا الجہاد اونٹ کا تشخص اور انفرادیت کوہان ہے ملت اسلامیہ کا استحکام، تشخص اور پہچان جہاد سے ہے امریکہ پر جہاد کی قوت ظاہر ہو چکی ہے اسی جہاد کی برکت سے مسلمان پھر اکٹھے ہوں گے روس کی طرح امریکہ بھی تہس نہس ہوگا مگر آج بدقسمتی سے ہماری سیاست بالعکس جارہی ہے ہمارے حکمران کیا سوچ رہے ہیں حکمران ہوں یا سیاست دان سب ایک سے ایک بڑھ کر امریکہ کو خوش کرنے میں لگے ہوئے ہیں ایٹمی پلانٹ کا مسئلہ ہو یا اسلامائیزیشن کا عمل، کشمیر کا مسئلہ ہو یا ملک میں کسی بھی تعمیری کام کا مسئلہ، جب تک امریکہ بہادر کے حضور سجدہ نہ کیا جائے اور وہاں سے اجازت نہ مل جائے قدم نہیں اٹھایا جاتا۔

معزز مہمانان گرامی نفاذ اسلام میں بنیادی کردار ادا کر سکتے ہیں

بہر حال میری گزارشات معزز مہمانوں سے یہی ہیں کہ اللہ نے آپ کو ایک مقام دیا ہے آپ پارلیمنٹ کا ایک نمائندہ وفد ہیں سینٹ نے گزشتہ نو دس سال سے بحرانوں میں جس طرح پاکستان کی رہنمائی کی ہے وہ ایک تاریخی ریکارڈ ہے آپ پاکستان میں نظام اسلام کے نفاذ میں بھی بنیادی اور مؤثر کردار ادا کر سکتے ہیں جب یہاں امن قائم ہوگا، اسلامی نظام نافذ ہوگا تو افغانستان سمیت سنٹرل ایشیاء کی وسطی ریاستوں تک اس کے علمی روحانی اور مادی و سیاسی اثرات پہنچیں گے اور امت کے اتحاد، غلبہ اور یکجہتی کی فضا بنے گی اور کیا خبر! کہ پاکستان کو اس میں سبقت و اولیت کا شرف حاصل ہو (مولانا سمیع الحق صاحب کے استقبالیہ خطاب کے بعد جناب وسیم سجاد چیئرمین سینٹ نے مختصر خطاب فرمایا)

جامعہ حقانیہ میں بار بار حاضری کی سعادت (جناب وسیم سجاد کا خطاب)

میں اپنی خوش قسمتی سمجھتا ہوں کہ مجھے ایک بار پھر یہ موقع ملا کہ میں جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں حضرت مولانا سمیع الحق کے ساتھ نماز جمعہ ادا کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں مجھے یہاں حاضری کی سعادت پہلے بھی دو مرتبہ حاصل ہو چکی ہے میں جب بھی یہاں حاضر ہوا میں نے دیکھا کہ بحمد للہ دین کی خدمت خوب ہو رہی ہے علم پڑھایا جا رہا ہے۔

مولانا عبدالحق کی شخصیت

شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ نے خلوص اور جانفشانی کیساتھ اس دارالعلوم کو ترقی دی ان کی عزت، شخصیت، عظمت اور کمال کی ایک دنیا معترف ہے صرف پاک و ہند ہی نہیں بلکہ تمام مسلم ممالک میں اگر بلند ترین علمی اور دینی مقام کسی شخصیت کو حاصل ہو سکتا ہے اور جس کا تصور ممکن ہے تو وہ مولانا عبدالحقؒ کو حاصل تھا۔

مولانا عبدالحق کے جانشین و قائم مقام

اسی طرح مولانا مرحوم کے جانشین مولانا سمیع الحق نے بھی اپنے عظیم والد کی روایات کو قائم رکھتے ہوئے اسلام کے پیغام کو آگے بڑھانے کی کوشش کی اور اس میں وہ سرخرو اور کامیاب رہے ہم ان کی دینی خدمات کے شکر گزار ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ان کو مزید دینی و قومی خدمات کے بہترین مواقع عطا فرماوے۔

نظام اسلام کے لئے مقدور بھر کوششیں

مولانا سمیع الحق صاحب نے اپنی تقریر میں ملک کے جمہوری اداروں کا ذکر کیا اس میں شک نہیں کہ قوم و ملک کی ترقی استحکام اور خوشحالی کے لئے ہم سب لوگ مقدور

بھرکوشش کر رہے ہیں مجھے یہ بھی خوشی ہے کہ ہم نے سینٹ میں جمہوری روایات کے استحکام میں جوکوششیں کی ہیں وہ مثبت ہیں اور قوم نے اسے سراہا ہے اور انشاء اللہ آئندہ بھی میں اور میرے رفقاء اپنی مثبت مساعی جاری رکھیں گے ۔

پاکستان کی نظریاتی اساس کا تحفظ

مجھے مولانا سمیع الحق کے ساتھ اس بات میں بھی اتفاق ہے کہ پاکستان میں نظریاتی اساس کا تحفظ نہیں کیا گیا اور اپنی قومی وملی روایات اور اپنا نظام نہیں اپنایا گیا ، جاپان ، امریکہ ، بھارت ، روس وغیرہ ہم ان کی قدر کرتے ہیں مگر ہماری روایات ، ہماری تاریخ اور ہمارا ماضی اور کردار ونظریہ ان سے مختلف ہے پاکستان کو اسلامی تاریخ اسلامی اقتدار اور معاشرتی حوالے سے اسلامی نقطۂ نظر سے دیکھا جاتا ہے۔

نفاذ اسلام میں مولانا سمیع الحق اور دیگر علماء کرام کی مساعی

یہاں کے نظام کے بدلنے اور اسلامی قوانین کے نفاذ میں علماء کرام بالخصوص مولانا سمیع الحق صاحب نے بھر پور کوششیں کیں اور ایک عظیم تاریخی شریعت بل سینٹ میں پیش کیا اور پاس کروایا اگر پاکستان میں نفاذ اسلام دینی قوتوں کے کردار اور شریعت کی بالادستی کی کوئی بات کی جائے گی تو مولانا سمیع الحق اور ان کی پانچ سالہ تاریخی جدوجہد کا ذکر سرفہرست آئے گا شریعت بل کی طویل تاریخی جدوجہد یہاں سے شروع ہوئی اور پھر تدریجاً آگے بڑھتی رہی میں ذاتی طور پر بھی مولانا سمیع الحق کا ممنون ہوں کہ وہ میرے بھائیوں کی طرح ہیں ہم سب کی اسلامی جدوجہد اور قومی وملکی خدمات کے معترف ہیں اور ہماری یہاں حاضری کے موقع پر ان کی مسرت استقبالیہ اور احترام پر شکر گزار ہیں۔

مولانا عبدالحق اور مولانا سمیع الحق کی دینی خدمات

صدر پاکستان جناب وسیم سجاد کی دارالعلوم حقانیہ تشریف آوری مجلس شوریٰ کے اجلاس میں شرکت وخطاب اور حضرت مہتمم صاحب مدظلہ سے ملاقات ومذاکرات ۔

وسیم سجاد کی مجلس شوریٰ کے اجلاس میں شرکت

۷/نومبر ۱۹۸۳ء کو صدر پاکستان جناب وسیم سجاد صاحب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہٗ سے ملنے کیلئے دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے اس موقع پر حسن اتفاق سے پہلے سے مجلس شوریٰ کا سالانہ اجلاس بلایا گیا تھا صدر پاکستان کی آمد اوران کی تشریف آوری سے بہت ہی کم وقت پہلے اطلاع ملی مگر اس کے باوجود مجلس شوریٰ کا اجلاس بغیر کسی التواء کے جاری رکھا گیا صدر پاکستان آئے تواس وقت اجلاس کی کاروائی کا آغاز ہو رہا تھا، انہوں نے اپنی آمد کے فوراً متصل دارالعلوم کی مجلس شوریٰ کے اجلاس میں شرکت کی اور مختصر خطاب بھی فرمایا۔

مولانا سمیع الحق کی خیر مقدمی کلمات

ان کے خطاب سے قبل دارالعلوم کے مہتمم مولانا سمیع الحق نے اپنے خیر مقدمی

کلمات میں خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا :

عالی مرتبت جناب صدر پاکستان برادرم وسیم سجاد صاحب جناب صاحبزادہ پیر صابر شاہ صاحب وزیراعلیٰ صوبہ سرحد ودیگر معزز حاضرین! ہمارے پاس ایسے الفاظ نہیں ہیں کہ یہاں آپ کی تشریف آوری پر ہم ان الفاظ سے اپنے جذبات کا اظہار کرسکیں اورشکریہ ادا کرسکیں یہ علماء اورطلباء اوردین کے خادم فقیروں کے پاس آپ کی تشریف آوری اور بوریوں پر ہمارے ساتھ بیٹھنے پر اللہ تعالیٰ ہی آپ کو اجر عطا فرمادے۔

دارالعلوم کی مجلس شوریٰ کا سالانہ تاریخی اجلاس

یہاں اتفاق سے پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق دارالعلوم کی مجلس شوریٰ کا سالانہ اجلاس بلایا گیا تھا، یہاں جو بزرگ اورساٹھ ستر افراد بیٹھے ہوئے ہیں، یہ دارالعلوم حقانیہ کی ایگزیکٹو باڈی ہیں اورسال بعد ان کا مشاورتی اجلاس ہوتا ہے،یعنی بجٹ اجلاس ،تو یہ مجلس شوریٰ کی مشاورت کے اجتماع کا پروگرام پہلے سے بنایا گیا تھا کل آپ کی تشریف آوری کی اطلاع آئی تو ہم نے کہا زہے قسمت! یہ ہمیں خوشی ہے کہ آج ایسے موقع پر آئے ہیں کہ یہ حضرات دارالعلوم کی ترقی ،اس کے استحکام اورنظم ونسق کے بارے میں جمع ہوئے ہیں اورہمیں اعزاز ہے کہ یہ ایک تاریخی اجلاس ہے دارالعلوم کی مجلس شوریٰ کے تاریخی اجلاسوں میں یاد رکھاجائے گا کہ جس میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے صدر مملکت نے بھی چندلمحات کے لئے شرکت کی ہے۔

صدر پاکستان وسیم سجاد کی وضع دار شخصیت

آپ کے لئے میرے دل میں جوقدر ہے سات سال آپ کے ساتھ ہم نے کام کیا ہے اورسینٹ کے چیئرمین کی حیثیت سے آپ نے انمٹ نقوش چھوڑے ہیں اوراللہ نے آپ کو جو اخلاق، جو تواضع اور جوملنساری دی ہے کسی حکمران میں ہم نے یہ

صفتیں نہیں دیکھیں کہ حکمرانی کے بعد وہ اپنے آپ کو کچھ نہیں سمجھتا یہی انسان کی بڑائی کا راز ہے۔

مجلس شوریٰ کی طرف سے معزز مہمان کو خوش آمدید

میں دارالعلوم کی مجلس شوریٰ کی طرف سے دل کی گہرائیوں سے آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں اورہمیں امید ہے کہ آپ ہمیشہ دارالعلوم حقانیہ کے ساتھ وہی تعلق ،وہی محبت جو ہمیشہ سے ہے اورحضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کے ساتھ جو عقیدت تھی اورآپ کے والد بزرگوار جناب جسٹس سجاد احمد جان صاحب کا جوتعلق تھا توان تعلقات کو انشاء اللہ برقرار رکھاجائے گا اورآپ کی سرپرستی ہمیں حاصل رہے گی (مولانا سمیع الحق صاحب کی استقبالیہ کلمات کے بعد صدر پاکستان وسیم سجاد نے اپنے خطاب کا آغاز کیا)۔

میرے بھائی میرے دوست

صدر وسیم سجاد! جناب مولانا سمیع الحق صاحب ومعزز اراکینِ مجلس شوریٰ دارالعلوم حقانیہ! حضرت مولانا سمیع الحق صاحب میرے بھائی ہیں، میرے دوست بھی ہیں اورآج میرا آنا ان ہی سے ملنے کے لئے تھا میرے لئے یہ بہت خوشی ہے کہ مجھے یہ موقع بھی میسر آیا کہ میں آپ حضرات سے جوکہ اس دارالعلوم کی مجلس شوریٰ کے رکن ہیں ان سے ملاقات کا موقع مجھے ملا۔

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کی خدمات

اس دارالعلوم کے بانی جناب شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمہ اللہ کو ساری دنیا جانتی ہے میرے والدصاحب کے بھی ان سے تعلقات تھے مولانا صاحب مرحوم کا جوکردار تھا انہوں نے جو کاوش کی ہے اوردین کے لئے جومحنت کی ہے

ہر شعبے میں، وہ سب لوگ جانتے ہیں اوران کا یہ کرداراور مقام، ایک ایسی چیز ہے جس کا میری طرف سے ذکر کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا، سب لوگ ان کی شخصیت کو تسلیم کرتے ہیں ان کی دینی خدمات کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں اور پاکستان کی سیاست میں ان کا جو خاص اور امتیازی کردار رہا ہے اس کو بھی ساری دنیا جانتی اور تسلیم کرتی ہے۔

دارالعلوم میں حاضری ایک سعادت اور حصول مسرت

میں پہلے بھی ایک دفعہ یہاں حاضر ہوا تھا اس دارالعلوم کو دیکھ کر، مجھے بہت خوشی ہوئی ہے اس دارالعلوم کے فضلاء بہت سے اسلامی ملکوں میں گئے ہیں مختلف شعبہ جات میں اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں میں ایک بار پھر آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے اتنی عزت بخشی اور میری حوصلہ افزائی فرمائی کی میں شکریہ ادا کرتے ہوئے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جس طریقے سے دارالعلوم چلا رہا ہے اس کو اور ترقی دے، مزید کامیابی دے اور یہاں کے جو طلبہ اور فضلاء ہیں اور اس وقت خدمت کررہے ہیں خدا تعالیٰ انہیں مزید خدمت کا موقع دے بہت بہت مہربانی۔

(یہاں سے فراغت کے بعد صدرِ پاکستان نے حضرت مولانا سمیع الحق کی معیت میں دارالعلوم حقانیہ کے تمام شعبہ جات کا تفصیلی معائنہ کیا، دفاتر، ماہنامہ الحق، ترجمانِ دین، مؤتمر المصنفین، تعلیم القرآن ہائی اسکول ادارۃ العلم والتحقیق، دفتر اہتمام، دارالافتاء، طلبہ کے ہاسٹلز اور زیرِ تعمیر سیمنار ہال اور جدید نوتعمیر شدہ دارالاقاموں کو دیکھا، اہم قومی وملکی مسائل پر تبادلۂ خیال کیا۔ یہیں پر حضرت مہتمم صاحب نے انہیں ضیافت دی)۔

(ماہنامہ الحق: ج نمبر۲۹، ش نمبر۳، دسمبر ۱۹۸۳ء، ص ۴۳ تا ۴۴)

خطاب

جناب ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب

مختصر تعارف

پاکستانی ماہر قانون اور ادیب، حکیم الامت علامہ اقبال کے فرزند، لاہور میں پیدا ہوئے۔ پنجاب یونیورسٹی سے بی۔اے پاس کرنے کے بعد 1954 میں انگریزی اور فلاسفی میں ایم اے کا امتحان اعزاز کے ساتھ پاس کیا اور طلائی تمغا حاصل کیا۔ 1954 میں کیمبرج یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی اور 1956 میں بارایٹ لا ہوئے۔ 1965 میں ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن کے نائب صدر اور 1971 میں لاہور ہائیکورٹ کے جج مقرر ہوئے۔ متعدد انگریزی اور اردو کتابوں کے مصنف ہیں۔ ہائیکورٹ سے ریٹائرمنٹ کے بعد ایک دانشور کی حیثیت سے آج بھی سرگرم عمل ہیں۔

افغانستان کے قیام امن میں طالبان کا کردار

شاعر مشرق ڈاکٹر علامہ اقبال کے فرزند جناب ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب اپریل ۲۰۰۰ء میں ایک نجی دورے پر افغانستان تشریف لے گئے تھے، تاکہ وہاں کی نئی صورتِ حال اور طالبان کی طرزِ حکومت کو بچشمِ خود ملاحظہ کریں، اور وہاں افغانستان کے سپریم کورٹ کے چیف جسٹس مولانا نور محمد ثاقب حقانی (جو حقانیہ کے فارغ التحصیل ہیں) سے بھی تبادلۂ خیال فرمایا واپسی میں ۴/اپریل کو اپنے رفقاء سمیت اچانک دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے اور دفتر الحق میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہٗ سے وہاں کی صورتحال پر تفصیلی تبادلہ خیال فرمایا اور حضرت مولانا مدظلہٗ کی خواہش پر آپ نے دورۂ افغانستان کے تاثرات طلبہ سے اپنے خطاب کے دوران فرمائے جناب ڈاکٹر صاحب نے جہاں تحریک طالبان اوران کے نظامِ حکومت کی کھلے دل سے تعریف کی وہاں آپ نے چند باتیں اپنی آزاد طبیعت اور مخصوص نقطۂ نگاہ سے بیان کیں جس پر مولانا مدظلہٗ دورانِ خطاب ہی ہلکے پھلکے انداز میں اختلاف نوٹ کرتے رہے ادارہ ان کی تقریر کا متن ٹیپ ریکارڈ کی مدد سے نقل کر رہا ہے لیکن بعض امور میں اختلافِ رائے کے ساتھ جناب ڈاکٹر صاحب کا شاید یہ پہلا خطاب ہے جو انہوں نے کسی دینی مدرسے میں علماء اور طلباء سے کیا ہو اب اسے شامل خطبات کیا جا رہا ہے (ادارہ)

دارالعلوم حقانیہ کی زیارت کی خواہش

خطبہ مسنونہ کے بعد! محترم حضرات! میں اور مولانا سمیع الحق ہم دونوں سینٹ میں کولیگس رہے ہیں اور مجھے یقین نہیں تھا کہ مولانا یہاں موجود ہوں گے ہم تین افراد

افغانستان کے دورہ پر گئے تھے، میرے دوست پروفیسر حفیظ ملک اور جنرل امتیاز ہم ابھی کابل سے واپس آرہے ہیں اور اسلام آباد جا رہے ہیں تو راستے میں انہوں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ دارالعلوم حقانیہ میں پہنچ کر کچھ طالبان اور دارالعلوم کے بارے میں معلومات حاصل کریں مجھے مولانا کی موجودگی کا پتہ چلا اور انہیں میری آمد کا تو پھر یہاں رکنے کا موقع ملا میں آپ سب سے مل کر بہت متاثر ہوا ہوں۔

قدامت اور جدیدیت کا قصہ

مولانا اور میرے خیالات بعض اعتبار سے تو ایک جیسے ہیں اور بعض مقامات میں جب میں انہیں جدیدیت کی طرف کھینچتا ہوں تو یہ مجھے قدامت کی طرف کھینچتے ہیں، تو یہ قدیم وجدید کا قصہ ہمارے درمیان چلتا آ رہا ہے کئی سال ہم نے سینٹ میں اکٹھے گزارے ہیں ابھی جب ہم کابل گئے تو افسوس یہ ہے کہ میں چاہتا تھا کہ غزنی بھی جاؤں اور قندہار بھی لیکن چونکہ ہم اپنے طور پر گئے تھے اور ہم حکومت کے کارندے نہیں تھے اور نہ ہی طالبان حکومت کو یہ علم تھا کہ ہم یہاں آئے ہوئے ہیں، اس وجہ سے ہم لوگ کابل تک ہی محدود رہے، وہاں کی حالت بہت خستہ ہے۔

آپس کی لڑائی اور افغانستان کی تباہی

اور جس دن ہم وہاں پہنچے تو مجھے یہ احساس ہوا کہ ہم بھی اس طرح اگر آپس میں لڑیں تو کس طرح ملک تباہ ہو سکتا ہے، اتنی تباہی تو وہاں روسیوں نے نہیں پھیلائی جتنی آپس میں جو War lords تھے انہوں نے پھیلائی اور طالبان نے سب سے بڑی جو خدمت کی ہے اس سرزمین کے لئے وہ یہ ہے کہ ان کو امن دیا ہے اور امن اس وقت سب سے بڑی ضرورت ہے وہی جو اور کوئی دینے کو تیار نہیں ہوتا تھا تو طالبان کی حکومت اس وقت جس طرح آپ سب کو علم ہے کہ تقریباً ۹۰ فیصد افغانستان کی سرزمین پر ہے

اورصرف ایک فیصد یا چھوٹی سی ایک پاکٹ ہے ایک حصہ ہے جو اس وقت ان کے دشمنوں کے قبضے میں ہے (یعنی شمالی اتحاد) اب اس وقت وہاں پر جنگ ہے لیکن کم ازکم میری اپنی دلی خواہش یہ ہے کہ پاکستان جس طریقے سے بھی کرسکتا ہے انکی مدد کرنے کو تیار ہو اوران کو رسد وسائل پہنچائے ۔

افغانستان پر روسی جارحیت اور خانہ جنگی کے نقصانات

روسی جارحیت اور پھر مختلف دھڑوں کی خانہ جنگی کی وجہ سے وہاں بہت سا نقصان ہوا ہے اس وقت وہاں سب سے زیادہ ضرورت غربت کو دور کرنے کی ہے بیماری کو دور کرنے کی ہے اوراس کے ساتھ ہی بے روزگاری وہاں پر بہت ہے، ہم نے تو محسوس کیا ہے کہ اس وقت وہ نہایت مشکل حالات سے دوچار ہیں، ساری دنیا ان کی اس وقت دشمن ہے اوراس وقت صرف پاکستان ہی ان کے ساتھ کھڑا ہے اور مجھے اس بات پر فخر ہے کہ پاکستان جو ہے اس وقت طالبان کے ساتھ کھڑا ہے اور جتنی حتی الوسع ہم اپنی طرف سے طالبان کی مدد سکتے ہیں کررہے ہیں ہماری موجودگی میں وہاں ایک قافلہ U.N کے Food Department کی طرف سے جو غالباً رسد کھانے کے لئے وہاں لوگوں کو کچھ دینے کے لئے دنیا کی طرف سے آیا ہوا تھا تو ہمارے وفد نے محسوس کیا کہ بہت سی ایسی چیزیں ہیں جن کی وجہ سے ہمیں کسی نہ کسی طریقے سے افغانستان کی مدد کرنی چاہیے اس وقت 1/10 حصہ دشمنوں کے قبضے میں ہے، شمالی اتحاد کے قبضے میں ہے اورساری دنیا اس وقت ان کے ساتھ ہے، روس ان کے ساتھ ہے، اسی طرح برطانیہ، امریکہ، ہندوستان اوراسی طرح دیگر ممالک بھی ان کا ساتھ دے رہے ہیں ۔

پاکستان کی مدد

اس وقت وہاں سوائے پاکستان کے میں سمجھتا ہوں کوئی بھی ایسا ملک نہیں جو

ان کی پوری مدد کرسکے ہم بھی اپنی مشکلات میں اس وقت گھرے ہوئے ہیں، ہمارے ہاں بھی اس طرح بے روزگاری اورقرض ہے جو باہر کے ملکوں کو ہم نے ادا کرنا ہے اس کی وجہ سے ہم کسی طور پر بھی انہیں پوری امداد نہیں دے سکتے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک مثال قائم ہوئی ہے دوچیزوں کے کرنے کی ضرورت ہے ایک تو ان کی امداد کی جائے مالی طور پر جس صورت میں بھی ہم کرسکتے ہیں تاکہ انہیں کھانے کا یا خوراک کا جو مسئلہ ہے وہ حل کیا جاسکے اوردوسرا یہ کہ ان کے ہاں بے روزگاری کو دور کیا جائے، ساری کی ساری سڑکیں ٹوٹی ہوئی ہیں اور بہت سے علاقوں میں کابل سمیت جو بارودی سرنگیں (Mines) انہوں نے بچھائی ہوئی ہیں ان کو دور کرنے کی ضرورت ہے اور ہر جگہ پہ کابل میں اگر آپ جائیں گے تو دیکھیں گے کہ وہاں لکھا ہوا ہے کہ ابھی تک Mines کی Clearing نہیں ہوئی ہے۔

پاکستانی ایمنسٹی کی غلط رپورٹ اور غزنی کی زیارت سے محرومی

ہم غزنی بھی جانا چاہتے تھے لیکن وہاں پر معلوم ہوا کہ بعض جگہیں مقامات اس قسم کے ہیں کہ وہاں شب خون مارا جاسکتا ہے یا کوئی دوسرا نقصان ہوسکتا ہے، اور ابھی بھی دشمن کی ٹولیاں اس قسم کی پھیلی ہوئی ہیں، جس کی وجہ سے شب خون یا دوسرے خطرات کے سبب ہم آپ کی سیکورٹی کی ذمہ داری پوری نہیں کرسکتے یہ بات ہماری پاکستان کی ایمنیسٹی کے ذمہ دار افراد نے ہمیں بتائی اورابھی بھی وہاں کے بعض علاقوں کے حالات مکمل طور پر ٹھیک نہیں ہوئے (۱) تو مجموعی طور پر یہ صورتِ حال ہے ۔

(۱) پاکستان ایمنیسٹی کے عملہ نے انتہائی غلط بیانی اور مبالغہ آرائی سے کام لیا ہے کابل سے غزنی جانے کا راستہ مکمل طور پر پُر امن ہے، عملہ نے اپنے آپ کو تکلیف سے بچانے کے لئے غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ (س)

مخیّر ادارے افغانستان کی مدد کریں

اور کسی نہ کسی طریقے سے جو مخیّر ادارے ہیں یا جن کا تعلق ضروری نہیں حکومتی اداروں سے ہو یعنی مخیّر ادارے جو کچھ بھی ان کے لئے دے سکتے ہیں ان کی مدد کر سکتے ہیں، چھوٹے چھوٹے بچے، بچیاں وہاں پر بعض جگہ بھکاریوں کی صورت میں پھرتے ہیں تو اس چیز نے وہاں مجھے سب سے زیادہ Attract کیا اور ہم نے سوچا کہ کسی نہ کسی طریقے سے اخباروں میں اور دوسری جگہوں پر یہ ذکر کیا جائے تا کہ یہ جو مشکلات اور پسماندگی کی صورت ہے کو تبدیل کیا جا سکے میں سمجھتا ہوں کہ اگر دنیائے اسلام میں افغانستان کے طالبان کامیاب ہوتے ہیں تو یہ ایک بڑی اچھی مثال ہوگی وہاں پر ہمیں دوسرے وزراء سے تو ملنے کا اتفاق تو نہیں ہوا چونکہ ہمارے پاس سرکاری یا گورنمنٹ کی طرف سے کوئی ایسی اسناد نہیں تھیں اور نہ ہی کوئی اس قسم دوسری صورت تھی۔

چیف جسٹس مولانا نور محمد ثاقب سے ملاقات اور تبادلہ خیالات

پاکستانی ایمبیسی کے ایمبیسڈر عزیز خان صاحب ہیں جن کا تعلق صوبہ سرحد سے ہے ان کی وساطت سے کم از کم چیف جسٹس سے وہاں کابل میں ان سے ملاقات ہو سکی، مولوی نور محمد ثاقب سے جو آپ کے ہاں حقانیہ سے پڑھے ہوئے طالب علم ہیں جہاں تک فقہ اور قانون کا تعلق ہے تو ان کو اس پر کافی عبور حاصل ہے، میری جو ان سے بات چیت ہوئی وہ یہی تھی کہ آپ نے یہاں پر جو اسلامی قوانین ہیں کو کس طرح نافذ کیا ہوا ہے، فوجداری کے سلسلے میں کیا صورتحال ہے اور دیوانی عدالتوں کی صورت میں کیا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ فی الحال تو ہم نے جو بھی فوجداری قوانین ہیں ان کو جرائم کے خاتمے کے لئے اسلامی دائرہ کے تحت لا کر اس پر زیادہ توجہ دی ہوئی ہے اور جہاں تک دیوانی معاملات کا تعلق ہے ان کے متعلق ہمارا رویہ یہی ہے کہ جو قوانین یہاں پر

نافذ العمل ہیں جب تک کہ وہ اسلام سے یا اسلامی اقدار سے اور قوانین سے متصادم نہ ہوں تو ہم ان کو اسی طرح جاری رکھے ہوئے ہیں لیکن جہاں تک یہ حدود کے سلسلہ کا تعلق ہے وہ وہاں پر نافذ ہیں Anyway بہت ساری ایسی باتیں تھی جو ان کے ساتھ زیر بحث آئیں۔

اجتہاد پر عمل حدیث معاذ کی روشنی میں

میرا تعلق جیسا کہ مولانا نے آپ سے فرمایا کہ میرے دل میں ایک چھوٹا سا باغی بھی ہے اور جب تک یہ بغاوت کا دل میں مادہ نہ ہو نیا راستہ اللہ تعالیٰ نہیں دکھاتا تو میں نے ان سے یہی گزارش کی کہ آپ اجتہاد کے عمل پر کس حد تک قائم ہیں، میں نے ان کے سامنے حوالہ حضور ﷺ کی حدیث سے دیا کہ جس میں انہوں نے حضرت معاذؓ کو یمن کا گورنر بناتے وقت ان کو ہدایت کی تھی کہ تمہارے سامنے جو مقدمات آئیں گے ان کے فیصلے کس طرح کرو گے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ قرآن کے مطابق فیصلے ہوں گے انہوں نے فرمایا اگر قرآن رہبری نہ دے تو پھر، تو انہوں نے کہا کہ پھر میں حدیث اور سنت رسول ﷺ پر چلوں گا تو انہوں نے کہا کہ اگر وہ بھی ہدایت نہ دے تو پھر؟ تو انہوں نے کہا کہ پھر میں اپنی عقل استعمال کروں گا تو میں نے ان سے سوال کیا کہ کیا یہ جو حضور ﷺ کی حدیث ہے کیا یہ تا قیامت جاری وساری ہے اور قائم ہے یا یہ کہ اس کا وقت گزر چکا ہے؟ تو میں نے کہا کہ میری نگاہ میں یہ جو اجتہاد کا تسلسل ہے یہ تا قیامت جاری وساری ہے وہ کہنے لگے کہ نہیں اس کے بعد کئی ائمہ آئے اور انہوں نے اجتہاد پورا کر دیا اور وہ پورا ہو چکا اور اب مزید اس کی گنجائش نہیں ہے۔

پاکستان کے مسائل اور اسکے اسلامی حل

پھر میں اس کے بعد اس بحث کو آگے نہیں لے کر گیا لیکن میں نے کہا کہ

ہمارے بعض مسائل اس قسم کے ہیں بالخصوص کم ازکم میرے ملک میں توسب سے بڑا مسئلہ آئین کا ہے کہ کونسا دستور ہو جو کہ صحیح معنوں میں اسلامی ہو اور آج کی جو ضروریات ہیں ان پر بھی حاوی ہو اور اس قسم کی اظہار رائے بھی ہو سکے جیسا کہ ہمارے ہاں شوریٰ کا تصور ہے اور اس کے ساتھ ہی ہم اپنے مسائل بھی حل کر سکیں۔ دوسری چیز میں نے انہیں کہا کہ ہمارے ہاں مشکلات Economics کی ہیں ہم چاہتے ہیں کہ بلاسود بینکاری یہاں پر رائج ہو اور اس کے لئے ہم یہاں کیا طریقہ کار اختیار کریں پھر میں نے کہا کہ یہاں ایک اور بڑا مسئلہ ہے اور وہ مسئلہ ہے معبدی اقتدار کا جس کی کشمکش ہے شخصی آزادی کے ساتھ، اس کے لئے کیا راہ نکالی جائے۔

دو انتہاؤں میں مکالمہ کی ضرورت

ہمارے جو مدارس سے طلباء فارغ التحصیل ہوتے ہیں آپ جیسی شخصیات وغیرہ اور جو ہماری سیکولر یونیورسٹیوں سے تعلیم حاصل کر کے نکلتے ہیں وہ ایک ہی محلے میں رہتے ہوئے بھی دو مختلف دنیاؤں سے تعلق رکھتے ہیں اور آپس میں ان کا مکالمہ ہو ہی نہیں سکتا تو یہ Dialogue کس طرح شروع کیا جائے، یعنی اس وقت مسلمانوں کو جو سب سے بڑا مسئلہ درپیش ہے خصوصاً مغربی دنیا میں وہ ایک Clash of Civilization ہے دو تمدنوں کا آپس میں Clash ہے یہ آپ کو ہر جگہ نظر آتا ہے آپ کیوں سمجھتے ہیں، کہ جو شمالی اتحاد جو مختلف دھڑوں کا ہے اور انہیں مختلف ممالک کی سرپرستی حاصل ہے افغانستان میں اور طالبان انکے درمیان کیا کشمکش ہے، کون لوگ ہیں جو اس وقت مسعود کے پیچھے ہیں، وہ سارے کے سارے وہ لوگ ہیں جو Clash 0f Civilization سے تعلق رکھتے ہوئے بغیر کسی وجہ کے اسلام کے مخالف ہیں وہ اسلام کو اس رنگ میں پیش کرتے ہیں جیسے کہ یہ ایک ایسا مذہب جو کہ آپ کو صرف Terrorism سکھاتا ہے اور اس کا کوئی

اور پہلو نہیں ہے، تو یہ Clash of Civilization جو اس وقت دنیائے اسلام سے باہر ہے وہی Inter Civilization ہم میں بھی پیدا ہو رہا ہے وہ کبھی فرقہ ورانہ صورت اختیار کرتا ہے اور کبھی جدید اور قدیم کے مسئلے کی صورت میں سامنے آتا ہے۔

جمال الدین افغانی کا فلسفہ اتحاد بین المسلمین

یہاں پر صرف سید جمال الدین افغانی کی ایسی شخصیت تھی جنہوں نے یہ کوشش کی کہ یہ جو دو مختلف طرز فکر ہیں ان کا آپس میں اتحاد ہو سکے چونکہ ہم میں اس وقت جو سب سے بڑا خدشہ تھا وہ مغربی طاقتوں کے پھیلاؤ کا تھا تو علامہ افغانی کامیاب ہوئے، اس سلسلے میں دنیائے اسلام کو متحد کرنے کے لئے تو وہی مرحلہ ہمیں اس وقت بھی درپیش ہے اور خاص طور پر جو افغانستان کی سرزمین ہے وہ اس وقت اس میں گھری ہوئی ہے اور ہمارے لئے بھی یہ اپنے دماغ کو Clear کرنا چاہیے کہ ہم نے یہ مسائل کس طرح حل کرنے ہیں اور کس طرح آپ میں اور وہ جو مغربی طرز کے یونیورسٹیوں سے تعلیم حاصل کرتے ہیں ان میں ایک طرح سے اختلاط پیدا ہو اور آپ ایک دوسرے کے قریب آئیں تاکہ آپ مسائل سمجھ سکیں کہ اس وقت جو جدید دنیا کے مسائل ہیں وہ کیا ہیں۔

اجتہادی کلچر پیدا کرنے کی ضرورت

بہرحال یہ تو ایک بڑی طویل بحث ہے اور خاص طور پر میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے جو دینی دارالعلوم ہیں ان میں سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ آپ میں سے ہر ایک میں اجتہادی کلچر پیدا کیا جائے اور آپ ہر مسئلے کے بارے میں خود صاحب اجتہاد ہوں اور آپ کو اس بارے میں کچھ Courage کی ضرورت ہے، کچھ حوصلے کی ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے کہ اجتہادی فکر وہ اتنا ضروری ہے کہ اگر آپ کا اجتہاد غلط بھی ہو لیکن آپ کی نیت صاف ہو تو اس کا بھی اللہ تعالیٰ آپ کو معاوضہ دے گا تو مقصد

یہی ہے کہ آج کے زمانے میں جو آج کی ضروریات ہیں ان کے اوپر حاوی ہونے کی
کوشش کی جائے اور میں تو یہ سمجھتا ہوں اور آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا کہ آپ کی کلاس
شروع ہونے والی ہے لیکن میری دلی خواہش ہے اور میں نے مولانا سے بھی کہا ہے کہ
اگر میں جوانی میں یہاں آتا تو میری یہ بڑی خواہش تھی کہ یہاں سے تعلیم حاصل کرتا مگر
میرا پھر بھی یہی خیال ہے کہ اگر یہاں سے مجھے اگر پوری Equipment ملتی اور میرے
پاس سارا علمی اسلحہ آپ والا ہوتا تو میں زیادہ دلی طور پر اور حوصلے کے ساتھ نیا راستہ نکال
سکتا تھا (اس موقع پر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے ہنستے ہوئے ڈاکٹر جاوید اقبال کو لقمہ دیا کہ پھر
آپ اجتہاد بھی نہ کرتے، اس پر ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب اور دیگر تمام شرکاء خاصے محظوظ ہوئے)

تشکیل فکر کی ضرورت

اس وقت ہمیں تشکیل فکر کی ضرورت ہے اور مذہب میں اور خاص طور پر فقہ
کے معاملات میں، میں یہ سمجھتا ہوں کہ عبادات میں ہمیں کسی اجتہاد کی ضرورت نہیں ہے
اور اس وقت فی الحال ہمیں صرف معاملات کے بارے میں فکر کرنی ہے اور ان کے مسائل
کو حل کرنے کی ضرورت ہے کہ ہمارا اساسی نظام کیا ہو، ہمارا ثقافتی نظام کیا ہو، ہمارے
معاشی مسائل کو کس طرح حل کیا جا سکے؟ آپ ریسرچ کر کے ہمیں خود بتائیں کہ بلاسود
بینکاری کس طرح ہو اور ربوا میں اور آج کے سود میں کیا فرق ہے؟ اور ان سارے مسائل
پر غور کی ضرورت ہے اور خصوصاً آج ان مدارس کے علاوہ اور کون ان مسائل کو حل کرے
گا؟ اور اگر یہ مثال افغانستان میں بنتی ہے کہ وہاں آپ ہی جیسے مدرسوں اور دارالعلوم سے
تعلیم حاصل کرنے والے اس وقت حاکم ہیں کل اللہ تعالیٰ آپ کو بھی یہاں حاکم
بنا سکتا ہے تو آپ کو یہ ساری چیزیں سوچ کر تیار رکھنی چاہئیں تو بہر حال مجھے آپ سے
بہت ساری توقعات وابستہ ہیں اور مجھے خاص طور پر مولانا صاحب کی یہ بات بڑی پسند

آئی کہ وہ کہنے لگے کہ آپ ہماری بات بھی کر گئے ہو اور اپنی بھی، تو میں نے انہیں کچھ لکھ کر
دیا کہ میں اگر یہاں جوانی میں آتا تو یہیں بیٹھ جاتا اور یہیں سے اپنی تعلیم حاصل کرتا کوئی
راستہ بھی نکالتا تو ساتھ کہتے ہیں کہ آپ اپنی بات بھی کر گئے ہو تو کوئی نیا راستہ نکالنے کا
میرا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ اکبر بادشاہ کی طرح کوئی نیا دین ایجاد کرتا۔

قدیم علوم کے ساتھ جدید سے بھی آگاہی کی ضرورت

میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ وقت کی ضروریات کے مطابق مسلمانانِ عالم اسوقت
مختلف ملکوں میں تقسیم ہیں ہمارے پاس ایسا کوئی ادارہ نہیں یہاں پر، اگر تیونس میں کوئی
قانون پاس ہوتا ہے تو مصر میں اس سے مختلف قانون ہوتا ہے اور یہاں مختلف ہوتا ہے وہ
جو اسلام کا ایک مقصد تھا کہ ملت میں ایک ہی قسم کے قوانین ہوں وہ اب حل نہیں ہو رہا
تو اس کو حل کرنے کے لئے ایک عالمی ادارے کی بھی ضرورت ہے ہمیں کوئی اصلاح باہر
سے نہیں ملتی ہمیں کوئی پتہ نہیں عربوں نے جو نظام قائم کر رکھا ہے بلاسود بینکاری کا جس کو
Profit & loss Account یا جس کو Mark up Accounts وغیرہ کہتے ہیں لیکن وہ ہماری
سپریم کورٹ نے کالعدم قرار دے دیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں یہ تو پتہ ہے کہ
بینک کا جو سود ہے وہ ممنوع ہے لیکن اس کے متبادل کی ہمارے سامنے وضاحت نہیں ہے
تو وہ وضاحت بھی آپ کے ذمے ہے اس وجہ سے آپ صرف دینی علوم ہی پر زیادہ توجہ
نہ دیں بلکہ یہ بھی جاننے کی کوشش کریں کہ Economics سے کیا مراد ہے جدید علوم
کیا ہیں، قوم کا تخیل کیا ہے؟ قوم کا لٹریچر کیا ہے؟ شعر و شاعری کیا ہے؟ یہ سب جاننے کی
چیزیں ہیں تا کہ وہ امتیاز اور فرق جو دینی مدرسوں سے فارغ التحصیل طالب علم اور دوسری
یونیورسٹیوں کے درمیان پایا جاتا ہے اسے ختم کر دیا جائے، آپ کو صرف ملا نہ سمجھا جائے
بلکہ آپ کو عالم سمجھا جائے اور صحیح معنوں میں عالم سمجھا جائے۔

جمال الدین افغانی سے علماء کی پرخاش کیوں؟

سید جمال الدین افغانی سے جو علماء کی پرخاش ہوئی اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ وہ کہتے تھے کہ تم نے علم کو محبوس کررکھا ہے آپ نے علم کے معنی محدود کر کے وہی عالم قرار دے دیا ہے جو کہ دینی علوم کا ماہر ہو کیا ڈاکٹر عبدالقدیر عالم نہیں ہے کیا؟ ایسا شخص جو تاریخ کا ماہر ہو وہ عالم نہیں ہے پرانے زمانے میں تو ہر وہ شخص عالم تھا جو علم جانتا تھا لیکن اب آپ نے علم کی تشریح کو اتنا محدود کر رکھا ہے کہ علم سے مراد صرف وہی ہے یعنی فقہ، تفسیر اور حدیث کے متعلق جو معلومات اور معاملات ہوں تو اس کے لئے بھی آپ نے بتایا کہ آٹھ سال کا کورس ہے جو کہ ایک محدود قسم کا کورس ہے اور آٹھ سال میں آپ کی جوانی گزر جاتی ہے مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہٗ نے درمیان میں بات کاٹتے ہوئے فرمایا کہ یہ کورس محدود نہیں ہے بلکہ اس کورس میں چودہ سے زیادہ علوم پڑھائے جاتے ہیں اور اس کے علاوہ عصری علوم کا بھی ایک بڑا حصہ ہم نے نصاب میں شامل کر دیا ہے جبکہ پرائمری اور ہائی سکول تک آٹھ دس سال گزارنے پڑتے ہیں۔

جدید علوم کا حصول اور دنیوی مسرت:

آج جدید علوم حاصل کئے بغیر کسی قوم کے لئے چارہ ہی نہیں ہے آباد رہنے کا تو وہ کس طرح حاصل کئے جائیں گے تو مطلب یہ ہے کہ اسلام کا اصل مقصد اگر آپ جدید نقطہ نگاہ سے دیکھیں تو وہ Dual concept of Happiness ہے کہ اس دنیا میں بھی خوشی حاصل کرنا، اطمینان حاصل کرنا، مسرت حاصل کرنا اور آخرت میں بھی اس کے لئے تیاری کرنا تو یہ دو Dual concept of Happiness اسلام کا نظریہ ہے، جو ہمیں متمیز کرتا ہے یونانی اور اسی طرح کے دیگر مغربی افکار سے کیونکہ مغربی فکر تو یونان ہی کی عکاسی کرتی ہے لیکن ہمارا جو تصور ہے اسلام کا وہ تو Dual ہے اسکا مطلب یہ نہیں کہ ہم Other Worldiness پر

صرف زور ڈالیں کہ آخرت ہی اصل حقیقت ہے یہ جو زندگی ہے یہ تو عارضی ہے اگر یہ عارضی بھی ہے تو یہاں بھی رہ کے ترقی کی ضرورت ہے۔

عالم اسلام کا روشن دور اور تعلیم

جب عالم اسلام کا تمدن روشن تھا تو ہم ہی معیار تھے دنیا کو علم ہم دیتے تھے مغربی یونیورسٹیوں سے جو تحصیل علم کیلئے طالب علم آتے تھے وہ ہماری اسلامی یونیورسٹی میں ہی آتے تھے مثلاً قرطبہ میں آتے تھے، قاہرہ (الازہر) جاتے تھے انہی یونیورسٹیوں سے تعلیم حاصل کرتے تھے تو اب ایسا زمانہ بدل گیا ہے اس زمانے میں تو یورپین کے لئے عربی لباس پہننا اور نہانا پاک صاف ستھرا رہنا یہ سب مسلمانوں سے سیکھا اس زمانے میں جو نہاتا تھا، عربوں کے لباس پہنتا تھا ان کو پادری کہتے تھے کہ یہ کافر ہے اور دیکھو جی یہ نہاتا ہے، کتنے ظلم کی بات ہے، یہ پاک وصاف رہتا یعنی غلاظت بھی ایک طرح سے فخر کی نشانی سمجھی جاتی تھی تو میں بھی یہی عرض کروں گا کہ ہم نے جب دنیا کو ایک جدید تعلیم سے روشناس کرایا تو ہم کیوں دنیا سے ڈر جائیں ہمیں ان تعلیمات کو حاصل کر کے اپنی ہی طرف سے دنیا کو ایک نیا راستہ دکھانا ہے جو جدید علوم ہیں ان سے بھی باخبر رہنے کی ضرورت ہے مجھے آپ سے مل کر بڑی مسرت ہوئی ہے اور میں اب بھی بار بار کہتا ہوں کہ ہمیں آپ سے بڑی امیدیں وابستہ ہیں۔

ضبط وترتیب: جناب فیصل حنیف

(الحق: اپریل ۲۰۰۰ء ج ۳۵، ش ۷، ص ۷ تا ۱۵)

فرزند اقبال کے ساتھ ایک علمی نشست

فرزند اقبال جناب جسٹس (ر) جاوید اقبال صاحب جب دارالعلوم تشریف لائے تو دفتر الحق میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ' مولانا حامد الحق حقانی اور دیگر حضرات کی موجودگی میں ان سے جو سوالات مدیر الحق جناب راشد الحق نے کئے اس انٹرویو کا خلاصہ مولانا ابراہیم فانی صاحب کی طرف سے پیش خدمت ہے اس علمی نشست میں متعدد علمی موضوعات پر سیر حاصل گفتگو ہوئی جس میں خصوصیت کے ساتھ موجودہ دور اور مسئلہ اجتہاد اور اکیسویں صدی اور عالم اسلام جیسے اہم مسائل زیر بحث آئے لیکن ہم یہاں پر تحریک طالبان افغانستان کے حوالے سے انکے خیالات پیش کررہے ہیں ضروری نہیں کہ ادارہ ان کے خیالات سے کلی اتفاق کرے۔

طالبان کے خلاف شمالی اتحاد کا پروپیگنڈا

آپ نے طالبان حکومت کے بارے میں کہا کہ چونکہ طالبان کے سربراہ اور دوسرے اراکین پشتون اور پشتو زبان بولنے والے ہیں اس لئے شمالی اتحاد کے لوگ ان کے خلاف پروپیگنڈہ کرتے ہیں اور فارسی بان ان سے شاکی ہیں اور اسی طرح انگولسانی منافرت پھیلانے کا ایک موقع ہاتھ آیا ہے طالبان حکومت کو ایک جامع حکمت عملی اپنانی

چاہیے امن و امان برقرار رکھنے کے ساتھ ساتھ عوام کی اقتصادی بہتری کی طرف بھی وہ توجہ دیں کیونکہ وہاں پر غربت اور بیروزگاری عام اور تنخواہیں بھی ملازمین کو نہیں ملتی شمالی اتحاد احمد شاہ مسعود کے ساتھ تمام کفری طاقتیں امداد کررہی ہیں اور وقتاً فوقتاً طالبان حکومت کو زک کرنے کیلئے حملے کررہا ہے طالبان کو چاہیے کہ یہ جو مختصر سا علاقہ احمد شاہ مسعود نے قبضہ کیا ہے اور اسکے زیر کنٹرول ہے اسکو بھی فتح کرکے ملک کو ترقی کی راہ گامزن پر کرے پاکستان کے فوجی حکمران چیف ایگزیکٹیو پرویز مشرف کو چاہیے کہ حالات کے مطابق انکی امداد کرے میرے خیال میں اس وقت کشمیر سے زیادہ افغانستان اہم ہے کیونکہ جب افغانستان میں ایک مستحکم حکومت قائم ہو جائے تو کشمیر کی منزل آسان ہو جائیگی۔

قیام امن میں طالبان کا کردار

ایک سوال کے جواب میں جناب ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ افغانستان میں طالبان کی وجہ سے کافی امن و امان قائم ہوگیا ہے لیکن طالبان کو چاہیے کہ وہ بعض شدت پسندانہ اقدامات سے گریز کریں اور ایسا رویہ اپنائیں کہ لوگوں کی توجہ جو اس وقت انہیں حاصل ہے وہ دیرپا ثابت رہے بعض چھوٹے اور ناسمجھ طالبان کی بعض حرکتوں سے تحریک طالبان کے بڑے کاز کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے طالبان کو عورتوں کے نظام تعلیم اور شخصی آزادی کی طرف بھی توجہ کرنی چاہیے طالبان ٹیلی ویژن وغیرہ سے اچھے کام بھی لے سکتے ہیں فی الحال تو انہیں ساری توجہ شمالی اتحاد کی سرکوبی کی طرف کرنی چاہیے تاکہ یہ روز روز کے جھگڑے ختم ہو جائیں۔

چیف جسٹس سے ملاقات اور تبادلہ خیالات

انہوں نے فرمایا کہ میں نے افغانستان میں طالبان حکومت کے چیف جسٹس

جناب مولانا نور احمد ثاقب سے بات چیت کی اور انکے ساتھ قوانین اور نظام کے متعلق گفتگو ہوئی انہوں نے کہا کہ اب ہم نظام عدل اور سول لاز کی طرف توجہ دے رہے ہیں افغانستان کے چیف جسٹس نے کہا کہ سابقہ قوانین جو اسلامی نظام کے ساتھ متصادم نہیں وہ بحال رکھے جائیں گے ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب نے کہا کہ میں نے افغانستان کے چیف جسٹس سے سوال کیا کہ حضور ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل کو یمن بھیجتے وقت یہ پوچھا کہ تم کس طرح فیصلہ کروگے؟ اس نے کہا کتاب اللہ سے اسکے بعد سنت سے اور اسکے بعد پھر اپنی عقل اور اجتہاد سے کام لونگا تو اب اس حدیث کی رو سے اجتہاد کرنا چاہیے یا نہیں تو انہوں نے کہا کہ اسکے بعد آئمہ، فقہا اور مجتہدین آئے اور اگر بالکلیہ ہم اجتہاد کا دروازہ کھلا رکھیں تو پھر بہت سے خطرات پیدا ہونگے ڈاکٹر جاوید اقبال نے فرمایا کہ میرا نکتہ نگاہ یہ ہے کہ عبادات وغیرہ تو صحیح ہیں ان میں اجتہاد کی ضرورت نہیں البتہ معاملات تو آئے دن بدلتے رہتے ہیں اور اب تو نئے نئے طریقے آزاد تجارت اور جدید مواصلات کا دور ہے ہر چیز ٹی وی اور انٹرنیٹ وغیرہ پر آ گئی ہے، اسکے متعلق تو اجتہاد کا کام جاری ہونا چاہیے میرے خیال میں ایسی قانون سازی کی ضرورت ہے جسے فیملی پلاننگ تعدد ازدواج وغیرہ کے متعلق بھی سوچنا چاہیے اور دینی اداروں میں اجتہادی فکر ونظر کے لوگ پیدا ہونے چاہئیں اب نت نئے مسائل پیدا ہو رہے ہیں مثلاً بلاسود بینکاری تو اسکے متبادل نظام کیلئے بھی سوچنا ہوگا ڈاکٹر جاوید اقبال نے کہا کہ میں نے نواز شریف کے دور حکومت میں انکو کہا تھا کہ شریعت بل پر اختلاف نہیں ہونا چاہیے کیونکہ حضرت علامہؒ نے فرمایا ہے کہ...... ع ہست شیطان از جماعت دور تر

پھر پاکستان کا قانون قرآن وسنت کے مطابق ہونا چاہیے اسکا مطلب یہ ہے کہ قرآن اور سنت اسلامی قانون کیلئے سورسز ہیں۔

جامعہ حقانیہ کے بارے میں تحریری تاثرات

جناب ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب نے دارالعلوم حقانیہ کے بارے میں رائے بک میں جن نیک خواہشات کا اظہار فرمایا ہے وہ حسب ذیل ہے۔ (س)

میں نے آج مولانا سمیع الحق صاحب کی دعوت پر دارالعلوم کا دورہ کیا اور ان کے کتب خانوں اور طلباء کی تعداد سے بے حد متاثر ہوا اگر جوانی میں آتا تو شاید یہیں سے تعلیم حاصل کرتا اور اس ادارے کے فیض سے مسلمانانِ عالم کے لئے کوئی تخلیقی تحقیقی نئی راہ نکالتا فکر نو کی تشکیل کی اشد ضرورت ہے ......

دیکھ چکا المنی، شورشِ اصلاح دین
جس نے نہ چھوڑے کہیں، عہد کہن کے نشان
چشم فرانسیس بھی، دیکھ چکی انقلاب جس
سے دگر گوں ہوا، مغربیوں کا جہاں
قلب مسلماں میں ہے، آج وہی اضطراب
راز خدائی ہے یہ، کہہ نہیں سکتی زباں
دیکھئے اس بحر کی، تہہ سے اچھلتا ہے کیا
گبندِ نیلوفری، رنگ بدلتا ہے کیا

جاوید اقبال: ۴؍اپریل ۲۰۰۰ء

خطاب

ڈاکٹرابوسلمان شاہجہانپوری صاحب

مختصر تعارف

برصغیر پاک وہند کے عوام میں یکساں مقبول، مشہور اور معروف مصنف، عظیم محقق اور مستند و معتبر مورخ۔ بے شمار کتابیں اور مقالے تحریر کر چکے ہیں جن کی ملک میں اور دیگر مما لک میں پذیرائی ہوئی ہے۔ ابوسلمان شاہ جہانپوری، اپنی ذات میں ایک مکمل ادارہ ہیں کہ جو کام انہوں نے کیے ہیں وہ شاید کوئی ادارہ بھی نہ سرانجام دے سکے۔ وہ ابوالکلامیات پر ایک اتھارٹی ہیں۔ انہوں نے علم وتحقیق اور تاریخ کے میدان میں اتنا بڑا کام کیا ہے کہ جس کی داد شاید آج تو ان کو کوئی دے نہیں سکا لیکن مستقبل میں مورخین و مصنفین شاید یہ حق ادا کرسکیں۔ انہوں نے برصغیر کی بڑی شخصیات کے بارے میں بہت کچھ لکھا ہے جن میں شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمہ اللہ، مولانا عبیداللہ سندھی رحمہ اللہ، مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ، مفتی کفایت اللہ اور مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ وغیرہ شامل ہیں۔ (س)

علماء ہند کے شاندار ماضی کے ترجمان

ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری کی جامعہ حقانیہ آمد اور ملاقات

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کا استقبالیہ اور ڈاکٹر صاحب کا جوابی خطاب

ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہان پوری ہمہ جہت شخصیت

جناب ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہان پوری کے نام سے کون واقف نہیں آپ ایک ادیب، مؤرخ، سکالر، پروفیسر اور استاد الغرض بے شمار خوبیوں سے آراستہ اور متعدد کمالات سے متصف ہیں؟ زمانۂ طالب علمی سے استادِ محترم حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہٗ سے نام سنا کرتا تھا آپ ان کے کتابوں کا ذکر فرماتے، لاشعوری کے اس دور میں احقر نے حضرت الاستاد کی تحریک پر آپ کی دو کتابیں ''مفتی کفایت اللہ ایک سیاسی مطالعہ'' اور ''شیخ الہند ایک سیاسی مطالعہ'' خریدیں اور پڑھیں بس پھر کیا تھا ڈاکٹر ابوسلمان کے نام سے عشق ہوگیا جو بھی کتاب سامنے آتی خریدتا امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزاد کی شخصیت پر تو آپ کی کتابیں بے شمار ہیں ملاقات کی آرزو تھی کئی مرتبہ کراچی کا سفر کیا اور ہر مرتبہ ڈاکٹر ابوسلمان سے ملنے کی تمنا ہوتی مگر کبھی کراچی بالخصوص جہاں ڈاکٹر صاحب رہتے ہیں، کے حالات خراب ہونے کی وجہ سے اور کبھی اپنی مصروفیات کی وجہ سے تمنا، تمنا ہی رہی۔

ڈاکٹر صاحب کی آمد پر دلی مسرت

پرسوں ترسوں استادِ محترم حضرت حقانی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کتب خانہ میں تشریف فرما تھے فرمایا ''ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری تشریف لا رہے ہیں'' احقر نے پوچھا ''استاد جی! کہاں تشریف لا رہے ہیں؟'' فرمایا مادرِ علمی جامعہ دارالعلوم حقانیہ اور جامعہ ابوہریرہ آ رہے ہیں ان کا فون بھی آیا ہے اور خط بھی۔

ڈاکٹر صاحب کی جامعہ کی تمام شعبہ جات کا معائنہ

بس کیا بتاؤں مجھے کتنی خوشی ہوئی اور کیوں نہ ہو برسوں کی تمنا پوری ہو رہی تھی فوراً پوچھا: ''استاد جی! کب آ رہے ہیں؟'' فرمایا وہ کل آنے والے تھے مگر کل جمعہ کے دن چناب نگر میں ختم نبوت کانفرنس میں جانا ہے، اس لئے ہفتہ کے دن یہاں تشریف لائیں گے جمعرات، جمعہ یہ اڑتالیس (۴۸) گھنٹے کا انتظار بہت مشکل تھا بالآخر انتظار کی گھڑیاں ختم ہونے کو تھیں کہ استادِ محترم نے بلا کر فرمایا کہ ''چلو دارالعلوم حقانیہ جانا ہے'' پوچھا ''استاد جی! کیوں ڈاکٹر صاحب نہیں آ رہے؟'' فرمایا ''وہی تو ہے انہیں لینے کے لئے تو جا رہے ہیں'' بس دارالعلوم پہنچنے تک ڈاکٹر صاحب کی عجیب و غریب تصویریں ذہن میں بنائے دارالعلوم پہنچے، ابھی دفترِ اہتمام ہی جا رہے تھے کہ جناب الحاج محمد شفیق الدین صاحب نے ''رسائل و جرائد کے دفتر'' سے آواز دی، ''حقانی صاحب! مہمان یہاں ''رسائل و جرائد کے دفتر'' میں ہیں ڈاکٹر صاحب حضرت حقانی صاحب سے گلے ملے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے دو بچھڑے عزیزوں کے درمیان ملاقات ہو حقانی صاحب نے فرمایا ''اللہ نے آپ سے بہت کام لیا ہے'' آپ کی کتابیں دیکھتے رہے اور سیکھتے رہے ڈاکٹر صاحب نے فرمایا ''آپ کا حسنِ ظن ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں اور خاتمہ بالخیر ہوں''۔

ڈاکٹر صاحب کو مولانا راشد الحق سمیع، جناب محمد شفیق الدین صاحب دارالعلوم حقانیہ کے تمام شعبہ جات، رسائل و جرائد، کمپیوٹر لیب، دارالافتاء، درسگاہیں، دفتر الحق، دفتر مؤتمر المصنفین اور طلبا کے دارالاقاموں اور احاطوں کا معائنہ کراتے رہے ڈاکٹر صاحب بہت خوش تھے، فرمایا ''ہم تو سمجھتے تھے کہ یہاں صرف درس و تدریس ہوتا ہے، بلکہ یہاں تو یونیورسٹیوں سے بھی اعلیٰ نظام ہے'' دارالعلوم حقانیہ کے مختلف شعبے دیکھنے کے بعد دفتر اہتمام لے گئے یہاں آ کر یہ بھی معلوم ہوا کہ ڈاکٹر ابوسلمان صاحب کل عصر کے وقت استادِ مکرم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم کی ملاقات کے لئے پہلی مرتبہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے اور عصر سے رات گئے تک حضرت مولانا کے دولت کدہ پر علمی، ادبی اور تاریخی نوعیت کی نشست ہوئی نوجوان اساتذہ، اہلِ قلم علماء، باذوق طلبا اور فضلا شریک رہے حضرت استادِ مکرم مولانا سمیع الحق مدظلہ گزشتہ دو ہفتوں سے شدید علالت کے باوصف مہمان کے ساتھ مصروفِ گفتگو رہے پُر تکلف عشائیہ دیا اور دوسرے روز بھی تمام دن مہمان کے ساتھ مصروف گزارا علمی، ادبی، قلمی ذوق اور تاریخی شوق کے پیش نظر اپنے مہمان کا مکمل اکرام کیا اور آخر وقت عصر سے قبل جامعہ ابوہریرہ سے رخصت ہونے تک ساتھ رہے ڈاکٹر صاحب سے علمی، ادبی اور تاریخی گفتگو نے حضرت مولانا کی بیماری کو ختم کر دیا تب سے اب تک وہ پھر اپنی معمول کی زندگی اور درس و تدریس، علم و افادہ اور اسفار میں مصروفِ کار ہو گئے۔

ڈاکٹر صاحب کا تعارف خودان کی زبانی

دفتر میں حضرت مولانا راشد الحق سمیع حقانی مدیر ماہنامہ ''الحق'' نے ڈاکٹر صاحب سے استفسار فرمایا! حضرت آپ نے تنِ تنہا اتنا بڑا کام کیسے کیا؟ اپنے مختصر حالات بھی ذکر فرماویں۔

ڈاکٹر صاحب میرا اصل نام تصدق حسین خان ہے میں نے اتنا کام کیسے کیا؟ بس اللہ کے فضل وکرم سے، البتہ اتنا بتادوں کہ میں کسی کی غمی' خوشی میں شریک نہ ہوا، نہ کسی کو دعوت دی اور نہ کسی کی دعوت میں گیا ۱۹۵۰ء میں پاکستان آیا، چھ آٹھ مہینے بڑی تکلیف میں گزارے، لاڑکانہ میں کچھ عزیز تھے، وہاں بھیجا گیا، وہاں سے دادو گیا، مگر ذریعۂ معاش میسر نہ ہوسکا نواب شاہ میں ایک عزیز مدرسہ میں ملازمت کرتے تھے ان کی مردان میں کچھ زمین نکل آئی تو وہ وہاں جانا چاہتے تھے میں وہاں پہنچا اور ان سے عرض کیا کہ آپ اپنی جگہ مجھے رکھ لیں چنانچہ نواب شاہ میں میرا تقرر ہوگیا میں نے الحمداللہ ! حفظ بھی کیا ہے وہاں سات سال گزارے ۱۵ روپے تنخواہ تھی پنجاب یونیورسٹی سے ادیب فاضل کا امتحان دیا ۱۹۶۲ء میں میٹرک کیا انٹر، بی اے اور ایم اے کے امتحانات دیئے اس کے بعد ''انجمن ترقی اردو'' میں تقرری ہوئی۔

بچپن میں کتابوں سے دلچسپی

میرے چچا عبدالہادی خان مولانا مفتی کفایت اللہ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے وہ میرے مربی تھے، انکے ہاں کتابوں کا بڑا ذخیرہ تھا اس دور میں عبداللہ بٹ کے مضامین' سلطان ٹیپو' شاہ عبدالعزیز کی کتابیں اور دیگر کتابیں پڑھتا اسی طرح میرے دادا حضرت فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی کے مریدوں میں سے تھے نانا بھی عالمِ دین تھے غرض اچھا خاصا دینی ماحول میسر تھا نانا جی کے پاس بھی کتابوں کا خزینہ تھا نانا کی وفات کے بعد ماموں نے فرمایا! یہ ساری کتابیں دینی مدرسہ میں دے آؤ میں نے عربی کتابیں تو مدرسہ میں دے دیں اور اردو کتابیں گھر لے آیا ماموں جان حضرت شاہ ولی اللہؒ، سید احمد شہیدؒ شاہ اسماعیل شہیدؒ شاہ عبدالعزیزؒ کا تذکرہ نہایت عقیدت سے فرماتے تھے۔

جب میری شادی ہوگئی اور ہم پاکستان ہجرت کرنا چاہتے تھے تو سسرال

والوں نے کہا! سامان لیتے جاؤ، میں نے دو جوڑے کپڑے نہیں لیے مگر ساری کتابیں جو دو صندوقوں میں تھیں ساتھ لے آیا پانچ میل کا ریگستانی سفر پیدل طے کیا اتنے طویل سفر کا کبھی اتفاق بھی نہیں ہوا تھا غرض بہت مشقت کے ساتھ کتابیں لایا میں اس وقت ان میں سے اکثر کتابوں کو نہیں سمجھتا تھا، مگر جوں ہی مطالعہ وسیع ہوتا گیا کتابیں سمجھ میں آتی رہیں یہ کتابیں ۱۹۸۶ء تک میرے پاس رہیں علی گڑھ کالونی کراچی میں پٹھانوں اور ایم کیو ایم کے جھگڑوں اور فساد میں جب میرے مکان جو پٹرول پمپ کے قریب تھا آگ لگائی گئی تو ساری کتابیں جل گئیں۔

ڈاکٹر صاحب داستانِ حیات ذکر فرما رہے تھے کہ استادی و استاد العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ تشریف لائے حضرت حقانی صاحب اور تمام اہلِ مجلس سے ملے حضرت مولانا صاحب نے حقانی صاحب سے استفسار فرمایا! آپ ڈاکٹر صاحب سے پہلے مل چکے ہیں؟ حقانی صاحب نے عرض کیا! نہیں یہ پہلی ملاقات ہے ڈاکٹر صاحب نے فرمایا! حضرت مولانا صاحب تو کراچی تشریف لاتے ہیں، تو ملاقات ہوتی تھی حقانی صاحب نے فرمایا! جی ہاں! استاد جی آپ کی ساری محبتیں سنایا کرتے تھے۔

ختم بخاری کا اہتمام

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم نے حضرت مولانا محمد یوسف شاہ اور نوجوان اساتذہ سے فرمایا! کہ تمام طلباء کو دارالحدیث میں جمع ہوجائیں تاکہ وہ بھی ڈاکٹر صاحب سے ملاقات کریں اور استفادہ بھی چند منٹ میں تمام طلباء دارالعلوم کے دارالحدیث میں جمع ہوگئے حضرت مولانا صاحب ڈاکٹر صاحب، حضرت حقانی صاحب دیگر علماء اور شریک مجلس حضرات دارالحدیث تشریف لے گئے مہمان سٹیج پر تشریف فرما ہوئے اور حضرت الاستاد مولانا سمیع الحق صاحب مسندِ حدیث پر حضرت مولانا مدظلہ نے

فرمایا کہ ''بخاری شریف کے ختم کا مصائب پریشانیوں کے وقت اکابر ومشائخ کا معمول چلا آرہا ہے جب سے مدارس ومساجد کے خلاف امریکی عزائم کا پتہ چلا ہے تب سے دارالعلوم میں ختم بخاری کا اہتمام کیا جاتا ہے'' آپ سوچیں گے کہ ۵۔۱۰ منٹ میں بخاری شریف کا ختم کیسے ممکن ہے؟ اگر آپ دارالعلوم تشریف لائیں گے اور دورۂ حدیث کے طلبا کی تعداد معلوم کریں گے تو اس سوال کا جواب خود بخود مل جائے گا اسلئے کہ بخاری شریف کے دونوں جلدوں کے صفحات تقریباً ساڑھے گیارہ سو (۱۱۰۰) ہے اور دارالعلوم حقانیہ میں دورۂ حدیث کے طلبا کی تعداد تیرہ سو (۱۳۰۰) سے زائد ہے اور ہر ایک کا اپنا رول نمبر ہے حضرت مولانا مدظلہٗ کے اعلان وہدایت کے مطابق ہر طالب علم نے اپنے رول نمبر کے صفحے کی تلاوت کی اور جو طلباء رہ گئے انہوں نے قرآن مجید کی تلاوت شروع کی پانچ' دس منٹ میں بخاری شریف کا ختم مکمل ہوا تو حضرت مولانا کے اصرار پر شیخ الحدیث حضرت مولانا مغفور اللہ صاحب دامت برکاتہم نے دُعا فرمائی دُعا کے بعد حضرت مولانا قاری محمد عبداللہ مدظلہٗ کے صاحبزادے مولانا قاری عطاء اللہ شاہ تحسینی نے تلاوت کی۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق دامت برکاتہم کا استقبالیہ خطاب

تلاوتِ کلام پاک کے بعد حضرت مولانا صاحب نے خطاب فرماتے ہوئے طلباء سے فرمایا!

دیوبند کی تاریخ سے باخبر شخصیت

''ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمارے درمیان بزرگ دیدہ ور، حضرات اکابرینِ دیوبند کی تاریخ سے باخبر شخصیت ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری موجود ہیں ڈاکٹر صاحب کی ساری زندگی علم وادب' ریسرچ وتحقیق کی اشاعت میں گزر رہی ہے ایک چھوٹے

سے کمرے میں میں بیٹھے ہوئے ہیں اور ایک اکیڈمی کا کام کر رہے ہیں بہت بڑے محقق ہیں، مگر اب سب کچھ سے لاتعلق ہو کر تاریخ وسوانح پر کام کر رہے ہیں۔

دارالعلوم دیوبند جامع المجددین

آپ حضرات کو معلوم ہونا چاہئے کہ ہمارے مسلک کا سرچشمہ ہندوستان سے وابستہ ہے اللہ تعالیٰ نے دارالعلوم دیوبند سے تجدید دین کا کام لیا ہے ''تاریخ دعوت و عزیمت'' میں مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے مجددین کو جمع کیا ہے، وہ حضرات جن سے اللہ نے تجدید دین کا کام لیا ہے حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی یہاں (دارالعلوم حقانیہ) تشریف لائے تھے دارالعلوم دیوبند کی خدمات کے حوالے سے گفتگو ہو رہی تھی فرمایا! ''اللہ تعالیٰ دین کے تجدید کا کام کبھی افراد سے لیتے ہیں اور کبھی کسی ادارہ سے الحمدللہ دارالعلوم دیوبند جامع المجددین ہے دارالعلوم دیوبند نے مجددین پیدا کئے دارالعلوم دیوبند کا مسلک کتاب وسنت ہے اگر یہ نہ ہوتا تو دین بدعت ورواجات کی وجہ سے مٹ جاتا۔

اکوڑہ کی سرزمین جہاد کا میدان

شاہ عبدالعزیزؒ کے تربیت کے نتیجے میں حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ اور سید احمد شہیدؒ نے انگریز کے خلاف پہلا جہاد کیا سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ لمبے راستوں سے افغانستان اور وہاں سے سرحد ڈھائی تین ماہ کا سفر انتہائی سخت سفر طے کیا آغازِ جہاد اکوڑہ خٹک سے ہوا ۷۰ وہ حضرات اکوڑہ خٹک میں شہید ہوگئے جن کا تعلق ہندوستان سے تھا اور جن کی فہرست سید احمد شہید نے اپنے ایک مکتوب میں لکھ کر بھیجی جس کی تفصیل تاریخ دعوت وعزیمت کے باب جنگ اکوڑہ میں مذکور ہے دارالعلوم کے متصل درختوں کی جھنڈ ہے یہاں بھی چند مدفون ہیں حضرت سید احمد شہیدؒ کے ساتھ جہاد میں

شریک بڑے بڑے لوگ تھے ان میں ایک شہزادہ تھے، وہ بہت سخت بیمار تھے شاہ صاحب سول جہاد کے لئے نوجوانوں کا انتخاب فرما رہے تھے تو اس شہزادے کو بیماری کی وجہ سے لسٹ سے نکال دیا کہ یہ معذور ہے وہ چیخ چیخ کر رونے لگے کہ آپ مجھے محروم کررہے ہیں، جب کہ یہ صدیوں بعد پہلا جہاد ہے ان کے اصرار پر شاہ صاحب نے انہیں شریک فرمایا شیدو کے قریب لڑائی ہوئی اور اس میں وہ شہید ہوگئے، وہیں ان کا مزار ہے غرض حضرت شاہ صاحب بالاکوٹ پہنچے اور غداروں کی وجہ سے وہاں شہید ہوگئے۔ اس سلسلے میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی کتابوں ''شہدائے بالاکوٹ' سیرت سید احمد شہید'' کا مطالعہ ضرور کرنا چاہئے۔

شہیدین کے مشن کی تکمیل

حضرت شاہ صاحبؒ کی تحریک یہاں ختم نہیں ہوئی حضرت قاسم العلوم والخیرات مولانا محمد قاسم نانوتوی' شیخ الہند مولانا محمود الحسن' شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی نے انکے مشن کی تکمیل کی اور انگریزوں کو برصغیر پاک و ہند سے نکلنے پر مجبور کیا ہمارے اکابر کے سامنے صرف انگریز دشمن نہیں تھا، اگر ایک طرف انکا مقابلہ انگریز کیساتھ تھا تو دوسری طرف وہ سکھوں' ہندوؤں اور آریہ سماج کے محاذ پر بھی موجود ہوتے دین اسلام پر انکے اعتراضات کا عقلی' نقلی رد فرماتے۔

تاریخ کے اوراق کا ترجمان

یہ سنہری تاریخ' سلسلۃ الذہب ہمارے علم میں نہیں یہ علوم ہم تک ایسے نہیں پہنچے اس کی پشت پر جو تاریخ ہے اس سے واقفیت ضروری ہے اس تاریخ کی بڑی ترجمانی حضرت ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری حفظہ اللہ کررہے ہیں ڈاکٹر صاحب وہ پہلے شخص ہیں جن سے اللہ نے اتنا عظیم کام لیا صرف مولانا ابوالکلام آزاد پر آپ نے سو مقالات و

کتابیں لکھیں ہیں شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کی سیاسی ڈائری ۸ جلدوں میں جن کے صفحات ۷۰۰۰ سے زائد ہیں' مرتب کی ''برصغیر کی شرعی حیثیت' حضرت شیخ الہند ایک سیاسی مطالعہ' ابوحنیفہ ہند مفتی کفایت اللہ ایک سیاسی مطالعہ' مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی اور امامِ انقلاب مولانا عبید اللہ سندھی پر اور تحریک آزادی کے دیگر اکابر و مشاہیر پر کتابیں لکھی ہیں ہمارے اور آپ کے مادرِ علمی جامعہ دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے ہیں میں نے ان سے درخواست کی ہے کہ آپ بھی ان سے مستفید ہوجایئے۔

روسی سامراج کا جنازہ فضلاء حقانیہ نے نکالا

آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ دارالعلوم دیوبند کی وجہ سے ہندوستان انگریزی سامراج کا جنازہ نکلا، روسی سامراج کا جنازہ الحمدللہ دارالعلوم حقانیہ سے نکلا مولانا جلال الدین حقانی' حضرت شیخ الحدیث کے خصوصی تلامذہ میں سے تھے حضرت شیخ الحدیث کی بہت خدمت فرمایا کرتے تھے، نمازیں بھی جلال الدین حقانی پڑھایا کرتے تھے مگر جب روسی سامراج افغانستان پر حملہ آور ہوا' تو حضرت شیخ الحدیث نے تمام محبتوں کے باوجود انہیں میدانِ کارزار کے لئے منتخب فرمایا پھر اللہ کے فضل سے ہزاروں فضلائے حقانیہ میدان میں اُترے آئے اور روسی سامراج کے تخت و تاج کو نیست و نابود کردیا اب فضلائے حقانیہ دنیا کے سب سے بڑے خبیث بزعمِ خود سپر پاور امریکہ کے ساتھ نبرد آزما ہیں ان شاء اللہ امریکہ کا جنازہ بھی دارالعلوم حقانیہ جو دارالعلوم دیوبند کا ایک چھوٹا سا شاخ ہے' سے ہی نکلے گا میں عرض کررہا تھا جو جہاد شاہ ولی اللہ نے شروع فرمائی تھی اب بھی جہاد اس کا تسلسل ہے میں ڈاکٹر صاحب سے عرض کروں گا کہ وہ اسی حوالے سے گفتگو فرماویں (مولانا سمیع الحق صاحب کے استقبالیہ کلمات کے بعد ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہان پوری نے خطاب فرمایا)۔

مولانا سمیع الحق صاحب نے میرے حوصلے بڑھائے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعدُ

معزز اساتذۂ کرام، عزیز طلباءِ عظام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ! آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ مجھے ۱۹۷۰ء سے حضرت مولانا (سمیع الحق) مدظلہٗ کی سرپرستی حاصل ہے آج مولانا نے میرے بارے میں جو کچھ فرمایا، مجھے اس پر قطعاً تعجب نہیں ہوا، اس لئے کہ ہمارے بزرگوں کا یہی طریقہ چلا آ رہا ہے اور اسی طرح وہ اپنی چھوٹوں کی ہمت افزائی فرماتے ہیں اور حوصلہ بڑھاتے ہیں ۱۹۸۶ء کے فسادات میں جب میرا گھر جلایا گیا تو اس موقع پر مولانا جب خود اکوڑہ سے کراچی تشریف لائے تو میرے غریب خانہ آ کر اپنی شفقت و محبت سے نوازا آپ یقین جانیں آج یہاں پہنچ کر جب دارالعلوم حقانیہ کو دیکھا، یہاں کے کاروبارِ علم وتہذیب، تعلیم وتربیت اور مختلف شعبہ جات کو اور اس کے عمارات کو دیکھا، کمپیوٹر لیبارٹری دیکھی تو بہت افسوس ہوا افسوس اس بات پر ہوا کہ اپنی شامِ زندگی میں کیوں یہاں پہنچا، ترقی وعروج، جوانی کے ایام میں آج سے ۲۰ سال قبل کیوں نہیں آیا؟ آج بھی حضرت مولانا کی شفقت ومحبت دیکھ کر بہت خوشی ہوئی آپ سب حضرات سننے کیلئے آئے ہیں، مگر یہاں پہنچ کر میرے الفاظ ختم ہوگئے میرے پاس حضرت مولانا کی شکریہ کیلئے الفاظ نہیں میں نے حضرت سے عرض کیا تھا کہ میں اس میدان کا آدمی نہیں شرمندہ ہوں، کیا بتاؤں ۵۰ سال پر پھیلے ہوئے کام کے متعلق؟

وقت کی سیاست سے بے نیازی

۱۰۰ تک مقالات اور کتابیں مولانا ابوالکلام آزاد پر شائع ہوئیں جمعیت علماءِ ہند اور ان کے تمام صدور پر اللہ نے لکھنے کا موقع دیا شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی کی سیاسی ڈائری ۷۰۰۰ صفحات میں شائع ہوئی ہے ویسے تو میں بہت پہلے سے لکھتا آ رہا

ہوں، مگر ۱۹۵۷ء میں جب شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ دنیا سے رحلت فرما گئے تو پاک و ہند کی فضا میں ایک عجیب سی کیفیت محسوس کی جارہی تھی میں نے ان پر مضمون لکھا تو دل و طبیعت میں اطمینان محسوس کیا اور اسے اپنا سب سے پہلا مضمون سمجھتا ہوں دوسرا مضمون مولانا ابوالکلام آزاد کی وفات کے موقع پر لکھا میں نے اپنے ساتھ عہد کیا ہے کہ وقت کی سیاست میں دخل نہیں کروں گا اور مذہبی بحث ومباحثہ میں کبھی حصہ نہیں لوں گا، بحمداللہ اسی پر قائم ہوں۔

ایک موضوع کا انتخاب

مجھے اپنے ایک بزرگ خواجہ عبدالوحید صاحبؒ جو میرے شفیق تھے، نے نصیحت فرمائی کہ اپنے کام کے لئے ایک دائرہ مقرر کرو اور پھر اس سے باہر نہ نکلو، اگر تم ایک موضوع پر لکھنا چاہو تو اس کے لئے مطالعہ کروگے اور اس سے متعلق جملہ مواد کو اکٹھا کروگے اگر ایک موضوع پر صرف مطالعہ شروع کرو تو اس کیلئے یہ زندگی کم پڑ جائے گی، ہر موضوع پر ہر زبان میں اتنی کتابیں لکھی گئی ہیں کہ ان سب کا احاطہ مشکل ہے تم ایک موضوع پر لکھنا چاہوگے اور اس کے مصادر عربی میں ہوں گے اور تمہارے لئے عربی سے اخذ و استفادہ مشکل ہوگا اردو تراجم کو پڑھوگے، اور تحقیق میں تراجم کی کیا حیثیت ہے؟ یہ آپ خود ہی جانتے ہیں'' بس میں نے ان کی نصیحت پر عمل کیا اور ایک دائرہ میں رہ کر اللہ نے یہ کام لیا۔

مولانا نے مجھے عزت بخشی

حضرت مولانا نے مجھے عزت کے مقام پر بٹھایا اساتذہ ومشائخ تشریف فرما ہیں، میری یہ وقعت نہیں کہ ان کے سامنے کچھ عرض کروں، البتہ یہ ہے کہ میں ان کے قدموں میں بیٹھوں اور ان کے جوتے سیدھے کرکے ان سے استفادہ کروں اس لئے آپ سے گزارش

ہے کہ آپ سوالات پوچھیں میں جواب دوں گا، اگر جواب نہ دے سکا تو مجھے معذور سمجھئے گا کہ امام مالک نے بھی بہت سے سوالوں کے جواب میں لاادری فرمایا تھا''۔

علماء اور طلباء کے سوالات اور ڈاکٹر صاحب کے جوابات

اس کے بعد دارالعلوم حقانیہ کے طلباء نے حضرت ڈاکٹر صاحب سے سوالات پوچھنا شروع کیے ڈاکٹر صاحب ہر سوال کا تفصیلی جواب دیتے طالب علموں کے سوالات کا جب ڈھیر لگ گیا تو حضرت مولانا صاحب نے ڈاکٹر صاحب کو طلباء کے سوالات سنائے اس کے بعد فرمایا کہ ڈاکٹر صاحب کو پھر کبھی زحمت دیں گے، مگر مجھے آپ کے ذوق وشوقِ مطالعہ اور اتنے اہم سوالات کے پوچھنے پر نہایت خوشی ہوئی سٹیج پر دارالعلوم کے اساتذہ و مشائخ شیخ الحدیث مولانا مغفور اللہؒ شیخ الحدیث حضرت مولانا انوارالحق صاحب نے نائب مہتمم دارالعلوم و نائب صدر وفاق المدارس مولانا عبدالقیوم حقانی' مولانا حافظ محمد ابراہیم فانی' مولانا محمد یوسف شاہ' مولانا راشد الحق' مولانا حامد الحق اور دیگر حضرات موجود تھے۔ تقریب کا اختتام حضرت مولانا مدظلہٗ کی دُعا پر ہوا طلباء حضرت ڈاکٹر صاحب سے ملے، پھر دارالحدیث ہی میں حضرت مولانا مدظلہٗ کی امامت میں نمازِ ظہر ادا کی۔ بعد ازاں مہمان حضرت مولانا کی رہائش گاہ چلے گئے۔ ڈاکٹر صاحب نے حضرت حقانی صاحب کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا:

''میں آپ کے کاموں کو دیکھ کر سمجھ رہا تھا کہ آپ جوان ہوں گے اور آپ کو خط میں بھی سلمہٗ لکھا کرتا تھا مگر آپ بھی تو سفید ریش ہیں' حقانی صاحب نے فرمایا! جی ۵۵ سال عمر ہے، بس اللہ کام لے رہا ہے، حضرت الاستاذ مولانا سمیع الحق مدظلہ کی سرپرستی میں سب کچھ ہورہا ہے''۔

حضرت مولانا صاحب نے فرمایا ! مولانا حقانی جب دارالعلوم آئے تھے تو

داڑھی بھی نہیں آئی تھی بچہ تھے اس وقت سے میرے ساتھ اور حضرت شیخ الحدیثؒ کی خدمت میں رہتے، میں اکثر کہا کرتا ہوں کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے اللہ نے لوہے کو مسخر کیا تھا اور مولانا حقانی کو تصنیف وتالیف النا له الحدید اور النا له التصنيف .

حضرت حقانی صاحب نے ڈاکٹر صاحب سے فرمایا کہ! ''آپ نے مکاتیب مشاہیر دیکھ لیں' فرمایا ہاں! رات کو انہوں نے دکھائے تھے حقانی صاحب نے فرمایا! استاد جی! بچپن سے یہ مکاتیب جمع کرتے آرہے ہیں، آپ کے بھی بہت سارے خطوط ہیں مولانا عرفان الحق نے ڈاکٹر صاحب کے مکاتیب والی جلد نکالی اور حضرت حقانی صاحب کے حوالہ کیا حضرت حقانی صاحب نے حضرت مولانا مدظلہٗ کے ہاتھ سے لکھے ہوئے تعارفی حاشیہ ڈاکٹر صاحب کے متعلق بآوازِ بلند پڑھ کر سنایا۔

ڈاکٹر ابوسلمان کی علمی و تحقیقی خدمات مولانا سمیع الحق کی زبانی

''ابوسلمان شاہجہان پوری مصنف، ادیب، صحافی، استاد اور کیا کیا صفات کے حامل گورنمنٹ نیشنل کالج کراچی کے مجلّہ علم وآگہی اس کے بعد بابائے اردو کے قومی زبان، انجمن ترقی اردو، اور آزاد ریسرچ انسٹی ٹیوٹ علی گڑھ ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی اور ۸۰ء کے اواخر میں مقتدرہ قومی زبان سے منسلک ہوئے مولانا آزاد اور اکابر ہند اساطین جنگ آزادی سے بے حد ذہنی وفکری ہم آہنگی رکھتے ہیں اور ان کے دفاع میں بعض اوقات جارحیت بھی آجاتی ہے مولانا آزاد پر پی ایچ ڈی بھی کیا کتاب وقلم، علم ومطالعہ اور تحقیق وتنقید ہی ان کا سرمایۂ شب وروز ہے ناچیز سے بے حد محبت اور برادرانہ تعلق اب تک قائم ہے۔''

حقانی صاحب نے ڈاکٹر صاحب کو بتایا کہ یہ صرف مکاتیب نہیں' بلکہ تقریباً ایک صدی کا علمی' ادبی' تعارفی اور تاریخی ذخیرہ ہے اللہ کرے یہ جلد مکمل ہوکر شائع ہوں

آپ کے نام کا یہ شذرہ ''القاسم'' میں بھی شائع ہوا ہے استادمکرم مولانا سمیع الحق مدظلہ کی خدمت میں کبھی کبھی حاضر ہونے کی سعادت حاصل ہوتی ہے، استادمکرم علمی، ادبی گفتگو سے محظوظ فرماتے ہیں، یہی علمی، ادبی مجالس ساعتے با اہل حق کے نام سے ''القاسم'' میں شائع ہوتی ہیں۔

مولانا مدظلہٗ کی رہائش گاہ سے حضرت حقانی صاحب، ڈاکٹر صاحب کو جامعہ ابوہریرہ لے آئے تھوڑی دیر بعد حضرت مولانا مدظلہٗ بھی جامعہ ابوہریرہ تشریف لائے جامعہ ابوہریرہ کے کتب خانے کے وسیع ہال میں پہلے ڈاکٹر صاحب نے اور پھر حضرت مولانا مدظلہٗ نے جامعہ کے اساتذہ وطلبہ سے خطاب فرمایا! احقر نے کوشش کی ہے کہ ڈاکٹر صاحب اور حضرت مولانا مدظلہٗ کی کوئی بات لکھنے سے نہ چھوٹے مگر پھر بھی قوی امکان ہے کہ ضرور رہ گئی ہوگی اس لئے احقر نے صرف اشارات لکھے تھے اور بعد میں اسے پھیلا دیا لہٰذا کمی وکوتاہی کو احقر کی طرف سے منسوب کیا جائے نہ کہ حضرت مولانا مدظلہٗ اور ڈاکٹر صاحب کی طرف بہرحال حضرت ڈاکٹر صاحب سے ملاقات اور مادر علمی میں چند بیتے ہوئے ساعات اپنے لئے سعادت اور سرمایہ حیات سمجھتا ہوں اللہ تعالیٰ دارالعلوم کو تا قیام قیامت شاداب وآباد رکھے (امین)

ضبط وترتیب: مولانا حبیب اللہ حقانی

الحق: ستمبر ۲۰۱۰ء

تاثرات

جناب ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہان پوری

چند گھنٹے دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں

مولانا سمیع الحق کے ساتھ بیتے ہوئے لمحات

۱۵/اکتوبر ۲۰۱۰ء کی شام کو میں اکوڑہ خٹک پہنچا اور مخدوم ومحترم صاحبزادہ مکرم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی شیخ الحدیث اور مہتمم دارالعلوم حقانیہ سے شرف ملاقات حاصل ہوا تقریباً 11 بجے تک مولانا مدظلہ العالی کی صحبت میں گزارنے، گفتگو سے لطف اندوز ہونے نوع بہ نوع معلومات سے دامن کو بھر لینے اور افکار عالیہ سے مستفید ہونے کی سعادت حاصل ہوئی اگرچہ میرا ارادہ اگلے روز سہ پہر تک، ۱۴۔۱۵ گھنٹے حضرت مولانا کی صحبت میں گزارنے اور زیادہ سے زیادہ وقت حضرت کی صحبت میں گزارنے اور لطف وکرم سے فیض یاب ہونے اور دارالعلوم کو دیکھنے کا تھا، لیکن پروفیسر سید حنیف رسول کاکاخیل جو حضرت مولانا مدظلہ سے تقریب ملاقات کا موجب ہوئے تھے اور پروفیسر محمد جہانگیر صاحب راولپنڈی سے اسی شام خاکسار سے ملاقات

کے شوق میں اکوڑہ خٹک پہنچے تھے، حضرت مولانا سے ملتجی ہوئے کہ آج کی رات اپنے
مہمانِ عزیز سے ملاقات اور تمنائے صحبت وکلام سے لطف اندوز ہونے کے لئے اجازت
بخشی جائے مولانا مدظلہ کے اخلاق کریمانہ نے ان عزیزان گرامی کی دل شکنی گوارا نہ
فرمائی اور چونکہ خاکسار کا منشا بھی یہی تھا اس لئے صبح دس بجے تک کے لئے خاکسار کو ان
کے ساتھ جانے کی اجازت مل گئی۔

۱۶/اکتوبر کو ٹھیک دس بجے خاکسار دوبارہ حضرت مولانا کی خدمت میں حاضر
ہوگیا اور گزشتہ نصف صدی (۱۹۶۰ء،۲۰۱۰ء) سے جس آرزو کو دل میں چھپائے ہوئے بے
چینی کے شب وروز گزارے تھے، اس کے قرب ونظارۂ جہاں کا وقت آ گیا تھا چند لمحوں
میں پردہ اٹھ جانے والا تھا، اس وقت کا پہلا پروگرام یہی تھا کہ دارالعلوم حقانیہ کے
دروبست کا نظارہ اور بام ودر کی سیر ودید سے بے چین قلب وروح کی تسکین کا سروسامان
کیا جائے۔

دارالعلوم حقانیہ کی سیر

عزیز مکرم مولوی راشد الحق سمیع حقانی اپنے چند احباب کے ساتھ خاکسار کو لے
کر دارالعلوم حقانیہ کی سیر کو روانہ ہوئے سب سے پہلے دارالعلوم کے حدود میں تاریخی
قبرستان لے گئے، جہاں حضرت مولانا عبدالحق نور اللہ مرقدہ، محدث عصر وبانی دارالعلوم
حقانیہ، خاندان کے چند بزرگ وخرد، بعض شہدائے کرام اور چند دیگر شخصیات آسودہ
خواب ہیں، میرے لئے عبرت کا یہ بڑا مقام تھا، خاکسار نے یہاں تمام آسودہ خاک اہل
قبور کے لئے دعائے مغفرت اور بلندی درجات کے لئے اللہ تعالیٰ سے ملتجی ہوا جن کے
بارے میں میرا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی تھا اور وہ اعلیٰ علیین میں پہلے ہی اس
کے قرب کا انعام پاچکے ہیں اس سے آگے قدم بڑھائے تو دیکھا کہ ایک بلڈنگ میں

چھوٹے چھوٹے بچے ہیں معلوم ہوا کہ دارالعلوم میں چھوٹے بچوں کے لئے ایک ابتدائی
مدرسہ ہے، جو دارالعلوم کی عمارتوں کے بیچ میں ہونے کے باوجود سب سے الگ بھی ہے
ان کو اسی عمارت میں اساتذہ تعلیم دیتے ہیں یہیں ان کی رہائش ہے، ان کے کھانے کا
انتظام الگ ہے اور ایک نگران کی سرپرستی میں اپنے کام خود ہی انجام دیتے ہیں۔

قدیم اور جدید علوم کے عریض وبسیط کتب خانہ

اس سے نکلے تو قریب ہی عریض وبسیط کتب خانہ قدیم وجدید علوم وفنون کی
نادر ونایاب کتابوں سے مالامال ہے کتب خانے کے نگران اپنے معاونین کی مدد سے
مصروف کار تھے کتب خانے کے ذخیرے کا اوران کی ترتیب ان کی نگہداشت کے
بارے میں بہت سے سوالات کرکے اپنی معلومات میں اضافہ کیا لیکن کتب خانہ چند
منٹوں میں دیکھ کر نکل جانے کی جگہ نہیں ہوتی دنیا سے بے نیاز ہوکر اور پاؤں توڑ کر بیٹھ
جانے اور اسی میں زندگی گزار دینے کی جا ہوتی ہے افسوس کہ استفادے کا کوئی موقع نہ تھا
آگے بڑھ جانا پڑا۔

دارالعلوم کے تمام شعبہ جات کا معائنہ

اس سے آگے انتظامیہ، افتاء، تصنیف وتالیف، مجلّہ الحق درس وتدریس کے
ابتدائی درجات سے لے کر دورہ حدیث اور تخصص کے درجات تک کا معائنہ کیا درجات
وشعبہ جات میں کارکنان مستعد اساتذہ گرامی کو ادائے فرائض عالیہ میں مصروف
اور طلبائے عزیز کو مقصد حصول تعلیم میں منہمک اور سرگرم پایا۔

عجب علمی فضاء

تمام شعبہ جات میں جاکر دیکھا، درسگاہوں میں جھانک کر دیکھا، اساتذہ

کے درس کو کان لگا کر سنا، ہر فرد کو اپنے کام میں مصروف پایا تدریس کے اوقات میں کسی
طالب علم کو ادھر ادھر گھومتے پھرتے نہ دیکھا زمین کو گندگی سے اور فضا کو شور شغب سے
پاک ومبرا پایا نظم وضبط کا حیران کن نظارہ، اساتذہ کو شفقت کا پیکر، تلامذہ کو اطاعت و
تہذیب کا مرقع اور دیگر کارکنوں وخدمت گزاروں کو فرض شناس ومہذب، محبت واحترام
کی فضا، دلکش ماحول، خوش گوار موسم، ایسا نہ کہیں دیکھا تھا، نہ سنا طبیعت کو نہایت سرور
اور دل کو نہایت خوشی حاصل ہوئی۔

براعظم ایشیاء کا قابل فخر دینی مدرسہ

دارالعلوم حقانیہ تقریباً سو کنال کے رقبہ میں اپنے دامن میں ایک وسیع وعریض
مسجد کو لئے ہوئے، گردوپیش میں مختلف شعبوں کے الگ الگ دفاتر اور درسگاہوں کی
دومنزلہ کئی شاندار عمارتوں پر مشتمل ہے دوسری منزل پر اس کا وسیع وعریض دارالحدیث
ہے دورۂ حدیث میں امسال طلبہ کی تعداد تقریباً پندرہ سو ہے یہ تعداد نہ صرف پاکستان
اور ہندوستان میں بلکہ براعظم ایشیاء کے دینی مدارس میں سب سے زیادہ ہے اور نہایت
قابل فخر ہے۔

دارالحدیث کا وسیع ہال

دارالحدیث کا ہال نہایت شان دار اور اتنا وسیع ہے کہ کسی علمی وتعلیمی اجلاس
کے دوڈھائی ہزار شرکاء کو اپنے دامن میں سمیٹ لینے کی گنجائش رکھتا ہے دارالعلوم حقانیہ
ایک دینی مدرسہ ہے جو اپنے جامع نصاب، علوم وفنون، تدریس کے معیار، اساتذہ کی
تعداد ومعیار، طریق تعلیم وتدریس کی خصوصیت، اساتذہ کے علمی معیار وقابلیت، طلبہ کی
کثرت اور رجوع عام اپنی عمارت کی وسعت اور نظم وضبط اور دیگر خصوصیات کی بناء پر
ایک عظیم الشان جامعہ (یونیورسٹی) کی حیثیت رکھتا ہے۔

لاحقہ حقانیہ اور وصف حقانی

دارالعلوم کا لاحقہ ”حقانیہ“ اور وصف ”حقانی“ ہے اور اس کے طلبہ کو اس سے
نسبت ”حقانی“ پر فخر ہے، جس نے اپنی ساٹھ سالہ زندگی میں درس وتربیت، تصنیف و
تالیف، مجلّاتی صحافت، قوم وملت اور اسلام کی خدمت کے میدانوں مین ایک تاریخ رقم
کی ہے، اس کی خدمت کے کسی گوشے اور اس کی اہمیت کو نظرانداز کر کے پاکستان کی کوئی
تاریخ مکمل نہیں ہوسکتی۔ اکوڑہ خٹک کا یہ دارالعلوم پاکستان کی تاریخ میں ایک ممتاز
درسگاہ اور قوم کے لئے ایک بے مثال تربیت گاہ اور روشنی کا منارہ ہے۔

مولانا سمیع الحق مدظلہٗ کا مساعی جمیلہ

گزشتہ ایک قرن میں مختلف اسباب وحالات کی بناء پر اس کی شہرت ایشیاء
تا بہ حدود واقصائے یورپ تمام دنیا میں پھیل گئی ہے یہ تمام کامیابی اور شہرت دارالعلوم
حقانیہ کے محدث وقت ومہتمم حضرت مولانا سمیع الحق دامت برکاتہم کے مساعی حسنہ اور
ان کی توجہ سامی کا نتیجہ ہے حضرت مولانا کے ان رفقائے عظیم ومخلص کو نظرانداز نہیں کیا
جاسکتا جو انتظامیہ ودرس وتدریس میں ان کے دست وبازو ہیں، ایسے مخلص، بلند ہمت
اور اعلیٰ دماغ رفقائے کار کسی کو قسمت ہی سے میسر آتے ہیں ایسے اعتماد وتعاون کے
ماحول میں صرف کام انجام نہیں پاتے، کارنامے وجود میں آتے ہیں۔

(الحق: اکتوبر ۲۰۱۰ء)

خطبات

اکابر قومی اتحاد پاکستان

مختصر تعارف

- ☆ مولانا شاہ احمد نورانی: صدر جمعیت علماء پاکستان
- ☆ مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری: ایم این اے کراچی
- ☆ چوہدری ظہوالہی شہید: ایم این اے
- ☆ پروفیسر غفور احمد: جماعت اسلامی کے مفکر اور رہنما
- ☆ مولانا مفتی محمود: صدر جمعیت علماء اسلام پاکستان

پاکستان قومی اتحاد کے اکابر کی آمد

دارالعلوم میں ہر طبقہ خیال اور مکتب فکر کے واردین وصادرین کی آمد ورفت چلتی رہتی ہے ۸؍ جولائی ۱۹۸۳ء کو پشاور جاتے ہوئے متعدد قومی وسیاسی اور مذہبی رہنما کچھ دیر کیلئے حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ سے ملاقات اور دارالعلوم کی زیارت کے لئے تشریف لائے حضرت مولانا مفتی محمود کی معیت میں مولانا شاہ احمد نورانی مولانا عبدالمصطفیٰ ازہری، متحدہ محاذ کے جنرل سیکرٹری پروفیسر غفور احمد اور جناب چودھری ظہور الٰہی صاحب نے قدم رنجہ فرمایا طلبہ کی خواہش پر ان حضرات نے چند منٹ کیلئے خطاب بھی فرمایا مولانا نورانی نے فی البدیہہ عربی زبان میں علم دین اور علماء کی فضیلت بیان کی۔

علماء اور طلباء کے نورانی چہرے

خطبہ مسنونہ کے بعد! السلام علیکم ورحمة اللّٰہ وبرکاتہٗ اخوانی الطلبه هذه اول فرصه جئنا فی هذه المدرسة وكنا نسمع ان مدرسة الحقانيه فی هذه البلاد سمعنا من كبار العلماء المبار زين واخواننا الطلبة الذين يجئيون ههنا لدراسه العلم فالحمد الله الذى قابلنا فضيلة الشيخ مولانا عبدالحق اطال الله عمره و نفع به الا سلام والمسلمين يا اخوانى الطلبه انتم هذه الآن فی هذه المدرسه

طالبين العلوم نرى وجوهكم عليه انوار ليست على وجوهكم فقط بل كل من
جاء يمشى فى هذه المدرسه نشاهد ان هناك انوار على الوجوه ان هناك انوار
وجمال فى القلوب كذلك القلوب منورة بعلوم النبوى ﷺ ونسئال الله ان ينور
قلوبنا بعلوم النبوى ﷺ ان هناك ايام شدائد كثير من الناس يعترضون على ملا
بسنا ويمزحون على عمائمنا وكذلك على نظام المدرسه واكل وشرب كثير
من الطلاب مايجدون الأبسه لان المدارس مالها من اى سبيل من اخذ الاموال
ومن ناحية المادية هذه المدارس ضعيفة جداً كثيرء من الطلبه يترددون فى
تحصيل العلم لكل شئءٍ آفة وللعلم آفات ولكن من جدوجد ان العلوم هى الا
نوار وانتم حاملين الا نوار وانتم بعد ماتخرجون تكونون حاملين انوار النبوة
لقد سررت جداً اتمنىٰ ان نزورها ان شاء الله كرات بعد مرات ونزوركم ان
شاالله (اس کے بعد مولانا عبدالمصطفیٰ نے خطاب فرمایا)۔

قومی اتحاد کے جہاد میں کامیابی کے لئے دعاؤں کی درخواست

**الحمدلله وكفىٰ والصلوٰة والسلام على النبى مصطفىٰ اما بعدكُن عالماً
اومتعلماً او مستمعاًو محباً ولا تكن الخامسة فتهلك**(الإبانة الكبرى، ج ۲۱۰) یا خود
عالم بن جاؤ یا طالبعلم بن جاؤ یا علماء کی باتیں سننے کی صلاحیت پیدا کرو، یہ ادارہ حضور ﷺ
کے اس میراث کا حامل ہے عرصہ سے اس دارالعلوم کا نام میں نے سنا تھا میں بھی علمی
مشاغل میں لگا رہتا ہوں ہمیشہ سے اس ادارے سے قلبی لگاؤ ہے ان علماء کی مساعی کے
برکت سے دستور ہی ایسا تیار ہوا کہ نیک حاکم آجائیں تو آپ انہی دنیا کو دین کے
سانچے میں ڈال سکتے ہیں اور ایسی جدوجہد سے ملک دین ودنیا کے اعتبار سے پھولتا پھلتا
نظر آئے گا انشاء اللہ آپ رات کی تاریکیوں میں دعا کریں کہ اس درپیش جہاد میں آپکی

دعاؤں سے کامیابی پا جائیں آخر میں مفتی صاحب کا خصوصیت سے شکریہ ادا کرتا ہوں
جنکی وجہ سے یہاں حاضری ممکن ہوئی (ازہری صاحب کی تقریر کے بعد جناب چوہدری ظہور
الٰہی شہید[ایم این اے] نے خطاب فرمایا)۔

آج کے احوال شامت اعمال (چودھری ظہور الٰہی)

قدر ومنزلت کے اس محفل میں میری شرکت باعث سعادت ہے میں حضرت
مفتی صاحب اور شیخ الحدیث صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں پانی اس وقت تک نہیں کھولتا
جب تک آگ ایک خاص درجہ حرارت تک نہ پہنچے آپ اگر ملک کا تجزیہ کرے آج سب
برائیوں میں گرے ہوئے ہیں برائیوں کی وجہ سے قوم ظلم میں مبتلا ہوجاتی ہے اور اسکی سزا
کے طور پر یہ حالات پیدا ہوئے موت کی نیند نہ ہوتو آدمی جاگ اٹھے پھر نہ جاگے تو
ایسے ایسے لوگوں کی اصلاح کیلئے رسول آئے ،صحابہ آئے ، اولیاء آئے لوگ پھر بھی غفلت
سے نہ جاگے تو ظالم حکام پیدا ہوجاتے ہیں لیکن پھر بھی اللہ کے فضل سے کچھ لوگ شمع
ہدایت روشن کئے ہوئے ہیں جسکی مثال یہ دارالعلوم حقانیہ ہے اللہ کے فضل وکرم سے یہ
شمع ہدایت حضرت شیخ الحدیث نے جلائی اللہ تعالیٰ اسے روشن رکھے (چوہدری صاحب کی
تقریر کے بعد پروفیسر غفور احمد نے مختصر تقریر فرمائی)۔

اللہ کی اطاعت اور علوم کا سورج مغرب میں طلوع ہوا (پروفیسر غفور احمد)

میری خوش قسمتی ہے کہ یہاں حاضری کا موقع ملا آسمان کا سورج مشرق سے
طلوع ہوتا ہے مگر اس پاکستان میں اللہ کی بندگی ، اطاعت اور علوم کا سورج مغرب سے
طلوع ہوا دارالعلوم جیسی درسگاہیں پاکستان قائم رکھنے والے لوگوں اور اسلام چاہنے
والوں کی حفاظت کا ذریعہ ہیں آپ روشنی کے چراغ اور پہاڑی کا نمک ہو کر نکلے (اس
کے بعد مولانا مفتی محمود صاحب نے کچھ مختصر کلمات عرض کئے)۔

میں مہمان نہیں میزبان ہوں (مولانا مفتی محمود)

الحمد لله وکفی والسلام علی عباده الذین اصطفی میں تو آپ کے پاس تقریباً ہفتہ میں ایک بار آ کر باتیں کرتا ہوں یہاں پر میری حیثیت میزبان کی ہے اسوقت باتوں کی نیت سے نہیں بلکہ صرف اس دعا کیلئے آیا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس ملک میں اللہ کا نظام نافذ کرنے کی توفیق دے اور قرآن وحدیث کے علوم جو آج بیگانہ ہیں زندہ ہو کر اس پر عمل ہو سکیں میں آج اس مدرسہ میں میزبان کی حیثیت سے باتیں کر رہا ہوں جو اکابر میرے ساتھ آئے ہیں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں یہ وہ لوگ ہیں جو آج اسمبلی میں حق کا وہ نعرہ بلند کر کے حق پر کھڑے ہیں اور باطل کا مقابلہ کر رہے ہیں یہ گروہ بھی نہ ہوتا تو اس اسمبلی میں کوئی اسلام کا نام نہ لے سکتا میں ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اللہ ہم سب کو اسلام کے طریقوں پر رواں دواں رکھے۔